دشت ظلمات

تحریر :رانیہ صدیقی

اس کا پلان تیار تھا لوگ تیار تھے.

انہیں کب کیسے کہاں حملہ کرنا تھا ہر چیز تیار تھی.

وہ اور احتشام ایک بار پھر سب کچھ دہرا رہے تھے.

جب اسے خبر دی گئی کہ رباط اس سے ملنے آیا ہے.

وہ اس لڑکی کے ساتھ جیسے ہی کراچی پہنچا تھا ھاد نے اسے حاضر ہونے کا حکم صادر کیا تھا.

احتشام اپنے بھائی کا نام سن کر سیدھا کھڑا ہو گیا.

رباط جیسے ہی اندر آیا اس کی نظر ھاد پر پڑی.
اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح اس کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے.

اس کا دماغ کب گھوم جائے کچھ پتا نہیں تھا.

وہ پہلے اپنے بھای سے ملا اور پھر ھاد کی طرف بڑھا.

رباط اپنی پیشانئ پہ آئے پسینے کے ننھے قطرے محسوس کر رہا تھا.

اور وہ اپنی کیفیت ھاد سے چاہ کر بھی چھپا نہیں پایا.

نجانے اس کا بھائی اس کے ساتھ کیسے رہتا ہے

رباط اس کے ڈیسک کے سامنے کھڑا تھا

سارا کراچی ھاد کے اشاروں پہ ناچتا تھا.

چھوٹی چھوٹی گینگز کا تو وہ کب کا صفایا کر چکا تھا.

رباط اس شخص کے سامنے کھڑا تھا جس نے اپنا پہلا قتل صرف بارہ سال کی عمر میں کیا تھا.

اور اب تو یقینا ان کی تعداد بھی کسی کو معلوم نہیں ہو گی.

مجھے معلوم ہے کہ تم بارہا یہ کہ چکے ہو کہ عشال نے کبھی اس لڑکی سے نازرشاہ کے کام کا ذکر نہیں کیا

وہ اس سب سے انجان ہے لیکن میں ذاتی طور پہ تم سے یہ سب جاننا چاہتا ہوں.

ہاں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا وہ کچھ نہیں جانتی.

رباط گلا صاف کر کے کہنے لگا.

ھاد کی نظریں ایسی تھیں کہ وہ کسی کے بھی جھوٹ کو فوراً بھانپ جاتا تھا.

اور رباط کچھ بھی جھوٹ کہ کر خود کو یا حورین کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا.

وہ لڑکی کس قسم ہے؟

ھاد کی تفتیش ختم نہیں ہوئی تھی.

اگر صحیح کہوں تو وہ بہت عجیب سے اس سمجھنا مشکل ہے.

عجیب لوگ ہی سب سے زیادہ دلچسپ ہوتے ہیں.

ھاد نے اپنے انٹیک لائیٹر سے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا.

یقیناً وہ آج اچھے موڈ میں تھا. ورنہ اس کے پوچھے سوال پہ سب طوطے کی طرح بولتے تھے.

انہی میں ان کی عافیت تھی.

وہ خود میں ہی رہتی ہے اس سے پہچان بنانا بہت مشکل تھا.

وہ شاید بیمار ہے.

بیمار ؟

ہاں وہ کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی اگر کوئی غلطی سے بھی چھو لے تو چیخنے لگتی ہے اور پھر بیہوش ہو جاتی ہے.

وہ بہت ڈرپوک ہے.

اکر اس بات سے وہ رباط اس کی دلچسپی ختم کرنا چاہتا تھا تو وہ بری طرح ناکام رہا تھا.

احتشام بھی یہ سن کہ ٹھٹکا تھا.

لیکن رباط اپنۓ ہیٔ لہہ میں تھا.

کئ بار یونی میں کچھ سٹوڈنٹس نے اس کے ساتھ بہت غلط کیا.

کبھی وہ جل جاتی کبھی گرا دی جاتیٔ.

ایک بار ایک لڑکی نے اس پہ کچھ گرا کر اس کا بازو توڑ دیا تھا.

لیکن وہ کبھی کچھ نہیں کہتیٔ تھی.

ہاں البتہ عشال کے بعد اس میں کافی کمی آئ تھی.

عشال کا اس سے کیا تعلق؟

اس کے تاثرات میں کوئ تبدیلی نہیں آئ تھی

احتشام بھی جان نہیں پاتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے.

وہ اس کے لئے اکثر سٹینڈ لیتی تھیٔ.

ایک بار کچھ سٹوڈنٹس اس پہ حملہ کرنے والے تھے جب وہ ان سے لڑ پڑی اور ان میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی.

وہ اس کی واحد دوست تھی لیکن ان دونوں میں سے کوئ ایک دوسرے کی پرسنل لائف کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا تھا.

کیا تمہیں یقین ہے وہ کچھ نہیں جانتی.

ھاد نے دوبارہ پوچھا تھا.

ہاں مجھے مکمل یقین ہے.

ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو.

رباط کے جاتے ہی احتشام نے اپنئ بات کہئ تھی.

تو تمہارہ شک غلط نکلا.

وہ کچھ نہیں جانتی.

اور ھاد نے اس کی بات نظر انداز کر دی.

رباط اس سے محبت کرتا تھا اور یہ اسے صاف طور پہ دکھائی دیا تھا.

وہ اس وقت سنسان سڑک پہ تھا.

ہر سو خاموشی تھی. اس وقت وہ رہائشی علاقوں میں تھا.

یہاں رات کے وقت ہر کوئی دبک کر بیٹھ جاتا تھا جیسے چار دیواریں انہیں ان کی بری قسمت سے بچا لیں گی.

وہ گاڑی سے اترنے لگا تھا جب اس کا فون بجنے لگا.

فون اٹھاتے ہی مقابل بولنے لگا.

تم نے وعدہ کیا تھا آج میرے ساتھ ڈنر کرنے کا اور اب رات کا ایک بج رہا ہے.

ماریہ کی آواز میں ناراضگی واضح تھی.

میں مصروف تھا.

کار سے نکلتے ہوئے کہنے لگا.

اس کے سامنے مرتضیٰ صاحب کا بنگلہ تھا.

مجھے لگا تم بھول گئے.

تم جانتی ہو میں کچھ نہیں بولتا.

بنگلہ کی سیکیورٹی وہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا.

وہاں کے کیمرے پہلے ہی احتشام ہیک کر چکا تھا.

وہاں کوئی الارم سسٹم نہیں تھا.

کچھ گارڈز سے جن سے وہ باآسانی بچتا بیرونی دیوار سے چھلانگ لگاتے ہوئے اندر لان میں اتر گیا.

ماریہ میں صبح بریک فاسٹ پہ آ جاؤں گا.

وہ کچھ اور کہتی اس سے پہلے اس نے کال کاٹ دی.

اس کے کام کی نوعیت اور سیکیورٹی کی وجہ سے وہ ماریہ کو الگ گھر رکھتا تھا.

ویسے بھی اسے اپنیٔ پرائیویسی عزیز تھی.

وہ جانتا تھا حورین کا کمرہ کونسا ہے اس کے لوگ ھاد کو باخبر رکھتے تھے.

وہ اس کے کمرے کے باہر بنی بالکونی پہ چڑھ گیا.

شیشے سے بنا دروازہ لاک تھا.

لیکن ایک نظر میں ہی وہ سمجھ گیا کہ وہ حفاظت کم اور خوبصورتی زیادہ مہیہ کرتا تھا.

صیح طاقت اور تکنیک کا استعمال کر کے وہ ایک ہی جھٹکے میں لاک توڑ کر اندر داخل ہوا تھا.

داخل ہوتے ہی گلاب کی خوشبو اس کے اوسان پہ چھائی تھی.

اور پھر اس کے سامنے بیڈ پہ سوئی لڑکی.

دروازے سے ہوتیٔ چاند کی روشنی اس کو روشن کر رہی تھی.

وہ اندھیرے میں اس کی طرف بڑھنے لگا.

جیسے پریوں کی کہانی میں کوئی شہزادہ اپنی شہزادی کے لئے بڑھتا ہے.

لیکن وہ شہزادہ نہیں تھا .

وہ تو beast تھا.

جس نے بیوٹی کو اپنا قیدی بنا لیا تھا.

وہ اس عین سامنے کھڑا تھا.

جب وہ نیند میں رونے لگی.

خودبخود اس کے بڑھتے پاؤں اسے حورین کے قریب لے آئے.

اور اب وہ اس پہ جھکا اس کی بے چینی کی وجہ جاننا چاہتا تھا.

اس کے بال تکیہ پہ بکھرے ہوئے تھے.

اور وہ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا.

اس کے چہرے پہ پرانا زخم کا نشان تھا.

وہ اس زخم کے نشان کا ذریعہ سمجھ گیا تھا.

وہ اسے بغور دیکھنے لگا.

اس کے بازو بھی اسی طرح کے نشانوں سے بھری تھی.

وہ کسی کے ظلم کا شکار رہی تھی.

حورین اب روتے ساتھ بڑبڑانے لگی تھی.

جب وہ اس پہ مزید جھک گیا اور اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا.

وہ اب اس سے سرگوشی میں باتیں کر رہا تھا.

ششش... خاموش ہو جاؤ حور...

کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا.

میں یہیں ہوں.....

وہ اہستہ آہستہ نارمل ہونے لگی.

نیند میں بھی وہ اس انجان شخص کی تابعہ ہو رہی تھی.

جب وہ دوبارہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی تو ھاد اپنی انگلی اس کے زخم تک لے گیا.

ھاد کے لمس اور حورین میں بہت کم فاصلہ تھا لیکن وہ اسے بنا چھوئے اس کا ابھرا ہوا نشان ٹریس کرنے لگا.

اسے اچانک ہی کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا جب وہ اٹھ بیٹھی.

لیکن وہاں چاند کی چھلکتی روشنیٔ کے علاوہ کچھ نہیں تھا.

آج اس کا خواب بھی الگ تھا.

اس میں ایک نئی آواز تھی. جو اس نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی.
لیکن وہ اس کے خوف کو بھگانے کے لئے کافی تھی

وہ دروازہ لاک کرنے لگی جب اس کا ہینڈل حورین کے ہاتھ میں آ گیا

اور وہ اس خوف کو دوبارہ محسوس کرنے لگی

اس کے کمرے میں کوئی آیا تھا. حورین نے فوراً کمرے اور ٹیرس کی لائٹس جلا دیں

لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا.

اس کی آنکھوں میں خوف سے نمی آنے لگی تھی.

اس نے آؤ دیکھا نا تاؤ اور کمرے سے بھاگ گئی.

اور گیسٹ روم میں جا کے دم لیا.لاک کر کے وہ پردوں کے پیچھے بیڈ کے نیچے اور الماری میں ایسے دیکھنے لگی جیسے کوئی بچہ وہاں چھپا ہو.

جب اسے اطمینان ہو گیا تو وہ بیڈ پہ سمٹ کر بیٹھ گئی یہ رات بھی اسے جاگ کر گزارنی تھی.

***

وہ کافی تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا.

زندگی میں پہلی بار اس نے کسی کے لئے اتنے جذبات محسوس کئے تھے.

وہ اسے قید کر لینا چاہتا تھا جیسے وہ کوئی چڑیا ہو.

اس کا بھی وقت آئے گا ھاد پر ابھی نہیں.

رباط کی باتوں سے اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ عجیب یا ڈرپوک نہیں ہے بلکہ خوفزدہ ہے.

ایک طاقتور سیاستدان کی بیٹی آخر کیوں کر کسی سے پٹتی پھرے گی. اور وہ جب وہ اکلوتی اولاد ہو.

وہ اس بات کی مکمل سچائی جاننے کے لئے وہاں گیا تھا.

اور اس کا حلیہ ہی گواہی دیتا تھا.

رباط نے بتایا کہ وہ کئی بار بلنگ کا نشانہ بنی اور عشال نے اسے بچایا

وہ ان لوگوں کے ٹکڑے کر دینا چاہتا تھا جس نے ایسا کیا.

...

عشال کی کال آئی تھی. حورین کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ بھی کراچی میں ہے.

آخر اسے کچھ اچھی خبر ملی. آج اس کا برتھڈے تھا اور عشال اسے لینے کسی کو بھیج رہی تھی.

ابھی وہ مارکیٹ اس کے لئے گفٹ لینے آئی تھی.

ھاد کو جیسے ہی خبر ملی کہ حورین گھر سے نکلی ہے وہ اس کا پیچھے آ گیا.

راستے میں ہی اسے اس کا کار دکھ گئی.

وہ خود ڈرائیو کر رہی تھی اور اس کو غصہ آنے لگا.

اس سے کچھ فاصلے پہ ھاد نے بھی کار روک دی.

ہیل والے شوز میں اس نے پہلے اپنا ایک قدم اور پھر دوسرا قدم باہر نکالا تھا.

چہرہ کا دائیاں حصہ بالوں سے ڈھکے وہ مال میں چلی گئی.

ھاد نے اپنے ساتھ سیٹ پہ رکھی بیس بال کیپ پہنی اور باہر نکل گیا.

ہر کوئی اسے خود ہی راستہ دے دیتا.

اس کی پرسنیلٹی سب سے منفرد تھی اسے دیکھنے پہ ہی اس کی طاقت کا احساس ہو جاتا تھا.

اس لئے وہ جتنا ہو سکے اتنے معمولی کپڑے پہننے کی کوشش کرتا تھا.

اس کا مقصد نظروں میں آنا نہیں ان میں دھول جھونکنا تھا.

اور مہنگے کپڑے اسے مزید نمایاں کرتے.

وہ گفٹ شاپ میں تھی تو وہ اس شاپ کے باہر کھڑے ہو گی

وہ اس طرح سے ایکٹ کر رہا تھا جیسے کچھ پسند کر رہا ہو.

حورین خود پہ کسی کی نگاہ محسوس کر رہی تھی آخر اس نے ایک میوزک باکس پسند کیا.

ھاد کو اس کی پسند اچھی لگی.

وہ سفید رنگ کا انڈے کی شکل میں بنا میوزک باکس تھا.

اسے انتظار تھا آج کی شام کا جب وہ خود کا اس سے تعارف کروا پائے گا.

حورین کو بل ادا کرتا دیکھ وہ واپس کار میں آ بیٹھا.

اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا.

وہ شدت سے اسے دیکھنا چاہتا تھا.

جب وہ باہر نکلی تو تیز ہوا سے اس کے بال لہرانے لگے.

اس کے چہرے کے بائیں جانب ابرو سے ایک انچ اوپر سے ابھرا ہوا نشان شروع ہوتا تھا.

وہ نشان چاقو سے کاٹے جانے کا تھا.

وہ آنکھ کے حصے کو چھوڑتا ہوا اس کے رخسار کے بلکل اوپر ختم ہوتا تھا.

اسی جانب اس کے ہونٹ کے آدھ انچ اوپر سے شروع ہوتا نشان اس کے نچلے ہونٹ کو کاٹتے ہوئے آدھ انچ نیچے ختم ہوتا تھا.

وہ کسی پروفیشنل کا کام تھا. جس کا ہاتھ کانپا نا ہو.

کیوں کہ کٹ بہت صاف تھا.

شاید بہت ساروں لوگوں کے لئے وہ خوبصورت نہیں رہی تھی.

لیکن ھاد کے لئے وہ پرفیکٹ تھی.

اس نے بہت حسن دیکھا تھا لیکن حورین کے آگے سب معدوم تھا.

لوگ کہتے ہیں درندہ کبھی محبت نہیں کر سکتا...

مجھے بھی یہی لگتا تھا کہ میں کبھی محبت نہیں کر سکتا.

اپنی اٹھائیس سالہ زندگی میں مجھے کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی....

لیکن ایک نظر صرف ایک نظر لگی تھی اسے اس لڑکی سے محبت ہونے میں...

حو...ر...ین.

اس نے اسکا نام ٹھہر ٹھہر کر ادا کیا...

اور یوں وہ اسکی ہو گئی.

***

اسے تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ رباط عشال کے شوہر کو کیسے جانتا تھا.

اسے نازرشاہ کبھی پسند نہیں آیا تھا.

لیکن رباط کے کہنے پر کہ اس کا بھائی نازرشاہ کا دوست ہے وہ خاموش ہو گئی.

اچھا ہی تھا اگر اس انجان جگہ پر رباط اس کے ساتھ تھا.

وہ ان چند لوگوں میں تھا جس پہ وہ یقین کرتی تھی.

نہیں اصل میں وہ عشال اور رباط کے علاوہ کسی پہ یقین نہیں کرتی تھی.

یہ سوچ کر وہ خود ہی مسکرا پڑی.

رباط نے گاڑی روک دی تھی.

اس کے سامنے خوبصورت لان اور ایک عالیشان بنگلا تھا.

وہ اس کی تعریف کئے بنا نہیں رہ پائی.

وہ کسی محل کی طرح بنایا گیا تھا.

حورین آنکھیں پھارے سب خود میں سماء رہی تھی جب سامنے سے آتی عشال اس کی نظر میں آئی اور وہ بھی اس کی طرف بھاگ گئی.

وہ اس کے سامنے تھی. ٹوٹی ہوئی بکھری ہوئی.

اس میں حورین کو اپنا آپ دکھا تھا. اور وہ ضبط کے باوجود رونے لگی.

نجانے کتنی دیر وہ دونوں اپنا دکھ آنسوؤں سے بیان کرتی رہیں.

جب نازر شاہ نے آ کر عشال کو تھام لیا.

اور وہ اس کے سینے سے لگ گئی.

اندر داخل ہوتے ہی سب سے پہلی بات جو حورین نے نوٹ کی تھی وہ ہال کے پچھلے طرف کھلتے دروازے سے دکھائی دیتے پھول تھے.

اسے پھول بہت پسند تھے خاص طور پہ گلاب کے پھول.

رباط کا بھائی احتشام اسے اچھا لگا تھا.

وہ خوش مزاج تھا اور حورین کو کافی پسند بھی آیا.

اور سب سے بڑی بات وہ اس کے چہرے کو گھورتا نہیں تھا.

حورین کافی ٹائم سے باغیچہ دیکھنا چاہتی تھی.

جب اس نے دیکھا کہ رباط احتشام کے ساتھ مصروف ہے اور عشال بھی نازرشاہ سے باتیں کر رہئ ہے تو وہ چپکے سے اس طرف بڑھ گئ.

***

وہ جگہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی تھی.

حورین کو لگا جیسے وہ پریوں کے دیس میں آگئ ہے.

ہر طرف پھول کھلے تھے. کئ پھول تو اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھے تھے.

اگر اس کا بس چلتا تو ساری عمر یہیں گزار دیتی.

تتلیاں ان پھولوں پہ رقص کرتئ حسین لگ رہئ تھیں.

باغیچہ کے درمیان ایک خوبصورت گازیبو بھی تھا.

وہ ادھر ادھر دیکھتی گازیبو کی طرف بڑھ گئ.

***

وہ جاننا چاہتا تھا کہ حورین کے ساتھ یہ کس نے کیا.

اور عشال اس حوالے سے بہترین تھی لیکن نازرشاہ اسے اکیلا ہی نہیں چھوڑتا تھا.

اپنے آفس میں بیٹھا وہ لیپ ٹاپ پہ گازیبو میں بیٹھی حورین کو دیکھ رہا تھا.

تبھی عشال اکیلئ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی

وہ اسئ موقع کی تلاش میں ہئ تھا.

***

اس کی آواز سن کر وہ یوں چونکی تھی جیسے اس نے عشال کو دوبارہ انہی لوگوں کے پاس بھیجنے کا کہا ہو.

ھاد نے اس سے حورین کے بارے میں پوچھا تھا جس کے جواب میں اس لڑکی نے صاف انکار کر دیا تھا.

اور اب وہ دیوار کے ساتھ کھڑی تھی اور ھاد اس کے سامنے اس کا راستہ روکے تھا.

مقابل نے اسے جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی.

اور وہ اس کی خوبصورت گردن سے بہتا ہوئے خون کے بارے میں سوچ رہا تھا.

کہ اس کی گردن کاٹی جائے یا پہلے زبان اور پھر گردن

جب اس نے خود کو قابو میں کیا.

اگر اس لڑکی نے حورین کے لئے یونیورسٹی میں لڑائی نا کی ہوتی تو وہ یقینا اسے سبق سکھاتا.

شکر کرو تمہارا احسان ہے مجھ پر ورنہ اگلا سورج دیکھنے کے لئے تم زندہ نا بچتی.

یہ کہہ کر وہ وہاں رکا نہیں تھا بلکہ چلا گیا تھا.

وہ لڑکی اس کے لئے فضول تھی کیونکہ وہ کچھ نہیں جانتی تھی.

وہ تیزی سے باغیچہ کی طرف بڑھا تھا.

حورین اس وقت واپس اندر جانے کا ہی سوچ رہیٔ تھی لیکن گلاب کے پھولوں کو دیکھتے ہوئے اس کا من ہی نہیں بھر رہا تھا.

عشال اسے ڈھونڈ رہی ہو گی یہی سوچ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اس کے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر رک گئی.

وہ اسے خوفزدہ کر رہا تھا. وہ اسے بہت خوفزدہ کر رہا تھا.

وہ سانس لینا بھول گئی تھی.

اس کی آنکھیں.... ان میں تو جیسے شیطان خود بستا تھا.

وہ دروازے کے بیچ اس کا راستہ روکے کھڑا تھا.

حورین نے اسے دیکھ کر فوراً سر جھکایا تھا.

اور ان وہ ناخن اپنئ ہتھیلیوں میں گاڑھ رہئ تھی.

ھاد اسے بخوبی دیکھ رہا تھا. وہ اس سے خوفزدہ تھی.

اس نے پری آستین کی قمیض پہن رکھئ تھی جس سے اس کے زخم چھپ گئے تھے.

چہرہ بھی بالوں سے ڈھک رکھا تھا.

وہ اس کے بال اس کے چہرے سے ہٹانا چاہتا تھا.

تمہارا نام کیا ہے

اس کے سوال پر حورین نے اسے اپنئ لمبی پلکوں کی اوٹ سے دیکھا تھا.

اس کا منہ تو جیسے ریگستان کی طرح خشک ہو گیا.

حو...حو...ر...رین

وہ بری طرح ہکلا رہئ تھی.

یہ بات ھاد کے لئے نئ تھی.

تو بتاؤ... حوحوررین....

یہاں کیا کر رہی ہو.

حورین سست پڑتی دھڑکن اور نم ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی.

وہ ہاتھ اپنے پینٹ کی پاکٹ میں ڈال رہا تھا.

اور اس کی سست پڑتی دھڑکن مزید سست ہو گئی.

وہ پھٹی ہوئی انکھوں سے اس کے ہاتھ کی حرکت دیکھ رہی تھی.

اور وہ اس کے تاثرات پہ مسکرا پڑا.

جب اس نے جیب سے سگریٹ کی ڈبیا نکالی تو جیسے اس کو زندگی دوبارہ مل گئی ہو.

مم... مم... میں یہاں.... عشال .... سس... سے....
ہمم ... سمجھ گیا.

وہ چاہتا تھا بس ایسے ہی اس سے باتیں کرتا رہے

وہ دوبارہ اپنا ہاتھ پاکٹ کی طرف لیجا رہا تھا

اور اس بار دھڑکنیں سست نہیں بلکہ بند ہو گئیں.

وہ کسی پاگل کی طرح چیخیں مارتی ہوئی بھاگ جانا چاہتی تھی.

لیکن اب کی بار اس کے ہاتھ میں لائیٹر تھا اور دل نے دوبارہ دھرکنا شروع کیا.

کیا تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ؟

اس نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا.

اور وہ سر ہلا کر انکار کرنے لگی.

اگر ہوتا بھی تو وہ اسے کبھی نا روکتی.

انہیں وہاں آئے کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے وہ چاہتا تھا حورین کو وقت پہ گھر لے جائے.

لیکن اصل میں وہ اسے اپنے دل کی بات بتانے کے لے مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا.

وہ احتشام سے باتوں میں ایسا کھویا تھا کہ اسے پتا ہی نہیں لگا وہ کب اٹھ گئی وہاں سے.

اور ھاد کا گھر بھی بہت بڑا تھا. اس نے حورین کو کال کی تو اس کا موبائل وہیں پڑا تھا.

اس کی حرکتوں پہ افسوس کرتے وہ اسے ڈھونڈنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا.

وہ سیڑھیوں سے اوپر جانے لگا جب کھڑی کے دوسری طرف کسی نے اس کی توجہ کھینچی.

حورین گازیبو میں دبکی بیٹھی تھی اور ھاد اس کا راستہ روکے کھڑا تھا.

رباط کا من ہوا کہ وہ اسے کھینچ کر اس سے دور کر لے

لیکن وہ مٹھیاں بھینچتا غصہ سے سب دیکھتا رہا.

***

کالے گھنے بال....

لمبی پلکیں...

گورا رنگ...

سلور گرے آنکھیں....

وہ بے شک خوبصورتی کی مثال تھی.

وہ اس کے گھنے بال اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹ کر اسے اپنے قریب کھینچنا چاہتا تھا.

لیکن اگر وہ ایسا کرتا تو وہ یقیناً بے ہوش ہو جاتی.

اس کے خوف اور گھبراہٹ ھاد کو محظوظ کر رہے تھے.

تمہارے چہرے کو کیا ہوا؟

حورین نے اس کے سوال سے ایک دم سر اٹھا کہ اسے دیکھا تھا.

اگر وہ کسی فلم کا ہیرو ہوتا تو ضرور اسے پسند آتا

لیکن ابھی تو وہ اسے سخت ناپسند تھا.

حورین نے اپنی زبان سے ہونٹوں کو تر کیا.

جسے ھاد نے بخوبی دیکھا تھا.

ایک....ایکسی....ایکسیڈنٹ

آخر تیسری کوشش میں وہ پورا لفظ ادا کر پائی.

ھاد کو جھوٹ پسند نہیں تھا.

بہت کم لوگ اس کے سامنے ایسی جرأت کرتے تھے.

اور اسے نہیں یاد تھا کہ کوئی اس کے بعد سچ بولنے کے لئے بچا تھا.

اس نے اپنا لائیٹر دوبارہ جلایا اور اسے اپنی انگلیوں میں گھمانے لگا.

اس کی حورین جھوٹ نہیں بول رہیٔ تھی اصل میں وہ خود اس جھوٹ کو سچ ماننے لگی تھی.

حورین اس شعلہ کو غور سے دیکھنے لگی.

اس کے تیزی سے لائیٹر گھمانے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ناچ رہا ہو.

وہ اسے انگھوٹھے سے انگلیوں میں گماتا چھوٹی انگلی تک لے جاتا.

اور پھر اسی راستے واپس لے آتا.

کیسا ایکسیڈنٹ....

اس نے اسے آگ کے شعلہ میں کھوتا دیکھ کر پوچھا.

کار ایکسیڈنٹ...

اب کی بار وہ ہکلائی نہیں تھی.

کب ہوا؟

چار سال پہلے.

اس نے ایک دم لائیٹر کو مٹھی میں بند کر کے بجھایا تھا

وہ ایک جھٹکے سے اس کے سحر سے باہر نکلی تھی.

اسے اپنی کیفیت سمجھ نہیں آئی تھی لیکن وہ فرار چاہتی تھی.

حورین بینچ سے کھڑی ہوئی. اور دو قدم لیتے ہوئے اس کے سامنے آ گئی.

اس نے سوچا تھا کہ ایسا کرنے سے وہ اسے راستہ دے دے گا.

لیکن وہ بھی ھاد مرزا تھا.

سکون سے وہیں کھڑا رہا.

حورین کو اپنی ہمت ہوا ہوتی معلوم ہوئی اور اس نے پھر سے سر جھکا لیا.

پپ... پلیز.... جج...جانے...دیں

اس کی بات پہ ھاد بنا کچھ کہے تھوڑا سا اپنی جگہ سے کھسک گیا.

وہ اتنی سی جگہ سے کسی صورت نہیں گزر سکتی تھی.

حورین نے التجائیہ نظروں سے اسے دیکھا

جب وہ اپنا ہاتھ دوبارہ اپنےُ پاکٹ کی طرف لے گیا.

اب کی بار اس کی دھڑکن بند یا سست نہیں ہوئی تھی.

بلکہ اتنی تیز ہوگئی کہ اسے لگا کہ دل باہر آ جائے گا.

لیکن اس بار اس نے پھر سے ایک اور سگریٹ نکالی تھی.

وہ منہ کھولے ھاد کو دیکھ رہی تھی اور اس نے ہاتھ سے اسے جانے کا اشارہ کیا.

یہ کڑوا گھونٹ حلق سے اتارتی وہ گازیبو کی دیوار کے ساتھ چپک گئی.

اور دھیرے دھیرے سائیڈ پوز سے دروازے میں سے گزرنے لگی.

حورین نے اپنا سانس روک رکھا تھا.

کیونکہ وہ اتنا قریب تھا کہ اگر سانس لیتی تو اس کا بازو اسے چھو جاتا.

آہستہ آہستہ کھسکتی وہ اسے بہت پیاری لگی تھی.

اس کی نگاہ مسلسل ھاد کے بازو پر تھی اسی لیے اس نے ھاد کو اپنی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا.

جب وہ دروازے سے نکل گئی تو وہ اپنی پوری رفتار سے ہال کے دروازے کی طرف بھاگی تھی.

***

رباط نے خود کو بہت مشکل سے روکا تھا.

وہ حورین کو راستہ نہیں دے رہا تھا.

اسے اپنۓ نسیں پھٹتۓ ہوئی محسوس ہوئیں.

وہ بمشکل دروازے سے گزر رہی تھی.

اگر ھاد زرا بھی ہلتا تو تو اس کا بازو حورین کے سینے کو چھوتا.

وہ مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا.

اس نے ان کئ طرف ایک قدم ہی بڑھایا تھا جب وہ کسی کی آواز سن کر چونکا.

تم اس سے محبت کرتے ہو.

حورین کی دوست عشال اس کے سامنے کھڑی تھی.

اس نے سر ہلا کر حورین کی طرف اشارہ کیا.

تم اس سے محبت کرتے ہو.

وہ اس سے پوچھ نہیں رہی تھی. لیکن رباط نے پھر بھی اسی حالت میں جواب دیا

ہاں کرتا ہوں. بہت محبت کرتا ہوں.

اس کی بات پہ عشال مسکرا اٹھی.

اسے خوشی تھی کہ اس کے بعد کوئی تو ہو گا جورین کا خیال رکھنے والا.

اس کا بہت خیال رکھنا رباط.

خاص طور پہ اس شخص سے بچا کر رکھنا.

وہ جانتا تھا کہ عشال کا اشارہ ھاد کی طرف ہے.

ہمیشہ.

تبھی حورین بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی تھی اور رباط کے پیچھے اس کے قریب کھڑی ہو گئی.

جیسے وہ اسے ہر چیز سے محفوظ رکھے گا.

وہ بری طرح کانپ رہی تھی اور اس نے تب سے روکا سانس اب لیا تھا.

رباط کو اس کے اس رویہ سے ایک بات کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کے پاس آئے گی.

اسے اس سے کوئی نہیں چھین سکتا تھا.

اس نے فخریہ انداز سے ھاد کو پلٹ کر دیکھا تھا.

جس کے جواب میں وہ سہولت سے کش لگاتا استہزائیہ مسکرایا تھا.

حورین کو پانے کی دوڑ شروع ہو چکی تھی.

اب دیکھنا یہ تھا کہ بیوٹی کو اس بار کون حاصل کرتا

beastیاprince

***

کچھ دن بعد...

اوہو رباط تم جانتے میں ایسی جگہ پہ ٹھیک محسوس نہیں کرتی.

وہ اسے ساحل کنارے ایک ریسٹورنٹ لایا تھا.

کیونکہ وہ حورین کو اسی کی گزری ہوئی برتھڈے کی ٹریٹ دینا چاہتا تھا.

اور اسے اپنے دل کی بات بھی بتانا چاہتا تھا.

اس دن تو حورین اتنئ خوفزدہ ہو گئی تھی کہ وہ اسے کچھ بتا نہیں پایا.

لیکن آج وہ مکمل تیاری کے ساتھ تھا.

حورین گھبراؤ نہیں میں نے ٹیبل اس بھیڑ سے الگ ہی بک کروایا ہے.

اور ویسے بھی میں ہوں نا ساتھ.

وہ اسے مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہنا لگا جس پہ وہ بھی مسکرا پڑی.

آج اس جگہ معمول سے زیادہ بھیڑ تھی.

یونیورسٹی سٹوڈنٹس سے وہ جگہ بھری پڑی تھی.

شاید ان کی کوئی پارٹی تھی.

میوزک بھی فل والیم میں بج رہا تھا.

جس کے ساتھ ان سٹوڈنٹس کی آواز وہ ملی ہوئی تھی.

حورین ان لوگوں کو اس طرح ہنسی مزاق کرتے دیکھ کر کچھ مطمئن ہو گئی.

شاید وہ بلاوجہ پریشان ہو رہئ تھی.

رباط اس کے آگے چلتا جا رہا تھا اور وہ اس کے ایک دم پیچھے.

انکا ٹیبل واقعی اس ہنگامے سے کچھ فاصلے پہ تھا

جسے دیکھ کر وہ مزید پر سکون ہوئی.

رباط نے سب کچھ اس کی پسند کا منگوایا تھا.

وہ کھانے پینے کے معاملے میں بہت چوزی تھی.

شاید اس کی وجہ اس کی سوتیلی ماما تھی.

تو حورین تمہارا آگے کا کیا پلان ہے.

وہ چونکہ ڈراپ کر دئ گئ تھی اس لئے وہ اس کے لئے پریشان تھا.

میں اسلام اباد جانے کا سوچ رہی ہوں.

اس نے پلیٹ میں پڑا سیلیڈ گھماتے ہوئے کہا.

وہاں کیوں.. تم لاہور ہی کسی یونی میں ایڈمیشن لے لو.

وہ کہاں اس سے ذرا بھی دوری برداشت کر سکتا تھا.

ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا.

اس نے رباط کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا.

اگر تم اسلام آباد چلی گئ تو میں بھی تمہارے پیچھے آ جاؤ گا.

اس نے شرارت سے ایک انکھ دباتے ہوئے کہا.

اور وہ شرمندہ سی ہو کر نظریں جھکا گئ.

ارے یار رباط تو یہاں کب آیا.

کسی کی آواز پہ وہ دونوں پلٹے تھے.

علی.... جگر کیسا ہے تو.

وہ اس کا پرانا دوست تھا.

رباط نے اٹھ کر اسے گلے لگا لیا.

ارے ہم تو یہیں ہوتے. تو سنا لاہور سے کب آیا.

اور کوئی خبر بھی نہیں دی.

ہاں بس اچانک ہی پروگرام بنا.

پھر وہ حورین کی طرف پلٹا .

حورین یہ میرا دوست ہے علی.

اور علی یہ حورین ہے میری فرینڈ.

حورین اب ان کمفرٹیبل محسوس کر رہئ تھی اسی لئے بنا نظریں اٹھائے بس سر ہلا گئی.

رباط نے اس بات کو فوراً محسوس کیا تھا.

اور شاید علی بھی محسوس کر لیا تھا.

ارے عمر اور کاشی بھی یہیں ہے چل ان سے ملتے ہیں.

رباط حورین سے اجازت لیتا اس کے ساتھ چلا گیا.

...

ھاد جب اس ریسٹورنٹ پہنچا تو حورین رباط سے باتیں کر رہی تھئ.

وہ ان سے دور اندھیرے میں ایک کرسی پہ جا بیٹھا.

تبھی ایک لڑکی کلر ہیل پہنے اس کے پاس سے گزری تھی.

اور وہ اپنے پیستا رہ گیا.

اس نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور نیم اندھیرے کا فائیدہ اٹھاتا قریبی لیڈیز روم لے گیا.

وہاں موجود دو لڑکیوں کو اس نے باہر نکلنے کا بولا .

آؤٹ.... ناؤ

اس کی دھاڑ پہ وہ دونوں اپنے پرس سمبھالتی باہر بھاگی تھیں.

اب اس لڑکی کے بال ھاد کے قبضے میں تھے اور اس نے اسے ٹائیلز لگی دیوار پہ پٹکا تھا.

آہ...... ھاد ... مجھے درد ہو رہی ہے.

وہ تکلیف تلملا اٹھی تھی.

تم...مجھے...یہ...بتاو...ماریہ..یہاں.... تمہارا... کیا...کام.

اس نے ہر لفظ چبا چبا کر کہا تھا.

میں تو بس یہاں غیر ارادی طور پہ آئی تھی.

اس نے اس کو کلائی سے پکڑا اور اس کا رخ پلٹ کر اس کا بازو مروڑ دیا.

ھادددد ... رکو پلیز... تم میرا بازو توڑ دو گے.

ھاد نے دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں کو دبوچ کر اس کا چہرہ دیوار سے لگا دیا.

اچھا اچھا سوری.... تم دو ہفتوں سے مجھے ملنے نہیں آئے میں بس دیکھنا چاہتی تھی تم کہاں مصروف ہو.

اس نے ماریہ کو اپنی کار کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا.

ویسے بہت خوبصورت ہے وہ لڑکی...

ماریہ نے اسے مزید چڑایا تھا.

اس نے ماریہ کو بالوں سے جکڑ کر اس کا سر اتنا زیادہ پیچھے کھینچا کہ وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی.

اور اسے اپنے کہے پہ افسوس ہونے لگا.

اگر ھاد زرا سا بھی جھٹکا دیتا تو اس کی گردن ٹوٹ جاتی.

ھاد خود کو اس کے کان کے قریب لیجا کر سخت آواز میں سرگوشی کرنے لگا.

تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں. اپنے کھیل اس سے دور رکھنا ماریہ...

اس کی آنکھوں میں درد سے نمئ بہنے لگی.

ٹھیک ہے...

وہ بمشکل بولئ تھی.

لیکن ابھی وہ کہاں اسے چھوڑنے والا تھا.

تبھی اسے باہر سے حورین کے چیخنے کی آواز آئی تھی

اور وہ ماریہ کو وہیں چھوڑے باہر بھاگ گیا.

***

رباط اپنے دوستوں کے پاس تھا جب دو لڑکے اس پہ طنز کرنے لگے.

حورین وہیں خاموشی سے بیٹھی رہی لیکن ان میں سے ایک رباط کی سیٹ پر آ بیٹھا

اور دوسرا اس کے قریب کھڑا ہو گیا.

حورین کو اپنا سانس اٹکتا ہوا محسوس ہوا.

خوف کے مارے اس کے حواس نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا.

وہ وہیں سن بیٹھی تھئ.

ارے دیکھو تو سہی اس کا چہرہ....

وہ اپس میں باتیں کر رہے تھے.

ہاں پتا نہیں کہاں کہاں سے آ جاتے ہیں لوگ.

خوف نے اسے منجمد کر دیا تھا.

اس کا اڑتا رنگ دیکھ کر وہ مزید بولنے لگے تھے.

اگر اکیلی ہو تو ہمارے ساتھ چل سکتی ہو.

اس کے سامنے بیٹھے شخص نے آفر کی تھی.

اس کی خاموشی کا فائدہ اٹھاتے اس کے بمپاس کھڑے شخص نے حورین کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا

حورین نے اسے کا بڑھتا ہاتھ جیسے ہی اپنی بازو پہ محسوس کیا. وہ پاگلوں کی طرح چلانے لگی اور ہاتھ پاؤں مارنے لگی.

جیسے وہ خود کو آزاد کروانے کی کوشش کر رہئ ہو.

اس کی اس حرکت سے وہ دونوں لڑکے ایک دم پیچھے ہٹے تھے.

وہاں موجود سب لوگ اس معاجرے کو دیکھنے لگے.

میوزک بند کر دیا گیا.

رباط ایک دم حورین کی طرف بڑھا تھا.

وہ اپنی پشت دیوار کے ساتھ ٹکائے فرش پر بیٹھی تھی اور اپنے بالوں کو جکڑ کر چیخ رہی تھی

رباط نے غصے میں اس لڑکے کو کالر سے پکڑا.

کیا کیا تم نے.

ارے ... ہم نے کچھ نہیں کیا.

یہ لڑکی ہی پاگل ہے. اس نے رباط کو خود سے دور دھکیلتے ہوئے کہا.

ہاں ... اسے پاگل خانے لے کر جاؤ یہاں کیوں لائے ہو

اب کی بار وہ لڑکا بولا تھا جس نے حورین کا بازو پکڑنے کی کوشش کی تھی.

حورین نے چلانا بند کر دیا تھا لیکن وہ خود میں سمٹی ہوئی رو رہی تھی

رباط غصہ سے اس لڑکے کی طرف بڑھا اور اسے دھکا دینے لگا تھا

جب کسی نے رباط کو کالر سے پکڑ کر ایک دم پیچھے کو کھینچا تھا.

اور وہ لڑکھڑا کر فرش پہ گرا تھا

اگلے ہی لمحے اس لڑکے کے منہ اور ناک سے خون بہہ رہا تھا

ھاد نے رباط کو راستے سے ہٹا کر اتنیٔ طاقت سے مکا مارا تھا کہ وہ شخص فرش پہ گر گیا.

اور اس کے ناک اور منہ سے خون بہنے لگا.

حورین کی چیخ سن کر وہ پوری رفتار سے بھاگا آیا تھا.

اب وہ نیم بیہوش حورین کے قریب گرا ہوا تھا.

سب لوگ یہ دیکھ کر اس سے دور ہوئے تھی.

کس کی ہمت تھی کہ حورین کو پاگل کہے.

ھاد پہ اس لڑکے کے دوست نے حملہ کرنا چاہا.

جسے اس نے بہت آرام سے روکا تھا.

اور اسے کلائی سے پکڑ کر اسکا بازو گھما دیا.

اپنے پاؤں سے اسے کے گھٹنے پہ وار کیا جس سے وہ منہ کے بل فرش پہ گرنے لگا.

اور اپنے ہی وزن سے اس کا مڑا ہوا بازو کندھے سے نکل گیا.

اب وہ اپنے ٹوٹے ہوئے بازو کو تھامے چیخ رہا تھا.

سب اتنئ جلدی ہوا تھا کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پایا.

ھاد پاس پڑے لوہے کے سٹول کی طرف بڑھا اور اسے کندھے پہ رکھے پہلے شخص کی طرف آگیا.

وہ اب ہوش میں تھا اور ٹوٹی ہوئی ناک سے خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا.

رباط بے یقینی سے سب دیکھ رہا تھا

ھاد دونوں ہاتھوں سے سٹول تھام کر اپنے سر کے اوپر تک لے گیا.

اس نے ایک نظر حورین کو دیکھا.

جو کہ اپنے گھٹنے تھام کر خود میں سمٹی ہوئی تھی.

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی.

ھاد اس سے اپنی اصلیت چھپا سکتا تھا.

وہ ان لڑکوں کو چھوڑ سکتا تھا

لیکن وہ اسے دکھانا چاہتا تھا کہ وہ کیا ہے

وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اس کی آنے والی زندگی کیا ہے

اس نے سٹول کو پوری طاقت سے اس لڑکے کی ٹانگوں پہ مارا تھا اور وہ سٹپٹا اٹھا تھا.

تکلیف سے کراہنے لگا.

اس کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آواز سب نے سنی تھی.

ھاد نے دوسرئ بار بھی ان پہ وار کیا اور وہ ایک جھٹکا کھا کر بیہوش ہو گیا.

ان سے نکلتا خون سفید فرش کو سرخ کر رہا تھا.

کسی نے اتنی ہمت نہیں کی تھی کہ اسے روک پائے.

ھاد حورین کی طرف پلٹا تو اب رباط اس کے سامنے بیٹھا اسے حواس میں لانے کی کوشش کر رہا تھا

لیکن اس کی نظریں ابھی بھی ھاد پہ ٹکی تھیں.

رباط نے اپنی جیکٹ اتار کر اس کے کندھوں پہ ڈالئ اور وہ ایک دم ہوش میں آئی تھی اور اس کی طرف پلٹی تھی.

حورین چلو....اٹھو... ہمیں گھر جانا ہے.

وہ پہلے اسے ناسمجھی سے دیکھتی رہی لیکن پھر ایک دم اٹھی تھی.

ہاں اسے گھر جانا تھا. اس درندے سے دور بہت دور.

وہ رباط کے ساتھ چل پڑی. رباط ھاد کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے نظر انداز کر گیا.

اور حورین تو جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے چلی جانا چاہتی تھی.

ھاد نے بہت ضبط سے اسے رباط کے ساتھ جانے دیا تھا.

لیکن یہ زیادہ دیر کے لئے نہیں تھا.

ماریہ نے بھی لوگوں کے بیچ سے یہ سب دیکھا تھا.

***

اس نے اسے حورین کی طرف ہی دیکھتے ہوئے زور سے مارا تھا.

وہ یہ سب جان بوجھ کر اسے دکھا رہا تھا تاکہ اسے کوئی شک نا رہے کہ وہ کیا ہے

وہ جب سے ائی تھی اندھیرے میں بیٹھی دیوار کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی.

لیکن وہ کوئی معمولی دیوار تھوڑی تھی.

اس پہ تو بار بار وہ سب کسی فلم کی طرح چل رہا تھا

جب اس نے دوسری بار اس کی ٹانگوں پہ حملہ کیا تو وہ کپکپا اٹھی.

اور آنکھیں بند کر کے اپنا چہرہ موڑ گئی.

تبھی اس نے جیکٹ سے آتی رباط کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا اور وہ کچھ بہتر محسوس کرنے لگی.

اس نے ساری رات اس کی جیکیٹ کو تھام کر گزاری تھی.

***

اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسلام آباد چلی جائے گی.

وہ فلائیٹ کی ٹکٹ بھی بک کروا چکی تھی.

لیکن اس کے پاس سامان زیادہ تھا ا

اور اسے ایک اور بیگ کی ضرورت تھی.

اس لئے اس نے ماما سے ان کا بیگ مانگ لیا جس کے جواب میں اس کو صاف انکار ملا.

اگر تمہیں بیگ چاہئیے تو خود جا کر لے آؤ.

اسی وجہ سے وہ اب رباط کے ساتھ مارکیٹ میں تھی.

حورین پلیز رک جاؤ کچھ دیر یہاں.

پھر میں اپنا ٹرانسفر بھی کروا لوں گا.

وہ نجانے اسے تب کا کتنی بار کہہ چکا تھا

رباط تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو. تمہارا فیوچر یہاں کراچی میں ہے اور لاہور میں.

اس کا دل کیا وہ اسے روک لے لیکن یہ کہہ کر وہ اپنا پسند کیا بیگ کاؤنٹر کی طرف لے گئی تھی .

..

ھاد کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ماریہ کی باتوں میں کیسے آ گیا.

اس کے نخرے اسے ہمیشہ ہئ بھاری پڑتے تھے.

لیکن وہ یہ کہہ چکا تھا کہ وہ جو کہے گی میں کروں گا.

اور اب وہ شاپنگ کر رہی تھی جبکہ ھاد شاپ کے باہر کھڑا تھا

اچانک ہی اسے وہاں کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا تھا اور وہ چلتا ہوا مال کے سنٹر میں آ گیا.

اسے خود پر کسی کی نظریں محسوس ہوئی تھیں.

اس نے اپنے آدمی کو کال کر کے ماریہ کو فوراً واپس لے جانے کا کہا.

ادھر ادھر دیکھا تو اسے وہاں ایک شاپ میں رباط دکھائی دکھا

اسی طرف بڑھا تو حورین کاؤنٹر کے لئے لائن میں کھڑی تھی.

وہ جانتا تھا کہ حورین کی کل کی اسلام آباد کی فلائٹ ہے.

لیکن اسے ان دونوں کی وجہ سے یہ احساس نہیں ہوا تھا.

اس نے ایک دم دوسریٔ طرف دیکھا تو ایک شخص پودے کے پیچھے چھپ کر حورین کو دیکھ رہا تھا.

وہ اس کا آدمی نہیں تھا

ھاد نے اپنے قدم اس کی طرف بڑھائے جب وہ اس کی طرف متوجہ ہوا.

وہ اس کے قریب ہی تھا جب مال میں ایک دم شور مچنے لگا.

لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے.

بمب.... بمب... بھاگو... اپنیٔ جان بچاؤ....

یہاں مال میں بمب ہے بھاگو....

ھاد نے جب دوبارہ اس طرف دیکھا تو اب وہ شخص وہاں نہیں تھا.

اور وہ اس وقت اس کی پرواہ کئے بغیر حورین کی طرف چلا گیا.

***

ایک دم لوگ ادھر ادھر چلاتے ہوئے بھاگنے لگے تھے.

اور حورین کو کچھ سمجھ نہیں آیا.

وہ رباط کو ڈھونڈ نہیں پا رہیٔ تھیٔ اس لئے شاپ سے باہر نکل آئی.

لیکن سب اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے.

اور وہ مال کے بیچ و بیچ ساکن کھڑی تھی کہ کہیں وہ کسی کو چھو نا لے.

اور خود کو ان بھاگتے ہوئے لوگوں سے بچا رہی تھی.

رباط....رباط... کہاں ہو تم.

اس کی آنکھیں نم ہو رہیٔ تھیں.

اسی وقت اسے پیچھے سے کسی کی آواز آئی تھی.

حورین ادھر آؤ جلدی....

اس نے پلٹ کر دیکھا تو رباط اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑا اسے پکار رہا تھا

لیکن رش کی وجہ سے اس تک پہنچنا مشکل ہو رہا تھا

تبھی اسے کسی اور کی آواز بھی آئی.

حورین... یہاں آؤ میں تمہاریٔ حفاظت کروں گا.

وہ پلٹی اور اس شخص کو دیکھ کر کچھ لمحے حیران ہو گئی.

ھاد.... وہ ھاد تھا

حورین... نہیں.... یہاں آؤ جلدی کرو...

رباط پھر سے چلایا تھا

وہ اس کی طرف جانے لگی تو ھاد کی گرج دار آواز سے ایک دم رکی تھی.

حورین...میں نے کہا یہاں آؤ.

اور یہ کہتے ساتھ ہئ وہ اس رش کو چیرتا ہوا اس کی طرف بڑھا تھا.

حورین یہ دیکھ کر رباط کی طرف بھاگی تھی.

وہ کسی کی پرواہ کئے بغیر وہاں سے بھاگی تھی.

رباط نے اس کے ڈوبٹے کا پلو مضبوطی سے تھاما تھا اور اسے وہاں سے کھینچتا ہوا لے گیا.

لیکن جانے سے پہلے وہ ھاد کو دیکھ کر مسکرانا نہیں بھولا تھا.

بس بہت ہوا...

ڈارلنگ میں تمہیں لینے آ رہا ہوں. اس لئے بہتر ہے تم میرے لئے تیار رہو.

کیونکہ اس دنیا میں ایسا کچھ بھی نہیں جس سے تم مجھے ایسا کرنے سے روک سکو.

❊ ❊ ❊

رباط کی خوشی کی انتہا نہیں تھی.

حورین اس کی طرف بھاگی تھی.

اس نے اسے چنا تھا

جیسے ہی اس نے گاڑی روکی حورین اپنے گھر کی طرف جانے لگی.

جب اس نے اسے پکار کر روکا تھا.

حورین رکو....

وہ اس کی بات پہ پلٹئ تھی.

حورین میں تمہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں.

ہاں کہو... میں سن رہی ہوں.

اس نے ایک قدم حورین کی طرف بڑھایا.

حورین پلیز اپنے فیصلے پہ دوبارہ سوچو.

میں نہیں چاہتا تم مجھ سے دور جاؤ.

وہ اسے اپنئ خوبصورت آنکھیں مکمل کھولے دیکھ رہی تھی.

کیونکہ ... میں تمہیں چاہتا ہوں حورین...

میں تم سے محبت کرتا ہوں.

آخر اس نے اپنیٔ محبت کا اقرار کر ہی دیا تھا.

اور حورین ابھی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی .

اس نے مزید ایک قدم اس کی طرف بڑھایا تھا.

اور اس کے دماغ میں ہوتی سنسناہٹ ایک دم رکی تھی.

حورین میں جانتا ہوں یہ جلدی ہے. لیکن میں ہر لمحہ تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں.

وہ اپنے جذبات پہ ہنستا بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا.

ہم ....ہم ... اپنی ایجوکیشن مکمل کرنے کے بعد شادی کر لیں گے . سب ٹھیک ہو جائے گا

حورین.

میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا.

لیکن وہ صرف اسے تکتی جا رہی تھی.

حورین کچھ تو کہو. تم... تم بھیٔ مجھے چاہتی ہو نا.

اسے یہ خاموشی حوصلہ افزاء نہیں لگی تھی.

یہ...تت...تم کیا کہ ...رر...رہے...ہو.

حورین کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں لیکن اس نے ایک دم اپنا سر جھٹکا تھا.

حورین میں تم سے محبت کرتا ہوں تم سمجھ کیوں نہیں رہی.

وہ اس کے قریب ہوا تھا.

اور حورین قدم اٹھاتی اس سے دور ہوئی تھی.

ہم....بب.بس. دوست ...ہیں.

حورین کا اٹکنا اسے بہت تکلیف دہ لگا تھا.

حورین مجھے پتا ہے تم اپنی بیماری کی وجہ سے ایسا کہ رہی ہو.

لیکن میں وعدہ کرتا ہوں میں سب ٹھیک کر دوں گا.

ہم مل کر اس کا سامنہ کریں گے.

اس نے پھر سے اپنی سئ کوشش کی تھی.

اس کی بات سے حورین نے اپنئ آنکھیں زور سے بند کی تھیں.

یہ کیسی محبت تھی اس کی جس میں وہ اسے بیمار ثابت کر رہا تھا.

رباط ...پپ... پلیز جاؤ.

اس نے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا.

اور خود بھی جانے کے لئے پلٹی تھی.

جب وہ تیزی سے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا.

حورین... تم سمجھ کیوں نہیں رہی میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا.

وہ التجائیں کرنے پہ آ گیا تھا.

حورین کافی دیر نظریں جھکائے کھڑی رہی.

جس سے رباط کو حوصلہ ہوا کہ شاید وہ مان جائے گی اور وہ بھی اس سے اقرار کرے گی.

لیکن اس کے الفاظ سن کر وہ اپنے قدموں پہ ڈگمگایا تھا.

ڈائن.... یہی کہا تھا نا تم نے مجھے...

وہ ویسے ہی نظریں جھکائے کھڑی تھی.

اسے آج بھی یاد تھا کہ یونیورسٹی کے پہلے دن وہ کتنی خوفزدہ تھی.

وہ ہر چیز کو ایسے خوف سے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی موت کا سزہ یافتہ اپنے سامنے پھندے کو دیکھتا ہے.

اسے یاد تھا جب کلاس میں داخل ہوئی تو سب اسے دیکھ کر خاموش ہو گئے تھے.

اس کی ٹانگیں اور ہاتھ کانپ رہے تھے.

تبھیٔ اس ہجوم میں ایک لفظ نے وہاں چھائی خاموشی کو توڑا تھا.

ڈائن....

اور سب قہقہے لگانے لگے تھے.

اس وقت اس نے کیسے سب ضبط کیا تھا وہی جانتی تھی.

اس لفظ کے ساتھ ایک نئ زندگی شروع کرنے کے خواب بھی چکنا چور ہوئے تھے.

اس کے بعد اسے مختلف ناموں سے پکارا جانا شروع ہوا تھا.

اور تکلیفوں کا نا ختم ہونے والا ایک نیا سلسلہ بھی

اس دن وہ سمجھ گئ تھی کہ پاپا سہی کہتے ہیں وہ کہیں بھی چلی جائے اسے کہیں قبول نہیں کیا جانے گا.

آنکھوں میں اترتی نمی کو پیتے ہوئے اس نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا.

رباط کو لگا تھا کہ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کو ڈائن کہنے والا وہیں تھا.

اور اب جب وہ جان گیا تھا کہ حورین سب جانتی ہے تو وہ شرمندہ تھا اس سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا.

مجھے معاف کر دو حورین...

میں...میں شرمندہ ہوں.

اس کی بات پہ وہ مسکرائی تھی.

میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوئی.

پر جو تم سوچ رہے ہو وہ ناممکن ہے.

میں کل اسلام آباد جا رہی ہوں.

اور....اور...مم....میں.... تمہیں...کب... کبھی....دیکھنا نہیں...چچ...چاہتی.

یہ کہ کر وہ بھاگتی اور ہوئی گیٹ کی طرف لپکی تھی اور اندر داخل ہوتے ہی اس نے گیٹ بند کر دیا.

رباط اس کے پیچھے بھاگا تھا.

حورین..حورین پلیز مجھے معاف کر دو.

وہ گیٹ کو پیٹتا ہوا چیخ رہا تھا.

اور حورین گیٹ کے دوسری طرف بیٹھی رو رہی تھی۔

اس نے اپنے اکلوتے دوست کو خود دور کیا تھا۔

لیکن وہ اسے جھوٹی امید کیسے دیتی۔

وہ تو کسی کی قربت بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی تو پھر اس سے شادی کیسے کر لیتی۔

رباط کتنی ہی دیر وہاں اسے پکارتا رہا تھا

آخر کار گارڈز نے اسے وہاں سے جانے پہ مجبور کر دیا۔

وہ تھکے ہوئے قدم اٹھاتا واپس گاڑی ہی طرف بڑھنے لگا۔

سٹیرنگ وہیل کو وہ کتنی ہی دیر پیٹتا رہا جب تک اس کا ہاتھ خون الود نا ہو گیا۔

اسے خود سے نفرت ہونے لگی تھی۔

حورین وہاں سے اپنی ماما کے کمرے میں بھاگی تھی

اسے بس یہاں سے جانا تھا۔ وہ ان کا بیگ اٹھا کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

کیونکہ اس کا خریدا بیگ مال میں ہی رہ گیا تھا۔

وہاں کوئی بمب نہیں تھا۔ بلکہ کسی نے افواء اڑائی تھی۔

اسے اس شہر سے دور جانا تھا۔

..

وہ کرسی پہ بیٹھا کسی شہنشاہ سے کم نہیں تھا

اور سگریٹ کے کش لگا رہا تھا

اس کے سامنے ٹیبل کے گرد کئی لوگ بیٹھے اسے خوف کے تاثرات سے دیکھ رہے تھے.

اس نے ان سب کے سامنے پڑی پلیٹوں میں موبود ڈش کھانے کو کہا.

وہ خوف سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے. لیکن اپنی جان بچانے کے لئے اس ڈش کو کھانے لگے.

انہیں وہ لزاگنا بہت پسند آیا. تبھی ان میں سے کسی ایک شخص کے منہ میں کچھ سخت چیز آئی.

اس نے اس چیز کو باہر نکال کر دیکھا تو وہ ایک دانت تھا. .... ایک انسانی دانت...

ھاد ان سب کے تاثرات سے محظوظ ہوتا کش لگانے میں مصروف تھا

وہ آدمی چیخنے لگا. جب باقی چار لوگوں نے اسے دیکھا تو وہ بھی چیخنے لگے.

ان میں سے دو نے الٹیاں کرنی شروع کر دیں.

جسے دیکھ کر ھاد کا قہقہہ فضاء میں بلند ہوا تھا.

یہ... یہ... سب کیا ہے...beast

کیا ہوا پسند نہیں آئی ڈس.... اس نے طنزیہ مسکراتے ہوئے پوچھا.

تمہارے باس سے ہی بنایا گیا ہے یہ لزاگنا ...

اس کا اتنا کہنا تھا کہ وہ لوگ پھر سے الٹیاں کرنے لگے.

یہ جگہ ایک پرائیویٹ ہوٹل تھا. جہاں پہ زبردستیً لڑکیوں سے جسم فروشی کا کام لیا جاتا.

کئی لوگوں کو سمجھ نہیں آئی تھی اس کی بات. اور وہ چھپ کر یہ سب کرتے.

شہر میں یہ آخری جگہ تھی جہاں ایسا ہو رہا تھا

اور اس جگہ کو چلانے والا اب اس مزے دار لزاگنا کا اہم جز تھا.

اور اس کے ساتھی اسے کھانے والے جیسے وہ ان معصوم لڑکیوں کو نوچ کھاتے تھے.

وہ شخص کیسے اس کے سامنے تکلیف سے تڑپا تھا اس سے اس کی روح تک کو سکون آیا تھا.

ھاد نے اس کے ہاتھوں سے شروع کیا تھا.

پہلے اس کے ہاتھ کاٹے. پھر زبان

لیکن اتنے سے ہی وہ جب بیہوش ہونے لگا تو اس نے چاقو اس کے پیٹ میں گھونپا تھا

اور پھر اسے کاٹتے ہوئے زندہ شخص میں سے اس کے اندرونی اعضاء زمین پہ نکال پھینکے.

پہلے معدہ پھر انتڑیاں...

اس کا کام یہاں ختم ہو چکا تھا.

اس نے اپنے پیچھے کھڑے احتشام کو اشارہ کیا

اور خود وہاں سے چلا گیا.

اس کے وہاں سے جاتے ہی وہ جگہ گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی تھی.

کچھ لوگ اپنے ساتےمھ ہوئے کسی حادثے سے ایسے ہوتے ہیں.

کچھ طاقت کے لالچ میں....

اور کچھ حوس کی چاہ میں...

لیکن ھاد مرزا کو ان میں سے کوئی چاہ نہیں تھی.

اور نا ہیٔ وہ کسیٔ ایسے حادثے کا شکار ہوا تھا.

وہ ایسا اس لئے تھا کیونکہ وہ انسانی شکل میں ایک درندہ تھا.

اور اسے اپنی درندگی پیاریٔ تھی.

***

حورین کے پاپا اور ماما تب بھی گھر نہیں تھے.

نا ہی وہ اس کے اسلام آباد جانے کے ارادے سے واقف تھے.

اس نے ان کو خط لکھ دیا تھا. جس میں اس نے صاف لکھا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے جا رہی ہے.

یہ جگہ کبھی بھی اس کا گھر نہیں رہی تھی.

اور وہ کبھی نا لوٹنے کا فیصلہ کر چکی تھی.

اس کے پاس کافی پیسے تھے. اور اس کی اصل ماما کی ساری جائیداد بھی اسی کی تھی

اس کے علاوہ اس کے نام پہ ٹرسٹ بھی قائم تھا جس کا پیسہ اسے پچیس کی ہونے کے بعد ملنا تھا.

وہ کار ڈرائیو کرتی ایئر پورٹ کی طرف بڑھ رہی تھی.

ہو لمحہ اسے آزادی کی طرف لیجا رہا تھا

اس کی کار کی کھڑکیاں کھلی تھی.

جو اس کے آوارہ بالوں کو بکھیر رہی تھیں.

گاڑی میں بجتے گانے کے ساتھ وہ بھی اونچی اونچی گنگنانے لگی.

آخر وہ آزاد تھی.

وہ اٹھارہ کی تھئ اور اسے کسی کی ضرورت نہیں تھی.

اس کی گاڑی ایک دھچکا کھا کہ رکی تھی.

ٹائر بلاسٹ ہونے کی آواز پہ وہ گاڑی سے نکلی.

سڑک پہ کانچ کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے.

وہ سنسان جگہ پہ تھی اور اس کی فلائٹ کا ٹائم ہو رہا تھا.

اس نے ٹیکسی سروس کو کال کرنے کا ارادہ کیا.

تبھی کسی نے پیچھے سے اس کی ناک اور منہ پر رومال رک دیا.

وہ خوف کے مارے تڑپ اٹھی تھی.

لیکن اگلے ہئ لمحہ اس کا جسم ڈھیلا پڑنا شروع ہو گیا.

اس کے ہاتھ میں پکڑا موبائل سڑک پہ گرا تھا.

اور وہ بیہوشی میں جھول پڑی تھی.

***

چار سال قبل.

ہانیہ یہ کیا کر رہی ہو....

حورین نے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا

ہانیہ اور وہ بچپن سے ساتھ تھیں.

حورین جتنئ شرمیلی تھی ہانیہ اتنئ ہئ شرارتی.

ارے آہستہ بولو حوری ورنہ پکڑے جائیں گے.

وہ مختلف پینٹ مکس کر کے کچھ عجیب ہی رنگ بنا رہی تھی.

اب جب یہ لگے گا نا اس مس فینس کے سر پر تو وہ سمجھ جائے گی کہ آئندہ ہانیہ سے پنگا نہیں لینا.

حورین اس کی بات سن کر منہ پہ ہاتھ رکھ کے ہسنے لگی.

اور پھر ہوا بھی ایسے ہی ہانیہ نے وہ پینٹ سے بھری ہوئی پیلٹ حنا کے سر پہ گرا دی.

اور سب سٹوڈنٹس اس کے حال پہ ہسنے لگے.

حورین کو اس کے لئے برا لگا لیکن ہانیہ کہاں کسی کی سنتی تھی.

حورین آج تمہاری برتھڈے پارٹی پہ ہمیں بلانا مت بھولنا.

کلاس کے سٹوڈنٹ اسے کہنے لگے.

وہ ہر سال ہیٔ اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ برتھڈے مناتی تھی.

کیونکہ اس کے پاپا کہ لئے یہ مہینہ زیادہ تکلیفدہ ہوتا تھا.

آخر اس کی پیدائش کے دن ہی انہوں نے اپنی محبوب بیوی کو کھویا تھا.

حورین شکل و صورت میں اپنی ماں پر تھی اسی لئے وہ اس سے دور رہتے تھے.

اس کی پرورش کے لئے انہوں نے اپنی مرحوم بیوی کی بہن سے شادی کی.

جو کہ کبھی ماں نہیں بن پائی. اور وہ اس لئے حورین کو منحوس قرار دیتی تھیں.

کہ اس کے پیدا ہوتے ہی ان کی بہن سب سے دور ہو گئی. اور وہ بھی ماں نہیں بن پائیں.

انہیں بھی حورین سے کوئی سروکار نہیں تھا. اس کی پرورش ملازمین کے ہاتھوں ہی ہوئی تھی.

لیکن جب بھی مرتضیٰ صاحب گھر ہوتے حورین کو ان کی ماما کبھی کبھی مل ہیٔ جاتی.

لیکن جو بھیٔ تھا اس کے والد ہر بار اس کے لئے دور رہ کر ہیٔ پارٹی کا بندوبست کر دیتے اور اسے ہر بار گفٹ بھی بھیجا جاتا.

اس کے لئے یہی بہت تھا کم از کم وہ اسے بھولے تو نہیں تھے.

بلکل اور تم سبببب انوائیٹڈ ہو.

اس نے مسکراتے ہوئے کہا.

لیکن گفٹ لانا مت بھولنا.

ہانیہ نے سب کو یاد دہانی کرائی تھی.

خان بابا کے ساتھ اس وقت وہ تیار ہو کر ریسٹورنٹ کی طرف جا رہی تھی.

اس کے میٹرک کے اگزیمز میں کچھ مہینے ہی باقی تھے.

اور اسے روز ہی ٹیوٹر پڑھانے آتے تھے.

اس کے پاپا صوبائی پارلیمنٹ میں امیدوار تھے.

وہاں پہنچتے ہی سب اکٹھے اسے وش کرنے کے لئے چلائے تھے.

ہیپی برتھڈے حور ینننننن....

اور وہ ان کے اس جوش پہ ہنس کر رہ گئی.

ہانیہ نے اسے گلے لگ کر وش کیا اور اسے اس کا گفٹ تھما دیا.

سب بہت خوش تھے. زیادہ تر دوست اس کے آرٹ کلب سے تھے.

سب اسے گفٹ دیتے اور نیک تمناؤں کا اظہار کرتے.

اس کے بعد تین منزلہ کیک کاٹا گیا اور اس نے ہمیشہ کی طرح اپنے دوستوں اور ان کے والدین کے ساتھ برتھڈے منایا.

رات کا گہرا اندھیرا پھیل چکا تھا. اور سب آہستہ آہستہ اپنے گھر کے لئے روانہ ہونے لگے.

اس نے بھی خان بابا سے کہلوا کر سامان گاڑی میں رکھوایا اور خود بھی واپسی کے لئے تیار تھی.

ہانیہ اپنی ماما کے ساتھ چلی گئی اور حورین بھی اپنے راستے پہ روانہ تھی.

انہیں بھیڑ زدہ علاقے سے نکلے ابھی کچھ ٹائم ہی ہوا تھا جب دو گاڑیوں نے ان کی کار کا راستہ روکا.

خان بابا کو کچھ انہونی کا احساس ہوا تو انہوں نے حورین کو کار میں ہی رہنے کئ تلقین کی اور خود پسٹل اپنئ جیب میں چھپاتے گاڑی سے اتر گے.

ان کے سامنے کھڑی گہرے شیشوں کی گاڑی کی کھڑکی پہ نوک کرنے لگے.

کچھ لمحات کی دیری کے بعد وہ کھڑکی کھلنے لگی.

جیسے ہی وہ ادھی کھل چکی تھی گولی چلنے کی آواز سے وہ ایک دم چونکی.

اگلے ہی لمحے خان بابا کا وجود زمین پہ گر گیا.

اور وہ دیکھ کر چیخنے لگی.

دونوں گاڑیوں میں سے لوگ نکل کر اس کی کار تک آئے اور دروازہ کھولنے لگے.

جب انہوں نے دیکھا کہ دروازہ لاک ہے تو وہ کھڑکی کو توڑنے لگے.

حورین خوف سے کانپنے لگی. اس کی نظریں خان بابا کے خون سے لتے وجود پہ تھیں.

خان بابا.....خان بابا....

وہ انہیں بار بار پکار رہی تھی جب کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا.

وہ اسے گاڑی سے نکال رہے تھے جب وہ جھٹ پٹانے لگی.

چھوڑو مجھے..... ہیلپ .... ہیلپ می.....

اسی نے اس کے منہ پہ نشہ آور رومال رکھا تھا اور وہ ہوش کھو بیٹھی.

**

جب حورین کو ہوش آئی تو وہ کسی اندھیری جگہ پہ تھی.

سب سے پہلی چیز جو اس کے حواس تک پہنچی تھی وہ کسی چیز کے گل سڑ جانے کی بدبو تھی.

اگلے چیز جو اس نے محسوس کی وہ اس کا جھولتا ہوا بدن تھا.

اس کے دونوں بازوؤں کو چھت سے زنجیروں کی مدد سے باندھا گیا

تھا

اس کا سارا وزن بازوؤں پہ تھا.

اور اس کے پاؤں کے انگوٹھے ہی زمین کو چھو رہے تھے.

زنگ آلود دروازہ کھلا تھا اور وہاں سے کچھ لوگ اس جگہ پہ داخل ہوئے.

زیرو پاور کا بلب جلا دیا گیا. ان میں سے ایک شخص اس کی طرف بڑھنے لگا.

وہ گہری کالی انکھوں کا مالک تھا.

حورین کا چہرہ تھام کر اسے دیکھنے لگا.

کیا یہی ہے لڑکی...

ہاں یہی ہے. تم اس کے ساتھ جو چاہو کر سکتے ہو لیکن اسے مرنے مت دینا.

کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے ایک بڑی عمر کا شخص کہ رہا تھا.

اندھیرے کے باعث وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہی تھی.

تم جانتے ہو جو یہاں آتا ہے وہ زندہ واپس نہیں جاتا پھر بھی؟

ہاں.... اس کے باپ کو لوٹانے کے لئے مجھے یہ زندہ چاہئیے...

جیسے ہی وہ میری بات مان لے گا اسے ہم اس کے حوالے سونپ دیں گے.

وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے. جیسے وہ وہاں موجود ہی نہیں تھی.

وہ لگاتار وہاں جھول رہئ تھی.

خوف سے وہ ان کی باتیں بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی.

ہمممم.... کم عمر ہے پر کافی حسین ہے...

یہ میری اب تک کی سب سے خوبصورت تخلیق ہو گی.

وہ شیطانی ارادے لئے اسے دیکھ رہا تھا.

دروازے پہ موجود شخص قہقہہ لیتا وہاں سے چلا گیا.

انجوائے کرو. اگلے چوبیس گھنٹے تک یہ تمہارئ ہے.

وہ حورین کے چہرے کو چھونے لگا جس پہ اس نے اپنا چہرہ اس سے چھڑوانے کی کوشش کی.

ناکام رہنے پر اس نے اس شخص کی طرف تھوک دیا.

لیکن وہ اس سے کافی لمبا تھا اس لئے اس کے چہرے تک نا پہنچ سکی.

وہ اس کی اس حرکت پہ مسکرانے لگا.

اور حورین کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا.

تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئیے تھا میری پیاری....

اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کھڑے شخص کی طرف بڑھایا...

اندھیرے میں وہ اس کی چمکتی ہوئی انگوٹھی ہی دیکھ پائی جو کہ سانس کی طرح تھی.

اور اس کی آنکھوں کی جگہ لگائے پتھر اندھیرے میں چمک رہے تھے.

اس شخص نے کوئی اوزار اس کی ہتھیلی پہ رکھ دیا.

جیسے ہی اس نے وہ پلائر حورین کے قریب کیا وہ چیخنے لگی.

اگلے لمحے اسے وہ انگوٹھی والا شخص اپنے قریب دکھا.

اس نے حورین کا چہرہ پکڑ کر اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دیا.

وہ سانس رکنے سے کھانسنے لگی.

اس شخص نے دونوں ہاتھوں سے اب اس کا منہ مکمل طور پہ کھولا ہوا تھا

اور وہ ہر کوشش کے باوجود خود کو آزاد نہیں کر پا رہی تھی.

اس کالی آنکھوں والے شخص نے وہ پلائر اس کے منہ میں ڈال دیا.

اور بائیں جانب کے آخری دانت کو پلائر سے کھینچنے لگا.

حورین کو لگا جیسے کوئی اس کی جان کھینچ رہا ہو.

اس کی طاقت کے سامنے وہ کچھ بھی نہیں تھی.

ایک جھٹکے سے اس نے وہ دانت اس کے منہ سے نکال دیا

اور پھر اسے توڑ دیا.

تکلیف اس کے منہ سے ہوتی ہوئی اس کے دماغ تک پہنچی تھی اور پھر پورے بدن میں پھیل گئی.

خون ..... بہت خون....

اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا

اس نے دوبارہ پلائر حورین کے منہ میں ڈالا

اور اب کی بار دائیں جانب کا آخری دانت کھینچنے لگا.

اس کا سانس رکنے لگا تھا.

خون اس کے حلق سے نیچے اترنے لگا.

وہ درد سے بے تحاشہ رو رہی تھی.

پہلے کی طرح جھٹکے سے اس نے وہ دانت بھی نکال پھینکا.

لیکن اس بار تکلیف سے وہ ساتھ ہی بیہوش ہو گئ تھی.

اس کا وجود دوبارہ لٹک گیا تھا.

خون منہ سے گرتا مٹی میں مل رہا تھا.

اس کی ٹھوری گردن لباس ہر چیز سرخ تھی.

وہ اسے وہیں چھوڑتے ہوئے کمرے سے چلے گئے

اب اسے حورین کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا.

***

وہ جب ہوش میں آئی تو اس کے بدن کا ایک ایک حصہ درد اور تکلیف سے چلا رہا تھا.

اس کے بال بکھرے ہوئے تھے.

وہ خود خون اور پسینے سے تر تھی

سر کندھوں پہ لٹک رہا تھا

اس نے خود کو ہلانے کی کو ہلانے کی کوشش نہیں کی۔

میں جانتا ہوں تم ہوش میں ہو....

اس کی آواز سن کر وہ مزید خوفزدہ ہوئی تھی.

اور اب ہچکیاں بھرتے رونے لگی.

چھوڑ دو مم...مجھے... پلیز...

آواز بمشکل حلق سے نکل رہی تھی. بولتے وقت تکلیف ہو رہی تھی

زبان جیسے ہی اسکے زخمی گمز چھوتی وہ کانپ اٹھتی.

اس نے حورین کے قریب آ کر اس کا منہ دبوچ لیا اور اسے تکلیف سے چکر آنے لگے.

ابھی نہیں میری جان ابھی تو تمہیں تمہارا برتھڈے پریزنٹ بھی دینا ہے.

اس نے چاقو اس کی گال پہ رکھ کر کہا.

...

وہ چیخ رہی تھی. اس کی چیخیں سارے کمپاوئٹ میں گونج رہی تھیں.

میں نے کہا آنکھیں کھلی رکھ.

وہ جب بھی درد سے آنکھیں بند کرنے لگتی تو وہ اسے فوراً ٹوکتا.

خون اس کی پلکوں پہ ٹھہر کر انکھ میں ٹپک رہا تھا

جس نے آنکھ میں جلن ہو رہی تھی

اس کا وجود تکلیف سے کانپ رہا تھا.

اور وہ اسے اپنا شاہکار بنا رہا تھا.

چاقو سے اس نے اس کی بائیں ابرو کے اوپر سے کاٹنا شروع کیا تھا.

وہ آنکھیں پھاڑے چیخ رہی تھی.

اس نے اس کی آنکھ تک پہنچ کر چاقو ہٹا لیا.

پھر اس کی آنکھ کے ٹھیک نیچے سے اس کا چہرہ کاٹنا شروع کیا.

ایک چودہ سال کی لڑکی یہ کیسا ظلم سے رہی تھی.

اس دشت ظلمات میں اس پہ ظلم کیا گیا.

وہ درد سے بچنے کے لئے موت مانگنے لگی.

آنسو اور خون آپس میں مل کر اس کا چہرہ جلا رہے تھے.

جب وہ اس کا چہرہ اس کے رخسار تک کاٹ چکا تو اس نے پھر سے چاقو ہٹا لیا.

وہ نیم بیہوشی کی حالت میں مدد کے لئے رو رہی تھی.

پاپا.... پاپا...

جب وہ شخص ابھی بھی اپنے کام سے مطمئن نہیں ہوا تو اس نے چاقو اس کے ہونٹ کے اوپر رکھ دیا.

وہ آہستہ آہستہ اس کے ہونٹ کے اوپر سے نچلے ہونٹ تک اسے کاٹنے لگا.

آہستہ کاٹنے کا مقصد اسے زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچانا تھا.

اندھیری وادیوں میں کھونے سے پہلے اس نے جو الفاظ سنے تھے وہ ہمیشہ اس کے حواس پر قائم رہنے والے تھے.

ہیپی برتھڈے میری پیاری....

نجانے وہ کتنی دیر بیہوش رہی تھی.

اسے بس درد کا پتا تھا. انتہائی درد کا.

تکلیف جب اتنی شدت اختیار کر جائے تو موت آسان لگتی ہے.

اگلی بار اسے ہوش اپنے بازو میں اٹھتی درد سے ہوا تھا.

وہ اس کے بازو بھی اسی طریقے سے آہستہ آہستہ کاٹ رہا تھا

اس کی فیورٹ ڈریس خون سے بھری تھی چہرہ خون آنسو اور تھوک سے بھرا تھا.

خون آنکھ میں جم جانے سے وہ بائیں آنکھ نہیں کھول پا رہی تھی.

اسے لگ رہا جیسے وہ ہمیشہ سے یہیں پہ ہے.

اس میں اب رونے کی ہمت بھی نہیں تھی.

اسے اپنے دونوں بازوؤں پہ بہتا ہوا خون محسوس ہو رہا تھا.

درد سے ایک گہرا رشتہ جڑا تھا حورین کا.

وہ اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور اس کے دائیں کندھے سے شرٹ کو ہٹا تھا.

اس کے کان کے قریب آ کر کہنے لگا.

تم ابھی تک میری پانچویں تخلیق ہو اور ان سب سے خوبصورت...

یہ کہتے ہی حورین نے اپنا کندھا کوئلوں پر محسوس کیا تھا

اور پھر اسے اپنے جلتی ہوئی چمڑی کی بدبو آنے لگی.

وہ بیہوش ہونے سے پہلے آخری بار چیخی تھی.

اس شخص نے اس پہ اپنا نشان چھوڑا تھا

جلتی ہوئی راڈ سے کسی جانور کی طرح اسے نشان دیا گیا تھا.

وہ نشان دو منہ والے سانپ کی مانند تھا.

***

حورین میری بچی.... میں آ گیا ہوں.

وہ بیہوشی میں بھی محسوس کر سکتی تھی کہ کوئی اس کے بے جان وجود کو آزاد کروا رہا ہے.

حورین.... تمہیں کچھ نہیں ہو گا....مجھے معاف کر دو...

لیکن وہ صرف اس شخص کی کالی گہری آنکھیں دیکھ پا رہی تھی اور اسی کی آواز سن پا رہی تھی.

...

کافی دنوں کے بعد اسے ہوش آیا تھا. جیسے ہی اسے ہوش آیا وہ رونے لگی

ڈاکٹر اور نرسز اسے خاموش کروانے کے لئے آگے بڑھنے لگے.

لیکن وہ ہاتھ.... وہ ہاتھ اسے جلاتے تھے

اسے ان کے چھونے سے بے انتہاء تکلیف ہوتی تھی جس سے وہ چیخنے لگتی

سارے ہوسپٹل میں اس کی چیخیں گونجتی تھیں.

آخر انہیں اسے بیہوشی کی دوائی دینے پڑی.

آنے والے کچھ دنوں میں کئی بار ایسا ہوا.

جب بھی اسے ہوش آتا وہ روتی اور نرس حوصلہ دینے کے لئے قریب آتی تو وہ چیخنے لگتی.

ہوسپٹل میں مشہور ہونے لگا کہ کسی پاگل کا علاج چل رہا ہے.

اسے اس حالت میں ایک ہفتہ سے زیادہ ہو چکا تھا .

وہ اپنے قریب سے آتی آوازیں سن سکتی تھی.

میری جان...گھر چلو... تمہیں یہاں ایک ہفتہ ہو چکا ہے.

وہ اس کی ماما کی آواز تھی وہ انہیں پکارنا چاہتی تھی لیکن خوفزدہ تھی کہ پھر سے کوئی اسے چھونے کی کوشش کرے گا.

تم گھر جاؤ تانیہ... میں یہیں حورین کے ہوش میں آنے کا انتظار کروں گا۔

آخر تم کب تک خود کو قصور وار سمجھتے رہو گے.

وہ اس کا کندھا سہلاتے ہوئے کہنے لگی.

ان دونوں کی کمر حورین کی طرف تھی اس لئے وہ نہیں دیکھ پائے کہ وہ ہوش میں ہے.

آخر کب تک یہاں رکو گے مرتضیٰ.

حورین تو نجانے کب تک ایسے ہی رہے گی.

الیکشن سر پہ ہیں اور تم ایسے یہاں نہیں رہ سکتے.

کوئی جواب نا پا کر وہ پھر سے بولنے لگی.

ٹھیک ہے مت جاؤ لیکن میں اپنی این.جی.او کو مزید نظر انداز نہیں کر سکتی

آخر کسی کو تو کام کرنا ہی ہے.

وہ اپنا بیگ اٹھاتی وہاں سے چلی گئی.

مرتضیٰ صاحب نے حورین کو خود سے ہمیشہ دور ہئ رکھا تھا پر تھئ تو وہ ان کی اکلوتئ اولاد

ہی.

اگر وہ ان لوگوں کی بات مان لیتے تو وہ لوگ اپنا مطلب نکلوانے کے لئے حورین کو نشانہ نا

بناتے.

مرتضیٰ صاحب ایک عرصے سے ان کے ساتھ سمگلنگ کے کام میں انوالو تھے

اب انہوں نے مزید اس کام کو جاری رکھنے سے انکار کر دیا تھا تو انہوں نے حورین کو اغواء

کر کے اپنئ ساری شرائط منوا لی تھیں

وہ کھڑکی سے دور ہوتے وہاں رکھی کرسی پہ آ کر بیٹھ گئے.

پلیز مم...مجھے جھوڑیۓ گا نہیں...

حورین کی آواز پہ وہ ایک دم چونکے تھے اور کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھنے لگے.

وہیں رک جائیں...

اس کی آواز میں موجود پاگل پن نے انہیں وہیں رکنے پہ مجبور کر دیا.

مم...میں پتا نہیں کیوں کسی کا چھونا برداشت نہیں کر پاتی...

پلیز سب کو کہیں کوئی میرے قریب نہیں آئے.

وہ سسکیاں لے رہئ تھی.

اپنے ہونٹ اور چہرے میں کھچاو محسوس کر رہئ تھی.

ٹھیک ہے میں سب کو کہ دوں گا.

پاپا....پاپا.... ان لوگوں نے مم...مجھے

اپنے باپ کو ہمدرد مان کر وہ انہیں سب بتانے لگی جب انہوں نے اسے ٹوک دیا.

تمہیں کچھ نہیں ہوا حورین.... تمہارا صرف کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا

یہ وہ کیا کہ رہے تھے. حورین نے بےیقینی سے ان کی طرف دیکھا.

جس نے ایک بار بھی اپنی بیٹی کے چہرے کو نہیں دیکھا تھا.

نہیں پاپا.....

وہ ایک دم چلائی تھی.

مم...میں بتا رہی ہوں.

ان لوگوں نے آپ...کک...کی ..حورین کو.

میں نے کہا نا تمہارا کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا.

وہ اپنۓ سخت آواز میں بولے تھے.

جس سے حورین پاگلوں کی طرح چیخنے اور رونے لگی.

نہیں.... نہیں..... نہیں....اس نے مجھے کاٹا ....

مرتضیٰ صاحب نے غصے سے اس کی دونوں بازوؤں کو تھام لیا.

جس سے وہ پینک میں چلی گئی اور چیخنے لگی.

میں نے کہا نا تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا تھا.

تم سب کو یہی کہو گی سنا تم نے.

لیکن حورین اب حواس کھو چکی تھی.

آخر انہوں نے اسے طمانچہ مار کر ہوش دلانا چاہی.

اس کے سٹیچز لگے ہوئے ہونٹ سے

خون بہنے لگا تھا .

لیکن وہ کسی بھئ چیز کی پروا کئے

بغیر چیخ رہی تھئ .

اسے اس حلیے میں دیکھ کر مرتضیٰ

صاحب اس نے دور ہوئے تھے .

ہاتھ میں لگی ہوئی ڈرپ کی سوئی

بھی نکل گئی تھی .

ڈاکٹر اور نرس بھاگتے ہوئے آئے تھے
اور جب اس پہ قابو نا پا پائے تو اسے
دوبارہ انجیکشن سے بیہوش کر دیا

گیا .

***

اگلی بار جب وہ ہوش میں آئی تو

اس کے پاس نرس موجود تھی .

اور اس نے حورین سے اپنا فاصلہ
برقرار رکھا
شاید انہیں خبر کر دی گئی تھی کہ
وہ کسئ کو اپنے قریب برداشت نہیں

کر سکتی .

اسی دن شام میں پولئس اس کا بیان
لینے آئی اور اس نے انہیں یہی بتایا
کہ اس کا کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا
میڈیا پہ بھی خبر چلنے لگی لوگ

مرتضیٰ صاحب سے خبر گیری کے لئے

فون کرتے اور وہ بھاری اکثریت سے

الیکشن جیتنے میں کامیاب رہے.

حورین کا ڈسچارج کر دیا گیا .

لیکن وہ ہر چیز سے خوفزدہ رہنے

لگی .

اکثر رات میں مرتضیٰ مینشن میں اس

کی چیخیں گونجتی .

اس کی حالت کے سبب انہوں نے

شراب پینا شروع کر دی .

تانیہ کو تو ویسے بھی صرف شہرت
اور طاقت سے مطلب تھا
وہ اس وقت کمبل اپنے گرد لپیٹی

خوف دور کرنے کے لئے اونچی اونچی
گنگنا رہی تھی جب اسے توڑ پھوڑ
کی آواز سنائی دی.

اس کے پاپا اونچی اونچی چلا رہے
تھے وہ پھر سف شراب کے نشے میں
تھے .

حورین ان سے ڈرتی اپنے بیڈ کے نیچے
گھس گئی .

اگلے ہی لمحے اس کے کمرے کا
دروازہ کھلا تھا اور اس کی
تصویریں وہ زمین پہ پھینکنے لگے.

اس کے آرٹ کلب میں حاصل کئے
سرٹیفکیٹ اس کی تمام ڈرائنگ سب
کچھ برباد کرنے لگے .

وہ بیڈ کے نیچے چھپی اپنے منہ پہ
ہاتھ رکھ کر سسکیاں روک رہی
تھی .

صحیح کہتی ہے تانیہ تو ہے ہی
منحوس پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کو

نگل گئی .

تیری منحوسیت کی وجہ سے مجھے

کوئی وارث نا ملا .

اور اب یہ سب.

جب وہ ہر چیز توڑ چکے تو اس کے بیڈ

پہ گر کے سو گئے .

کچھ دیر بعد ملازم انہیں بیہوشی

کی حالت میں وہاں سے لے گئے .

حورین نے باہر نکل کر ان ٹوٹے ہوئے

فریم کو اٹھانا شروع کیا اور اسی

ٹوٹی ہوئی حالت میں دوبارہ

دیواروں پہ سجا دیا .

لیکن جب یہ ہر روز ہونے لگا تو اس

نے ان سب چیزوں کو پھینک دیا

جیسے اس نے اپنے خوابوں کو خود

سے الگ کر کے پھینک دیا تھا .

اس معاملے کو دو ہفتہ ہوئے تھے

جب مرتضیٰ صاحب گھر سے دور

رہنے لگے

اگلے ہی دن تانیہ بیگم نے اس پہ
واپس سکول جانے کا حکم صادر کیا
جبکہ وہ اس حالت میں وہاں نہیں

جانا چاہتی تھی .

اس کے چہرے پہ ابھی بھی سوزش

تھی .

اور وہ سرخ رنگ کے ابھرے ہوئے
نشان اس کے چہرے کو مزید بھدا بنا

رہے تھے .

اس نے ان کی کافی منتیں کی لیکن

وہ کوئی بات نا مانی .

تانیہ بیگم کا کہنا تھا کہ اس کا
بدصورت چہرہ انہیں ڈپریشن کا

شکار کر رہا ہے .

اور اگر وہ خود نہیں جائے گی تو

اسے زبردستی بھیجا جائے گا .

وہ خوف کی حالت میں جب سکول
پہنچی تو پہلا لفظ جو اسے دیکھ کر
کہا گیا وہ کسی اور نے نہیں بلکہ
اس کی سب سے اچھی دوست ہانیہ
نے کہے تھے .

What an ugly face.

اس نے حورین کو چھوڑ کر نئی
دوستیں بنا لی تھیں .

وہ اب اس حنا کی دوست تھی جس
سے اس کی کبھی بنتی نہیں تھی .

میٹرک کے اگزیم میں وہ بری طرح
فیل ہوئی تھی .

اسے ہر وقت لگتا تھا وہ شخص اسے
دوبارہ لے جائے گا
اس نے سپلیمنٹ اگزیم میں بڑی محنت
کی تھی جس سے وہ پاس ہو گئی .

اس کے بعد وہ لاہور شفٹ ہو گئی
ویسے بھی اس کے ماں باپ اس کا
زخمی چہرہ نہیں دیکھنا چاہتے

تھے .

پرائیویٹ کالج میں اس نے مرتضیٰ
صاحب کی مرضی سے پڑھنا شروع
کیا تھا .

اور پھر یونیورسٹی میں اس کی
ملاقات عشال سے ہوئی. جو اس کی

اس عرصے میں واحد دوست بنی.

اس نے اسے اپنے روم میں رہنے کی
اجازت بھی اسی لئے دی تھی
کیونکہ ہوسٹل انتظامیہ کا کہنا تھا
کہ وہ واپس نہیں جا سکتی اسے
اس جگہ کی سخت ضرورت ہے .

***

حال میں.....

وہ اس کی تخلیق تھی اور اسے
واپس اپنا بنانے کا وقت آ چکا تھا .

اس دن کے لئے اس نے کتنا انتظار کیا

تھا .

وہ جیسے ہی کراچی آئی تھی اسے
خبر مل گئی تھی .

پہلی بار جب اس نے اسے دوبارہ
حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ
ایک ریسٹورنٹ میں تھی.

جب وہ وہاں پہنچا تو beast

وہاں کسی کو بری طرح مار رہا تھا.

وہ اس کی نظروں میں نہیں آنا
چاہتا تھا اس لئے فوراً واپس چلا گیا.

جب دوسری بار اس نے کوشش کی
تو وہ مال میں تھی اپنے اسی
دوست کے ساتھ .

وہ اسے باآسانی حاصل کر لیتا اس
کے منصوبہ کے مطابق جیسے ہی
وہاں بمب ہونے کی افواہ پھیلی
لوگوں میں افراتفری پھیل گئی .

وہ اسے حاصل کر لیتا لیکن تبھی

اسے اپنی طرف آتا

beast

دکھائی دیا .

اور دوسری بار بھی اسے خالی ہاتھ

لوٹنا پڑا .

یہ اس کی خوش قسمتی تھی

کہbeast

لیکن وہ اس سے اچھی طرح آشنا

تھا .

آخر وہ اس کی حورین کے ساتھ کیا

کر رہا تھا .

دونوں جگہ پہ ہونا کوئی اتفاق نہیں

ہو سکتا تھا .

لیکن آج وہ کسی صورت بھی اسے

اپنے ساتھ لینے آیا تھا .

وہ جانتا تھا کہ اس کی گاڑی یہاں

سے گزرنے والئ تھی .

وہ اسلام آباد جانے والی تھی.

لیکن جس بات سے وہ انجان تھی

وہ یہ کہ اس کا شکاری اس کا

انتظار کر رہا تھا .

سڑک پہ کانچ کے ٹکڑے بکھیرے وہ
اسی کے انتظار میں تھا

**

میں نے ان لڑکیوں کو سیف ہاؤس
پہنچا دیا ہے.

احتشام اس وقت ھاد کے ساتھ تھا .

اور دونوں اس کے گھر میں بنائے
گئے آفس میں تھے .

اس بار کتنی لڑکیوں کو ان کے والدین
نے پہچاننے سے انکار کر دیا؟

افسوس کے ساتھ پانچ لڑکیاں .

لیپ ٹاپ پہ کچھ دیکھتا ھاد احتشام
کی طرف متوجہ ہوا .

ٹھیک ہے.... ماریہ کو بتا دو تاکہ ان
کی ٹریٹمنٹ شروع کی جا سکے.

اج وہ بلیک شرٹ اور بلیک پینٹ میں
ملبوس تھا

اس کے کالے بال ہمیشہ کی طرح
سٹائل کئے گئے تھے .
چہرے پہ ہلکی سی داڑھی اور
مونچھیں اس کی وجاہت کو مزید
برھاتی تھیں .
گھرے بھورے رنگ کی آنکھیں جن
سے وہ سامنے والے کی روح تک پڑھ
لیتا تھا سے مزید دلکش بناتی تھیں .
کسرتی بدن اور چوڑا بدن اس کی
طاقت کی گواہی دیتا تھا .
لیکن اس سب سے بڑھ جو اسے
منفرد بناتا تھا
وہ اس کا خاص انداز تھا .
جو کہ ہر شخص محسوس کر جو کہ ہر شخص محسوس کر لیتا
تھا .
کوئی بھی اس کے راستے میں آنے
سے پہلے ہزاروں بار سوچتا تھا
کیونکہ ھاد مارتا نہیں تھا وہ انہیں
اتنا پڑپاتا تھا کہ وہ خود موت کی

بھیک مانگتے تھے .

ہم اس سجویشن پہ قابو پا چکے ہیں
لیکن میں پھر بھی چاہتا ہوں تم نظر

رکھو .

ٹھیک ہے اور کوئی حکم....

احتشام نے اسے چڑایا تھا. اور ھاد

اسے نظر انداز کر گیا.

صرف ماریہ اور احتشام ہی تھے جو
کہ کسی حد تک اس کے قہر سے

محفوظ تھے .

تمہارا بھائی اب کیسا ہے .
ھاد نے احتشام کو ارھے ہاتھوں لیا

تھا .

اور احتشام کو دوبارہ اپنے بھائی کا

روتا ہوا چہرہ یاد آ گیا .

...

بھائی بھائی....وہ مجھے چھوڑ

گئی بھائی ....

وہ ٹوٹے ہوئے خواب لئے اسے بتا رہا

تھا .

اس کا جوان بھائی اس کے سامنے
کیسے پھوٹ کر رو رہا تھا اور

احتشام کچھ بھی نا کر پایا .

رباط بس کرو.... یہ کیا حالت بنا

رکھی ہے اپنی.

بھائی مجھے وہ واپس چاہئیے ....

مجھے حورین لا دیں پلیز مجھے

میری حورین لا دیں ....

میں اس کے بنا نہیں رہ سکتا

بھائی ....

وہ چیخ رہا تھا اور احتشام خود کو

بہت لاچار محسوس کر رہا تھا

احتشام ....

ھاد کی آواز نے اسے اپنے خیالوں سے
واپس کھینچا تھا .

وہ ٹھیک ہو جائے گا.

بہتر بھی یہی ہے. کیونکہ میں نہیں
چاہتا وہ تمہارا دھیان بٹائے .
اگلے پراجیکٹ میں مجھے تمہاری
بہت ضرورت ہے .
کیونکہ ان لوگوں تک پہنچنے کا
راستہ تم ہئ ڈھونڈ سکتے ہو .

کون لوگ؟

ڈارک ویب احتشام...ٹارچر ہاؤس ....
احتشام چونکہ ایک بہترین ہیکر تھا
اس لئے ان لوگوں کو ڈھونڈنے کا وہ
سب سے اہم ذریعہ تھا .
ٹھیک ہے میں آج سے ہی کام شروع

کر دیتا ہوں.

دبردست.... اور ایسا کرو تم اب گھر

جاؤ

احتشام ھاد سے ملتا واپس جانے کے

لئے اٹھ کھڑا ہوا .

تبھی اس کے افس کے دروازے پہ

نوک ہوا .

وہ جانتا تھا اس وقت صرف عامرہ

ہی ہو سکتی ہے .

وہ خود دروازہ کھول کر باہر چلا گیا .

سامنے ایک بڑی عمر کی خاتون

کھڑی تھی وہ تقریبا چالیس سال

کی تھی .

ھاد صاحب ہم نے تمام کام نپٹا لئے

ہیں اب ہم جا رہے ہیں .

ٹھیک ہے جاؤ. اور گھر پہنچتے ہی

مجھے کال کر دینا.

ٹھیک ہے. اللہ حافظ.

وہ سالوں سے اس کے لئے کام کر

رہی تھیں.

بلکہ عامرہ وہ پہلئ خاتون تھی
جسے اس نے محض پندرہ سال کی

عمر میں بچایا تھا.

لیکن افسوس اس وقت اپنئ کم
عمری کے باعث وہ صرف اسے ہئ

بچا پایا تھا.

اتنا بڑا گھر پہ اب سناٹا چھایا تھا.

اور وہ قریبی کمرے میں جا کر سو

گیا.

اسے کچھ گھنٹوں میں دوبارہ اٹھنا
تھا

***

کالی گہری آنکھیں اور جلتے ہوئے
ہاتھ
وہ اپنے اردگرد صرف یہئ محسوس

کر رہی تھی
وہ ہاتھ اسے دبوچ رہے تھے اور اس
کا جسم جھلس رہا تھا

وہ چلاتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی .

لیکن وہ اکیلی تھی. کچھ دیر بعد

جب وہ ان یادوں کے اثر سے باہر
نکلی تو اسے یاد آیا کہ وہ تو اسلام
آباد جا رہی تھی
اور اب وہ ایک انجان کمرے میں

تھی .

ایک دم خوف کی لہر دبارہ اٹھی

تھی .

اور وہ بیڈ سے اترتی دروازے کی

طرف بھاگی تھی لیکن وہ لاک تھا.

کمرے میں نیم اندھیرا تھا اور ایک

دیوار پہ بڑے بڑے پردے لٹک رہے تھے.

وہ یقینا کوئی کھڑکی تھی اور وہ

اس طرف بھاگی .

حورین نے ایک جھٹکے سے پردے
ہٹائے تھے.
اور دوسریٔ طرف کا منظر دیکھ کر
اس کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی
تھی.

اس کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی.

وہ ایسے سانس لینے لگی جیسے نجانے کتنی مسافت دوڑ کر تہہ کی ہو.

تمہیں کمرہ کیسے لگا....

وہ کسی کی آواز سن کر ایک دم پلٹی تھی.

وہ کب وہاں آیا اسے پتا بھی نہیں لگا.

حورین نے ایک نظر دوبارہ کھڑکی سے نظر آتے باغیچہ اور اس میں موجود گازیبو کو دیکھا.

جہاں وہ صرف دو ہفتے پہلے آئی تھی

اور پھر اس شخص کی طرف پلٹ گئی.

وہ یہاں کیوں تھی.

اسے دیکھ کر خوف سے وہ خون ٹھنڈا پڑتا محسوس کرنے لگی.

ھاد نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈش سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خود سائیڈ پہ رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا.

ٹانگ پہ ٹانگ جمائے وہ اسے اپنے خشک لب تر کرتا دیکھ رہا تھا

وہ پھر سے اپنے ناخن ہتھیلیوں میں گاڑھ رہی تھی اور اسے یہ حرکت سخت ناپسند آئی تھی.

کتنے ہی منٹ ان کے درمیان سکوت چھایا رہا.

وہ اسے ایسے ہی بیٹھا دیکھ رہا تھا اور حورین اپنی اتھل پتھل سانسیں درست کرنے میں ابھی تک ناکام تھی.

وہ اسے کچھ بھی تو نہیں بتا رہا تھا نا ہی کچھ کہہ رہا تھا بس دور بیٹھا اپنی نظروں سے خوفزدہ کر رہا تھا.

مم....میں...یہاں...کک...کیوں...ہوں.

آخر کار اس نے پوچھ ہی لیا تھا.

کیونکہ میں تمہیں لایا.

حورین نے ایک دم نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا لیکن جب اس کی خود میں اترتی نگاہیں نا دیکھ پائی تو واپس انہیں جھکا لیا.

کک... کیوں...

اس نے کھلے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا تھا .کیا وہ یہاں سے بھاگ سکتی تھی.

کیا وہ شخص اسے روکے گا

اور ھاد اس کی سوچ پڑھ کر مسکرایا تھا.

کیونکہ میں ایسا چاہتا تھا.

آخر وہ اس سے کیا چاہتا تھا. کیا اسے پھر سے اس کے پاپا کی وجہ سے نشانہ بنایا جا رہا تھا

اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں.

قالین پر گرتے آنسو ھاد نے بخوبی دیکھے تھے.

مجھے ...جج...جانے...دد...دو

اس نے کمزور آواز میں کہا تھا.

ھاد ایک دم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ خوف سے پیچھے قدم بڑھانے لگی

لیکن اس کے پیچھے موجود کھڑکی نے ایسا کرنے سے روک دیا.

وہ بیڈ کی طرف بڑھا اور اس پہ پڑا حورین کا ڈوبٹا تھام لیا.

اپنے خوف میں اسے اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا تھا کہ اس کا ڈوبٹا کہاں ہے

وہ قدم بڑھاتا اس کے عین سامنے کھڑا تھا.

اور حورین کو لگا اگر وہ اس کے مزید قریب آیا تو اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کرنے میں زرا دیر نہیں لگائے گی.

لیکن وہ اس سے کچھ فاصلے پہ رک گیا تھا

اور وہیں سے اس پہ ڈوبٹا اوڑھایا تھا.

ڈارلنگ....جب تک میں چاہوں گا تم یہیں رہو گی.

تم اس گھر میں آزادی سے گھوم سکتی ہو.

اور ہاں تمہارے لیے کھانا لایا ہوں وہ کھا لینا.

یہ کہہ کر وہ واپس جانے کے لئے مڑ گیا

لیکن پھر ایک دم رکا تھا.

اور ہاں آئندہ تمہیں جو بھی کھانا ہو اس کے لئے تمہیں ڈائننگ ٹیبل تک جانا ہو گا.

یہ کہتے ہوئے وہ چلا گیا.

لیکن حورین وہیں فرش پہ بیٹھتی چلی گئی.

آخر کیا لکھا تھا اس کی قسمت میں.

اس کے آزادی کی طرف بڑھتے قدم پھر سے روک لئے گئے تھے.

اب یہ کیسی نئ سزا تھی

آخر کب تک وہ اپنۓ ہۓ منحوسیت کا شکار ہوتی رہے گی.

نہیں...پاپا مجھے ضرور ڈھونڈتے یہاں پہنچ جائیں گے.

لیکن پھر کچھ سوچ کر اس کی یہ امید بھی ٹوٹ گئ.

کیونکہ وہ تو گھر میں خط لکھ کر چھوڑ آئ تھی

کہ وہ ہمیشہ کے لئے جا رہی ہے.

لیکن کوئ کیسے جان پائے گا کہ وہ وہیں کراچی میں تھی.

***

اسے وہیں بیٹھے رات ہو چکی تھی.

اس کمرے میں دوبارہ کوئ نہیں آیا تھا

اور اس نے اس کمرے کو اپنا قیدخانہ بنا لیا تھا.

اتنے وقت میں وہ ہر طرح سے سوچ چکی تھی کہ اسے آخر کیا چاہئیے

لیکن اس کے دماغ میں ہمیشہ کالی آنکھیں گھوم جاتی تھیں.

اس کی زخمی روح اور زخمی ذہن اسے کچھ نہیں دے سکتی تھی.

اسے کچھ کھائے ہوئے چوبیس گھنٹے سے زیادہ ہو چکا تھا.

اور اب وہ مزید بھوکی نہیں رہ سکتی تھی.

وہ سائیڈ ٹیبل کی طرف قدم بڑھانے لگی.

ڈش کا جب ڈھکن اٹھایا تو وہاں بس ایک ٹھنڈا ہو چکا بریڈ سلائس اور ایک فرائیڈ ایگ تھا.

ساتھ میں منرل واٹر کی بوتل.

اس کی بھوک کے حساب سے یہ بہت کم تھا لیکن وہ پہلے پانی کی بوتل کھولتی وہ پینے لگی.

اور پھر اس بڑی سے ڈش میں تھوڑا سا کھانا کھانے لگی.

آخر جب وہ خود میں کچھ طاقت محسوس کرنے لگی تو تب سے پہلی بارس جگہ کا معائنہ کرنے لگی.

پہلے جب وہ وہاں آئی تھی تو اس نے صرف ہال اور باغیچہ ہی دیکھا تھا.

وہ ایک وسیع کمرے میں تھی اسے سرخ اور کالے رنگ سے سجایا گیا تھا.

وہ کمرہ بھی باقی گھر کی طرح خوبصورت تھا.

اگر وہ اغواء نا کی گئی ہوتی تو ضرور اس کو دیکھ کر خوش ہوتی.

سامنے کی ساری دیوار کی جگہ کھڑکیاں تھیں.

جن کی بیرونی جانب مضبوط سلاخیں اور جالی لگی تھی.

وہ وہاں سے گازیبو صاف طور پر دیکھ سکتی تھی.

کمرے میں دو دروازے تھے پہلا دروازہ جو اس نے کھولا وہ باتھ روم کا تھا.

اور دوسرا وارڈروب کا

جہاں اس کا سارا سامان موجود تھا.

وہ اپنے تمام کپڑے سلیقے سے ہینگ کئے گئے دیکھ کر کافی حیران ہوئی تھی.

اس کے تینوں بیگ بھی وہیں ایک طرف رکھے ہوئے تھے.

وہ ان کی طرف لپکی اور موبائل ڈھونڈنے لگی.

لیکن نا ہی وہاں اس کا موبائل تھا نا ہی لیپ ٹاپ.

ایک بار پھر سے وہ رونے لگی

***

ھاد جیسے ہی واپس آیا وہ پہلے ہی کمرے کی طرف بڑھ گیا اور نہانے لگا.

وہ نہیں چاہتا تھا کہ حورین اسے اس حالت میں دیکھ کہ ڈر جائے.

وہ اکثر ہی واپس خون میں لت پت آتا تھا.

فریش ہو کر وہ سیدھا ڈائینگ روم میں گیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا.

عامرہ اس کے لئے ڈنر لگا رہی تھی اس کے ساتھ سوزی بھی موجود تھی

سوزی ایک عیسائی لڑکی تھی. جسے اس کے ماں باپ نے کام کے لالچ سے گاؤں سے شہر بھیجا تھا.

اور اسے بھی باقی لڑکیوں کی طرح جسم فروشی کے لئے مجبور کیا گیا.

جب ھاد نے اسے کامران کے اڈے سے نکالا تھا تو اس کا ایک بازو بری طرح فریکچر تھا

اسی لڑکی نے کامران کو عشال کو لے جاتے ہوئے دیکھا تھا.

اور اب وہ ھاد کے گھر عامرہ کے ساتھ کام کرتی تھی.

کیا حورین نے کھانا کھا لیا؟

ھاد نے کھانا پلیٹ میں نکالتے ہوئے پوچھا

نہیں وہ جب سے آئی ہیں کمرے سے نہیں نکلیں.

اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے کمرے میں کھانا لے جاؤں.

عامرہ اس معصوم کی لڑکی کے لئے پریشان تھی.

اتنے سالوں میں اس نے ھاد کو ایسی حرکت کرتے ہوئے تو نہیں دیکھا تھا.

نہیں...جب بھوک لگے گی تو خود ہی آ جائے گی.

ھاد نے جان بوجھ کر اسے کم بریک فاسٹ دیا تھا.

اور اسے کمرے میں کھانے سے منع کیا تھا.

وہ جانتا تھا اگر حورین کو کمرے سے نکالنا ہے تو یہ کرنا ہو گا

سوزی جانتی تھی کہ حورین کے لئے یہ وقت کتنا مشکل ہو گا.

جب وہ خاموش نا رہ سکی تو بول اٹھی.

لیکن وہ دو دن سے....

ھاد کی ایک نظر نے اسے وہیں خاموش ہونے پہ مجبور کیا تھا.

اور عامرہ نے اسے گھوری ڈال کے چپ رہنے کی تلقین کی تھی.

سوزی نے ھاد کے لئے کام کرنے کی خواہش تو کر دی تھی

لیکن اب وہ جان رہی تھی کہ اس کے لئے کام کرنا بہت مشکل ہے.

عامرہ اس کی طبیعت سے کافی واقف تھی اسی لئے وہ اس کے فیصلوں پہ کبھی سوال نہیں کرتی تھی.

چاہے وہ انہیں صحیح مانتی ہو یا نہیں.

لیکن وہ مکمل طور پہ اس کی وفادار تھی.

کل سے میرا ایک آدمی یہیں رہا کرے گا.

وہ حورین کی حفاظت کے لئے ہے.

میری غیر موجودگی میں وہ یہاں کی حفاظت کرے گا.

اس سے پہلے اس نے کبھی کوئی گارڈ نہیں رکھا تھا

اس لئے عامرہ کو سن کر پریشانی ہوئی تھی.

تم دونوں اب جاؤ. یہ سب میں سمیٹ لوں گا.

***

آج یہاں اسے دوسری رات تھی اور بھوک سے اس کا برا حال

لیکن وہ اس کمرے سے باہر نہیں نکلنا چاہتی تھی.

وہ بیڈ پہ بیٹھی ہل رہی تھی۔

آدھی رات کا وقت تھا اور وہ ان دو دنوں سے سوئی نہیں تھی۔

جب وہ مزید نا رہ سکی تو دبے پاؤں کمرے سے باہر نکلی۔

کمرے کے اندر لاک نہیں تھا لیکن باہر ضرور تھا۔

لیکن ھاد کا ارادہ اسے قید کرنے کا نہیں تھا اس لئے دروازہ آرام سے کھل گیا۔

وہ دوسری منزل پہ تھی۔ اس لئے دبے قدموں سے سیڑھیاں اترنے لگی۔

اسے امید تھی اس وقت کوئی وہاں موجود نہیں ہو گا۔

ہال میں پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کچن جانے کا ارادہ چھوڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

لیکن وہ لاک تھا۔

اپنے آنسو پیتی وہ کچن ڈھونڈنے لگی۔

کچن کا سائز ایسے تھا جیسے کسی محل کا رسوئی گھر ہو۔

وہ فریج کے پاس گئی لیکن اس میں پانی کی بوتلوں اور کچھ فروٹس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

وہ ایک سیب اٹھا کر پلٹی جب اندھیرے میں کھڑے شخص کو دیکھ کر چیخ اٹھی اور سیب ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا.

ھاد نے آگے بڑھ کر کچن کی لائٹ جلا دی.

اور حورین وہاں سے غائب ہونے کی دعائیں کرنے لگی.

تمہیں فریج سے کچھ نہیں ملے گا جو چاہئیے یہاں پینٹری میں موجود ہے.

اس نے کچن میں موجود ایک دروازہ کھولا جو کہ پینٹری کا دروازہ تھا.

وہاں ہر چیز موجود تھی.

اندر سے آتی ٹھنڈک سے حورین نے جھرجھری بھری تھی.

ھاد پینٹریٔ سے مختلف پھل نکالنے لگا.

چھری اٹھاتا وہ کٹنگ بورڈ ٹمپہ پھل کاٹنے لگا.

حورین اسے یہ سب کرتے دیکھ رہی تھی.

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہیں رکے یا چلی جائے.

لیکن اسے بھوک لگی تھی

کچھ دیر میں فروٹ سالڈ کا باول تیار تھا.

ھاد نے ایک چھوٹے باول میں سالڈ نکالا.

اور کچن ائیلینڈ کے پاس رکھے سٹول پر بیٹھنے کا اشارہ کیا

جب وہ وہاں سے نہیں ہلی تو اس نے باول وہاں رکھا اور اس کی طرف بڑھنے لگا.

حورین دوڑتی ہوئی سٹول تک گئی اور اس پہ بیٹھ گئی.

ھاد بھی اس سے دو سٹول چھوڑ کر بیٹھ گیا.

پہلے تو حورین پریشانی سے اپنا ہونٹ چبانے لگی. پر پھر دھیرے دھیرے باؤل کی طرف ہاتھ بڑھایا

اور فروٹ سالڈ سے انصاف کرنے لگی.

ابھی اس نے شروع ہی کیا تھا جب ھاد کی آواز وہاں گونجی تھی.

آرام سے کھاؤ....

اب وہ چبا چبا کر کھانے لگی.

جب اس نے ھاد کو مسلسل خود کو گھوتے پایا تو شرمندگی سے اس نے باؤل اس کی طرف کھسکا دیا.

ھاد اسے ابرو اچکا کر دیکھنے لگا تو حورین نے پھر سے سالڈ اپنی طرف کھینچ لیا.

وہ سارا سالڈ کھا چکی تھی اور اب اس کی نظر باقی سالڈ پر تھئ.

کک... کیا... مم... میں... اور... لے... سس... سکتی.. ہوں.

نہیں تم اور نہیں لے سکتی.

حورین کو اس جواب کی توقع نہیں تھی

ھاد اٹھ کر باقی سالڈ فریج میں رکھنے لگا.

اگر تمہیں کچھ اور چاہئیے تو صبح ناشتے کے لئے نیچے آ جانا.

اس کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگی تھیں جسے وہ خود میں ہی اتار گئی.

حورین اس کی پشت گھورتے ہوئے سٹول سے اترنے لگی.

جیسے ہی ھاد پلٹا وہ پوری رفتار سے سیڑھیوں کی طرف بھاگ گئی.

اسے ابھی بھی بھوک لگی تھی لیکن پہلے جتنی نہیں.

***

ایکسرسائز اور جاگنگ کے بعد وہ اب فریش ہو کر ناشتہ کر رہا تھا

لیکن حورین ابھی تک اپنے کمرے سے نہیں نکلی تھئ

اس کا ناشتہ ختم ہونے والا تھا جب حورین اسے سیڑھیوں پہ کھڑی دکھائی دی.

گہرا سبز رنگ کا فراک پہنے اپنے بالوں سے اس نے ہمیشہ کی طرح اپنا چہرہ ڈھک رکھا تھا

ناخن ہتھیلی میں جبھاتی وہ بات مشکل سے کمرے سے باہر نکلی تھی

جیسے ہی وہ سیڑھیوں پہ پہنچی ڈائینگ روم کے کھلے دروازے سے اسے وہ شخص صاف دکھائی

دیا اور اب وہ واپس جانے کا سوچ رہی تھی.

اور اس نے ایسا ہی کیا وہ واپس اپنے کمرے کی طرف پلٹ گئی.

وہ شخص اسے خوفزدہ کرتا تھا

لیکن وہ اس سے کیا چاہتا تھا

ابھی تک تو اس نے سے کچھ نہیں کہا تھا پر وہ یہاں قید کیوں تھی.

کافی دیر وہ یہی سب سوجتی رہی پھر جب بھوک ستانے لگی تو وہ باہر چلی گئی.

اس کی سوچ کے مطابق ھاد واقعی جا چکا تھا

تو وہ کچن کی طرف بڑھنے لگی لیکن وہاں سے آتی آوازوں سے رک گئی اور اندر جھانکنے لگی.

اندر ایک خوبصورت عورت برتن دھو رہی تھی.

اور خود پہ نظریں پا کر ایک دم پلٹی

حورین ایسے پکڑے جانے پہ شرمندہ ہوئی تو کچن کے اندر داخل ہو گئی.

ارے آؤ آؤ بیٹی میں عامرہ ہوں.... یہاں ھاد کے لئے کام کرتی ہوں.

وہ خوشی سے مسکراتی ہوئی ایک دم حورین کی طرف بڑھیں جس پہ وہ فوراً پیچھے ہٹی.

اور وہ عورت بھی وہیں رک گئی.

مجھے معاف کر دینا. ھاد صاحب نے مجھے بتایا تھا آپ جرمز فوبیا ہے آپ کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتیں.

مجھے معاف کر دیں میں بھول گئی تھی.

عامرہ شرمندہ سی معافی مانگ رہی تھی

اور حورین کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے.

اسے جرمز فوبیا تو نہیں تھا پر ھاد نے یہ کہ کر اس کا پردہ ضرور رکھا تھا.

حورین کا دل اس بات پہ دھڑکا تھا.

اور وہ ایک دم مسکرا اٹھی.

عامرہ اس کو مسکراتا دیکھ کر کچھ اچھا محسوس کرنے لگی.

آؤ... آپ کیا ناشتہ کریں گی....

وہ حورین سے پوچھتی پینٹری کی طرف بڑھ گئی.

ھاد صاحب نے کہا تھا کہ کچھ ہلکا پھلکا ہی ناشتہ میں دوں تا کہ کہیں ایک دم زیادہ کھانے سے آپ بیمار نا ہو جاؤ.

اب وہ اتنا تو نہیں کھاتی تھی حورین غصہ سے سوچنے لگی.

عامرہ اس کے سامنے جوس رکھ کر ناشتہ بنانے لگی اور وہ جوس پینے لگی.

حورین کو وہ پسند آئی تھی وہ اسے گھورتی نہیں تھی اور نا ہی اس کے چہرے کے بارے میں کچھ پوچھ رہی تھی.

شاید وہ اسے کچھ بتا پائے.

آ... آپ.... یہاں... کک.. کب... سے .... ہیں.

وہ اٹک اٹک کر پوچھنے لگی.

میں یہاں کئی سالوں سے ہوں. وہ مسکرا کر کہنے لگی.

شاید وہ اس کی مدد کر پائے

مم... مجھے... اع... اغواء....

ابھی وہ اتنا ہی بولی تھی کہ عامرہ بول اٹھی.

مجھے نہیں پتا ھاد صاحب کیا کر رہے ہیں لیکن وہ دل کے برے نہیں.

آپ انہیں ایک موقع دے کر دیکھیں.

یہ کہ کر اس نے ناشتہ حورین کے سامنے رکھا اور جانے لگی.

جب حورین اس کی بات سے غصہ میں آ کر چلائی.

مم...میں یہاں قیدی...ہوں.

عامرہ اس کی بات پہ رکی اور پلٹ کر دیکھنے لگی.

کیا آپ واقعی یہاں قید ہیں؟

وہ بہت اطمینان سے ابرو اچکا کہ پوچھ رہی تھی.

جتنا میں جانتی ہوں قید ایسی تو نہیں ہوتی.

اس نے حورین کے گرد اشارہ کرتے ہوئے کہا.

آپ نے خود اپنے آپ کو اس کمرے میں قید کیا ہے.

وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے چلی گئی

لیکن حورین کو بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر گئی.

وہ خاموشی سے ناشتہ کرتی کمرے کی طرف جانے لگی.

جب اس کے قدم اسے خود بخود اس باغیچہ کی طرف لے گئے.

وہ جگہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی

وہاں کئی نئے قسم کے پھول بھی تھے.

ہر رنگ کا گلاب خاص طور پہ وہاں لگایا گیا تھا.

وہ نجانے کتنی دیر وہاں گھومتی رہی.

روشنی میں وہ اس جگہ کو بہتر طریقے سے دیکھ پا رہی تھی.

وہ باغیچہ سلاخوں کی مدد سے ہر طرف سے بند تھا جیسے کوئی گرین ہاؤس ہو.

کئی قسم کی بیلوں سے وہ سلاخیں ڈھکی ہوئی تھی.

تبھی جاننا مشکل تھا کہ وہ جگہ بند ہے.

جب وہ واپس ہال میں آئی تو سامنے بیٹھے ھاد کو دیکھ کر چونکی.

وہ کافی دیر سے باغیچہ میں تھی اور اسے وقت کا احساس نہیں ہوا تھا.

اور اب دوپہر ہو چکی تھی.

ھاد کے سامنے ایک باڈی بلڈر کی جسامت کا شخص کھڑا تھا

اور وہ اس سے باتوں میں مصروف تھا

حورین موقع دیکھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھی لیکن اس کے پکارنے پہ رک گئی.

یہاں آؤ حور..

وہ اسے ایسے پکارتا تھا جیسے اس پہ حق رکھتا ہو.

حورین کتنئ ہی دیر وہیں کھڑی رہی لیکن پھر اس کی طرف بڑھنے لگی.

یہ ناصر ہے... آج سے میری غیر موجودگی میں یہیں رہے گا. تمہیں اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں.

حورین نے روکا ہوا سانس خارج کر کے ایک دم ناصر کی طرف دیکھا.

جو اب نظریں جھکائے کھڑا تھا.

ہیلو میم....میری موجودگی میں آپ کو کبھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا.

اب وہ اسے کیسے کہتی کہ اس کا باس ہی میرا مسئلہ ہے.

ٹھیک ہے ناصر تم اندرونی گیٹ کے باہر رکو گے.

اپنی نظریں حورین پہ مرکوز رکھ کے وہ ناصر سے مخاطب تھا.

جب وہ چلا گیا تو حورین بھی جانے کے لئے پلٹ گئی.

رکو مجھے تمہیں کچھ دینا ہے.

حورین وہیں رک گئی.اور اس نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لیں.

اسے اپنئ بربادی کا کوئی سامان نہیں دیکھنا تھا.

ھاد اس کو کانپتا ہوا چھوڑ کے اپنے آفس کی طرف چلا گیا اور وہاں سے حورین کے لئے گفٹ لے آیا.

وہ اب اس کے سامنے کھڑا تھا.

آنکھیں کھولو حورین اس نے حورین کے گلے میں لپٹے ہوئے سکارف کو چھو کر کہا.

اس نے اسے اتنی نرمی سے چھوا تھا کہ وہ اس کے لمس اور ہوا میں فرق بھی جان نا پائی.

وہ کڑواہٹ حلق سے اتارتی آنکھیں کھولنے لگی.

لیکن اس کا جھکا سر جھکا ہی رہا

ھاد کے ہاتھ میں پکڑا میک دیکھ کر وہ چونکی تھی

اور پھر بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی.

یہ تمہارے پرانے لیپ ٹاپ سے کافی بہتر ہے.

اسے اپنے سامنے کھڑے شخص پہ یقین نہیں ہو رہا تھا.

کیا وہ پاگل تھا. وہ اسے اغواء کر کے لایا تھا اور اب اتنا مہنگا میک دے رہا تھا.

کیا اسے نہیں پتا کہ وہ اس سے پولیس سے رابطہ قائم کر سکتی ہے.

جب وہ اسیٔ طرح اسے دیکھتے رہی تو ھاد قریب صوفے پہ بیٹھ گیا اور میک کو سٹارٹ کرنے لگا.

میں نے تمہارا اونلائن یونیورسٹی میں ایڈمیشن کروا دیا تھا.

تمہارے سبجیکٹ وہیں ہیں جو اسلام آباد میں تم نے رکھے تھے.

اگر تمہیں کوئی سبجیکٹ بدلنا ہو تو ایک ہفتے کا وقت ہے.

کل سے پہلا لیکچر ہے. وہ اسے سب سمجھا رہا تھا.

تمہارا یونیورسٹی پاسورڈ اور ائی ڈی میں نے اس میں سیو کر دی ہے.

وہ بےیقینی سے اسے سنتی اس کے ساتھ والے سنگل صوفے پہ بیٹھنے لگ.

ھاد نے اس میک لیپ ٹاپ کا رخ حورین کی طرف کر دیا

جب وہ اسے چھونے لگی تو ھاد نے ایک دی اس پہ ہاتھ رکھ کر اسے بند کر دیا.

ایک بات یاد رکھنا ڈارلنگ....

یہ تمہاری تعلیم کے لئے ہے اس سے کوئی بیوقوفی کرنے کی کوشش مت کرنا

حورین نے اس کی انکھوں میں وہی شیطانیت دیکھی تھی جس کی وجہ سے وہ اس سے ڈرتی تھی

حورین فوراً نفی میں سر ہلانے لگی.

اب جب تم نے یہ میک لینے کا ارادہ کر لیا ہے تو تمہارے روز کے دو گھنٹے میرے ہوں گے.

اس نے حورین پہ حکم صادر کیا تھا.

اور اپنی بڑی بڑی گرے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی

دو گھنٹے اس کے ساتھ وہ تو دو سیکنڈ بھی اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی تو پھر دو گھنٹے.

ھاد اس کی پیشانی پہ پڑتے بل اور آنکھوں میں اترا خوف دیکھ کر کھڑا ہو گیا.

وو...وہ.....مم...مم.

اسے اپنئ کمزوری پہ بے حد غصہ آ رہا تھا

وہ کسئ صورت اس کے ساتھ اتنا وقت نہیں گزار سکتی تھی.

پر وہ بھی ھاد مرزا تھا. یہ اس کی سلطنت تھی اور یہاں صرف اس کی مرضی چلتی تھی.

وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے پیچھے چلنے لگی.

ھاد بس اسے ناصر سے ملوانے آیا تھا اور وہ اب واپس جا رہا تھا.

حورین کو موقع جاتا ہوا دکھائی دیا تو اس نے آنکھیں زور سے بند کیں.

اور ایک ہی سانس میں بول اٹھی.

مم...میں نہیں...کک کر سکتی

ھاد اس کے بات پہ پلٹا تھا اور اس کی طرف بڑھنے لگا.

حورین نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اپنے قدم پیچھے کو اٹھانے لگی.

کچھ ہی دیر میں وہ اس کے سامنے تھا اور کچن کی دیوار اس کا راستہ روکے تھی.

ھاد اس کے بے حد قریب تھا وہ اس سے خوفزدہ سانس روکے کھڑی تھی.

ھاد نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے اردگرد رکھ کر وہیں قید کر دیا تھا.

ھاد کو انکار سننے کی عادت نہیں تھی اور نا ہی وہ ان کو دوبارہ انکار کے قابل چھوڑتا تھا

ڈارلنگ مجھ سے یہ کھیل تمہیں بہت بھاری پڑے گا.

حورین کی ہمت نہیں تھی کہ وہ ایک بار بھی اسے دیکھ لے.

وہ بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

تم جس ہوا میں سانس لیتی ہو وہ ہوا بھی میری ہے...

وہ جھک کے اس کے کان کے قریب گویا ہوا۔

اور تمہاری سانس بھی۔

وہ اسے وہاں کپکپاتا چھوڑ کر چلا گیا۔

اور وہ کتنی ہی دیر وہاں کانپتی رہی۔

**

رات کے آٹھ بجے وہ دوبارہ اپنے حواس قائم کر پائی۔

وہ جب سے کمرے میں آئی تھی اس نے باہر جھانکنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔

ھاد نے اسے اتنی بری طرح ڈرایا تھا کہ وہ میک بک کے بارے میں مکمل طور پہ بھول گئی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی تو صرف ان دو گھنٹوں کا جو اس کے لئے جہنم جانے سے کم نہیں تھے۔

وہ ابھی بھی اس کی سانس کی گرماہٹ محسوس کر رہی تھی۔

اس کی سوچ پہ چھائی رہنے والی کالی آنکھیں اب گہری براون انکھوں سے تبدیل ہونے لگی تھیں .

وہ زیادہ تر آدھی رات کے بعد ہی گھر آ پاتا تھا

لیکن آج وہ دس بجے ہی لوٹ آیا تھا.

جب وہ وہاں پہنچا تو اس کا دیا میک وہیں پڑا تھا.

عامرہ اور سوزی واپسی کی تیاری کر رہئ تھیں.

وہ سیڑھیوں سے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا.

حورین کا کمرہ اس کے کمرے کے ساتھ ہی تھا

اس نے اپنے کمرے میں جانے سے پہلے حورین کا کمرے کا دروازہ کھولا اور اسے دیکھنے لگا.

کمرے میں اندھیرا تھا اور وہ سو رہی تھی.

وہ کتنئ ہی دیر اسے دیکھتا رہا اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا.

ابھی وہ فریش ہو کر نکلا تھا اور ٹاول سے بال خشک کر رہا تھا جب حورین کی آتی اونچی اونچی آوازوں سے وہ اس کے کمرے کی طرف بھاگا

وہ نیند میں چیخ رہی تھی.

حورین....حورین...

لیکن وہ اسی طرح چیخ رہی تھی.

اے.سی میں بھی وہ پسینے سے شرابور تھی.

حورین ہوش میں آؤ...

وہ چاقو پکڑے اسے دیکھ رہا تھا.

آنکھیں کھولو میری پیاری....

وہ چیخ رہی تھی اور وہ اس کا چہرہ کاٹتے اس کی آنکھوں میں آیا خوف دیکھنا چاہتا تھا.

گرم ہاتھ.... جھلسا دینے والے ہاتھ اس کا چہرہ جل رہا تھا

نن... نہیں....

وہ چیخ رہی تھی لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا.

اچانک کالی آنکھیں بھوری آنکھوں میں بدل گئیں.

جھلسا دینے والے ہاتھ ٹھنڈے ہو گئے.

وہ حورین کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامے اسے پکار رہا تھا.

حورین ایک دم ہوش میں آئی تھی.

وہ خواب اور حقیقت کی دنیا میں فرق نہیں کر پا رہی تھی.

جیسے ہی وہ ہوش میں آئی ھاد نے اس کا چہرہ آزاد کر دیا.

جب اس نے اسے آزاد کیا تو وہ مکمل ہوش میں آئی تھی اور اس کو خود پہ جھکا دیکھ کر بوکھلا گئی.

ھاد فوراً اس سے دور ہوا.

تم نیند میں اپنا ماضی دیکھ رہئ تھی.

ھاد نے اسے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ برا خواب دیکھ رہی تھی.

وہ دونوں جانتے تھے کہ کیا ہوا تھا.

حورین خود میں سمٹ کر بیٹھ گئی.

اس کی موجودگی اسے حوصلہ دے رہی تھی.

تم سو جاؤ...میں یہیں ہوں.

ھاد کونے میں پڑے سنگل صوفے پہ بیٹھ گیا.

اندھیرے میں وہ اسے اس کونے میں دیکھ نہیں سکتی تھی

لیکن اس کی موجودگی کو اچھے سے محسوس کر رہی تھی.

جب تک میں یہاں ہوں کوئی برا مستقبل کوئی برا ماضی تمہارے قریب نہیں آنے دوں گا.

نجانے کیوں حورین کو اس کی بات پہ یقین ہوا تھا.

اور وہ دوبارہ لیٹ گئی اور اس نف آنکھیں بند کر لیں.

چار سال میں پہلی بار وہ بغیر کسی خوف کے سوئی تھی.

اس کا لاشعور ھاد کو اپنا حفاظتی حصار تسلیم کر چکا تھا.

***

جب وہ جاگی تو کمرے میں اکیلی تھی.

فریش ہو کر کمرے سے باہر آ گئی.

سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کی نظر ھاد کے وجود پر پڑی

لیکن اس بار وہ پلٹی نہیں تھی بلکہ اس کے پاس ڈائننگ روم میں آ گئی

ھاد نے اسے اپنے سامنے والی کرسی پہ بیٹھنے اشارہ کیا اور وہ اسے باہر کھینچ کر بیٹھ گئی.

وہ چور نظروں سے ھاد کو دیکھتی جوس کا گلاس بھرنے لگی اور ساتھ میں پلیٹ پہ ناشتہ لگانے لگی.

کیا رات میں ٹھیک سے سوئی؟

ھاد ساری رات اسے دیکھتا رہا تھا جانتا تھا وہ سکون سے سوئی تھی

لیکن وہ اس کی جھجھک ختم کرنا چاہتا تھا.

جج...جی.. شکریہ.

وہ شرمندگی سے سرخ ہوتی ہوئی کہنے لگی.

اس کی نظریں پلیٹ پر جمی تھیں اور وہ ناشتہ کرنے لگی.

اسے اب یہاں آنا غلط محسوس ہو رہا تھا

اور وہ جلد از جلد ناشتہ کر کے جانا چاہتی تھی.

سکون سے کھاؤ..

ھاد ایک دم دھاڑا تھا.

اور وہ اپنئ جگہ پہ اچھل کر رہ گئ.

جوس اس کے کپڑوں پہ گرا تھا اور گلاس زمین سے ٹوٹا پڑا تھا.

سوزی کچھ ٹوٹنے کی آواز سے وہاں آئی اور کانچ چننے لگی.

حورین نیپکن سے کپڑے صاف کرتی جانے لگی جب ھاد ک تیور دیکھ کر پھر دھیرے سے بیٹھ گئی

اور اب کی بار آرام آرام سے کھانے لگی

جب تک اس نے ناشتہ ختم نہیں کیا وہ وہیں بیٹھا رہا.

آج رات جب تک میں نہیں آؤں گا تم سو گی نہیں.

کک...کیوں

اس نے بے چارگی سے پوچھا.

کیونکہ مجھے میرے دو گھنٹے چاہیئے.

وہ اسے یاد دلاتا ہوا چلا گیا.

***

ھاد کافی خوش تھا اس کی احتشام کی کوششوں کے بعد وہ ایک شخص تک پہنچنے میں کامیاب رہے تھے.

وہ یا تو بیوقوف تھا یا خود پہ اندھا اعتماد کرتا تھا

کیونکہ باآسانی ھاد کے قابو میں آ گیا تھا.

اب وہ اس کے قبضے میں تھا اور ھاد اس کی تیسری انگلی کاٹ رہا تھا

درد کی شدت سے وہ چیخ رہا تھا.

مم....میں کچھ نہیں جانتا.

مجھے چھوڑ دو ...

اس کی کوئی بھی فریاد ھاد تک نہیں پہنچی تھی.

تمہارا دیے ہوئے پتے پہ کوئی نہیں تھا.

اب جلدی بولو کہ وہ فسیلٹی کہاں ہے.

اس کی تیسری انگلی کاٹ کر ھاد نے اسے پیچھے کو پھینکا تھا.

اس شخص کے منہ سے تھوک نکلنے لگا تھا.

ضرور اس نے ...وو...وہ...جگہ ریلوکیٹ کر لی ہو گی.

ھاد جانتا تھا ہر پانچ مہینے بعد اسے ریلوکیٹ کیا جاتا ہے

اسی لئے وہ ابھی تک اس فیسیلٹی تک نہیں پہنچ پایا تھا.

ہو سکتا تھا وہاں کے انچارج کو اس کے آدمی کے غائب ہونے کا پتا لگ گیا ہو.

ھاد نے اب اس کی چوتھی انگلی پکڑی.

اور وہ بلبلانے لگا.

اس نے ہاتھ میں انگوٹھی پہن رکھی تھی.

جو کہ دو سر والے سانپ کی طرح بنی تھی.

آنکھوں کی جگہ سرخ روبی لگی تھی جو چمک رہی تھئ.

ھاد نے اس کی اس انگلی کو کاٹ دیا اور پھر کٹی ہوئی انگلی سے انگوٹھی اتار کر دیکھنے لگا.

اس نے اس طرح کا نشان پہلے بھی کہیں دیکھا تھا لیکن وہ یاد نہیں کر پا رہا تھا کہ کہاں.

وہ شخص زیادہ معلومات نہیں رکھتا تھا اور بے کار تھا لیکن ھاد کی درندگی کا نشانہ ضرور بن سکتا تھا.

***

جب حورین باغیجہ سے کمرے میں آئی تو اس کے بیڈ پہ میک پڑا ہوا تھا.

وہ اس بارے میں مکمل طور پہ بھول چکی تھی.

حورین فوراً اس کی طرف لپکی اور اسے اون کر کے نیٹ سے کنکٹ کرنے لگی.

پھر اس نے پولیس کا نمبر ملایا لیکن کال ڈراپ ہو گئی.

اس نے کئی بار کوشش کی. رباط کا نمبر پاپا کا نمبر پر ہر بار ایک ہی رسپونس ملا.

جھنجھلا کر اس نے پولیس کی ویب سائیڈ اون کی تو وہ بھی اوپن نہیں ہوئی.

جب کہ نیٹ کا کنکشن ٹھیک تھا.

کچھ سوچ کر اس نے فیس بک لگانا چاہی لیکن اس سمیت کوئی بھی سوشل میڈیا ویب نہیں چلی.

اور پھر اسے سمجھ آیا کہ ھاد اسے یہ دیتا ہوا اتنا پرسکون کیوں تھا.

وہ میک کسی پروفیشنل نے پروگرام کیا تھا.

حورین نے کچھ سوچ کہ یونیورسٹی سائیٹ کھولی اور پھر کسی ٹیچر کو اغواء ہونے کا میل لکھنے لگی.

لیکن جیسے ہی اس نے مکمل میل لکھا وہ ڈیلیٹ ہو گیا.

اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن ویسا ہی ہوا.

تیسری بار اس نے کوڈ ورڈنگ میں میل لکھا لیکن اب کی بار میک بند ہو گیا.

اور اس پہ لاک لگ گیا جس کہ لئے وہ پاسورڈ مانگنے لگا.

حورین نے خوف سے وہ میک لیجا کر ہال میں رکھ دیا.

حورین رات کے وقت گازیبو میں بیٹھئ اپنا ہونٹ چبا رہئ تھی.

وہ نہیں چاہتی تھی کہ ھاد اپنے دو گھنٹوں کے لئے اس کے کمرے میں آئے.

بار بار اونچی ہو کر گردن آگے کر کے وہ ہال کی بیرونی دروازہ دیکھ رہی تھی

کہ کہیں وہ آ تو نہیں گیا.

دل میں دعا تھئ کہ آئے ہی نا.

اسے میک کی وجہ سے بھی ڈر لگ رہا نجانے وہ اب اس کے ساتھ کیا کرے گا.

***

ھاد دس بج کر بیس منٹ پہ گھر تھا جب وہ اندر داخل ہوا تو سامنے میز پہ پڑے میک کو دیکھ

کر مسکرا پڑا.

اس نے عامرہ کو وہ حورین کے کمرے میں رکھنے کی تلقین کی تھئ.

اور حورین کی میک پہ ہر ایکٹیویٹی کی اپڈیٹ اسے موبائل پہ موصول ہوتی رہی تھی

جس پہ وہ خاصا محظوظ ہوا تھا.

وہ میک کی طرف بڑھا اور اس کا لاک پاسورڈ دے کر اوپن کر دیا.

تبھی عامرہ اس کے لئے پانی لے کر آئی اور اس نے اس سے حورین کو لاؤنج میں بھیجنے کا کہا.

اور پھر اسے گھر جانے کا کہہ کر فریش ہونے چلا گیا.

حورین کو جیسے ہی ہال کے دروازے کی آواز آئی وہ مزید سمٹ کر بیٹھ گئی.

جب کتنئ دیر تک اسے ھاد کی کوئی دھاڑ سنائی نا دی تو وہ کچھ پر سکون ہو گئی.

کچھ دیر بعد عامرہ نے اسے لاونج جانے کا کہا اور خود سوزی کے ساتھ چلی گئی.

حورین جب کھڑی ہوئی تو اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں.

وہ کافی مشکل سے چلتی ہوئی ہال کے دائیں جانب بنے لاونج میں چلی گئی.

لیکن وہاں کوئی نہیں تھا .

اور سامنے صوفے کے ساتھ ٹیبل پر وہ منحوس میک پڑا تھا.

وہ اسے گھورنے لگی جیسے اس کے ساتھ ہوتی ہر چیز کا ذمے دار وہ ہی ہو.

تبھی ایک دم عقب سے آئی آواز پہ وہ اچھل پڑی.

تمہیں کیسی موویز پسند ہیں

وہ پلٹی تو ھاد سکون سے سگریٹ کے کش لیتا دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا.

حورین آنکھوں میں خوف لئے اسے دیکھ رہی تھی.

اس نے بہت چیزیں توقع کی تھیں پر یہ تو اس کی توقع کے خلاف تھا.

اس نے اپنے ہونٹوں کو تر کیا اور پھر اسے فوراً جواب دیا.

ڈراؤنی.

ڈراؤنی....

وہ استہزائیہ مسکرا کر اس کے قریب سے ہوتا صوفے پہ بیٹھ گیا.

حورین وہیں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی.

لیکن پھر نظریں جھکا لیں.

ھاد صوفے پہ نیم دارز تھا

اور اسے اپنے پاس آ کر بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا.

لیکن حورین اپنئ جگہ سے نہیں ہلی اور وہیں کھڑی رہی.

ھاد نے پاس پڑا کشن اٹھانا اور اپنے قدموں میں پھنک دیا.

حورین رات کے وقت گازیبو میں بیٹھئ اپنا ہونٹ چبا رہئ تھی.

وہ نہیں چاہتی تھی کہ ھاد اپنے دو گھنٹوں کے لئے اس کے کمرے میں آئے.

بار بار اونچی ہو کر گردن آگے کر کے وہ ہال کی بیرونی دروازہ دیکھ رہی تھی

کہ کہیں وہ آ تو نہیں گیا.

دل میں دعا تھی کہ آئے ہی نا.

اسے میک کی وجہ سے بھی ڈر لگ رہا نجانے وہ اب اس کے ساتھ کیا کرے گا.

***

ھاد دس بج کر بیس منٹ پہ گھر تھا جب وہ اندر داخل ہوا تو سامنے میز پہ پڑے میک کو دیکھ

کر مسکرا پڑا.

اس نے عامرہ کو وہ حورین کے کمرے میں رکھنے کی تلقین کی تھی.

اور حورین کی میک پہ ہر ایکٹیویٹی کی اپڈیٹ اسے موبائل پہ موصول ہوتی رہی تھی

جس پہ وہ خاصا محظوظ ہوا تھا.

وہ میک کی طرف بڑھا اور اس کا لاک پاسورڈ دے کر اوپن کر دیا.

تبھی عامرہ اس کے لئے پانی لے کر آئی اور اس نے اس سے حورین کو

لاؤنج میں بھیجنے کا کہا.

اور پھر اسے گھر جانے کا کہہ کر فریش ہونے چلا گیا.

حورین کو جیسے ہی ہال کے دروازے کی آواز آئی وہ مزید سمٹ کر بیٹھ گئی.

جب کتنئ دیر تک اسے ھاد کی کوئی دھاڑ سنائی نا دی تو وہ کچھ پر سکون ہو گئی.

کچھ دیر بعد عامرہ نے اسے لاونج جانے کا کہا اور خود سوزی کے ساتھ چلی گئی.

حورین جب کھڑی ہوئی تو اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں.

وہ کافی مشکل سے چلتی ہوئی ہال کے دائیں جانب بنے لاونج میں چلی گئی.

لیکن وہاں کوئی نہیں تھا.

اور سامنے صوفے کے ساتھ ٹیبل پر وہ منحوس میک پڑا تھا.

وہ اسے گھورنے لگی جیسے اس کے ساتھ ہوتی ہر چیز کا ذمے دار وہ ہی ہو.

تبھی ایک دم عقب سے آئی آواز پہ وہ اچھل پڑی.

تمہیں کیسی موویز پسند ہیں.

وہ پلٹی تو ھاد سکون سے سگریٹ کے کش لیتا دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا.

حورین آنکھوں میں خوف لئے اسے دیکھ رہی تھی.

اس نے بہت چیزیں توقع کی تھیں پر یہ تو اس کی توقع کے خلاف تھا.

اس نے اپنے ہونٹوں کو تر کیا اور پھر اسے فوراً جواب دیا.

ڈراؤنی.

ڈراؤنی....

وہ استہزائیہ مسکرا کر اس کے قریب سے ہوتا صوفے پہ بیٹھ گیا.

حورین وہیں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی.

لیکن پھر نظریں جھکا لیں.

ھاد صوفے پہ نیم دارز تھا

اور اسے اپنے پاس آ کر بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا.

لیکن حورین اپنئ جگہ سے نہیں ہلی اور وہیں کھڑی رہی.

ھاد نے پاس پڑا کشن اٹھانا اور اپنے قدموں میں پھنک دیا.

اب وہ اسے اس پہ بیٹھنے کا کہ رہا تھا.

حورین کی آنکھوں میں پھر سے نمی آنے لگی.

وہ کسی صورت اس کے قریب نہیں جانا چاہتی تھئ.

اسے اس سے ڈر لگ رہا تھا.

لیکن وہ ائیسا نا کر کے اپنئ سزہ مزید بڑھانا بھئ نہیں چاہتی تھئ.

پہلے ہئ ٹیبل پہ پڑا میک اسے منہ چڑھا رہا تھا

وہ اپنی ناخن ہتھیلیوں میں مارتئ اس کئ طرف بڑھنے لگی.

کشن اس کی بائیں ٹانگ اور صوفے کے ساتھ رکھے ٹیبل کے درمیان پڑا تھا.

وہ بہت دھیان سے ھاد کی طرف پشت کر کے خود میں سمٹ کر اس کشن پہ بیٹھ گئ.

اسے لگ رہا تھا کہ نجانے کب وہ اس پہ حملہ کر دے.

آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے.

رات کی خاموشی میں اس کی اتھل پتھل سانسیں گونج رہی تھیں.

ھاد نے ریموٹ سے سامنے دیوار پہ لگی بڑی سی سکرین کو سٹارٹ کیا.

کونسی مووی دیکھو گی.

آخر وہ اس سے کیوں پوچھ رہا تھا. یہ سب اس کی مرضی سے ہو رہا تھا تو مووی اس سے کیوں پوچھ رہا تھا.

حورین نے کن اکھیوں سے ساتھ ٹیبل پہ پڑا میک دیکھا اور غصہ سے کہنے لگی.

Drag me..me to...hell

ھاد اس کی غصہ دکھانے کی اس ادا پہ مسکرا پڑا تھا.

اسے اس لڑکی کو خوفزدہ دیکھ کر عجیب سکون ملتا تھا

remember darling, i will always be your hell and heaven.

اس نے اس کے کان کے قریب ہو کر کہا اور وہ جھرجھری لے کر رہ گئ.

اس کی قربت اسے باقیوں کی طرح خوفزدہ نہیں کرتی تھئ

بلکہ وہ اس سے دہشت زدہ رہتئ تھی.

کچھ دیر بعد وہ مووی سکرین پہ چل رہئ تھئ پر دونوں اسے نہیں دیکھ رہے تھے.

ھاد کئ نظر مسلسل حورین پہ تھی.

اور حورین اس کی نظروں کی تپش خود پہ محسوس کر کے مزید بوکھلا رہی تھئ

وہ کبھی میک کو دیکھتی کبھی اس کی بائیں طرف مسلسل ہلتی ٹانگ کو.

اس کی نظریں مسلسل ان دونوں چیزوں کے درمیان فاصلہ طہہ کر رہی تھیں.

فلم میں موجود اداکاروں کی آواز کے علاوہ وہاں اور کوئی آواز نہیں تھی

جب فلم آدھی گزر گئی تو وہ کچھ پر سکون ہونے لگی.

اور مووی انجوائے کرنے لگی.

اچانک اسے اپنے کچھ بالوں پہ دباؤ محسوس ہوا اور وہ دوبارہ اکڑ کر بیٹھ گئی.

ھاد نے اس کے خوبصورت بالوں کی لٹ کو کب سے تھام رکھا تھا اور اب اس نے انہیں ہلکا سا کھینچا تھا

تم نے آج سارا دن کیا کیا؟

وہ کتنے آرام سے پوچھ رہا تھا

مم...میں...نے....کک...کچھ...نن... نہیں.

کیا تم نے یونیورسٹی سائیٹ چیک نہیں کی؟

حورین کو اس کا گلا کسی صحرا کی مانند محسوس ہونے لگا.

وہ حورین کی کے بالوں کی ہر لٹ کو اپنے ہاتھ میں لے رہا تھا.

میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ صرف تمہاری تعلیم کے لئے ہے لیکن تم نے میری بات کو اہمیت نہیں دی.

حورین نے اپنی سلور گرے آنکھیں زور سے بند کر لیں.

وہ اب اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹ رہا تھا.

مجھے پسند نہیں کوئی میری بات کو اہمیت نا دے.

اپنئ بات کہنے کے بعد اس نے اس کے سر زور سے پیچھے کی طرف کھینچا تھا.

وہ اس حملے کے لئے تیار نہیں تھی اور زور سے چیخ اٹھی.

حورین نے اپنی آنکھیں ایک دم کھولیں.

لیکن اسے خود پہ جھکا دیکھ کر اس کے حلق میں ہی آواز قید ہو گئی.

اس کی گردن پچھلی طرف مڑی ہوئی تھئ.

بال اس کے ہاتھ کے گرد لپٹے تھے اور اس کا سر صوفے کی سیٹ چھو رہا تھا

وہ اس پہ مزید جھکنے لگا.

حورین ایک دم تڑپ اٹھی تھئ

اسے لگا اس کا دل باہر نکل آئے گا.

وہ سانس نہیں لے پا رہئ تھی

ایسا دوبارہ نہیں ہو ڈارلنگ....

اس کے آنسو آنکھوں سے نکل کر صوفے میں جذب ہو رہے تھے

وہ اپنے خشک ہونٹ تر کرنے لگی۔

ھاد کی نگاہ فوراً اس کے لبوں کی طرف گئی تھی۔

حورین نے فوراً اپنی غلطی سمجھ کر اپنے ہونٹ بھینچے تھے۔

وہ اس کے مزید قریب آنے لگا اور صرف کچھ فاصلے پہ رک گیا۔

اگر ان میں سے کوئی بھی ذرا سا بھی ہلتا تو ان کی پلکیں ایک دوسرے کو چھو لیتیں۔

اس کی خوبصورت انکھوں میں اپنا عکس اور خوف دیکھ رہا تھا۔

وہ اس کے چہرے پہ ابھرے نشان کو شدت سے چھونا چاہتا تھا۔

لیکن اس کے لئے صبر لازمی ہے ۔

میری بات یاد رکھنا۔

یہ کہہ کر وہ ایک دم اس سے دور ہوا اور حورین کے بالوں کو آزاد کر دیا۔

وہ جھٹکے سے اٹھی اور وہاں سے بھاگ گئی۔

اپنے کمرے میں آ کر ہی اس نے سانس لیا تھا

اس کی آنکھیں....اس کے نظروں کے سامنے اس کی آنکھیں گھوم رہی تھیں۔

وہ کتنی ہی دیر جاگتی اس کے بارے میں سوچتی رہی نیند اس سے کوسوں دور تھی۔

نجانے رات کے کس پہر اس کی آنکھ لگی تھی.

لیکن وہ اپنئ عنودگی میں بھی جانتئ تھی کہ ھاد اس کے آس پاس ہے.

اس نے اندھیرے میں ڈوبے اپنے کمرے کے تاریک کونے کو دیکھا

اور دبارہ آنکھیں موندھ لیں

***

ابھی وہ فجر پڑھ کے کھڑی ہوئی تھی جب اسے باغیچہ سے کچھ سے کچھ آواز آتی سنائی دی.

کیا تم نے یونیورسٹی سائیٹ چیک نہیں کی؟

حورین کو اس کا گلا کسی صحرا کی مانند محسوس ہونے لگا.

وہ حورین کی کے بالوں کی ہر لٹ کو اپنے ہاتھ میں لے رہا تھا.

میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ صرف تمہاری تعلیم کے لئے ہے لیکن تم نے میری بات کو اہمیت نہیں دی.

حورین نے اپنی سلور گرے آنکھیں زور سے بند کر لیں.

وہ اب اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹ رہا تھا.

مجھے پسند نہیں کوئی میری بات کو اہمیت نا دے.

اپنیٔ بات کہنے کے بعد اس نے اس کے سر زور سے پیچھے کی طرف کھینچا تھا.

وہ اس حملے کے لئے تیار نہیں تھی اور زور سے چیخ اٹھی.

حورین نے اپنی آنکھیں ایک دم کھولیں.

لیکن اسے خود پہ جھکا دیکھ کر اس کے حلق میں ہی آواز قید ہو گئی.

اس کی گردن پچھلی طرف مڑی ہوئی تھیٔ.

بال اس کے ہاتھ کے گرد لپٹے تھے اور اس کا سر صوفے کی سیٹ چھو رہا تھا

وہ اس پہ مزید جھکنے لگا.

حورین ایک دم تڑپ اٹھی تھیٔ

اسے لگا اس کا دل باہر نکل آئے گا.

وہ سانس نہیں لے پا رہیٔ تھی

ایسا دوبارہ نہیں ہو ڈارلنگ....

اس کے آنسو آنکھوں سے نکل کر صوفے میں جذب ہو رہے تھے

وہ اپنے خشک ہونٹ تر کرنے لگی.

ھاد کی نگاہ فوراً اس کے لبوں کی طرف گئی تھی.

حورین نے فوراً اپنی غلطی سمجھ کر اپنے ہونٹ بھینچے تھے.

وہ اس کے مزید قریب آنے لگا اور صرف کچھ فاصلے پہ رک گیا.

اگر ان میں سے کوئی بھی ذرا سا بھی ہلتا تو ان کی پلکیں ایک دوسرے کو چھو لیتیں.

اس کی خوبصورت انکھوں میں اپنا عکس اور خوف دیکھ رہا تھا.

وہ اس کے چہرے پہ ابھرے نشان کو شدت سے چھونا چاہتا تھا.

لیکن اس کے لئے صبر لازمی ہے .

میری بات یاد رکھنا.

یہ کہہ کر وہ ایک دم اس سے دور ہوا اور حورین کے بالوں کو آزاد کر دیا.

وہ جھٹکے سے اٹھی اور وہاں سے بھاگ گئی.

اپنے کمرے میں آکر ہی اس نے سانس لیا تھا

اس کی آنکھیں....اس کے نظروں کے سامنے اس کی آنکھیں گھوم رہی تھیں.

وہ کتنی ہی دیر جاگتی اس کے بارے میں سوچتی رہی نیند اس سے کوسوں دور تھی.

نجانے رات کے کس پہر اس کی آنکھ لگی تھی.

لیکن وہ اپنی غنودگی میں بھی جانتی تھی کہ ھاد اس کے آس پاس ہے.

اس نے اندھیرے میں ڈوبے اپنے کمرے کے تاریک کونے کو دیکھا

اور دوبارہ آنکھیں موندھ لیں

❊❊❊

ابھی وہ فجر پڑھ کے کھڑی ہوئی تھی جب اسے باغیچہ سے کچھ آواز آتی سنائی دی.

وہ آہستہ آہستہ کھڑکی کی جانب بڑھی اور پردہ تھوڑا سا کھسکا کر باغیچہ سے آتی آواز کی وجہ ڈھونڈنے لگی.

ھاد سائیڈ پہ رکھی بوری سے مٹی کیاریوں میں ڈال رہا تھا.

آخر یہ شخص سوتا کب ہے. حورین سوچ کر رہ گئی.

کافی دیر وہ وہیں کھڑی ساری کاروائی دیکھتی رہی.

اب وہ کوئی گلاب کا پودا وہاں لگا تھا.

اس طرح کے گہرے رنگ کا گلاب اس نے پہلی بار دیکھا تھا.

اور وہ انہیں قریب سے دیکھنا چاہتی تھی.

اس لئے کمرے سے نکل کر باغیچہ کے دروازے میں آ کھڑی ہوئی.

آسمان پہ سورج کی کرنیں پھوٹنے لگی تھیں.

باغیچہ میں بسنے والے بلبل. کوئل اور دوسرے پرندے بھی اللہ حمدوثناء بیان کر رہے تھے.

ھاد نے اچھے سے اس پودے کو کیاری میں لگایا اور پھر کٹر سے باقی پودوں کی کانٹ چھانٹ کرنے لگا.

اس کے کپڑے مٹی سے بھرے تھے اور وہ ہاتھوں میں ربڑ کے بڑے بڑے دستانے پہنے ہوئے تھا.

تمہیں مجھ کو چھپ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں....

ای ی ی ی...

اپنے پکڑے جانے پہ بے اختیار ہی اس کے منہ سے آواز نکلی تھیں.

اور پھر اس نے تیزی سے دونوں ہاتھ کو بند کر کے اپنے منہ پہ رکھ لیا.

ھاد اس کے سامنے کھڑا تھا. میری وجہ سے تمہیں وہاں رہنے کی ضرورت نہیں.

یہ جگہ تمہارے لئے ہی ہے.

اس کی بات پہ وہ چونکی تھی. اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی.

ھاد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اندر آنے کا کہا.

اور وہ قدم اٹھاتی گلاب کی طرف بڑھ گئی.

وہ پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا.

جب وہ پہلی بار یہاں آئی تھی تو وہاں اتنے پودے نہیں تھے

اور نا ہی پرندے.

جبکہ اب لکڑی سے بنائے گئے چھوٹے چھوٹے گھروں میں پرندے رہتے تھے.

کیا تم نے کبھی گارڈننگ کی ہے حور؟

وہ اس کی آواز سن کر پھر سے پلٹی تھی.

نن.... نہیں

کیا تم سیکھنا چاہو گی؟

اسے وہ جگہ بہت پسند تھی اور وہ ویسے بھی فارغ ہی ہوتی تھی

لیکن ھاد سے سیکھنے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا تھا.

پھر بھی وہ انکار نا کر پائی اور کندھے اچکا دیئے.

میں کل جلدی واپس آ جاؤں گا اور تم میری مدد کر سکتی ہو.

ویسے بھی یہاں کافی کام ہے.

شاید اسے انکار کر دینا چاہئیے تھا پر اب تو موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا.

وہ کچھ اس سے پہلے اس نے کٹر اور ہاتھ میں پہنے دستانے اتار کر ایک بالٹی میں رکھے

اور وہاں سے چل دیا.

ایک اور بات حور...

تمہیں میک جس مقصد سے دیا ہے اسے اسی مقصد سے استعمال کرو.

وہ سیڑھیاں تیزی سے چڑھتا اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا.

وہ ناشتہ کے وقت تک وہیں بیٹھی رہی اور پھر ڈائینگ روم کی طرف چل پڑی.

اس بار اس نے یاد سے ناشتہ آہستہ سے اور چبا چبا کر کھایا.

تمہیں کھانے میں کیا کیا پسند ہے؟

ھاد نے اچانک سوال کیا تھا.

مم...مجھے؟

اس کی بےوقوفانہ سوال پہ وہ بس ابرو اچکا کر دیکھنے لگا.

اممم...چلی

چلی ؟ ھاد کو اس جواب کی توقع نہیں تھی.

پہلے ڈراؤنی فلمیں اور اب چلی...

وہ لڑکی جیسی دکھتیٔ تھی اس سے بہت الگ تھی.

حورین کو شروع سے ہی مرچیں اور اس سے بنی ڈشز بہت پسند تھیں.

اور چلی اس کی فیورٹ ڈش تھی.

لیکن اسے صرف اپنی ماما کی ہاتھ کی بنی چلی ہیٔ پسند تھی.

بچپن میں وہ اکثر اس کے لئے بناتی تھیں.

پر پھر یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا.

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی اور اسے پتا بھی نہیں لگا ھاد کب اس کے ساتھ والیٔ جگہ پہ آ بیٹھا.

اس نے اس کے بالوں کی لٹ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلی.

اس نے کیسے حورین کی حدود کو جان کر انہیں کمزور کرنا شروع کر دیا تھا وہ تو ابھی محسوس بھی نہیں کر پائی تھی.

وہ اس کے بالوں کی لٹ کو اپنے انگوٹھے سے سہلا رہا تھا

میں یہاں ہوں ڈارلنگ ... تمہارے ماضی میں نہیں.

اس کی بات سن کر وہ سرخ ہونے لگی تھی.

جب وہ اسے وہیں چھوڑ کر اٹھ گیا.

٭٭٭

اسے الٹا لٹکایا گیا تھا.

اور وہ حلق کے بل چلا رہا تھا.

اس کی ایک انکھ سگریٹ کی مدد سے جلا دی گئی تھی

اور اب ھاد نے سلگتی سگریٹ اس کی دوسری آنکھ میں گھسا دی.

وہ چیخیں مار رہا تھا. اس کی تڑپ سے ہر اٹھتی چیخ سے ایک سکون ھاد کے اندر اترتا تھا

ٹسک... ٹسک... ٹسک..

میں نے کہا تھا نا اب تم چیخے تو تمہیں سزا ملے گی.

وہ ایسے بناوٹی انداز سے کہ رہا تھا جیسے کوئی والد اپنے بچے سے خفا ہو.

اگلے ہئ لمحے اس کی زبان اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ اسے کاٹنے لگا.

وہ شخص زور زور سے اپنا سر جھٹک رہا تھا پر اس کی پکڑ مضبوط تھی.

اس کی زبان کو کاٹ کر پھینک دیا گیا.

احتشام اتنے سالوں سے اس کے ساتھ تھا لیکن ہر بار ھاد کا یہ روپ اس کے رونگھٹے کھڑے کر دیتا تھا.

شروعات میں تو اکثر وہ الٹی کر دیتا تھا.

اگلے لمحے اس نے اس پر مٹی کا تیل ڈالنا شروع کیا

ھاد نے اسے بری طرح جلایا تھا کہ کوئی اس کو پہچان بھی نہیں سکتا تھا.

اس کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا کام وہ اپنے آدمیوں پہ چھوڑ کر خود احتشام کے ساتھ چلا گیا.

ھاد کے کئی گھر تھے جو کہ سب اس وقت بھرے ہوئے تھے.

اسے کسی سے ملنے جانا تھا اور اس سے جلنے کی بدبو آ رہی تھی.

اس لئے وہ احتشام کو اپنے گھر جانے کا کہ کر خود ماریہ کے پاس چلا گیا.

اس کی رہائش اس جگہ کے قریب بھی تھی.

آہ.... آج کیسے یاد آئی میری....

ماریہ اسے اندر آتے ہی بول اٹھی تھی.

پر پھر اس سے آتی بدبو سے اس نے دور رہنا ہئ مناسب سمجھا.

جاؤ....پہلے نہا لو...

وہ اسے نظر انداز کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا اور وہاں موجود اپنے کپڑے نکالنے لگا.

جب وہ باہر نکلا تو ماریہ اپنی کک کو بھگا رہی تھی.

بس تھوڑا سا وقت رہتا ہے تم ڈنر کر کے جاؤ گے نا.

اس نے بڑی امید سے پوچھا تھا.

آج نہیں ماریہ پھر کبھی سہی.

آخر تم مجھے اپنئ توجہ کب دو گے. میری غلطی کیا ہے جو میں ہر رشتے سے محروم ہوں.

اس نے جھنجھلا کر کہا تھا. آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی.

وہ کبھی ایسے جذبات کا کھلا اظہار نہیں کرتی تھی. اگر وہ ایسا کر رہی تھی تو یقینا بہت دکھی تھی.

لیکن ھاد کے گھورنے پہ وہ نظریں جھکا گئی.

ہر شخص کی طرح ماریہ کی بھی ایک حد تھی.

مجھے معاف کر دو... میں بس اکیلی ہوں

یہاں آؤ ماریہ...

اس کے کہنے پہ وہ فوراً اس کے پاس آئی تھی اور اس کے گلے لگ گئی.

ھاد اس کے بال سہلانے لگا.

سب ٹھیک ہے ماریہ... اگر میں مصروف نا ہوتا تو ضرور ملنے آتا.

ہمم....

وہ اس کا سب کچھ تھا. اور اسے سب سے عزیز بھی.

چلو اب تم ڈنر کرو اور مجھے جانا ہے.

ھاد اسے خود سے الگ کرتے کہنے لگا.

وہ دروازے تک پہنچا تھا جب وہ دوبارہ بولی تھی.

تم مجھے اس خوبصورت مصروفیت سے کب ملواؤ گے؟

وہ اس کی بات پہ رکا تھا.

میں تمہارے گھر آئی تھی. تمہاری گرلفرینڈ کے گارڈ نے اندر داخل نہیں ہونے دیا.

وہ خود کو مضبوط دکھانے کی کوشش کر رہی تھی.

جو بھی تھا اسے غصہ تھا کہ ھاد اسے وہاں نہیں رہنے دیتا لیکن وہ لڑکی اس کے گھر موجود تھی.

میں ناصر سے کہ دوں گا اگلی بار تمہیں دور سے ہی شوٹ کر دے.

جلد بازی میں وہ صرف اتنا ہی کہ کر چلا گیا

***

وہ کلب میں تھا اور اس کی میٹنگ کامیاب رہی تھی.

ھاد جیسے شخص کے لئے یہ جگہ ایسے کاموں کے لئے بہترین تھی.

اب وہ اپنے سامنے سٹیج پہ ناچتے ہوئے شخص کو دیکھ رہا تھا.

اپنے ساتھ ناچتی لڑکیوں کی طرح وہ بھی نشے میں تھا.

کافی دیر تک وہ یہ معاجرہ دیکھتا رہا اور پھر اٹھ کر باہر آ گیا.

جیسے ہئ فون کیا احتشام نے اس کی کال کو فوراً پک کیا تھا.

کیا ہوا ھاد کوئی مسئلہ ہے؟

مسئلہ تو ہے شام.... تمہارا بھائی یہاں نشے کی حالت میں کب سے ناچ رہا ہے.

اسے بزنس کی جگہ ڈانسنگ سکول بھیج دیتے.

یہ کہ کر اس نے کال کاٹی اور گاڑی میں بیٹھ گیا.

جبکہ دوسری طرف احتشام رباط کو گالیاں دیتا ہوا اپنئ گاڑی سٹارٹ کرنے لگا

***

حورین کو بار بار ھاد کی باتیں یاد آ رہی تھیں.

اس نے میک سے یونیورسٹی سائیٹ چیک کی اور آن لائن لیکچر ڈاؤن لوڈ کر کے وہ سنے.

اس کے علاوہ اس نے کافی سرچ کی. پر میتھ پھر بھی اس کے سر کے اوپر سے گزر گیا.

لیکن یہ اب حورین کی ضد بن چکا تھا کہ وہ اپنے پاپا کو اکنامکس میں ڈگری لے کر دکھائے گی.

ابھی تک وہ اسی پہ کام کر رہی تھی جب ھاد واپس آ گیا.

اس نے گھڑی کی طرف دیکھا تو رات کے دس بج چکے تھے.

وہ اسے پانی لانے کا اشارہ کر کے خود لاونج میں چلا گیا.

عامرہ اسے راستے میں ہی مل گئی.

وہ اس سے پانی پکڑ کر ھاد کے پاس لے آئی.

اور گلاس سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیا.

ھاد کوئی فٹبال میچ دیکھنے میں مصروف تھا.

اس نے وہی دیکھتے ہوئے کشن اٹھایا اور اپنے قدموں میں گرا دیا.

آج کشن اس کے دونوں پیروں کے درمیان میں پڑا تھا.

حورین وہیں کی وہیں جم گئی.

شاید اس سے غلطی ہو گئی تھی اور وہ کشن دوبارہ اٹھا کر کل کی جگہ پہ رکھ دے.

وہ اسی سوچ میں کھڑی تھی.

جب ھاد کی نظروں میں موجود غضب دیکھ کر کشن کے سامنے آ گئی.

وہ سمجھ نہیں پا رہیٔ تھی کہ کیا کرے.

آخر کل سے بھی زیادہ محتاط طریقے سے بیٹھنے لگی.

کمر پھر سے ھاد کی طرف تھی.

لیکن آج وہ ذرا بھی ہل نہیں سکتی تھی.

اور نا ہی تھک جانے پہ ایڈجسٹ ہو سکتی تھی.

ھاد کی ٹانگوں اور اس کے درمیان فرق حورین کے لئے کم تھا

وہ کسی خوفزدہ خرگوش کی طرح لگ رہی تھی.

شرمندگی سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا.

ایک دم ھاد نے اس کی لٹ کو تھام کر کھینچا تھا.

آج کا دن کیسا تھا.

اچھا....

اس نے مدہم سی آواز میں جواب دیا.

یونیورسٹی لاگ ان کیا؟

جج...جی.

وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی.

ساتھ میں اپنے ناخن خود کو چبھو رہی تھی.

کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟

اسے ضرورت تو تھی پر وہ ھاد کو نہیں بتا سکتی تھی.

اس کا چہرہ مزید سرخ ہو گیا.

وہ اس کے بالوں کو صبح کی طرح سہلا رہا تھا.

جب اسے کوئی جواب نہیں دیا تو ھاد نے دوبارہ اس کے بال کھینچے.

مم...میں...مس...عا...عامرہ....کو..بتا...دد...دوں گی.

ٹھیک ہے.

باقی وقت وہ خاموشی سے میچ دیکھتا رہا اور حورین اس کی دونوں ٹانگیں دیکھتی رہی.

جب بھی وہ ہلکا سا بھی ہلتا حورین کی جان پہ بن جاتی.

آخر وہ دو گھنٹے جو پورے دن سے بھی طویل تھے گزر ہی گئے.

اور وہ آرام سے پہلے گھٹنوں کے بل اس سے دور ہوئی اور پھر بھاگ گئی.

کمرے میں جا کر وہ کب تک ھاد کو سوچتی رہی اور غصہ کرتی رہی.

اگلے دن جب وہ اٹھی تو اسے عشال رباط اور ماما پاپا کی بہت یاد آ رہی تھی.

لیکن اس جگہ پہ وہ اب ایک الگ ہی سکون محسوس کرنے لگی تھی.

اسے کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی کوئی اس پہ گرم چائے نہیں گراتا تھا.

کوئی اسے گرا کر اس کی بازو توڑ کر خوش نہیں ہوتا تھا.

یہاں تک کہ ھاد بھی اسے نہیں چھوتا تھا.

پر وہ اسے ڈراتا ضرور تھا

پر اب جب وہ سوچتی تھی تو اس نے کبھی کچھ غلط نہیں کیا

اس کے اپنے احساس ہئ اسے تنگ کرنے لگے تھے.

وہ انہیں نہیں سننا چاہتی تھی نہیں ماننا چاہتی تھی.

آخر وہ یہاں قید تھی.

پر پھر کیوں اس کا دل گواہئ دیتا تھا کہ وہ چار سال کی قید سے اب رہا ہوئی تھئ.

وہ خود سے الجھتی ناشتے کے لئے بھی نہیں گئ.

دوپہر تک وہ اپنے اجساسات کو بےدردی سے غلط قرار دیتئ رہئ.

لیکن وہ کب تک اس کمرے میں رہتئ آخر اٹھ کر باہر نکل آئی.

سیڑھیاں اترتے اس کی نظر وہاں لگی کھڑکی سے باہر گئ تو ھاد کیاریوں میں سے کچھ جڑی

بوٹئ کی طرح کئ چیز اکھاڑ رہا تھا .

اسے کل صبح کی بات یاد آئی تو وہ مزید شرمندہ ہو گئ.

اس نے ھاد کے ساتھ باغیچہ میں کام کرنے کی حامی بھری تھی.

وہ نجانے کب سے یہ سب کر رہا تھا.

وہ صبح سے ہی یہ سب کر رہے ہیں.

اسے اپنے پیچھے سے عامرہ کی آواز ائی.

اسے نئ پتا تھا کہ وہ اپنا سوال اونچا بول رہی ہے.

جب آپ پہلیٔ بار یہاں آئی تھیں اپنیٔ دوست سے ملنے اور گازیبو میں جا بیٹھی تھیں.

اس دن کے بعد سے ھاد صاحب نے یہاں کا ہر پودا اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے.

عامرہ کی بات حورین کے لئے حیرت انگیز تھی.

آخر ھاد ایسا کیوں کرے گا.

وہ چاہتے تھے جب آپ یہاں آئیں تو آپ کو اس جگہ سے انسیت ہو جائے.

آپ انہیں ایک موقع تو دے کر دیکھیں.

اس کی آنکھوں میں التجا تھی.

وہ آپ کے ساتھ بہت الگ ہیں. جیسے وہ آپ کی فکر کرتے ہیں میں نے انہیں کسی کی ایسے پرواہ کرتے نہیں دیکھا.

حورین اس کی تمام باتیں سن رہی تھی.

عامرہ کا ادا کیا ہوا ہر لفظ اس پہ نظر انداز ہو رہا تھا.

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب ھاد نے کیا ہے.

وہ ابھی بھی اپنے کام میں مگن تھا. لیکن اسے اس کے پاس جانے میں ہچکچاہٹ ہو رہی تھی.

وہ کچن میں گئی جہاں سوزی موجود تھی.

آپ کو کچھ چاہیئے ؟

حورین کو دیکھتے ہی وہ پوچھنے لگی.

امم... نہیں.. مم.. میں لے لوں گی.

اس نے کبھی کچن کا کوئی کام نہیں کیا تھا

لیکن پتا نہیں کیوں اس کا دل بھی ھاد کے لئے کچھ کرنے کا ہو رہا تھا.

اس نے سوزی کو بھی کچن سے نکال دیا لیکن اب وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا کرے.

آخر سینڈوچ بنانا کتنا مشکل ہو سکتا تھا.

اس نے سامان ڈھونڈنا شروع کیا اور کچن کا نقشہ ہی بدل دیا.

ہر چیز بکھری ہوئی تھی یا فرش پہ گری ہوئی تھی.

پھر بھی وہ سئنڈوچ نہیں بنا پائی.

تنگ آ کر اس نے ایپل جیم اٹھایا اور بریڈ سلائس پر لگا دیا.

ڈش میں جیم لگے سلائس اور پانی کی بوتل رکھ کر وہ کتنئ خوش تھی جیسے کوئی معرکہ سر کر آئی ہو.

اب بس اسے یہ ھاد تک لے کے جانا تھا.

وہ ڈش اٹھائے باغیچہ کی طرف لے گئ.

مجھے لگا تھا تم بس مجھے کھڑکی سے گھورتی رہو گی.

آخر اسے کیسے سب پتا چل جاتا تھا.

وہ خاموشی سے ڈش اس کے قریب لے گئ اور گھاس پہ رکھ دی.

ھاد نے جیم لگے سلائس دیکھے اور پھر خاموشی سے اپنے ربڑ کے دستانے اتارنے لگا.

نظریں مسلسل حورین پہ مرکوز تھیں.

مم...مجھے لگا کہ... آپ... کک... کو بھوک لگی ہو ... گی

اس کا ہکلانا آئے دن کم ہوتا جا رہا تھا

اس نے حورین کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دونوں حورین کے بنائے سینڈوچز کھانے لگے.

حورین روز ہی وہاں آتی تھی لیکن آج وہ اس جگہ کو ایک نئ نظر سے دیکھ رہی تھی.

یہ...بب....بہت خوبصورت..ہے.

اس نے ھاد کے لگائے گئے گلاب کی طرف اشارہ کر کے کہا.

جب میں چھوٹا تھا تو میری مدر اپنا زیادہ تر وقت یہیں گزارتی تھیں.

اس وقت یہ جگہ ہر طرح کے پھولوں سے بھری تھی.

ان کی ڈیتھ کے بعد اس جگہ پہ کبھی توجہ نہیں دی گئی.

تمہیں یہ جگہ پسند آئی تو میں نے اسے ٹھیک کرنے کا فیصلہ کیا.

وہ اس کی باتیں کتنے غور سے سن رہی تھی.

لیکن وہ پہلی بار اسے کچھ بتا رہا تھا.

انہیں... گا... گارڈننگ پسند تھی؟

گارڈننگ اور پیانو.

حورین اس کی بات پہ چونکی تھی.

پپ...پیانو

ہمم...وہ پیانو ٹیچر تھیں.

ھاد اس کے بالوں کی لٹ اس کے چہرے سے ہٹاتے ہوئے کہنے لگا.

انسانیت کے ساتھ وہ اسی کی آخری کڑی تھی. اور اس کے گزرنے کے بعد ھاد ایک الگ راستہ پہ چل پڑا تھا.

آج کتنے عرصے بعد اسے ان کی یاد آئی تھی.

تو کیا تم گارڈننگ سیکھنے کے لئے تیار ہو.

وہ ڈش گازیبو میں ٹیبل پہ رکھتا پوچھنے لگا.

حورین اپنے بال چھو رہی تھی جو کچھ دیر پہلے ہی ھاد نے اس کی چہرے سے اٹھائے تھے.

بےخودی سے اس نے چہرہ جھکایا تھا اور مسکرا پڑی تھی.

وہ ہمیشہ سے ہی محبت اور توجہ کی خواہش مند رہی تھی.

اور ھاد نے اس کے محافظ ہونے کے ساتھ ان دونوں چیزوں سے بھی سرشار کر رہا تھا.

اس نے خود میں ایک نیا جذبہ محسوس کیا تھا.

وہ بہت جوش سے اٹھ کھڑی ہوئی.

اور ھاد دستانے پکڑے اس کے قریب آ کھڑا ہوا.

حورین نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا

لیکن وہ بہت احتیاط سے اسے خود دستانے پہنانے لگا.

ایک ادا سے اس کی پلکیں اٹھی تھیں اور اس نے ھاد کو اپنے طرف ہی دیکھتے پایا.

اس کی نظریں پھر سے جھک گئیں.وہ اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکن محسوس کر رہی تھی.

لیکن اس بار وجہ خوف نہیں تھا.

اس کا دل کیوں نا اس توجہ پہ اتراتا.

ھاد اس کے دونوں دستانے پہنا کر حورین سے دور ہو گیا.

اس نے بہت کم وقت میں حورین کے گرد کھڑی دیواریں گرا دی تھیں.

اب وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ اس کیاریوں میں سے کیا اکھارنا ہے.

حورین ہر بار اس سے پوچھتی کہ کیا یہی ویڈ ہے جو اسے نکالنا ہے.

اور وہ ہر بار تحمل سے اس کا جواب دیتا.

آخر بارہویں بار میں اسے بھی پہچان ہونے لگی.

وہ دونوں کافی وقت تک وہیں رہے.

حورین تمام کیاریوں سے ویڈ اکھارتی رہی اور ھاد پرانے پودوں کی کانٹ چھانٹ کرتا رہا.

جب اس نے حورین کو تھکتے دیکھا تو اسے روک دیا اور اسے فریش ہونے کا کہہ کر خود بھی فریش ہونے چلا گیا.

حورین نے تب سے پہلی بار ان دو گھنٹوں کا انتظار کیا تھا.

کک... کیا... تمہیں پیانو بجانا ... آتا ہے؟

وہ کشن پہ بیٹھئ ہوئی پوچھ رہی تھی.

وہ اس کے بالوں سے کھیل رہا تھا.

تھوڑا بہت.

حورین کی بلکل یقین نہیں تھا کہ اس جیسے شخص کو پرفیکٹ سے کم بھی کچھ آتا ہو گا.

وہ کافی دیر خاموش رہی تو اس نے دوبارہ اسے متوجہ کیا.

تمہاری دوست عشال روزانہ تمہیں میسج کرتی ہے.

عشال کے نام پہ وہ فوراً متوجہ ہوئی تھی.

کک... کیا.

کاش وہ اس سے بات کر پاتی ہموہ اور رباط اس کے واحد دوست تھے.

اسے ایک دم رباط کی یاد آئی کہ آخری ملاقات میں وہ کتنا دکھی تھا.

اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں.

میں اسے تمہارے نام سے جواب کر دیتا ہوں.

کک... کیا میں بات.... کر... سک.. سکتی ہوں.

ضرور ڈارلنگ پر ابھی نہیں.

حورین نے ابھی تو اپنے ہتھیار ڈالے تھے اور وہ اسے خود سے دور ہونے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا.

اور... ر... رباط.

اس کے سوال پر ھاد کا ہاتھ ایک دم رکا تھا.

وہ ہر روز ہیً اس کے نمبر پہ کئی کالز کرتا تھا.

وہ ٹھیک ہے.

اپنی نئی مصروفیت میں بہت خوش ہے.

ھاد نے کلب کا واقع یاد کرتے ہوئے کہا.

کک... کیا... اس... نے جاب کر لی.

اس کی معصومیت پہ وہ مسکرایا تھا.

ہاں بہت زیادہ.

اس کا جواب سن کر حورین کچھ مطمئن ہو گئی تھی.

اسے شدت سے نیند آ رہی تھی. آج وہ تھک چکی تھی.

ھاد نے اس کی بند ہوتی آنکھیں دیکھ کر اسے جانے دیا.

اور حورین کمرے میں جاتے ہی سو گئی.

***

آدھی رات کا وقت تھا شاید اور وہ کسی آواز کو سن کر بیدار ہوئی تھی.

وہ اس آواز کے تعاقب میں سیڑھیوں سے اترتی ہال میں آ گئی.

آواز ہال کے دائیں طرف سے آ رہی تھی.

اور وہ اس ونگ کی طرف کبھی نہیں گئی تھی.

کیونکہ وہاں ھاد کا آفس اور اس کا پرائیویٹ سٹنگ روم تھا.

آواز اسی طرف سے آ رہی تھی اور وہ اس کی وجہ جاننا چاہتی تھی.

سیٹنگ روم میں پیانو بجاتا ھاد اس کے سامنے تھا.

کمرے میں نیم اندھیرا تھا لیکن اسے یہ بتانے کے لئے روشنی کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ ھاد

ہے.

اس کا ہاتھ پیانو کی کیز کو کتنئ کمال مہارت سے بجا رہا تھا.

وہ دروازے کے پیچھے چھپ کر اسے دیکھنے لگی.

پیانو سے آتی آواز اور ھاد نے اسے اپنے سحر میں قید کر لیا تھا.

اب اس نے پیانو بجانے کے ساتھ گنگنانا تھی شروع کر دیا تھا.

اور حورین اپنئ ہنسی روکنے کے لئے منہ پہ ہاتھ رکھے تھی.

جب ھاد نے اس کے لئے گانا شروع کیا تو وہ سب بھول گئ.

Wise men said only fool rush in

—

but i cant help falling in love

with you.

Shall i stay...

Would it be a sin

for i cant help falling in love

with you....

حورین دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی

تھی اسے لگ رہا تھا جیسے وہ میلوڈی خاص اس کے لئے گائی جا رہی ہو .

Like a river flows...

Surely to the sea...

Darling, so it goes...

Somethings are meant to be...

Take my hand ..

Take my whole life too..

But i can,t help ...

Falling in love with you...

But i cant help falling in love with you...

وہ مزید نہیں سن سکتی تھی اس لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے پلٹ گئی .

***

ایک کے بعد ایک دن گزر رہا تھا اور
ہر آنے والے دن کے ساتھ وہ اپنئ

پرانئ زندگی بھولتی جا رہی تھئ .

ہر دن وہ ساتھ ناشتہ اور ڈنر کرتے

اس کا ہکلانا بھئ ختم ہو گیا تھا .

ان کے دو گھنٹوں کا انتظار اب اسے
بھی شدت سے ہوتا تھا
لیکن نجانے کیوں ہر گزرتے دن کے
ساتھ اس کی ٹانگوں کے درمیان

فرق کم ہوتا جا رہا تھا .

جس سے حورین کو مزید احتیاط

برتنئ پڑتی تھی .

اس کی یونیورسٹی سے کئی

اسائنمنٹ مل چکی تھیں .

اس نے باقی سب سبعٹ کروا دی
تھیں اور آج میتھ کی اسائنمنٹ بنا

رہی تھی .

اس نے اس کے لئے آخری دن تک انتظار کیا تھا جیسے وہ خود ہی بن جاتی .

اسے جتنی سمجھ آئی اس نے سوال حل کر لئے
اور اب میل میں سینڈ کر رہی تھی
جب ایک دم سکرین پر ایک ڈائیلوگ باکس کھلا .

یہ سب جواب غلط ہیں.... سوائے سوال نمبر تین کے.

اس نے حیرت سے وہ میسج پڑھا پر اس باکس کو بند کر کے دبارہ میل کرنے لگی

جب پھر سے وہ باکس کھل گیا .

تم فیل ہو جاؤ گی.

اب کی بار حورین کو غصہ آ گیا

اس نے اتنی محنت سے تمام سوالات حل کئے تھے

اور وہ جو کوئی بھی تھا انہیں غلط کہہ رہا تھا.

اگر یہ غلط ہے تو تم ہی بتا دو کہ صحیح جوابات کیا ہیں.

اس نے ڈائیلاگ بوکس میں لکھ کر اسے پھر سے بند کر دیا.

ابھی وہ اپنے جوابات کو دوبارہ دیکھ رہئ تھی جب ڈائیلاگ باکس پہ سوال اور پھر اس کا جواب خود ہی ٹائپ ہونا شروع ہو گیا.

بیس منٹ کے اندر ہی اس کے سوالات کے ٹھیک جواب حاضر تھے.

وہ ان کا جائزہ لینے لگی اور پھر اسے سمجھ آئی کہ وہ واقعی یہ اسائنمنٹ سبمٹ کروا کر فیل ہی ہوتی.

اس نے جلدی سے ان حل شدہ جوابات کو کاپی کیا اور پھر وہاں سے دیکھ کر میل ٹائپ کرنے لگی.

رات ہو چکی تھی اور اسے ھاد کا انتظار تھا

کیا اس کی غلطی اس نے پکڑی تھی. اس کے علاوہ کوئی اور ہو بھی نہیں سکتا.

وہ اپنی سوچوں میں تھی جب ھاد آتا دکھائی دیا.

جب بھی وہ آتا تھا ناصر عامرہ اور سوزی کو ڈراپ کر کے پھر اپنے گھر چلا جاتا تھا

حورین جلدی سے بکھرا سامان سمیٹنے لگی.

اسے بکھری ہوئی چیزیں پسند نہیں تھیں اور جب ھاد کو پتا لگا تھا کہ حورین نے سینڈوچ کے چکر میں سارا کچن پھیلا دیا تو اس نے حورین کو عامرہ کی مدد کرنے کا کہا تھا.

اس دن کے بعد سے وہ خاصا دھیان رکھنے لگی تھی.

وہ روز کی طرح لاونج میں چلا گیا اور حورین اس کے لئے پانی لے کر وہاں پہنچ گئی.

اسے خود بھئ اندازہ ہونے لگا تھا کہ ھاد نے اسے بہت اچھے سے ٹرین کیا ہے

وہ اسے گلاس پکڑا کر خود اپنئ مختص جگہ پر بیٹھ گئی.

اس کے بیٹھتے ہی ھاد نے اس کے بال تھام لئے.

تم نے بتایا نہیں کہ تمہارا میتھس کمزور ہے.

حورین نے شرمندگی سے آنکھیں بند کر لیں.

وہ تھوڑا تھوڑا سا.

لیکن مجھے وہ تھوڑا تھوڑا سا تو نہیں لگا.

ھاد نے تھوڑا تھوڑا سا پہ زور ڈال کر کہا.

حورین کیا کہ سکتی تھی اس لئے خاموش ہو گئی.

اس وقت میں مصروف تھا وہ تو احتشام نے چیک کر لیا اور تمہیں روک دیا.

احتشام....

وہ جانتی تھی کہ وہ رباط کی بھائی ہے

اسے....اسے پتا ہے میں یہاں ہوں؟

حورین نے حیرانگی سے پوچھا.

بلکل ... تمہارا میک بھی اسی نے پروگرام کیا ہے.

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ رباط کا بھائی ہر بات سے واقف تھا.

کل سے تمہیں وہ میتھ کروائے گا. کیونکہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا.

ہمم....وہ اپنۓ سوچ میں گم بس اتنا ہی کہ پائی تھی

اسے پتا بھی نہیں لگا تھا ھاد نے اسے اس دوران تین سے چار بار اپنۓ ٹانگ سے چھوا تھا.

اور وہ بنا کوئی چیخ کے سکون سے بیٹھی رہی تھی.

رات کو اسے عجیب سا خواب آیا تھا.

اس کے خواب میں عشال بہت رو رہی تھی.

اور وہ جاگ اٹھی تھی.

اندھیرے میں اس نے ھاد کو پکارا تھا

میں یہیں ہوں ڈارلنگ.

اس کی آواز سن کر وہ دوبارہ سو گئی.

***

ابھی وہ دونوں ناشتہ سے فارغ ہوئے تھے جب عامرہ نے احتشام کی آمد کی خبر دی.

ھاد کے پیچھے چلتی وہ ہال میں داخل ہوئی تھی.

احتشام صوفے پہ بیٹھا تھا انہیں دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا.

حورین سر اور نظریں جھکائے ایک طرف کھڑی تھی

جب احتشام نے اسے متوجہ کیا.

حورین کیسی ہو. احتشام اسے ہمیشہ مانوس سا لگتا تھا.

وہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی اور ہلکا سا مسکرا دی.

مم...میں ٹھیک ہوں.

احتشام تم جانتے ہو میں آج کل زیادہ مصروف ہوں اس لئے حورین کو پڑھانے کی ذمے داری تمہیں دے رہا ہوں.

ھاد یار تم فکر مت کرو میں سنبھال لوں گا.

وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر کہنے لگا.

حورین اس کی زندگی تھی اور اس دنیا میں اگر وہ کسی پہ اتنا اعتماد کرتا تھا کہ اپنی زندگی کی ذمے داری سونپ سکے تو وہ بس احتشام تھا

ھاد قدم بڑھاتا حورین کے سامنے آ کھڑا ہوا جو ان دونوں کو دیکھ کر اپنے ناخن ہتھیلیوں میں گاڑھ رہی تھی

اگر ھاد اسے رات کی تاریکی کی یاد دلاتا تھا تو احتشام دن کے اجالے کی مانند تھا.

مجھے امید ہے تم احتشام کو زیادہ پریشان نہیں کرو گی.

وہ اس کے قریب آتا کہنے لگا.

حورین نے اسے عجیب نگاہوں سے دیکھا تھا

جیسے وہ پہلے کسی کو تنگ کرتی تھی.

ھاد نے مسکراتے ہوئے اس کے سر کو ہلکا سا چھوا تھا.

اس سے پہلے کہ وہ خود کو خوف میں گھرا پاتی

ھاد نے اپنا ہاتھ اس سے دور کر لیا.

وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی جب احتشام نے اسے متوجہ کیا.

تم اس کی فکر مت کرو حورین ہم دونوں خوب انجوائے کریں گے.

وہ اس کی بات پہ مسکرا کر رہ گئی.

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے اور احتشام اسے میتھ سمجھا رہا تھا

اسے وہ دن شدت سے یاد آنے لگے جب رباط اسے پڑھاتا تھا

احتشام اس کا دھیان بھٹکتا دیکھ کر وہیں رک گیا.

ھاد نے اسے خاص تلقین کی تھی کہ وہ اسے پریشرائز نا کرے.

کیا ہوا حورین کیا سوچ رہی ہو؟

حورین کچھ دیر اپنا ہونٹ چباتی رہی

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ رباط کا کیسے پوچھے.

وہ... ھا...ھاد نے مجھے بت...بتایا... کہ رباط اپنی ...نن... نئی...جاب کافی انجوائے کر رہا ہے.

احتشام جو کہ پانی پی رہا تھا اس کے منہ اور ناک سے پانی فوارے کی صورت باہر نکلا.

اوہ...ایم...سوری ایم سو سوری.

احتشام ٹشو سے اس کے نوٹس صاف کرنے لگا.

اس کے بھائی کی کلب میں لڑکیوں سے دوستی صرف ھاد ہئ ایسے الفاظ میں بیان کر سکتا تھا اسے بے شک اپنا بھائی عزیز تھا لیکن وہ کسی بھی مرحلے میں ان دونوں میں سے ھاد کو ہی چنتا.

حورین پریشان سی اسے دیکھ رہی تھئ.

امم...ہاں...وہ کافی انجوائے کر رہا ہے

احتشام سر جھٹکتا ہوا کہنے لگا.

حورین کو سمجھانے کے لئے صبر کا ہونا لازمی تھا

کیونکہ وہ میتھ میں کمزور نہیں بلکہ نکمی تھی

کئ کوششوں کے بعد آخر اسے سمجھ آنے لگی.

کیا تم نے کبھی شطرنج کھیلا ہے حورین..

اسے ایک جگہ پھر سے اٹکتے دیکھ کر وہ پوچھنے لگا.

امم.. نن... نہیں.

تمہیں کھیلنا چاہئیے اس سے تمہارا میتھ اچھا ہو گا.

کیا وو...واقعی...

اس کے لئے یہ بات نئ تھی.

وہ عامرہ سے کہ کہ کر شطرنج کا سیٹ منگوانے لگا جب وہ لے آئی تو احتشام حورین کو اس کے قوانین سمجھانے لگا.

انہیں ایک دوسرے کے ساتھ گھنٹے ہو چکے تھے.

ابھی وہ اسے شطرنج سمجھا رہا تھا جب اسے حاد کی کال آ گئ.

اور وہ کل آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا.

***

احتشام کو اسے پڑھاتے اب ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور اسے میتھ کی پہلے سے بہتر سمجھ آنے لگی تھی.

وہ دونوں روزانہ شطرنج کھیلتے اور احتشام اسے کچھ ہئ منٹوں میں ہرا دیتا.

لیکن ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ گیم میں زیادہ دیر ٹکی رہتی.

حورین کو اب بس عشال کی ضرورت تھی

ان دنوں میں احتشام اس کے لئے بھائی کی طرح ہو گیا تھا.

وہ اسے ٹریٹ بھی ایسے ہئ کرتا تھا.

جب سے اس نے عشال کے بارے میں وہ خواب دیکھا تھا وہ اس کے لئے پریشان رہتی تھی

جب وہ ھاد کے پاس لاونج میں گئی تو روز کی طرح اس کے قدموں میں کوئی کشن نہیں تھا .

وہ کتنی ہی دیر وہاں کھڑی رہی اور ھاد اسے گھورتا رہا.

کیا وہ اس سے ناراض تھا.

یہ سوچ کر اس کی جان نکلتی جا رہی تھی

صوفے پہ نیم دراز کافی پیتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا

وہ...وہ میرا کشن.

اس نے بمشکل بولا تھا

یہاں بیٹھو گی اب تم.

ھاد نے اپنے ساتھ صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا.

اس کی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیل گئیں.

لیکن وہ نجانے کیوں اسے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی

اس کی وجہ سے وہ روز چھوٹے سے صوفہ پر سوتا تھا تو وہ اتنا تو کر ہئ سکتی تھی

خشک حلق تر کرتے وہ دھیرے دھیرے اس کی جانب بڑھنے لگی.

وہ ابھی بھی ویسے ہی پھیل کر بیٹھا تھا

ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے.

حورین کو لگا وہ اپنئ بازو صوفے کی پشت سے ہٹا لے گا

لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا.

آخر اسے ایسے ہی بیٹھنا پڑا.

ھاد اپنی ٹانگ مسلسل ہلا رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا گٹھنہ کئ بار حورین کے گٹھنے سے ٹکراتا.

ہر بار حورین کی سانس رک جاتی تھی.

وہ بالوں کی اوٹ سے اسے دیکھتی.

لیکن وہ اس کی حالت سے انجان بنتا پروگرام دیکھنے میں مصروف تھا

عشال تم سے بات کرنا چاہتی ہے.

جب سے حورین کا فون اس کے پاس تھا وہ عشال کو حورین کی جگہ میسج کا جواب دیتا رہتا تھا

لیکن اب وہ کال پر بات کرنا چاہتی تھی

اور حورین بھی پہلے سے کافی بہتر ہو چکی تھی

تو اسے لگا کہ یہ ان دونوں کی بات کروانے کا صحیح وقت ہے.

وہ تو عشال کا نام سن کر خوشی سے اچھل پڑی تھی

اور اپنا رخ ھاد کی طرف موڑ کر بیٹھ گئی.

کک... کیا.. میں ان سے بات کر سکتی ہوں.

آنکھوں میں التجا لئے وہ پوچھنے لگی.

اگر تم اسے یہی کہو کہ تم اسلام آباد ہو تو بلکل کر سکتی ہو.

احتشام نے اسے بتایا تھا کہ رباط حورین کا ایڈریس معلوم کرنے کے لئے کئی بار عشال کو کنٹکٹ کر چکا ہے

اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ رباط کو عشال کے ذریعے کچھ پتا لگے.

نہیں میں بلکل نہیں بتاؤں گی.

حورین نے کسئ بچے کئ طرح سر نفی میں ہلاتے ہوئے جواب دیا.

اور حماد یہ دیکھ کر مسکرا پڑا.

تم یہی رکو میں ابھی آتا ہوں.

حورین عشال سے بات کرنے کے لئے بے تاب ہو رہی تھی.

***

حورین کیسی ہو تم....

عشال نے چھوٹتے ہی بولا تھا

اور حورین ہنس پڑی.

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں.

مالدیپ میں سب کیسے ہیں.

یہاں لوگ اچھے ہیں حورین.

لیکن...میں...میں ٹھیک نہیں ہوں.

اس کی آواز میں اتری نمی نے حورین کو پریشان کر دیا تھا.

کک...کیا ہوا.

حورین کو لگا شاید نازرشاہ نے کچھ کیا ہے.

میں...میں پریگننٹ ہوں حورین لیکن مجھے یہ بچہ نہیں چاہئیے.

اس نے روتے ہوئے جواب دیا

اور حورین کی سمجھ سے باہر تھا کہ عشال جیسی لڑکی ایسا کیوں کہے کی

لیکن آپ ایسا کیوں کہ رہی ہیں

عشال نے ایک گہرئ سانس بھری

نازرشاہ اسے گھور رہا تھا

نازرشاہ کے اتنا سمجھانے کے بعد بھی وہ اس ضد پر قائم تھی کہ اسے یہ بچہ نہیں چاہئیے.

وہ مالدیپ کی لاء فرم میں جاب کر رہا تھا اور عشال کے لئے ہمیشہ پریشان رہتا تھا

اس کی ڈاکٹر نازرشاہ کو صبر کرنے کا کہتی تھی کیونکہ عشال ایک بہت برے واقعہ سے گزرئ تھئ.

لیکن اس کی ایسی باتیں اسے غصہ دلا دیتی تھیں.

عشال اپنئ وجہ سے حورین کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی

وہ جانتئ تھی کہ حورین اسلام آباد شفٹ ہو چکی ہے.

اس لئے اس بات بدلنے میں بہتری جانی.

حورین یہ سب چھوڑو....یہ بتاؤ تم اسلام آباد کہاں رہ رہیٔ ہو.

حورین نے ایک دم سامنے بیٹھے ھاد کو دیکھا جو کہ اس کی کہی ہر بات کو سن رہا تھا

امم..مم...میں ٹھیک ہوں. اور..اور ... آپ کو نہیں بتا سکتی کہ کہاں ہوں ...سور...سوری

ھاد کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بمشکل کہا تھا.

وہ عشال سے ہر بات تفصیل سے پوچھنا چاہتی تھی پر ھاد کے بات ختم کرنے کے اشارے پر

ایسا نہیں کر پائی.

اور عشال سے جلد بازی میں بات ختم کرنی پڑی.

وہ اس سے بات کرنے کے بعد اداس محسوس کرنے لگی تھی

اس کی اداسی ھاد کو ذرا بھی نہیں بھائی تھی.

کیا ہوا...اب تو تم عشال سے بات تھی کر چکی.

پپ...پر یہ کافی نہیں تھا

اس نے منہ پھلا کر کہا.

ہمم...میں کچھ عرصے تک تمہاری اس سے پھر بات کروا دوں گا.

کیا واقعی؟

کتنا آسان تھا اسے خوش کرنا.

جب اس کا کوئی دوست نہیں تھا تو سب سے دور رہنا آسان تھا پر اب کو عشال کو بہت یاد کرتیٔ تھی.

شروعات میں اس نے سوزی سے دوستی کو کوشش کی پر وہ حورین کی طرح ہی کم گو تھی.

اس نے بھی عشال کی طرح بہت برا وقت گزارا تھا

فرق صرف اتنا تھا کہ اس کی زندگی میں کوئی نازرشاہ نہیں تھا.

اور اس کے گھر والوں نے بھی اسے اپنانے سے انکار کر دیا تھا

کاش میں عشال سے مل پاتی.

حورین نے خود سے ہی سرگوشی کی.

لیکن ھاد نے پھر بھی اسے صاف طور پہ سنا تھا.

میں کچھ کرتا ہوں تمہیں یوں بور ہونے کی ضرورت نہیں.

وہ اس کی بات سن کر چونکی تھی

آخر وہ اب کیا کرنے والا تھا

***

اگلے دن جب وہ جاگی تو اسے پتا لگا کہ ھاد صبح سے گھر موجود نہیں.

اس لئے اسے اکیلے ہی ناشتہ کرنا پڑا.وہ بار بار اس کی خالی کرسی دیکھتی.

جب واپس ہال میں گئی تو عامرہ اور سوزی کافی مصروف لگ رہی تھی.

وہ دونوں ہی ایک کمرے کی صفائی کر رہئ تھیں

حورین نے اس کمرے کا دروازہ لاک ہی دیکھا تھا

اس لئے تجسس کے مارے وہ اس طرف بڑھ گئی.

واؤ.... کتنا خوبصورت ہے.

اس کے منہ سے کمرے کو دیکھ کر بے اختیار ہی نکلا تھا.

باقی کمروں کی طرح وہ بھی نفاست اور خوبصورتی سے بنایا گیا تھا.

لیکن باقی کمروں اور اس کمرے میں یہ فرق تھا کہ وہ دیکھ کر ہئ کسی لڑکی کا کمرہ محسوس ہوتا تھا.

پورے مینشن میں یہ اس نے ایک ایسی واحد جگہ دیکھی تھی جہاں کسی لڑکی کی چھاپ ہو.

آخر یہ کس کا کمرہ تھا اور کیوں سجایا جا رہا تھا

جب تجسس مزید بڑھتا گیا تو وہ عامرہ سے اس کے متعلق پوچھ ہی بیٹھی.

یہ..یہ... کس کا کمرہ ہے.

نجانے کیوں حورین کا دل کسی انجانے خدشے سے دھڑکنے لگا تھا.

یہ تو ماریہ صاحبہ کا کمرہ ہے.

ھاد صاحب نے ہمیں اسے صاف کرنے کا کہا تھا.

حورین نہیں جانتئ تھی کہ یہ ماریہ کون ہے اور اس کا کمرہ اس گھر میں کیوں ہے اور اسے صاف کیوں کروایا جا رہا ہے

اس کے کانوں میں تو بس ایک ہی لفظ بار بار گونج رہا تھا

اور وہ اس انجان لڑکی کا نام تھا

وہ خود میں ایک الگ سی پیدا ہوتی جلن محسوس کر رہئ تھی.

اس کا کمرہ بھی بہت پیارا تھا پر وہ کسی لڑکی کا کمرہ تو کم ہئ معلوم ہوتا تھا

جبکہ یہ کتنے اہتمام سے سجایا گیا تھا.

وہ سارا دن اپنے کام پہ بھئ دھیان نہیں دے پائی.

جبکہ اب شام ہونے والی تھی اور احتشام کسی بھی وقت پہنچنے والا تھا.

لیکن اس کی سوئی تو وہیں کی وہیں اٹکی تھی

کبھی وہ اپنا ہونٹ چبانے لگتی اور کبھی ہتھیلیوں میں ناخن چبھانے لگتی.

***

رباط سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ کیا کرے.

آخر کس طرح حورین تک پہنچے.

اس نے اپنئ ہر کوشش کر لی تھی لیکن ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا تھا

اس نے عشال سے بھئ رابطہ کیا تھا لیکن وہ بھئ کچھ نہیں جانتی تھی.

کئ بار وہ حورین کو کال کر چکا تھا لیکن اسے کبھی کوئی جواب موصول نہیں ہوا.

آخر حورین ایسا کیسے کر سکتی تھی.

وہ اس سے معافی مانگتا کچھ بھی کرتا اسے منا لیتا لیکن اس سب کے لئے اس سے بات کرنا لازمی تھا.

وہ جب بھئ مایوس ہوتا تو کلب چلا جاتا.

ابھی بھئ وہ سر کو تھامے بیٹھا تھا.

اس نے احتشام سے کتنئ بار فریاد کی تھی کہ وہ اس کی مدد کرے اور حورین کا پتا ڈھونڈ دے.

وہ جانتا تھا احتشام کے لئے یہ آسان ہے
لیکن وہ ہر بار اسے منع کر دیتا

بلکہ وہ ہمیشہ اسے بھول جانے کی تلقین کرتا تھا.

لیکن دباط اسے کیسے سمجھاتا کہ وہ اسے نہیں بھول پا رہا.

رباط خفیہ جگہ سے احتشام کے آفس کی چابیاں اٹھاتا اس کے آفس میں چلا گیا.

وہاں تین بڑے بڑے کمپیوٹر نصب تھے.

ٹیبل پہ ایک لیپ ٹاپ رکھا تھا.

وہ سسٹم آن کر کے کرسئ پہ بیٹھ گیا.

شاید وہ کوئی انفارمیشن خود حاصل کر پائے.

لیکن سسٹم اس سے پاسورڈ مانگ رہا تھا

رباط نے ہر کوشش کی لیکن صحیح پاسورڈ نہیں لگا پایا.

آخر وہ سسٹم بند کر کے مختلف دراز چیک کرنے لگا.

لیکن وہ سب لاک تھے

اچانک اس کی نظر ڈسٹ بن میں پھینکے کاغذ پہ پڑی.

وہ کسی کی انفارمیشن تھی. لیکن جس بات سے اسے جھٹکا لگا وہ یہ کہ وہ انفارمیشن کسئ اور کی نہیں

بلکہ حورین کی تھی.

اسے سمجھ نہیں آ رہئ تھی کہ احتشام کے پاس اس کی اسلام آباد فلائٹ کی انفارمیشن کیوں تھی.

وہ اس کاغذ کو تھامے وہاں سے باہر چلا گیا.

***

حورین اس وقت سیڑھیوں سے اتر رہئ تھی

جب اس کی نظر ہال میں صوفے پہ بیٹھی لڑکی پہ پڑی.

حورین نے اپنے اٹھتے قدم وہیں روک لئے.

سنہری بال.... ستواں ناک... دبلا نازک بدن

وہ کسئ خوبصورت ماڈل کئ طرح تھئ.

حورین کا حلق تک اسے دیکھ کر کڑوا ہو گیا.

خود پہ حورین کی نظریں محسوس کر کے وہ اس کی طرف آنے لگی.

اور آخری سیڑھی کے پاس کھڑی ہو گئ.

وہ دونوں خاموش کھڑی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں.

سبز آنکھیں...وہ ہر طرح سے بے حد خوبصورت تھی.

اس کی آنکھوں میں اپنا بگڑا ہوا چہرہ گھوم گیا.

اور وہ اپنئ نم ہوتئ نظریں جھکا گئ.

میں ماریہ ہوں...

اس کی آواز پہ حورین نے پھر سے نگاہیں اٹھائی تھیں

اس کئ تو آواز بھی اس کی طرح خوبصورت تھی

تو یہ ماریہ ہے...

آخر وہ اس سے کیسے مقابلہ کر سکتی تھی.

وہ احساس کمترئ کا شکار ہونے لگی.

احتشام جس کی نظریں تب سے سوزیٔ پہ مرکوز تھیں اب ان دونوں کو دیکھنے لگا.

وہ ھاد کے کہنے پہ ماریہ کو یہاں لایا تھا.

آہ....ھاد نے مجھے بتایا تھا کہ تم شرمیلی ہو.

اس نے مسکراتے ہوئے کہا.

ماریہ کے سرخ ہونٹوں کو دیکھ کر حورین کو خود میں ذہر اترتا محسوس ہوا.

اس کے لبوں سے ھاد کا نام سن کر حورین کا دل چاہا کہ وہ اس کا چہرہ نوچ لے.

امم...تم تو کچھ بولتی نہیں.چلو میں پھر سے کوشش کرتیٔ ہوں.

حورین کو یاد نہیں آ رہا تھا کہ اسے پہلی ملاقات میں کوئی اتنا برا لگاہو۔

ماریہ ایک جھٹکے سے اپنے سنہری بال لہراتے ہوئے بولی.

میں ماریہ ہوں....

ھاد مرزا کی بہن.

اس کی بات پہ حورین ایک دم اپنے شدت پسندانہ خیالات سے نکلی تھی.

وہ کسی بھی صورت اس کی بہن نہیں ہو سکتی تھی.

سوتیلی بہن....

کافی پیتے احتشام نے حورین کی معلومات میں اضافہ کرنا لازمی سمجھا تھا.

بکواس بند رکھو احتشام.

ماریہ بھی بگڑ کر بولی تھی.

احتشام پھر سے بولتا اس سے پہلے اس کا موبائل اسے وانگ بپ دینے لگا.

کسی نے اس کا سسٹم چلانے کی کوشش کی تھی.

اور غلط پاسورڈ دینے کی وجہ سے اس کے سسٹم نے اسے الرٹ کیا تھا.

اچھا خیر میں جا رہا ہوں. وہ ان دونوں کو کہتا

برتن اٹھاتی سوزی پہ ایک نگاہ ڈال کر جلدی سے نکل گیا.

ماریہ حورین کی طرف پلٹی تو حورین سارے دانت نکالے اب ایک دم اس کے سامنے کھڑی تھی.

مم...میں حورین.

اس نے اسے کتنی خوشی سے بتایا تھا جس سے کچھ دیر پہلے ہی اسے نفرت ہو رہی تھی.

کیسی ہو تم حورین.

ماریہ کو سمجھ نہیں آیا کہ ایک دم اس لڑکی کو کیا ہوا.

لیکن وہ تھی بہت ہی معصوم سی. پہلی ہئ نظر میں اسے وہ پسند آگئ تھی.

میں ٹھ... ٹھیک ہوں.

حورین کو بہن لفظ سنتے ہی جیسے وہ ناگن سے پری لگنے لگی تھی.

آپ کک... کیسی ہیں.

وہ دونوں صوفے کی طرف بڑھتی ہوئی باتیں کرنے لگیں.

میں تو تم سے کافی عرصے سے ملنا چاہتی تھی لیکن ھاد کو لگا میں تمہیں ڈرا دوں گی.

ماریہ تب سے بغیر رکے بولی جا رہی تھی.

جب وہ بول بول کے تھک گئ تو حورین سے نیل پینٹ لگانے کا پوچھنے لگی.

نن... نہیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں.

ارے لگانے دو نا بہت اچھے لگے گیں.

آئی پرومس میں تمہیں نہیں چھوؤں گی.

وہ ہاتھ کھڑے کر کے کہنے لگی.

آخر اس کے بار بار کہنے پر حورین کو ماننا ہئ پڑا.

کچھ دیر بعد اس کے ناخن گہرے جامنی رنگ سے رنگے بہت پیارے لگ رہے تھے.

ھاد...... دیکھو حورین کے نیلز کتنے پیارے لگ رہے ہیں.

اسے پتا بھی نہیں لگا کہ ھاد کب وہاں آیا تھا.

وہ اس کے ناخن دیکھ کر مسکرا پڑا.

زیادہ تنگ تو نہیں کیا تم نے حورین کو.

وہ ماریہ سے پوچھنے لگا.

نہیں بلکل بھی نہیں.

وہ حورین کو آنکھ مار کے کہنے لگی.

حورین کو وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا.

چلو تم دونوں انجوائے کرو میں تو آفس جا رہا ہوں.

وہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا

اسے اس شخص کو پکڑنے میں بہت مشکل ہو رہی تھی

ضرار کو بھی کچھ نہیں ملا تھ

ضرار احتشام کی طرح ہی اس کے لئے کافی مددگار ثابت ہوا تھا.

فرق صرف اتنا تھا کہ وہ احتشام پہ بھروسہ کرتا تھا لیکن ضرار پہ نہیں.

اور ضرار کو بھی ھاد کے کام کا طریقہ پسند نہیں تھا.

ھاد نے دراز سے دو سر والے سانپ کی طرح بنی انگھوٹھئ نکالی اور اسے اپنئ انگلیوں میں گھمانے لگا.

اس نے یہ کہیں دیکھی تھی. کہیں اپنے ماضی میں لیکن وہ یاد نہیں کر پا رہا تھا کہ کہاں.

شاید اسے شہباز مرزا سے جلد ہی ملاقات کرنئ پڑے.

***

احتشام جب کھر پہنچا تو رباط اس کے آفس کے باہر ہی بیٹھا تھا.

تم یہاں ایسے کیوں بیٹھے ہو.

اسے رباط کا مزاج ٹھیک نہیں لگا تھا.

یہ کیا ہے احتشام....

رباط نے ہاتھ میں تھاما کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا.

جب احتشام نے دیکھا تو وہ حورین کی فلائٹ کی معلومات تھی.

جسے وہ جلدی میں تباہ کرنا بھول گیا تھا.

یہ تمہارے پاس کیوں ہے احتشام.

رباط اسے کھوجتی نظروں سے دیکھ رہا تھا.

یہ میں نے تمہاری مدد کے لئے نکالا تھا.

کیا مطلب میری مدد کے لئے؟

تم ہی نے کہا تھا کہ اسے ڈھونڈنے میں مدد کرو.

احتشام کندھے اچکا کر کہنے لگا.

میں نے اس کی معلومات نکالی تو بس اس کی فلائٹ ڈیٹیل نکلی.

شاید وہ اسلام آباد نام بدل کر رہ رہی ہے.

وہ کتنئ آسانی سے اپنے بھائی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جھوٹ بول رہا تھا.

اس کی بات سے رباط کافی حیران ہوا تھا.

لیکن حورین ایسا کیوں کرے گی؟

میرے خیال سے وہ اپنے ماں باپ سے دور جانا چاہتی تھی.

احتشام کندھے اچکا کر کہنے لگا.

اس کی بات نے رباط کو مزید پریشان کر دیا

نجانے اسے کیوں لگنے لگا تھا کہ اس معاملے میں کوئی گڑبڑ ہے.

کیونکہ حورین نے تو کبھی اپنی پہچان بدلنے کی بات نہیں کی.

***

ھاد ناصر کے ذریعے ماریہ کو واپس بھیج چکا تھا.

حورین پہلے سے کافی خوش لگ رہی تھی.

وہ دونوں صوفے پہ بیٹھے حورین کی پسندیدہ فلم دیکھ رہے تھے.

احتشام بتا رہا تھا تم شطرنج میں بھی کافی اچھی ہو رہی ہو.

تھکے ہونے کے باوجود بھی وہ حورین کے ساتھ وقت ضرور گزارتا تھا.

امم... نہیں میں ہم... ہمیشہ ہار جاتی ہوں.

وہ اپنے ہاتھ دیکھتے ہوئے کہنے لگی.

کوئی بات نہیں میں بھی تمہاری مدد کروں گا یہ گیم سمجھنے میں.

مجھے وو... ویسے کچھ خاص پسند نن... نہیں

اس نے ناک سکیڑتے ہوئے کہا.

ھاد نے اس کے پیچھے صوفے پہ اپنا ہاتھ ٹکایا ہوا تھا.

وہ ہمیشہ کی طرح اس کے کچھ بال ہاتھ میں تھامے تھے.

اس نے انہیں ہلکا سا کھینچا جس سے اس کا سر پیچھے کو جھک گیا.

میں نے تم سے پوچھا تو نہیں.

حورین کے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی.

وہ اسے اس حالت میں چھوڑ کر خود دوبارہ فلم دیکھنے لگا.

اور وہ اپنۓ سانسیں درست کرتی رہی.

کافی دیر تک جب ھاد نے اسے مخاطب نہیں کیا تو وہ بالوں کی اوٹ سے اسے دیکھنے لگی.

شاید وہ سو رہا تھا.

حورین مزید اس کی طرف جھکتی اس بات کا یقین کرنے لگی.

وہ واقعی سو رہا تھا.

اسے ایسے صوفے پہ سوتا دیکھ کر اس کی ہنسئ نکلنے لگی.

وہ پہلئ بار اسے سوتے ہوئے دیکھ رہئ تھئ.

وہ دبے پاؤں اٹھی. میز پہ پڑے ریموٹ سے مووی بند کی اور اسی طرح دبے پاؤں چلتی اپنئ کمرے میں آ گئی.

وہاں سے اس نے کمبل اور اپنئ سکیچ بک اور سٹیشنری اٹھائی جو کہ اس کے سامان میں تھی اور واپس لاونج میں آ گئی.

باقی سامان ایک طرف رکھتے وہ آرام سے اس پر کمبل ڈالنے لگی.

ھاد نے اپنئ آنکھیں ایک دم کھولئ تھیں.

لیکن وہ اپنے ہئ کام میں مگن تھی.تو اس نے دوبارہ سے آنکھیں بند کر لیں.

حورین سامنے سنگل صوفے پہ ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھ گئی.

اور اسے سوتے ہوئے غور سے دیکھنے لگی.

وہ اس طرح کتنا پرسکون اور کم خوفناک لگتا تھا.

اپنیٔ سوچیں اس نے ایک دم جھٹکی تھیں.

اور پھر اس کا پہلے رف سا سکیچ بنانے لگی

وہ بار بار اس کی طرف دیکھتی اسے یہ سکیچ اس کی طرح پرفیکٹ بنانا تھا.

***

اگلے روز جب وہ جاگا تو وہیں صوفے پہ الٹا سو رہا تھا.

وہ پہلے اپنے آفس کے ساتھ بنی جم میں گیا اور روزانہ کی ایکسر سائز اور پریکٹس کے بعد جاگنگ کے لئے نکل گیا.

واپس آ کر جب فریش ہو کہ نکلا تو حورین بھی جاگ چکی تھی.

وہ گازیبو میں اپنیٔ سکیچ بک تھامے اس کے سکیچ کو فنشنگ ٹچ دے رہی تھی.

ھاد جا کر گازیبو کے دروازے میں کھڑا ہو گیا.

کیا کر رہی ہو؟

اس کی بات پہ وہ ایک دم چونکی اور جلدی سے بک بند کر کے سائیڈ پہ رکھ دی.

مم...میں...کک...کچھ بھی نن...نہیں.

ڈارلنگ تم کبھی مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتی.

ویسے تمہیں کوشش بھی نہیں کرنی چاہئیے.

وو...وہ... مم... میں.

ھاد جانتا تھا کہ وہ کیا ہے اس نے آخر خود اس کے سامان کی تلاشی لی تھی.

حورین کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے.

شرم سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا.

گگ... گلاب ڈڈ... ڈراء کر رر... رہی ہوں.

اس نے دوبارہ اپنی سے کوشش کی تھی.

لیکن ھاد کی نظریں دیکھ کر سر جھکا گئی.

وہ پریشانی سے اپنے ناخن خود کو چبھانے لگی.

حورین جاؤ اور جا کر اپنے ناخن کاٹو.

اس نے حورین کی اس حرکت کو بہت برداشت کر لیا تھا.

وہ تو پہلے ہی فرار کا راستہ تلاش رہی تھی سارا سامان اٹھا کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی.

لیکن وہ بھی ھاد تھا پہلی ملاقات کی طرح تھوڑا سا کھسک گیا.

اور پہلے گہرا سانس لے کر اپنے ہونٹ تر کرنے لگی.

اور پھر گازیبو کے ساتھ چپک چپک کر گزرنے لگی.

ھاد اپنے آفس میں گیا اور اپنا کچھ کام کرنے لگا.

تھوڑی دیر بعد عامرہ اس کے دروازے پہ ناشتہ کے لئے نوک کر رہی تھی.

وہ اپنا لیپ ٹاپ بند کرتا آفس سے نکل گیا.

حورین جب تک اپنے کمرے میں نا پہنچی اس کی دھڑکن ویسے ہی تیز رہی .

اپنی سانسیں درست کرتے ہوئے وہ اپنے ناخن کاٹنے کے بارے میں مکمل طور پہ بھول گئی تھی.

ویسے بھی اسے اپنے لمبے ناخن پسند تھے. اور انہیں ہتھیلیوں میں چبھا کر وہ حالات سے ذہنی طور پہ فرار حاصل کرتی تھی.

جب وہ ناشتہ کرنے ڈائینگ روم میں آئی تو ھاد اپنے لئے گلاس میں جوس ڈال رہا تھا.

اس نے نظر حورین کے سراپے پہ ڈالی.

لیکن اس کی نظریں اسی پہ ٹھہر گئیں.

وہ ہمیشہ گہرے رنگ پہنتی تھی. گرے. ڈارک گرین.ڈارک پرپل

جو کہ ھاد کو تو ہمیشہ کالے ہی لگتے تھے.

لیکن آج وہ شاکنگ پنک کلر کے فراک میں ملبوس تھی.

اس پہ وہ رنگ کافی بھا رہا تھا.

ھاد کی نظریں خود پہ دیکھ کر وہ کنفیوز ہوتی اپنئ جگہ آ بیٹھی.

جب اس نے اپنئ نگاہیں تب بھی نا ہٹائیں تو وہ ناخن ہتھیلیوں میں مارنے لگی.

حورین....

ھاد نے اس کا نام ایک سرگوشی میں ادا کیا تھا.

حورین کو لگا جیسے اس کا دل باہر آ جائے گا.

سانسیں تیز ہونے لگیں.

حورین....

اس کے دبارہ نام ادا کرنے پہ حورین نے بہت مشکل سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا.

نیل کٹر لے کر آؤ.

کیا؟

حورین کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے صحیح سنا ہے.

کیا ایسے وقت میں تعریف نہیں کی جاتی؟

نیل کٹر لے کر آؤ.

اب کی اس نے قہر آلود آواز میں کہا.

اور وہ کرسی سے اٹھتی باہر بھاگ گئی.

ای ی ی ی ی ....

وہ اپنے کمرے تک عجیب آوازیں کرتی آئی تھی.

اور پھر نیل کٹر لے کر واپس آ گئی.

ھاد نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور ناخن تراشنے کو کہا

وہ اسے دیکھ کر اپنے معصوم ناخن تکنے لگی.

لیکن ھاد کو کیا کہتی

اسے تھوڑے تھوڑے سے ناخن تراشتا دیکھ کر وہ پھر سے بولا تھا

تم ٹھیک سے کرو گی یا میں کروں.

اس کی بات سے اس نے ایک ڈرامائی سانس کھینچا تھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کرتی انہیں منہ پہ رکھ لیا.

آنکھوں سے چھوٹے چھوٹے آنسو بھی نکلنے لگے.

کتنئ محنت سے بڑھایا تھا اس نے انہیں.

لیکن ایک نظر ھاد کو دیکھنے کی ضرورت تھی کہ پھر سے نیل کٹر تھاع کر اب کی بار ٹھیک سے تراشنے لگی.

اسے تو گھورنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھئ.

اس کا انداز ہی اتنا خوفناک تھا.

جب اس نے ناخن تراش لئے تو انہیں ٹشو پیپر پہ اکٹھا کر دیا.

ہاتھ دکھاو اپنے.

وہ بچوں کی طرح اپنے تراشے ہوئے ناخن دکھانے لگی.

دوسرئ طرف سے .

اس کی بات پہ اس نہ اپنے ہاتھ پلٹ دیے اور ہتھلیاں اس کے آگے پھیلا دیں.

اس کی ہتھلیاں نئے اور پرانے نشانات سے بھرئ پڑی تھیں.

ہر جگہ آدھے چاند سے نشان بنے تھے.

جہاں اسے نے اب نوچا تھا وہاں سے خون رس رہا تھا.

ھاد نے اپنۓ پاس پکڑی اینٹی سیپکٹک ٹیوب اٹھائی اور کھولنے لگا.

حورین نے ابھی وہ دیکھی تھی شاید اس غیر موجودگی میں آئی ہو.

میں تمہیں یہ دوائی لگا رہا ہوں گھبرانا مت.

اس کی بات سے حورین خوف محسوس کرنے لگی تھی.

ھاد نے اس کے ہاتھ کو تھامنا چاہا جب حورین نے زور سے آنکھیں بند کر لیں.

اس کے چہرے پہ تکلیف کے آثار اُمڈ آئے تھے.

آنکھیں کھولو حورین.

میری طرف دیکھو.

حورین اس کی انکھوں میں دیکھنے لگۓ.

مجھ پر بھروسہ رکھو.

ھاد نے دھیرے سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے نیچے رکھ دیا.

حورین نے ایک دم سانس کھینچا تھا. اسے لگا ابھی اس کا ہاتھ جلنے لگے گا.

حورین کے ہاتھ کی پشت ھاد کے ہاتھ کی ہتھیلی چھو رہی تھی.

وہ دوسرے ہاتھ سے اسے دوائی لگانے لگا.

اس دوائی کی جلن کے علاوہ اس نے کوئی جلن محسوس نہیں کی.

اس نے بے یقینی سے ھاد کو دیکھا.

وہ کیا کرتا جا رہا تھا اس کے ساتھ.

اس کی پکڑ میں اتنی نرمی تھی جیسے وہ اس کا مضبوط ہاتھ نہیں بلکہ نرم روئی ہو.

جیسے ہی اس نے دوائی لگا دی ھاد نے اپنے دونوں ہاتھ فوراً حورین سے دور کیئے تھے.

اور پھر اس کا دوسرا ہاتھ تھام لیا.

اسی نرمی اور تیزی سے اس نے وہاں بھی دوائی لگائی اور اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے.

حورین آنکھوں میں نمی لئے اسے دیکھ رہی تھی.

اسے تو یاد بھی نہیں تھا کسی کا لمس کیسا محسوس ہوتا ہے

کیا وہ ٹھیک ہو رہی تھی

اس کے سامنے بیٹھا شخص جس نے اسے پہلے قید کیا اور اب ہر چیز سے آزاد کر رہا تھا.

وہ کیسا جادوگر تھا جس کے سحر میں اسے ہی طاقت ملی تھی.

وہ واقعی کوئی درندہ تھا یا مسیحا.

اس نے اپنے آنسو بہت مشکل سے روکے تھے.

اب تم آئندہ ایسے خود کو تکلیف نہیں دے پاؤ گی.

ھاد نے اس کے کٹے ہوئے ناخن دیکھ کر سکون سے کہا.

اور وہ مزید سر جھکا گئی.

تھوڑی ہی دیر میں ماریہ پھر سے حاضر تھی.

ھاد نے حورین کو خوش دیکھ کر اسے دوبارہ آنے کا کہا تھا.

وہ کسی طوفان کی طرح تھی جو ہر طرف تباہی مچا دیتی تھی.

اسی لئے ابھی تک اس نے ماریہ کو حورین سے دور رکھا تھا.

وہ انہیں چھوڑ کر خود اپنے باپ شہباز مرزا سے ملنے چلا گیا.

جو کہ کبھی کراچی کا بے تاج بادشاہ مانا جاتا تھا.

آج اس کی ساری طاقت ھاد نے ختم کر دی تھی

***

اتنے پیارے نیلز تھے تمہارے...

سارے کٹوا دئے ظالم نے.

ماریہ نے افسوس سے کہا. وہ دونوں اس کے کمرے میں بیٹھی تھیں.

بہت کم لوگ ہی جانتے تھے کہ ماریہ کا کوئی وجود بھی ہے.

ھاد نے اسے ہمیشہ سب سے دور رکھا تھا.

نتئیجتا وہ کالج نہیں جا پائی. اس کی کوئی دوست نہیں تھی.

ھاد کے علاوہ اس کے قریب کوئی نہیں تھا. اور اس نے بھی ہمیشہ ایک فاصلہ رکھا تھا.

اس لئے اسے معصوم سی حورین بہت پسند آئی تھی.

حورین نے بھی بڑے دکھ کے ساتھ اپنی روداد سنائی تھی.

اچھا سنو حورین.

ہمم...

کیا میں تمہارے بالوں کی کٹنگ کر سکتی ہوں.

بب...بال.

بھائی ناخن اور بہن بالوں کے پیچھے.

حورین نے ایک دم اپنے لمبے بالوں کو دونوں ہاتھوں میں سمیٹا تھا

نن... نہیں.

ارے پلیز نا بس تھوڑی سی شیپ دوں گی. بہت اچھے لگیں گے.

حورین نے سر ہلا ہلا کر اسے انکار کیا.

پر وہ بھی اپنے بھائی کی بہن تھی

حورین کو قابو کر کے چھوڑا.

اس کے بال کافی گھنے اور لمبے تھے اسئ لئے ماریہ نے لیئر کٹنگ شروع کر دی.

نتیجہ کافی اچھا نکلا تھا.

حورین کو اس کی امید نہیں تھی.

اس نے چار سال بعد کٹنگ کروائی تھی.

اور وہ پہلے کی طرح چیخی بھی نہیں تھی.

***

شہباز اس وقت ناشتہ کر رہا تھا جب اسے اس کے باڈی گارڈ نے ھاد کے آنے کی اطلاع دی.

آخری بار جب وہ اپنے بیٹے سے ملا تھا تو تب وہ نازر شاہ کو اس کے ناک کے نیچے سے لے گیا تھا.

کتنا سوچا تھا اس نے کہ ھاد اس کی سلطنت کو مزید بڑھائے گا

اور وہ دونوں مل کر راج کریں گے

لیکن اس نے اس کے سارے خواب مٹی میں ملا دیئے.

وہ کرسی دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا.

کبھی اس کے نام کی دہشت ہی کافی تھی لیکن آج اس کا نام صرف ھاد اپنے مقصد کے لئے استعمال کرتا تھا.

وہ اپنے آفس میں داخل ہوا.

جہاں ایک طرف شیشے کی دیواروں میں دو زہریلے سانپ قید تھے.

اس کے ڈیسک کے کچھ فاصلے پہ ایک پول تھا.

جس میں خاص طور پہ پیرانا اور ایل مچھلیاں پالی گئی تھیں.

اس نے ایک نظر اپنے بیٹے پہ ڈالی.

جو اس کی کرسیٔ پہ بیٹھا تھا اور اپنے دونوں پاؤں اس کے ڈیسک کے اوپر ٹکائے ہوئے تھا.

اولڈ مین.... مجھے مس کیا.

ھاد نے شیطانی مسکراہٹ سے چہرہ سجا کر کہا.

کیا کوئی اپنے باپ سے اس طرح ملتا ہے.

ھاد مرزا ہوں میں کوئی نہیں.

شہباز چلتا ہوا ڈیسک کے دوسری جانب کرسی پہ بیٹھ گیا.

ھاد کے ہاتھ موجود انگوٹھی دیکھ پر وہ پریشان ہوا تھا

لیکن اس نے اپنیٔ پریشانی چہرے پہ عیاں ہونے نہیں دی.

ویسے ہی ھاد کی نظریں سے بچنا بہت مشکل تھا.

اسے پہچانتے ہو اولڈ مین؟

ھاد نے وہ انگوٹھی انگلیوں میں گھماتے ہوئے پوچھا.

اس کی نظر اپنے باپ پہ جمی تھی.

نہیں. کس کی ہے یہ؟

شہباز نے انجان بنتے ہوئے پوچھا.

ہے نہیں. تھی.... .

اس انگوٹھی کا مالک اب اس دنیا میں نہیں رہا.

میں نے سوچا شاید تم جانتے ہو اس شخص کو.

نہیں میں نہیں جانتا.

شہباز نے سگار سلگاتے ہوئے کہا.

نہیں جانتے تو اتنا پریشان کیوں لگ رہے ہو.

شہباز مرزا نے اپنی گہری نظریں ھاد مرزا کی آنکھوں سے ملاتے ہوئے کہا.

میں نہیں جانتا یہ کس کی ہے.

ہمم... ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو یقین کر لیتا ہوں.

ھاد کو اس کے کسی بھی لفظ پہ یقین نہیں تھا.

وہ وہاں سے اٹھتا اس پول نما ایکویریم کے پاس جا کھڑا ہوا.

ان مچھلیوں نے کب سے انسانی خون نہیں چکھا.

شاید ان کو بھی ان کی پسندیدہ خوراک دینے کا وقت آ گیا ہے.

وہ دبے لفظوں میں اسے دھمکی دیتا وہاں سے چلا گیا.

ایک بات کا تو یقین اسے ہو گیا تھا کہ اس کا باپ اس شخص سے واقف تھا.

اور شاید وہ بھی.

***

حورین خود کو آئینہ میں دیکھ رہی تھی.

اب وہ پریشان ہو رہی تھی کہ ھاد کو برا تو نہیں لگے گا.

گھبراؤ نہیں تم جو بھی کر لو میرے بھائی کو اچھا ہی لگے گا.

اس کی بات پہ وہ شرما گئی

کیا اس کی سوچ اتنی عیاں ہو رہی تھی

نن... نہیں مم..میں تو بس دد... دیکھ رہی تھی کہ کک... کیسے لگ رہے ہیں.

ہاں ہاں دیکھو دیکھو ڈارلنگ.

اس کے اس طرح ڈارلنگ کہنے پہ وہ مزید سٹ پٹا گئی.

ویسے بھی میں یہاں ہمیشہ کے لئے نہیں ہوں.

کیا مطلب ہمیشہ کے لئے نہیں ہو؟

مطلب...ان کا کوئی مسئلہ ہے میرے بابا کک...کے ساتھ شاید.

جب وہ جل ...ہو...جح...جائے گا میں چلی جاؤں گگ...گی.

ماریہ کو تو یقین نہیں آ رہا تھا سب کچھ جانتے ہوئے بھی کیا وہ اس بات پہ یقین رکھتی تھی کہ

ھاد اسے جانے دے گا.

تم ادھر آؤ میرے ساتھ.

ھاد نے اس سے اغواء کے متعلق بات کرنے سے منع کیا تھا

لیکن حورین نے اس کا دماغ گھما دیا تھا.

وہ اسے لے کر واش روم گھس گئی. کیونکہ وہاں کیمرے نہیں تھے.

ماریہ نے اپنے سنہری بال اپنے ہاتھ سے پیچھے ہٹاتے ہوئے پوچھا.

کیا تمہیں نہیں پتا وہ تمہیں یہاں کیوں لایا ہے؟

نن... نہیں مم...مجھے نہیں پپ...پتا.

ماریہ کا دل کیا وہ اس کی بےوقوفی پہ اس کا چہرہ لال کر دے.

کیا تم واقعی نہیں جانتی وہ کیا چاہتا ہے؟

نن... نہیں....کک.. کیا چاہتا ہے.

حورین نے اپنے گرے آنکھیں مکمل طور پہ کھول کر پوچھا.

وہ تمہیں چاہتا ہے.

مم...مجھے.

ہاں اور وہ تمہیں یہاں سے کہیں نہیں جانے دے گا.

لاشعور میں اس کا دل جانتا تھا لیکن وہ ان جذبات کو سمجھ کر بھی ان سے ناسمجھ تھی.

اور اب ماریہ بھی اس کے خدشات کی گواہی دے رہی تھی.

لیکن وہ اپنے بکھرے وجود کے ساتھ اسے کیا دے سکتی تھی.

ماریہ خود اس کے پہلے اور اب کے فرق کی گواہ تھی.

جب اس نے پہلی بار اسے دیکھا تھا تو وہ ریسٹورنٹ کی دیوار سے ٹیک لگائے خوفزدہ بیٹھی تھی.

اور اب وہ خوف اس کی آنکھوں میں نہیں تھا.

ماریہ...

ھاد کی آواز پہ وہ وہاں سے بھاگی باہر نکلی تھی

حور کہا ہے.

اس نے ماریہ کو دیکھتے ہی پوچھا.

وہ میرے کمرے میں ہے.

ھاد اس کے کمرے کی طرف بڑھا جب ماریہ نے اسے روکا.

ھاد وہ سمجھتی ہے تم اسے جانے دو گے.

وہ ایک دم اس کی طرف پلٹا تھا.

میں نے تمہیں اس بارے میں بات کرنے سے منع کیا تھا.

وہ غصہ سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا.

ماریہ اس سے ڈرتی قدم پیچھے اٹھانے لگی تھی.

اسے...اسے پتا ہونا چاہئیے تم کے بارے میں کیا محسوس کرتے ہو.

اور میں کیا محسوس کرتا ہوں....ما...ر...یہ.

ھاد نے اسے گردن سے دبوچ کے اس کے پیچھے دیوار پہ پٹکا تھا.

اس نے حورین کو ابھی تک اس لئے اپنے جذبات سے انجان رکھا تھا کیونکہ وہ اسے خود کے قریب کرنا چاہتا تھا.

خود سے دور بھگانا نہیں.

اس کا ہاتھ ماریہ کی نازک گردن پہ کستا چلا جا رہا تھا.

بولو ماریہ.... کیا ہیں میرے جذبات.

اسے اتنے غصے میں دیکھ کر وہ کانپنے لگی.

وہ چاہے اس کی بہن تھئ لیکن کسی کو اتنئ اجازت نہیں تھی

کہ اس کی زندگی میں دخل انداز ہو.

ھھ...ھاد...

اس نے بمشکل اس کا نام ادا کیا تھا.

ہاں بولو....میں سن رہا ہوں.

اس نے غصے سے اس کا گلا دبا دیا.

ماریہ کو لگا وہ اس کی گردن توڑ دے گا.

اس کی آنکھوں میں پانئ آنے لگا.

چہرہ سرخ ہو رہا تھا.

کک....کچھ نہیں پلیز.

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا.

تب جا کر ھاد نے اس کی گردن کو آزاد کیا.

وہ زمین پر گر گئی. دونوں ہاتھوں سے اپنئ گردن سہلانے لگی.

اور سانس لینے کی کوشش کرنے لگی.

ایک دم سانس کھینچنے سے کھانسنے لگی.

ھاد اسے وہیں گرا چھوڑ کر اپنے آفس چلا گیا.

اور عامرہ جلدی سے آ کر ماریہ کی مدد کرنے لگی.

اور سوزی پانئ لے آئی.

***

ھاد نے اسے شطرنج کا سیٹ لانے کو کہا تھا

اور اب وہ اسے اس کے قوانین دہرانے کو کہ رہا تھا.

حورین کے دماغ میں ماریہ کی باتیں گونج رہی تھیں.

وہ بار بار اسے بالوں کی اوٹ سے دیکھ رہی تھی.

حورین میں نے کچھ پوچھا ہے.

امم....وو...وہ میں بھول گئی.

حورین نے نگاہیں جھکاتے ہوئے کہا. جب اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور اسے سمجھانا شروع کیا.

کچھ دیر بعد وہ دونوں شطرنج کھیل رہے تھے اور ھاد کی ایک کے بعد ایک پیادہ مر رہا تھا.

حورین کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہ کر رہئ ہے.

یس.....

حورین ھاد کو ہرا کر تالیاں بجانے لگی.

اور اب وہ کھکھلا کے ہنس رہئ تھی.

ھاد نے اسے پہلئ بار ایسے ہنستے دیکھا تھا.

اور وہ اس کے حسن کا مزید دیوانہ ہوتا چلا گیا.

حورین کتنے عرصے بعد ایسے ہنسئ تھی.

اس نے ہنستے ہوئے ھاد کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا.

اسے ماریہ کی بات دوبارہ یاد آئی تھی

وہ ہر لحاظ سے بہترین تھا اسے تو کوئی بھی مل سکتی تھئ.

پھر وہ مجھ جیسی کو کیوں چاہتا تھا

اور کیا یہ سچ بھی تھا یا شاید صرف ماریہ کا وہم.

مم...ماریہ کہہ رہی تھی تم مجھے یہاں سے کبھی نہیں جانے دو گے.

ھاد اس کے سامنے سے اٹھ کر ساتھ آ بیٹھا.

تم پر یہ نیا سٹائل بہت اچھا لگ رہا ہے.

وہ اس کے کافی قریب بیٹھا تھا اور حورین اپنی دھڑکن بے قابو ہوتے سن رہی تھی.

وہ اس کے بالوں کو پکڑتا اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹنے لگا.

ایک دم اس نے حورین کو بالوں سے قابو کیا تھا.

اور جھٹکے سے اس کا چہرہ اوپر کو کیا.

ڈارلنگ کیا تم یہاں سے جانا چاہتی ہو.

اس کی نظروں میں صاف تھا کہ اگر وہ سچ کا سامنہ کر سکتی ہے تو جواب دے.

حورین کا دل مزید تیزی سے دھڑکا تھا

وہ یہاں سے نہیں جانا چاہتی تھی

اس کی قید میں وہ آزاد تھی.

اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی اور لب کپکپانے لگے.

وہ استہزائیہ مسکرایا تھا. اور پھر ویسے ہی چھوڑ کر اٹھ گیا.

***

وہ اس وقت باغیچہ میں تھی جب عامرہ نے اسے اس کا موبائل لا کر دیا.

ھاد صاجب کہ رہے ہیں کہ آپ اپنۓ دوست سے بات کر لیں.

وہ موبائل اسے پکڑا کر پلٹی تھی جب حورین نے اسے مخاطب کیا.

کیا آپ یہاں نن... نہیں رکیں گی. مجھ پہ نظر رکھنے کے لئۓ.

حورین نے موبائل کی طرف اشارہ کرتے کہا.

ھاد صاحب کہ رہے ہیں اس کی ضرورت نہیں.

وہ مسکراتے ہوۓ چلی گئ.

حورین نے فوراً عشال سے بات کرنے کے لئۓ کال ملائی.

دوسری ہی رنگ پر اس کی کال اٹینڈ کر لی گئ.

کیسی ہو حورین سب ٹھیک تو ہے اس وقت کال کر رہئ ہو.

پہلے تو وہ سمجھ نہیں پائی پر پھر وقت کے فاصلے کو سمجھتے ہوۓ افسوس کرنے لگی.

آہ.... سوری.

وہ مجھے یاد نہیں رہا کہ مالدیپ کا ٹائم یہاں سے الگ ہے

چلو کوئی بات نہیں... تم کیسی ہو.

میں ٹھیک ہوں پر آپ کیسی ہیں. لاسٹ ٹائم آپ بات مکمل نہیں کر پائی.

عشال نے اس کی بات پہ ایک نظر سوتے ہوئے نازرشاہ کو دیکھا.

اور اس کی پیشانئ پہ آئے بال ہٹانے لگی.

وہ اس کے لئے کتنی محنت کر رہا تھا.

ہر روز اسے اپنئ محبت کا یقین دلاتا تھا.

اس کا ہر عمل اس کا منہ بولتا ثبوت تھا.

لیکن وہ بھئ کیا کرتئ

یہ سب آسان تو نہیں تھا.

کچھ نہیں حورین. میں بس تب پریشان تھی اس لئے کہ دیا.

حورین پوچھنا چاہتی تھی لیکن اس نے ہمیشہ عشال کی پرائیویٹ لائف کو پرائیویٹ ہی رہنے دیا تھا

تم بتاؤ وہاں آج کل کافی بارش ہو رہی ہے نا.

عشال اکثر اسلام آباد کی خبریں چیک کرتی رہتی تھی کیونکہ اس کے علم کے مطابق حورین وہیں تھی.

حورین نے ایک دم آسمان کی طرف دیکھا.

نہیں تو یہاں تو کوئی بارش نہیں ہوئی.

ارے لیکن نیوز میں تو....

عامرہ کی آواز پہ وہ عشال کی بات مکمل نہیں سن پائی.

اچھا عشال میں بعد میں بات کروں گی کھانا پک چکا ہے اور مجھے بہت بھوک لگی ہے.

وہ اس سے جلدئ جلدئ اجازت لیتی فون بند کر کے ڈائینگ روم کی طرف چل دی.

پر پھر عامرہ کے کہنے پہ کچن میں چلی گئ.

عجیب لڑکی ہے بات بھی نہیں سنی....

عشال فون کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی.

❊❊❊

ھاد کو کوکنگ کرتے ہوئے وہ ایک دم چونکی تھی.

وہ پیشانی پہ بل ڈالے کچھ خاص بنانے میں مصروف تھا.

وہ عامرہ سے نظروں میں سوال کرتی سٹول پہ جا بیٹھی.

عامرہ بس کندھے اچکا کہ رہ گئی.

جبکہ سوزی بمشکل اپنی ہنسی پہ قابو کر پا رہی تھی

اسے سٹول پہ بیٹھا دیکھ کہ ھاد نے پلیٹ میں ڈش ڈال کر اسے سرو کر دی.

اور خود بھی ایک پلیٹ تھامے ساتھ والے سٹول پہ آ بیٹھا.

جبکہ عامرہ اور سوزی اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت کام کرنے لگیں.

کھا کر دیکھو.... .

میں نے تمہارے لئے چلی بنائی ہے.

حورین نے بے یقینی سے اسے دیکھا.

جتنا اس شخص نے اس کے لئے کیا تھا کبھی کوئی نہیں کر پایا تھا.

امم... ٹھیک ہے.

وہ چمچ اٹھاتی اسے چلی سے بھرتی منہ میں ڈال کر چبانے لگی.

وہ بہت ہی فضول کوکنگ کرتا تھا.

کچھ تو تھا جس میں وہ اچھا نہیں تھا.

ھاد نے اس کے چہرے کے تاثرات کو غور سے دیکھا تھا.

اور پھر خود بھی نوالہ بھرا.

اوہ نو.... پاس پڑے نیپکن سے منہ صاف کرتا اس نے حورین کے سامنے سے پلیٹ کھینچ لی.

ہم کچھ اور کھا لیتے ہیں. یہ مت کھاؤ.

ات...اتنی بھی بری نہیں.

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی.

اتنی نہیں بہت بری ہے.

ان کی شکلیں دیکھتے ہی عامرہ اور سوزی نے اس چلی کو چکھنے کا ارادہ ترک کر دیا.

***

کیا تمہاری حورین سے بات ہوئی؟

وہ بے قراری سے عشال سے پوچھ رہا تھا.

ہاں پر دو بار.

کیا اس نے میرا ذکر کیا؟ کیا اس نے بتایا وہ کہاں ہے؟

عشال کو اس کے لئے بہت برا لگ رہا تھا.

مجھے معاف کر دو رباط پر میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے.

رباط اپنے بال تھامے کلب کے باہر چکر لگانے لگا.

پر کچھ تو ہے بو مجھے عجیب لگا.

کیا؟ رباط نے اس سے جاننا چاہا.

ہو سکتا میں فضول سوچ رہئ ہوں. لیکن آج کل اسلام آباد کا موسم اتنا خراب ہے جبکہ حورین کہ رہئ تھی یہاں کوئی بارش نہیں ہوئی.

اور دوسری بات حورین کو تو کوکنگ نہیں آتی. پھر وہ کیوں کہ رہئ تھی کہ کھانا پک گیا ہے.

اس کی بات سے رباط کے دماغ میں ایک جھماکا ہوا تھا.

سب کچھ اس کے سامنے تھا لیکن وہ ہی بےوقوف بنا رہا.

آخر ھاد اسے کبھی بھی اسلام آباد جانے نہیں دیتا.

اس نے کیسے سوچ لیا کہ وہ اس کا پیچھا چھوڑ دے گا.

وہ فوراً کال کاٹ کے اپنی گاڑی کی طرف بھاگا تھا.

***

ھاد حورین سے کچھ بات کرنے اس کے کمرے میں آیا تھا.

اسے ضرار کے ساتھ شہر سے باہر جانا تھا وہ یہی بتانے وہاں آیا تھا

پر حورین اش وقت واشروم میں تھی.

وہ واپس جانے لگا جب اس کی نظر حورین کی سکیچ بک پہ پڑی.

وہ جانتا تھا اس نے کچھ نئے سکیچز بنائے ہیں.

اس لئے وہ اس طرف بڑھتا سکیچ بک دیکھنے لگا.

اس کی شروعات کے سکیچز وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا.

اس لئے اوراق پلٹنے لگا.

وہ ایک دم اپنے سکیچ پہ رکا تھا. اس میں سو رہا تھا.

حورین نے اس کے نقوش اور رعب کو مہارت سے کاغذ پہ اتارا تھا.

ساتھ میں ایک جانب تاریخ اور اس کا نام بھی لکھا تھا.

اگلے ورق پر بھی اسی کا سکیچ تھا.

لیکن اس میں وہ کسی کو دیکھ رہا تھا.

اسی طرح اس کے کئی سکیچز تھے. لیکن آخری سکیچ پہ وہ ٹھٹکا تھا.

اور اس سکیچ کو چھونے لگا.

اس میں حورین اور وہ دونوں موجود تھے.

دونوں آنکھیں موندھے ایک دوسرے کے بےحد قریب تھے.

ان کے پیچھے گازیبو بھی بنایا گیا تھا.

وہ اس ڈراء کو دیکھ کر مسکرانے لگا.

حورین تبھی باہر نکلی تھی. اور اس کے ہاتھ میں اپنۂ سکیچ بک دیکھ کر سرخ پڑنے لگی.

ای ی ی ی

یہ ...یہ مم...میں نے نن.... نہیں بنایا.

سر انکار میں ہلاتے ہوئے وہ کہنے لگی.

ھاد ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگا.

ہاں.... میں جانتا ہوں تم نے نہیں بنایا.

وہ اس کی طرف بڑھتا ہوا کہنے لگا.

بب.... بلکل... نن... نہیں... بنایا.. بب... بلیو.... می.

اوہ یس آئی ڈو بلیو یو.

وہ سکیچ بک تھامے اس کی طرف بڑھتا رہا.

وہ اس کے قریب آتا جا رہا تھا.

جیسے آج سب حدود ختم کر دینا چاہتا ہوں.

یہ... یہ ... کک... کیا کر رہے ہو.

اس نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا.

دیکھ رہا ہوں کیا اس سکیچ کو زندہ کر سکتا ہوں.

حورین نے اپنے خشک لب تر کئے تھے.

مم... میں....

ابھی وہ کچھ اور کہتی اس سے پہلے عامرہ ایک دم کمرے میں آئی تھی

ھاد صاحب وہ آپ کے آفس سے موبائل بجنے کی آواز آ رہی ہے.

ھاد موبائل وہیں چھوڑ آیا تھا.

وہ سکیچ بک حورین کی طرف بڑھانے لگا جس پہ اس نے فوراً جھپٹ کر اسے پکڑا اور خود چلا گیا.

رباط جب ھاد کے گھر پہنچا تو ناصر نے پہلے اسے اندر داخل نہیں ہونے دیا.

اسے رباط کے آنے کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی.

لیکن وہ ھاد کے سیکنڈ ان کمانڈ احتشام کا بھائی تھا اور اسے اچھے سے جانتا تھا

رباط کسی بھی طرح اس وقت ھاد کے گھر جانا چاہتا تھا.

ناصر کو گھر گارڈ کرتے دیکھ کر اس کا شک یقین میں بدل گیا.

ناصر ھاد کو فون ملانے لگا لیکن وہ کال رئسیو نہیں کر رہا تھا.

مجبوراً اس نے کچھ سوچ کر رباط کو اندر جانے دیا.

***

ھاد عامرہ کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہال میں پہنچا ہی تھا جب اندرونی دروازہ ایک دع کھلا اور رباط اندر داخل ہوا.

حورین.... حو.... رین....

کہاں ہو تم.... میں آ گیا ہوں.

تمہیں اب کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں...

وہ آتے ہئ اونچی اونچی آواز میں بولنے لگا تھا.

اخری بات اس نے ھاد کو گھورتے ہوئے کہئ تھئ.

جس کے جواب میں وہ سکون سے کھڑا استہزائیہ مسکرا اٹھا تھا.

حورین ابھی بھی اپنئ الجھئ سانسیں سدھار رہئ تھی

وہ شرم کے مارے سکیچ بک اپنے چہرے کے سامنے رکھے کھڑی تھی

اسے اب خود پہ غصہ آ رہا تھا. آخر اس نے یہ سکیچ بنایا ہئ کیوں.

اور اگر بنا ہئ لیا تھا تو اپنے پاس رکھنے کی کیا ضرورت تھی

ابھی وہ انہی سوچوں میں غرق تھی جب اسے رباط کے آواز سنائی دی

وہ اسے زور زور سے پکار رہا تھا

حورین حیرت کے مارے کمرے سے باہر آئی.

اور پہلئ سیڑھی پہ کھڑی ہو کے جھک کر نیچے دیکھنے لگی.

رباط ....

حورین نے اسے دیکھ کر ایک دم پکارا تھا.

رباط اور ھاد نے ایک ساتھ ہی سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا .

حورین....

رباط کے چہرے پہ خوشی اور سکون کے ملے جلے تاثرات تھے.

جبکہ ھاد کے تاثر دیکھ اس نے خوف سے ایک دم قدم پیچھے اٹھایا تھا

اس کی نظریں خود بخود جھک گئیں.

رباط ھاد کے پاس سے ہوتا حورین کی طرف بھاگا تھا

ھاد نے اسے روکا نہیں تھا

لیکن اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا.

حورین تم... تم ٹھیک تو ہو نا

وہ اسے سر سے پاؤں تک دیکھ رہا تھا کہ کہیں ھاد نے اسے اپنے ظلم کا نشانہ تو نہیں بنایا.

میں ٹھیک ہوں....ر....رباط.

حورین تم نہیں جانتیٔ میں نے تمہیں کتنا ڈھونڈا. اگر مجھے ذرا بھیٔ اندازہ ہوتا تو میں تمہیں اس ظالم سے کب کا آزاد کروا لیتا.

اس نے دوبارہ ھاد کو گھورتے ہوئے کہا جو کہ سہولت سے گرل سے ٹیک لگائے کھڑا تھا.

اس کی بات گرل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ھاد نے صرف ابرو اچکانے پہ اکتفا کیا.

حورین... حورین تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت تم ابھیُ چلو گی میرے ساتھ

آخر وہ حورین تک پہنچ گیا تھا. اسے یقین تھا کہ اب کی بار حورین اسے چھوڑ کر نہیں جائے گی.

وہ اپنے جذبات پہ قابو نہیں رکھ پا رہا تھا.

اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھامنا چاہا.

جس پہ حورین ایک دم دور ہوئی تھی.

ھاد نے اس کا ہاتھ راستے میں ہیُ پکڑ لیا.

احتیاط سے رباط عالم...

کسی کو بھی اتنا حق نہیں دیا میں نے.

ھاد نے اسے جھٹکے سے آزاد کیا تھا.

مجھے تم سے کوئی غرض نہیں اور تم کون ہوتے ہو اس کے بارے میں فیصلہ کرنے والے.

عامرہ اور سوزی ہال میں موبود سب دیکھ رہی تھیں.

جبکہ ناصر بلند ہوتیٔ آواز سن کر وہاں آیا تھا لیکن ھاد کے اشارے سے پھر پلٹ گیا.

اور حورین....اسے تو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ اچانک سے کیا ہونے لگا.

رباط کی حرکت نے ھاد کو اشتعال انگیز کر دیا تھا.

حورین نے ھاد کو اتنے غصے میں صرف تب دیکھا تھا جب اس نے ریسٹورنٹ میں ایک لڑکے کی ٹانگیں توڑ دی تھی.

وہ رباط کے لئے خوفزدہ تھی.

وہ بس اسے یہاں سے بھیج دینا چاہتی تھی.

میں تمہیں تمہاری ٹانگوں پہ واپس جانے کا آخری موقع دے رہا ہوں بہتر ہے چلے جاؤ.

آخر تم سمجھتے کیا ہو خود کو جانور کہیں کے.

حورین میری ہے اور میں اسے یہاں سے لے کر جاؤں گا.

وہ حلق کے بل چلایا تھا

وہ ھاد کے صبر کو آزما رہا تھا.اور ھاد میں اس کی ہمیشہ سے کمی رہی تھی.

ھاد کے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر اسے رباط کے منہ پر مارنا چاہا جب حورین نے بنا کچھ سوچے سمجھے اس کی بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا

ھاد اپنے بازو پہ اس کا لمس محسوس کر کے ایک دم رکا تھا.

اور رباط....

وہ تو صرف حورین کے ہاتھ دیکھ رہا تھا جن سے اس نے ھاد کو تھام رکھا تھا

کچھ بہت زور سے ٹوٹا تھا اس کے اندر.

وہ اسے چھو رہی تھی.....

وہ اپنۓ مرضی سے اسے چھو رہی تھی.... .

وہ اس سے شکست کھا بیٹھا تھا.

اس کے محبوب نے اسے شکستہ ریز کیا تھا.

حورین روتے ہوئۓ اسے روک رہی تھی.

نن... نہیں پلیز.

اس نے اپنی پوری قوت سے اس کا بازو تھام رکھا تھا.

ھاد کا غصہ ایک دم ہوا ہوا تھا.

وہ دبارہ رباط کی طرف پلٹا تھا.

تم .... آفس میں میرا انتظار کرو.

اور تم..... میرے ساتھ چلو.

رباط نے حورین اور ھاد کا دھندلا عکس خود سے دور ہوتے دیکھا تھا

وہ بے یقینی کے عالم میں کتنئ ہئ دیر وہاں کھڑا رہا.

اور پھر بھاری قدم اٹھاتے ھاد کے آفس کی طرف بڑھ گیا.

***

ھاد حورین کو لے کر جیسے ہی اس کے کمرے میں داخل ھوا اس نے فوراً دروازہ بند کر دیا.

اور خوفناک ارادے لئے حورین کی طرف بڑھنے لگا.

حورین اس سے ڈرتئ قدم پیچھے کی طرف اٹھاتی رہی.

آخر اس کے پیچھے دیوار نے اس کو مزید دور ہونے سے روک دیا

ھاد نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد کسی قید کی طرح حمائل کے تھے.

تم نے مجھے کیوں روکا.

اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی تمہیں اپنا کہنے کی میں اس کی جان لے لیتا.

نن.... نہیں... ایسا نہیں کرو پپ... پلیز.

وہ روتے ہوئے اس سے التجا کرنے لگی.

اس نے اپنا غصہ قابو کرنے کے لئے اپنا رخ بدلا جب اس کی نظر بیڈ پہ پڑی سکیچ بک پہ پڑی.

اور اس کی آنکھوں میں خوف کی جگہ ایک الگ سی چمک نے لے لی.

اس نے حورین کے چہرے پہ آئی ایک آوارہ لٹ کو تھام لیا.

اور اسے کھینچ کر قریب کرنے لگا.

حورین کی سانسیں ایک دم تھم سی گئیں.

جانتئ ہو میری مرضی کے بغیر اس کا یہاں سے زندہ لوٹنا نا ممکن ہے.

حورین اپنئ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہئ تھی.

نن....

ششش..... وہ کچھ بولے اس سے پہلے ھاد نے اسے خاموش کروایا تھا.

اگر تم چاہو تو میں اسے کچھ نہیں کہوں گا.

کک... کیا واقعی....

بلکل لیکن میری ایک شرط ہے.

اس کی بات پہ وہ ایک دم خاموش ہوئی تھی.

بتاؤ ڈارلنگ.... کیا تم میری شرط قبول کرو گی.

وہ جالتی تھئ اس سے سودا بھاری تھا لیکن سوال رباط کی جان کا تھا.

ہا....ہاں.

اس نے شیطان سے سودا کیا تھا. تاریکی سے قیمت تو اسے ادا کرنئ تھی.

تمہیں مجھ سے شادئ کرنئ ہو گی.

اس نے کتنے سکون سے کہا تھا.

کک.... کیا

ہاں میری یہی شرط ہے.

وہ اس کے بالوں کو سہلاتا کہ رہا تھا.

وہ اسے پسند کرنے لگی تھی اس کا دل جانتا تھا وہ جانتی تھی

لیکن شادی..... جبکہ اس نے خود کو اس بات پہ آمادہ کر لیا تھا کہ شادی اس کی قسمت میں نہیں.

اگر....اگر مم....میں انکار...کک...کر ....دوں.

تو میں زبردستی کروں گا.

وہ مزید جھکتے ہوئے کہنے لگا.

وہ اس سے خوفزدہ ہونے لگی تھی.

جج.... جہنم... مم...میں...جاؤ... گگ...گے.

ڈارلنگ تمہارے ساتھ ایک لمحہ گزارنے کے لئے میں تاحیات جہنم میں جلنے کو تیار ہوں.

وہ اس پہ مزید جھکنے لگا.

حورین نے اپنے چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا.

وہ اس کی حرکت پہ ایک دم ہنسا تھا.

ھاد اس کے بالوں کو لٹ کو چومتا وہاں سے چلا گیا.

***

رباط اس کے آفس میں چکر لگا رہا تھا.

نہیں نہیں حورین نے صرف اسے بچانے کے لئے اس کا ہاتھ تھاما تھا

وہ بس ایک فطری عمل تھا ورنہ اسے ھاد جیسے شخص سے کیا.

مجھے اسے اس درندے کے ساتھ اکیلا نہیں چھوڑنا چاہئیے تھا

وہ یہی سوچتا دروازے کی طرف بڑھا تھا.

جب دوسریٰ طرف سے کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا.

ھاد اب پہلے کی طرح غصے میں نہیں لگ رہا تھا.

حورین کہاں ہے.... وہ میرے ساتھ جا رہیٰ ہے ہے نا.

نہیں.... تم یہاں سے جا رہے ہو. اور دوبارہ کبھی تمہارے منہ سے حورین کا نام ادا ہوا تو

تمہاری ذبان کاٹ دوں گا.

رباط اسے چاہے جتنا بھی عزیز ہو لیکن حورین کے معاملے میں اس کی برداشت صفر تھی

وہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی.... تم اسے برباد کر دو گے.

اس کی بات پہ وہ طنزیہ مسکرایا تھا.

افسوس تم اپنا موقع کھو چکے رباط.

رباط نے غصے میں آ کر ھاد پر حملہ کیا.

اس کا ہاتھ ھاد تک پہنچ پاتا اس سے پہلے ھاد نے اس کا مکہ اپنے ہاتھ میں تھام لیا.

ایک جھٹکے سے ھاد نے اس کا ہاتھ موڑ کر توڑ دیا.

جبکہ دوسرا ہاتھ اب رباط کی گردن دبوچے تھا.

رباط تکلیف سے ایک دم کراہ اٹھا تھا.

اس نے رباط کو آفس کے دروازے سے پٹکا اور پھر ہوا میں بلند کر دیا.

مم...میں اس نے محبت کرتا ہوں. تم کبھی نہیں سمجھو گے.

رباط نے بمشکل یہ لفظ ادا کئے تھے.

محبت..... محبت....

اب تم مجھے سکھاؤ گے محبت کیا ہے.

ھاد پھر سے بگڑا تھا.

وہ دو سال سے تمہارے ساتھ تھی. لیکن تم نے کبھی ایک نظر اسے نہیں بخشی.

میری وجہ سے.... مجبوری میں تم نے اس سے دوستی کی.

تم سے اس سے بات بھی نہیں کرنا چاہتے تھے پاگل کہتے تھے اسے.

اس کے گلے پہ ھاد کی پکڑ مضبوط ہوتی جا رہی تھی.

پچھلے چھ ماہ سے تم اس کے ساتھ تھے.

میں نے تمہیں موقع دیا. تمہیں اس کے ساتھ دیکھتے ہوئے بھی سب برداشت کیا. تم نے اپنا موقع گنوا دیا رباط.

جبکہ میں....مجھے ایک نظر لگی تھی اس سے محبت ہونے میں.

ایک جھلک لگی تھی یہ جاننے میں کہ وہ بہترین ہے.

اور تم مجھے سکھاؤ گے کہ محبت کیا ہوتی ہے.

ھاد نے اسے کا سر دروازے سے پٹختے ہوئے اسے زمین پہ پھینکا

وہ بری طرح کھانس رہا تھا

رباط اپنے ٹوٹے ہاتھ کو تھامے ھاد کو دیکھ رہا تھا.

وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اس پہ جھک گیا.

رباط جب اس کی آنکھوں میں موجود غضب مزید نا سہہ پایا تو نظریں چرا گیا.

ھاد نے اسے کالر سے پکڑ کر کھینچا اور اس کے پیروں پہ کھڑا کر دیا.

آج تم اسی پاگل لڑکی کی وجہ سے زندہ جا رہے ہو.

رباط سر جھکا کر دروازے کی طرف پلٹ گیا.

وہ کیا کہتا... ھاد نے اسے اس کی اوقات دکھا دئ تھی.

وہ سب سچ کہ رہا تھا. اس نے کبھئ حورین کی پرواہ نہیں کی تھئ.

جبکہ اس کے سامنے سب اس کے ساتھ برا کرتے تھے.

چھ مہینے سے وہ اس کے ساتھ تھا پر وہ حورین کو سمجھ نہیں پایا.

جبکہ ھاد نے ایک مہینے میں ہئ اس کی دیواروں کو ریزہ ریزہ کر دیا.

کیا وہ کبھی حورین کو ٹھیک کر پاتا.

یا اپنی خواہشات کا دباؤ ڈالتا.

وہ اس کے جواب سے ڈرتا تھا. وہ اس کا جواب نہیں جاننا چاہتا تھا. اس لئے سر جھکا کر چلتا باہر پورچ میں نکل گیا.

ناصر نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے کھینچ کر گاڑی میں دھکیلا تھا. اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا.

***

وہ اس سب کے بعد اب ضرار کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا.

اس لئے اسے فون پہ بات کرنے لگا.

لیکن وہاں جانا بھیٔ لازمی تھا. اس لئے ضرار کو اکیلے جانے کا مشورہ دیا.

ابھیٔ وہ بات ختم کر کے کرسی پہ بیٹھا ہی تھا جب کسی نے آفس کے دروازے پہ دستک دی.

حورین پریشان حال کمرے میں چکر لگا رہی تھیٔ.

وہ ابھی اس شرط کے بارے میں نہیں سوچنا چاہتی تھی اس لئے دھیان صرف رباط کی طرف مرکوز کر رہیٔ تھی.

نجانے ھاد اس کے ساتھ کیا کر رہا ہو گا.

وہ اسے جانے تھی دے گا یا نہیں.

پریشانی سے اس نے انگلیاں دانتوں تلے دبا لیں.

ھاد کیٔ وجہ سے ناخن کاٹنے کے بعد اس نے یہ نیا طریقہ نکالا تھا.

آخر جب وہ مزید صبر نہیں کر پائی تو ھاد کے آفس کی طرف چل دی.

دروازے پہ دستک کے فوراً بعد ہی ھاد نے اسے داخل ہونے کی اجازت دی تھی.

وہ آج پہلی بار اس کے آفس آئی تھی.

اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے وہ اندر داخل ہوئی.

گھبراؤ نہیں....وہ چلا گیا ہے.

اس کی بات پہ حورین نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا.

اور وہیں رک گئی.

وہ پلٹنے لگی تھی جب ھاد نے اسے بلایا.

یہاں آؤ حورین....

وہ اسے دوبارہ دیکھنے لگی.

کچھ دیر پہلے ہونے والی باتیں اس کے ذہن میں گردش کرنے لگیں.

وہ دھیرے دھیرے اس کی کسی طرف بڑھتی جا رہی تھی.

اور اب اس کا ڈیسک پار کر کے اس کی کرسی کے پاس کھڑی تھی.

میں نے اپنا وعدہ نبھایا اب تمہاری باری ہے.

اس کی بات پہ وہ سر مزید جھکا گئی.

میں نے فیصلہ کیا ہے ہم کل ہی شادی کر لیں گے.

اس کی بات پہ وہ بوکھلا پڑی تھی.

مم.... مگر.

اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتاؤ.

وہ اپنا ہونٹ چبانے لگی اور پھر نفی میں سر ہلا دیا.

گڈ گرل.

وہ جانے کے لئے پلٹئ تھی جب اس کی نظر ڈیسک پہ پڑی کسی چمکتی چیز پہ پڑی.

اسے دیکھتے ہی وہ کپکپانے لگی تھی.

لبوں سے بے اختیار سسکی نکلی تھی.

ھاد نے ایک دم اس کئ طرف بیٹھا تھا.

حورین کی نظریں اس کے ڈیسک پہ رکھی انگوٹھی پہ گڑی ہوئی تھیں.

حورین....

ھاد نے اسے پکارا پر وہ تو اسے سن ہی نہیں پا رہئ تھی.

وہ اس اندھیری جگہ پر تھی بندھی ہوئی بےبس تکلیف میں.

حورین..... ھاد نے اسے پھر سے پکارا تھا لیکن وہ اس سے کوسوں دور تھی.

حورین کو اپنا وجود جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا.

اس کئ انکھ میں خون کی وجہ سے جلن ہو رہئ تھی.

اور وہ اسے آنکھیں کھلی رکھنے کو کہہ رہا تھا.

اچانک کسی نے اس کے بالوں کو کھینچا تھا.

حورین.....

ھاد اس کے بال تھامے کھڑا تھا.

وہ اس انگوٹھی کو پہچانتی تھی.

حورین کو اب اپنے سامنے منظر بدلتا دکھا تھا.

اندھیرے کی جگہ روشنی تھی.

کالی انکھوں کئ جگہ بھوری آنکھیں اسے خود میں اتار رہئ تھیں.

ھا....ھاد.

اس کئ انکھوں سے تشکر کے آنسو بہنے لگے تھے.

سب ٹھیک ہے حورین.... سب ٹھیک ہے.

وہ اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرنے لگی.

کیا تم اس انگوٹھی کو پہچانتی ہو؟ مجھے یہ ایک شخص سے ملی.

وہ کچھ بھی کہنے کی حالت میں نہیں تھئ اس لئے صرف اثبات میں سر ہلانے لگی.

کیا اس شخص کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟

نن... نہیں.

حورین اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.

سب ٹھیک ہے حورین کچھ نہیں ہو گا تمہیں.

چلو جا کر سو جاؤ.

ھاد نے ایک نظر دبارہ انگوٹھی کو دیکھا اور ٹھر اسے دراز میں رکھ کر خود بھی وہاں سے چل دیا.

***

وہ اس کی تھی.

صرف اس کے لئے بنی تھی.

اسے اس نے تخلیق کیا تھا.

لیکن وہ اس سے دور تھی.

وہ پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا.

لیکن اس کا کوئی سراغ نہیں ملا.

اس کی نظر اس کے دوست رباط پہ ہمہ وقت تھیں

وہ جانتا تھا یہ لڑکا اس تک پہنچے کا راستہ تھا

اور اس نے ایسا ہی کیا.

وہ اسے اس تک لے گیا.

اب اسے صرف صحیح وقت کا انتظار تھا

***

رباط جب گھر پہنچا تو احتشام اسی کا انتظار کر رہا تھا.

ناصر نے راستے میں ہی اسے فون کر کے ہر چیز سے آگاہ کر دیا تھا.

اس کے بھائی نے اسے دھوکا دیا تھا.

اس کے دل میں اٹھتی تکلیف کے آگے اسے اپنے بازو میں ہوتی تکلیف محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی.

احتشام مین گیٹ کے باہر ہی کھڑا تھا.

ناصر اسے گاڑی کی چابیاں پکڑاتا خود پیدل ہی واپس پلٹ گیا.

رباط چلو اندن چلو....

جب وہ گاڑی سے باہر نا نکلا تو احتشام نے کھڑکی سے جھانکتے ہوئے کہا.

کیوں کیا آپ نے ایسا؟

اس کی آواز میں بے یقینی تھی. تکلیف تھی.

احتشام نے اپنی آنکھیں بند کر لی اور پھر کھول کر اسے دیکھنے لگا.

رباط اندر چلو.... اندر چل کر بات کرتے ہیں.

اس نے رباط کی بازو کو تھامتے ہوئے کہا.

اس نے ایک جھٹکے سے خود کو آزاد کروایا اور پھر گاڑی سے باہر نکل آیا.

کیوں....کیوں کیا آپ نے ایسا. اپنے بھائی ساتھ....
کس کے لئے اس درندے کے لئے؟

آپ جانتے تھے حورین کہاں ہے پر مجھے انجان رکھا جھوٹ بولا مجھ سے.

وہ زور زور سے چیخ رہا تھا.

دیکھو رباط میں جانتا ہوں تم دکھی ہو پر یقین مانو یہی بہتر تھا.

میرے لئے کیا بہتر ہے اس کا فیصلہ میں کر سکتا ہوں.

رباط اندر چلو....

آپ بھی اس کی طرح درندے بن گئے ہو احتشام عالم درندہ....

رباط اس کی طرف انگلی اٹھا کر کہنے لگا.

بس بہت ہوا رباط. تم اپنے بچپنے سے نکل آؤ تو بہتر ہے.

تم جانتے ہی کیا ہو آخر کچھ بھی نہیں....

ارے بھاڑ میں جائے تمہارے جیسا بھائی.

اس کی بات پہ احتشام نے غصے سے اسے پکڑا تھا.

لیکن پھر کچھ کہتے ہوئے رک گیا.

ہاں...اس کے لئے ھاد کے لئے.... میں تمہاری محبت تو کیا اپنی جان بھی کئی بار قربان کر سکتا ہوں.....

کئی بار....

وہ اسے گھورتا ہوا خود اندر چلا گیا.

جبکہ رباط اسے وہیں کھڑا دیکھتا رہا.

❊❊❊

وہ روز کی طرح صبح سویرے اٹھ گئی تھی.

جب وہ فریش ہو کر نکلی تو ماریہ اس کے کمرے میں موجود تھی.

بیڈ پہ ایک خوبصورت آف وائٹ کلر کی میکسی رکھی تھی.

اس پر گولڈن رنگ کی نفیس کرھائی کی گئی تھی.

یہ...یہ کیا ہے.

جانتے ہوے بھی وہ انجان بن رہی تھی.

یہ تمہارا شادی کا ڈریس...

پیارا ہے نا.... میں نے خود سیلیکٹ کیا ہے.

ساتھ میں شوز جیولری میک اپ سب ہے

وہ اسے انگلیوں پہ سب گنوا رہی تھی.

وہ خاموشی سے بیڈ پہ آ بیٹھی.

کیا بات ہے کیا تم خوش نہیں.

مم...میں نے ہمیشہ سوچا تھا کہ مجھے اپنئ زندگی تنہا گزارنئ ہے.

اور اب یہ سس...سب اچانک.

ماریہ بیڈ سے اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی.

حورین کیا تمہیں کبھی بھی ھاد نے کوئی تکلیف پہنچائی؟

اپنے دل سے پوچھ کر بتاؤ.

اس نے بہت کچھ کیا تھا... وہ اسے ہمیشہ خوفزدہ کرتا تھا.

پر اس نے کبھی بھی اسے تکلیف نہیں پہنچائی تھی.

وہ اپنا سر نفی میں ہلانے لگی.

تو پھر تم کس بات سے پریشان ہو.

وہ اپنا سر جھکا گئی.

مم...مجھے اس سے ڈر لگتا ہے.

اوہ....ویل اس کا تو علاج نہیں.

یہ تو وقت کے ساتھ ہی بدلے گا.اگر بدلا تو.... .

اس نے معنی خیز انداز سے کہا.

یہ وقت جیسے بھی اس پہ آیا تھا لیکن اس کے لئے اہم تھا.

شاید عام لڑکیوں سے کہیں زیادہ اہم.....

وہ اپنئ ماما کو یاد کر کے بہت اداس ہونے لگی.

اگر وہ زندہ ہوتیں تو کیا کرتیں.

کیسا ردعمل ہوتا ان کا اس سب سے.

وہ بیڈ پہ پڑے اس خوبصورت لباس کو چھونے لگی.

اور پھر اپنے چہرے پہ موجود نشان پہ ہاتھ رکھ لیا.

کیا اس کے ساتھ اسے کوئی اور اپناتا.....

کیا یہ سب ٹھیک ہو رہا تھا.

وہ اٹھ کر آئینہ کے سامنے آ گئی.

اور خود کو دیکھنے لگی.

وہ ایک ہینڈسم مرد تھا. اور وہ .....وہ...چڑیل....ڈائن.....پاگل.....

ایک بار پھر احساس کمتری نے اسے آ گھیرا تھا.

***

ماریہ نے اس کے بال بہت خوبصورتی سے بنائے تھے.

آف وائٹ میکسی میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی.

ساتھ میں سرخ رنگ کے ڈوبٹے کو اس نے خود اچھے سے سیٹ کیا تھا.

ھاد نے ان کی شادیٔ کا بندوبست وہیں باغیچہ میں کروایا تھا.

احتشام...ناصر...ماریہ...عامرہ...سوزی بھیٔ وہاں موجود تھے.

اس نے بذات خود رباط کو فون کر کے ان کی شادی کا انویٹیشن دیا تھا. لیکن نا اس نے آنا تھا نا وہ ایا.

سیڑھیوں سے اترتیٔ حورین کو اس غور سے دیکھا تھا.

وہ اسیٔ کی حور تھی

اس کیٔ bella

اس کیٔ beauty.

اور beauty تو ہمیشہ beast کی ہوئی ہے.

اور آج اسے وہ ہر طرح سے اپنانے والا تھا.

وہ خود بھی کالے رنگ کے ٹیکسیڈو میں ملبوس تھا.

ماریہ حورین کا لمبا ڈوبٹا تھامے تھی.

اور اسے ہال سے باغیچہ میں لے آئی.

جیسے ہئ اس نے ہال سے باغیچہ میں قدم رکھا ہر کوئی اس کی طرف پلٹا تھا

ھاد کی نظریں تو پہلے سے ہئ اپنئ دلہن پر مرکوز تھیں.

لیکن حورین اسے دیکھنے کی ہمت نہیں کر پائی.

نکاح خواہ پہلے ہے ہی موجود تھا. ہاتھ میں رجسٹر تھامے گازیبو کے باہر کھڑا تھا

وہ ماریہ کے ساتھ چلتی گازیبو میں آگئی.

ھاد نے وہ جگہ اس لئے پسند کی تھی کیونکہ یہی وہ جگہ تھی جہاں اس نے حورین کی آنے والئ زندگی کا فیصلہ کیا تھا.

احتشام جہاں اپنے بھائی کے لئے اداس تھا وہیں اپنے بھائی سے پیارے دوست کے لئے خوش بھی.

اس کئ نظریں بار بار سوزی کی طرف اٹھتیں.

لیکن وہ ہمیشہ کی طرح ہئ ان سے انجان تھی.

حورین کو گازیبو میں لا کر بٹھا دیا گیا.

جب وہ پہلی بار یہاں آئی تھی تو کس نے سوچا تھا کہ اس کی زندگی یوں تبدیل ہو جائے گی.

عاریہ حورین کو وہاں بٹھا کر خود بھی عامرہ کے ساتھ آ کھڑی ہوئی.

ھاد کے اشارہ کرتے ہی نکاح خواہ نے نکاح پڑھانا شروع کر دیا تھا.

اسے شروع سے ہی حورین کی خوبصورتی کے سامنے کچھ نہیں دکھتا تھا

لیکن آج تو قیامت بھی آ جاتی تو اسے خبر نا ہوتی.

جیسے ہی حورین سے پوچھا گیا کہ کیا وہ ھاد مرزا کو اپنے نکاح میں قبول کرتی ہے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو گئے.

یہ وقت ہر لڑکی کے لئے مشکل ہوتا ہے.

اور اس کے لئے تو بہت مشکل تھا.

جب کافی دیر تک وہ کچھ نا کہہ پائی تو سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے.

حورین....جواب دو.

ھاد کی آواز پہ وہ اپنے خیالات سے باہر نکلی تھی

قبق... قبول ہے.

دھیمی آواز سے آخر اس نے خود کو مکمل طور پہ ھاد کو سونپ دیا.

ھاد کی خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا. شاید ہی وہ کبھی اتنا خوش ہوا تھا.

اتنئ خوشی تو اسے کسی کو کاٹتے ہوئے بھی نہیں ہوتئ تھی.

حورین سے دو بار اور وہئ سوال پوچھا گیا.

اور اس نے دونوں بار قبول ہے کہ کر ان کا رشتہ تا حیات جوڑ دیا تھا.

آسمان پہ فرشتے خوش تھے آخر دو لوگ ایک ہو رہے تھے

اور زمین پر انسان خوش تھے.

اس کے بعد اس سے نکاح نامے پر دستخط کروائے گئے

حورین نے کانپتے ہاتھوں سے اس پر دستخط کر دئے.

اس کے فوراً بعد ھاد سے بھی تین بار یہی پوچھا گیا کہ کیا حورین بنت مرتضیٰ اسے اپنے نکاح میں قبول ہے.

اور اس نے تینوں بار بنا رکے اسے قبول کرنے کی گواہی دی.

وہ اسے دل میں تو تبھی قبول کر چکا تھا

جب اس نے پہلی اسے دیکھا تھا.

دعا مانگنے کے بعد فرشتے اور انسان دونوں انہیں مبارک باد دینے لگے.

حورین مزید وہاں نہیں رک سکتی تھی.

وہ نکاح تو کر چکی تھی لیکن آنے والی زندگی کے خدشات اسے ڈرا رہے تھے.

کچھ دیر تک وہ وہیں بیٹھی رہی بار بار اپنی آنکھیں آنسو روکنے کے لئے بند کرتی .

جب ماریہ نے اس کے تاثرات دیکھے تو وہ اسے اپنے ساتھ کمرے میں لے جانے کے لئے آ گئی.

حورین سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر ایک دم پلٹی تھی.

اس نے تب سے پہلی بار ھاد کو دیکھا تھا

اور اس کی سانسیں وہیں تھم گئیں دھڑکن تیز ہونے لگی.

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا.

چہرے پہ مسکراہٹ اور سکون سجائے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

ایک لمحہ کے لئے اس کے دل سے تمام وہم نکل گئے.

اس کی نظریں بتاتی تھیں کہ وہ کتنی خوبصورت ہے

حورین نے شرما کر چہرہ دبارہ جھکا لیا اور اب کی بار مسکراتے ہوئے کسی شہزادی کی طرح سیڑھیاں چڑھنے لگی.

آخر وہ کیوں نا خوش ہوتی اس کے محرم کی آنکھوں میں اس کے لئے محبت تھی.

آج اس نے ھاد کی روح کا ایک نیا پہلو دیکھا تھا.

جو خوف نہیں محبت بانٹتا تھا.

***

شام ہو چکی تھی اور ناصر کے علاوہ سب دوسری بار تواضع میں مصروف تھے.

ھاد نے اسے دبارہ ڈیوٹی پہ لگا دیا تھا.

جبکہ ماریہ نے تو نیگ لئے بغیر جانے سے منع کر دیا تھا.

اور ھاد تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ نیگ کیا بلا ہے.

جبکہ احتشام کی زیادہ تر توجہ سوزی پہ مرکوز تھی جو کہ اس کی توجہ خود پہ محسوس کر کے تذبذب کی شکار تھی.

حورین تب سے اپنے کمرے میں قید تھی.

وہ وقتاً فوقتاً ماریہ کی آواز اور احتشام کے قہقہے سن سکتی تھی.

اس نے کمرے میں آتے ہئ اپنا لباس تبدیل کر لیا تھا

اور اب گود میں سکیچ بک رکھے اس پہ کام کر رہئ تھی.

آخر جب عامرہ نے بھی ماریہ کا ساتھ دیا تو ھاد نے اسے چیک لکھ کر دینا چاہا.

جسے لینے سے ماریہ نے انکار کر دیا.

آخر پیسے نہیں چاہئیے تو کیوں سر کھا رہی ہو.

اسے اب غصہ آنے لگا تھا.

مجھے تم سے ایک وعدہ چاہئیے.اس کا بگڑتا موڈ دیکھ کر وہ بھی سنجیدگی سے کہنے لگی.

اس کے جواب میں ھاد نے اسے غصہ سے دیکھا تھا.

اور وہ گھبراہٹ کا شکار ہونے لگی.

تمہاری شادی پہ میں اتنا تو مانگ ہئ سکتی ہوں.

وہ معصوم بنتے ہوئے کہنے لگی.

ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں

زندگی کے کسی بھی حصے میں تمہاری کوئی ایسی خواہش جو کہ تمہیں بہت عزیز ہو میں ضرور پوری کروں گا....

اور اب سب نکلو میرے گھر سے.

وہ ایک دم کھڑا ہو کے دھاڑا تھا.

جس پہ ماریہ سب سے پہلے اپنا بیگ اٹھا کر نکلی تھی.

وہ کب سے لحاظ کر رہا تھا لیکن سب غلط فائدہ اٹھا رہے تھے.

عامرہ اور سوزی بھی اس کے پیچھے ہئ کھسک گئ تھیں.

احتشام اس سے گلے مل کر جدا ہوا اور ایک بار پھر مبارک باد دینے لگا.

احتشام.... میرے دوست تم نے بچپن سے آج تک ہر فیصلے میں میرا ساتھ دیا چاہے تمہیں وہ پسند تھا یا نہیں.

آج میں تم سے ایک وعدہ چاہتا ہوں.

ھاد میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں تمہیں صرف کہنے کی ضرورت ہے.

وہ دونوں شروع سے ہی ایسے تھے.

اگر کبھی میری سانسیں مجھے دھوکا دے گئیں تو ماریہ کے ساتھ تم حورین کی بھی حفاظت کرو گے.

وہ اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے کہ رہا تھا.

جب تک ہم ساتھ ہیں کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا.

اور اگر کبھی ایسا وقت آیا تو میں تمہیں قبر سے بھی کھینچ لاؤں گا.

اس کی بات پہ وہ دونوں مسکرائے تھے.

اور ہاں میں بھابھی صاحبہ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا.

ھاد نے سے پھر سے گلے لگایا تھا. اور پھر احتشام بھی اپنے گھر روانہ ہو گیا.

***

جیسے جیسے رات تاریک ہوتی جا رہئ تھی حورین کی دھڑکن بے قابو ہو رہی تھی.

ھاد تقریبا روزانہ ہی اس کے کمرے میں سوتا تھا.

تاکہ اگر اسے کوئی برا خواب آئے تو وہ اسے فوراً اس سے باہر نکال سکے.

لیکن آج ان کا رشتہ بدل چکا تھا.

کیا وہ اس سے کسی چیز کا خواہش مند ہو گا یہ سوچ اسے پریشان کر رہی تھی.

جیسے جیسے گھڑی کی سوئیاں ہل رہی تھیں ویسے ویسے اس کی سانسیں تیز ہوتی جا رہی تھیں.

اس کے ہونٹ بار بار خشک ہو رہے تھے.

گھڑی کی سوئیاں اب رات کا ایک بجا رہی تھیں.

ان کی ٹک ٹک اور حورین کی اپنی سانسوں کے علاوہ ہر سو خاموشی تھی.

شاید وہ بیکار ہی پریشان ہو رہی تھی.

اس نے سونے کی کوشش کی پر نیند کوسوں دور تھی.

اس کا دماغ بار بار اپنی زندگی میں ہونے والے واقعات دہرا رہا تھا.

سانسوں میں بے ترتیبی اور دھڑکن میں تیزی کی وجہ سے اسے گھبراہٹ ہونے لگی.

اس لئے اس نے کمرے سے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا.

اس کے قدم خود بخود بڑھنے لگے اور وہ اب باغیچہ کے دروازے پہ کھڑی تھی.

پہلے تو اسے رات کی تاریکی میں احساس نہیں ہوا

لیکن جیسے ہی وہ کچھ قدم آگے بڑھی وہاں وسط میں کھڑے ھاد کو دیکھ کر رک گئی.

پہلے تو وہ خاموشی سے پلٹنے لگی لیکن اسے ویسے ہی ساکن کھڑا دیکھ کر رک گئی.

وہ ابھی بھی اسی لباس میں ملبوس تھا. بس اب اس سے کوٹ اتارا ہوا تھا.

اور شرٹ کے بازو فولڈ کیۓ ہوۓ تھے.

وہ اپنۓ جگہ پر ایک دم ساکن چہرہ آسمان کیٔ طرف کیۓ کھڑا تھا.

حورین نے بھی آسمان کی طرف دیکھا لیکن آج آسمان ایک دم تاریک تھا تو وہ کیا دیکھ رہا تھا.

اس شخص میں ایک عجیب کشش تھی جو سب کو اپنے سحر میں جکڑ لیتیٔ تھی اور پھر موت سے ہیٔ آزادی ممکن تھی.

حورین اس سے کچھ فاصلے پہ جا کھڑی ہوئی

اس نے غور کیا تو احساس ہوا کہ وہ آنکھیں بند کیۓ کھڑا ہے.

آگر حورین اس کی موجودگی کو محسوس کرنے کی طاقت نا رکھتی ہوتیٔ تو کبھیٔ نا جان پاتی کہ وہ وہاں ہے.

دور سمندر سے اٹھتیٔ آواز وہ سن سکتیٔ تھی.

ہلکی ہلکیٔ ہوا اور پھولوں کی خوشبو رات مزید سحر انگیز بنا رہی تھی.

لیکن وہ ایسے کھڑا تھا جیسے وہ اور رات ایک ہی ہوں.

وہ اس تاریکی کو خود میں اتار رہا تھا.

جیسے وہ اسے طاقت بخشتی ہو.

مجھے رات کی تاریکئ سے محبت ہے.

وہ ایک دم بولا تھا اور حورین جو اسے دیکھنے میں کھو گئی تھی ایک دم ہوش میں آئی.

ظاہر ہے وہ جانتا تھا کہ میں یہاں ہوں.

حورین نے اپنے دل میں سوچا تھا.

لیکن مجھے اندھیرا پسند نہیں. اس نے بنا اٹکے دھیرے سے کہا.

ھاد نے اپنئ آنکھیں کھولیں اور پھر اسے دیکھنے لگا.

کیوں نہیں....

مجھے تاریکی خوفزدہ کرتی ہے...

اس نے اپنی بازو اپنے گرد حمائل کرتے ہوئے کہا.

کک.... کیونکہ ہر برا کام تاریکی میں ہوتا ہے.

ہر برا کام....

ھاد نے اپنا سر ہلکا سا ٹیڑھا کرتے ہوئے کہا.

جیسے کہ؟

امم.... جیسے کہ....

حورین اپنئ آنکھیں موندھ کر کھڑی ہو گئ.

جیسے کہ کوئی شخص اس وقت کسی اور عورت کے ساتھ مل کر اپنی بیوی کو دھوکا دے رہا ہے....

جیسے کہ ایک چوکیدار اس تاریکی کا فائدہ اٹھا کر چوری کر رہا ہے....

جیسے کہ دو لوگ کسی کے گھر گھس کر وہاں رہنے والی لڑکی کو اغواء کرنے کی تیاری میں ہیں.

حورین نے اپنئ بات مکمل کر کے آنکھیں کھولیں تو ھاد اب وہاں موجود نہیں تھا.

اپنئ آنکھیں بند کرو حورین...

وہ اس کے پیچھے کھڑا تھا اور اس نے حورین کے کان میں سرگوشی کی تھی.

ھاد کی سانسیں کو مہک محسوس کر کے اس کی دھڑکن بےترتیب ہوئی تھی.

لیکن اس نے آہستہ سے اپنئ آنکھیں دبارہ بند کر لیں.

وہ اس کے قریب کھڑا تھا بہت قریب.

اور اب حورین کے کان میں سرگوشی کرنے لگا.

جیسے کہ دو بوڑھے لوگ سمندر کنارے اپنئ شادی کی پچاسویں سالگرہ منا رہے ہیں.

اس کی سرگوشی پہ وہ مسکرائی تھی اور اپنا چہرہ اس کے لبوں کی طرف جھکا لیا.

جیسے کہ ایک چوکیدار اپنے دوست کے لئے پریشان ہے کیونکہ اسے شک ہے کہ ہونے والی چوری میں اس کا دوست ملوس ہے. اور وہ اسے سمجھانا چاہتا ہے کہ اگر اسے پیسوں کی ضرورت ہے تو اس سے لے لے.

جیسے کہ اس تاریکی میں ایک فوجی محظ اس لئے جاگ رہا ہے تاکہ اس کے وطن کے لوگ سکون سے سو سکیں.

جیسے کہ ایک نیا شادی شدہ جوڑا اس تاریکی میں ایک دوسرے کے مزید قریب آ رہا ہے.

اس کئ بات پہ حورین نے اپنی آنکھیں کھول دیں.

اس نے حورین کو اس تاریکی کا ایک نیا پہلو دکھایا تھا.

اور اب اسے بھی وہ اندھیرا اچھا لگنے لگا.

وہ دھیرے سے ھاد کی طرف پلٹی تھئ.

لیکن اس کی قربت کے باوجود اس سے دور نہیں ہوئ.

اپنا چہرہ بلند کر کے وہ اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی تھئ.

وہ ایسے تھے جیسے حورین کے سکیچ میں.

ایک دوسرے کے قریب...

اور صرف ایک دوسرے کے لئے.

ھاد نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس کے بالوں کو چھوا تھا

اور پھر اس کے چہرے سے بال ہٹا کر انہیں اس کے کان کے پیچھے اٹکا دیا.

حورین نے اس کے لمس کو اپنے کان کی لو پہ محسوس کیا تھا.

اور وہ ایک گہرا سانس کھینچ کر رہ گئی.

وہ اسے نرمی سے چھوتا ہوا اس کے گال کی طرف بڑھا تھا.

اور اس کے زخم کے نشان کو چھوتے ہوئے اب اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھنے لگا.

حورین کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے.

لیکن ان میں خوف کا کوئی عنصر نہیں تھا.

بلکہ ان آنسوؤں کے ساتھ اس کا سارا بوجھ اور سارا خوف بہ رہا تھا.

***

فضاء مزید خوشگوار ہو رہی تھی.

ہوائیں ان کی محبت کی گواہی دے رہی تھی.

حورین بھی اس میں کھوتی چلی جا رہی تھی.

اور وہ اپنۓ اس کیفیت سے ڈر رہۓ تھۓ.

جس میں اتنۓ شدت تھی.

اس کے لبوں کو چھوتے ہوئے وہ اس کے ہونٹ کے نیچے نشان کو چھونے لگا تھا.

وہ اس پہ مزید جھکنے لگا کہ حورین اس کی سانس تک محسوس کرنے لگی تھی.

دنیا بدل رہی ہے... کیونکہ تمہارے یہ مسکراتے لب اسے خوبصورت بنا رہے ہیں.

ھاد کی بات اور قربت سے وہ اب گھبرانے لگی تھی.

ھا..ھاد...

ہمم....

اسے اس وقت اپنے سامنے وہی دکھ رہی تھی باقی سب فنا ہو چکا تھا.

ھا...ھاد....

اس نے پھر سے کوشش کرنی چاہی لیکن ھاد کو مزید قریب آتے دیکھ کر وہ ایک ہی سانس میں بول پڑی.

مم....مجھے بھوک لگئ ہے.

وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ کیا کہے.

وہ اس سے ایک بال کی مسافت پہ رکا تھا.

اور پھر ایک قدم اٹھاتا اس سے دور ہٹ گیا.

یہ تو بہت پریشانی کی بات ہے.

اس نے اس حورین کی گردن کو چھوتے ہوئے کہا اور پھر اپنا ہاتھ بھی دور ہٹا لیا.

چلو تمہاری بےوقت بھوک علاج کرتے ہیں.

وہ سر کو ہلکی سی جنبش دیتا وہاں سے چلا گیا.

اور حورین وہ کانپتی ٹانگوں سے اس کے پیچھے چلنے لگی.

جب وہ کچن میں پہنچے تو ھاد ریفریجیریٹر سے بچا ہوا کھانا نکال کر گرم کرنے لگا.

حورین کو یاد تھا کہ کیسے کچھ دن اور ایک مہینے پہلے ایسے ہی ھاد نے اس کے لئے فروٹ سیلیڈ بنایا تھا.

تب سے آج میں وہ کتنا بدل گئ تھی.

ھاد اسے ڈنر سرو کرتا خود بھی ساتھ بیٹھ گیا.

حورین کو بھوک نہیں تھی لیکن اب خود کو سچا ثابت کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے لقمے لینے لگی.

ھاد کی آنکھوں سے صاف پتا چل رہا تھا کہ اسے معلوم ہے وہ جھوٹ بول رہئ ہے.

حورین نے کسی کی آنکھوں میں اتنئ شدت نہیں دیکھی تھی.

کبھی کبھی اسے لگتا تھا وہ آنکھیں کسی کو بھئ جلا دینے کی طاقت رکھتی ہیں.

***

اگلے دن جب احتشام اسے پڑھا رہا تھا تو اس کی نظریں سوزی کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں

اس کا بدلتا رویہ حورین نے بھی نوٹ کیا تھا.

آ...آپ سوزی کو بتا کیوں نہیں دیتے؟

کیا بتا نہیں دیتا؟

یہی کہ آپ اسے پسند کرتے ہیں.

میچ میکنگ آر ووئ؟

وہ اسے مسکرا کر کہنے لگا.

جس پہ وہ بھی مسکرا اٹھی.

سچی آپ کو بات کرنی چاہئیے اور پھر... پھر شادی بھی.

شادی.... اسے تو شاید میں پسند بھی نہیں.

چھوڑو یہ سب اور چلو شطرنج کھیلتے ہیں اب.

اس نے بات بدلنی چاہی.

سوزی..... کیا تم پلیز چیس باکس لا دو گی.

حورین نے وہیں سے اسے آواز لگائی تھی جس پہ احتشام اسے گھورتا رہ گیا.

اور وہ ہسنے لگی.

اخ....مجھے نہیں لگتا میں کبھی آپ سے جیت پاؤں گی.

ہاہاہا.... دیکھو تو تم کتنئ بہتر ہو گئ ہو.

پھر بھی.... آپ کو کوئی نہیں ہرا سکتا.

اس نے اکتاتے ہوئے کہا.

اب ایسی بھی بات نہیں.... میں ہمیشہ ھاد سے ہار جاتا ہوں.

اس کی بات پہ وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی.

ہار جاتے ہیں ؟

وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی.

ہاں.... وہ بہت سمارٹ ہے اس کی نظر سے کوئی چیز نہیں بچتی.

اگر وہ اس کام میں انوالو نہیں ہوتا تو یقینا شطرنج کا چیمپئن ہوتا.

حورین نے اس کی بات پہ چہرہ جھکا لیا اور مسکرانے لگی.

کیا ہوا؟

کچھ بھی تو نہیں.

اب وہ اسے کیسے بتاتی کہ اس کا چیمپئن اس سے ہمیشہ جان بوجھ کر ہارتا ہے.

***

وہ دونوں پھر سے فلم دیکھ رہے تھے.

حورین صوفے پہ چڑھ کر بیٹھئ تھئ اور اپنے گھٹنوں کے گرد بازو حمائل کر رکھے تھے.

اس کا پورا دھیان ھاد کی طرف تھا.

وہ ایک پہیلی تھا. ایک انسلجھا راز.

اس کئ ہر حرکت ہر بات کے پیچھے کوئی مقصد چھپا تھا.

کتنے آرام سے اس نے حورین کے تمام خوف بھگا دیئے تھے.

جو کہنا چاہتی ہو کہ سکتی ہو.

نہیں تو... مجھے تو کچھ نہیں کہنا.

وہ رخ بدل کر رہ گئی.

تو پھر ایک گھنٹے سے کیا دیکھ رہی تھی.

اس نے بھی حورین کی طرف پلٹتے ہوئے کہا.

مم... میں سوچ رہی تھی کہ تت.. تم ایک پہیلئ کئ طرح ہو.

تو تم یہ پہیلئ سلجھا لو....

کک....کیسے مم میں تو کچھ جانتئ بھئ نہیں.

جان جاؤ گی ڈارلنگ.

وہ صوفے سے کھڑا ہو گیا اور اس کے سامنے ہاتھ بڑھا دیا.

حورین نے جھجھکتے ہوئے اسے اپنا ہاتھ تھما دیا.

ویسے تمہارا سامان میرے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا ہے.

اس کی بات پر وہ وہیں جم گئی تھی.

کیا یہ شخص کبھی اسے سکون کا سانس لینے دے گا.

مم...میں اپنے کمرے میں ہی ٹھیک ہوں.

وہ اپنا حلق تر کرتے کہنے لگی.

اور وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے کھینچتا ہوا وہاں سے لے گیا.

اس نے پہلئ بار ھاد کا کمرہ دیکھا تھا.

وہ کمرے سے زیادہ ایک اپارٹمنٹ لگتا تھا.

مین دروازے سے داخل ہوتے ہی پہلے ایک سیٹنگ روم تھا.

سائیڈ پہ ایک روم ریفریجریٹر بھی تھا.

اس سے ہوتے ہوئے سامنے ایک دروازہ تھا جو کہ اس کا بیڈروم تھا.

حورین کے تو پسینے چھوٹنے لگے تھے.

اس نے تب سے اب اس کا ہاتھ چھوڑا تھا.

اور وہ اپنا ہونٹ چبانے لگی.

اس کے سامنے نظریں جھکائے کھڑی تھی.

وہ اسے دیکھتا ہوا اپنے بیڈ کی طرف بڑھا تھا.

مم...مجھے یہاں نیند نہیں آئے گی.

اسے اپنا خون ٹھنڈا پڑتا محسوس ہو رہا تھا.

ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے.

آ جائے گی.

اس نے بیڈ سے تکیہ اٹھایا اور پاس رکھے صوفے پر رکھ دیا.

اور اسے ہی دیکھتے ہوئے اس پر لیٹ گیا.

میں سنگل صوفے پہ سو سو کر تھک گیا تھا.

حورین کو اپنا چہرہ سرخ پڑتا محسوس ہونے لگا.

اور وہ بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی رخ پلٹ کر لیٹ گئی.

گڈ نائٹ حورین...

گڈ ....گڈ نائٹ ھاد.

***

آج کسی وجہ سے عامرہ اور سوزی نہیں آئی تھیں.

اور وہ اکیلی ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔

اس نے لیفٹ ونگ کے علاوہ سارا مینشن دیکھ لیا تھا.

اس سائیڈ پہ اس کا آفس اور پرسنل سیٹنگ ایریا موجود تھا.

وہ اس کے آفس کے ساتھ کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھنے لگی.

وہاں سے اسے پانی کی آواز آ رہی تھی.

تجسس کے مارے وہ مزید آگے بڑھتی گئی.

جب اس کی نظر ھاد پہ پڑی تو وہ ایک دم رک گئی.

وہاں ایک سٹون پول تھا.اور وہ سومنگ کر رہا تھا.

ھاد اسے دیکھ کر پانی میں ہی رکا تھا.

حورین نے وہاں سے پلٹ جانا چاہا جب ھاد نے اسے روکا.

کیا تم نے کبھی سومنگ کی ہے؟

نن... نہیں.

کیا تم سیکھو گی.

کبھی بھی نہیں.

اس نے بھی فوراً جواب دیا.

ھاد نے دوبارہ سے سومنگ سٹارٹ کر دی.

وہ ایک کونے سے دوسرے کونے تک چکر لگا رہا تھا.

حورین کو اسے دیکھنے کی چاہ ہوئی تو وہ پول میں پاؤں ڈالتے ہوئے بیٹھ گئی.

اور اسے دیکھنے لگی.

اب وہ اس کا سانس اکھڑتا ہوا دیکھ رہی تھی.

لیکن وہ پھر بھی مسلسل خود کو تھکا رہا تھا.

وہ وہاں پہ لگے شیشے سے باہر دیکھنے لگی.

وہاں سے باغیچہ کا آخری حصہ دکھ رہا تھا.

لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ وہاں ایسی بھئ کوئی جگہ ہے.

وہ یہی دیکھ رہئ تھی جب کسی نے اسے ٹانگوں سے پکڑ کر پانی میں کھینچا اور پول میں گر گئی.

ہاتھ پاؤں مارتی وہ ایک دم پانی سے اوپر ابھری

ھاد اب اس کی جگہ پہ بیٹھا سکون سے اسے زندگی اور موت سے جھوجھتا دیکھ رہا تھا.

بب... بچاؤ...

ھاد....

وہ چیخ رہی تھئ پانی اس کے منہ اور ناک میں گھس رہا تھا.

وہ ہاتھ اور پاؤں مسلسل چلا رہی تھئ.

ایک دم اس کا سانس توٹا تھا اور وہ ڈوبتئ جا رہی تھئ.

ھاد نے اسے کالر سے پکڑ کر باہر کھینچا

حورین بری طرح کھانس رہئ تھی.

اسے ھاد پہ بےحد غصہ آ رہا تھا.

کیا تم پاگل ہو... مجھے مارنا چاہتے ہو.

وہ زندگی میں پہلی بار کسی پہ چیخی تھی. پہلی بار اس نے غصہ کا اظہار کیا تھا.

اوہ.... تو حورین مرزا کو غصہ بھی کرنا آتا ہے.

وہ اُسے ویسے ہی تھامے تھا.

حورین پانئ سے آدھی باہر اور آدھی اندر تھی.

اس نے حیرت سے ھاد کو دیکھا.

اور وہ اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی معرکہ سر کر آیا ہو.

ہمم... غصہ کرتے ہوئے بہت پیاری لگتی ہو.

اس نے حورین کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا.

اور پھر اس کی کان کی لو کو چوم لیا.

ھاد نے حورین کو بازوؤں سے پکڑ کر باہر نکالا

اور وہ اپنے گرد بازو لپیٹتی وہاں سے بھاگ گئی.

آخر یہ کیا ہو رہا ہے.

وہ اپنے پہلے جذبات ہی سمجھ نہیں پا رہئ تھئ.

اور اب غصہ بھی اس لسٹ میں جڑ گیا تھا.

***

ھاد ضرار کے ساتھ تھا.

وہ ایک قابل شخص تھا اور باقی لوگوں سے اسے قدرے بہتر لگتا تھا.

وہ دونوں کیفے میں بیٹھے اسائنمنٹ ڈسکس کر رہے تھے.

لیکن وہ ابھی اپنئ فیلڈ میں نیا تھا اور ھاد کے کام کے طریقے پسند نہیں کرتا تھا.

لیکن ھاد جیسا دماغ رکھنے والے لوگ بہت عرصے میں ایک بار ہی ہوا کرتے تھے.

اور پھر اس کے بابا کو بھی ھاد پہ مکمل یقین تھا.

وہ احتشام اور ھاد اپنا نیا لائحہ عمل ڈسکس کر رہے تھے.

ھاد کو یقین تھا کہ اس کا باپ شہباز مرزا اس بارے میں کچھ جانتا ہے.

اور ضرار اس کے تمام حرکتوں پہ نظر رکھے تھا.

کیونکہ وہ ھاد کے لوگوں سے واقف تھا اس لئے ضرار ایک بہترین انتخاب تھا.

آخر ہمیں اس جگہ کا پتا لگانے کی کیا ضرورت ہے.

ہم جانتے ہیں کہ اس میں کون لوگ ملوث ہیں تو انہیں کیوں نہیں پکڑتے.

سادہ سی بات ہے پاک فوج اور خفیہ ایجنسیز اب تک کتنے کالعدم تنظیموں کے لیڈر مار چکے ہیں.

لیکن اس سے کیا ہوتا ہے؟

ایک کی جگہ دوسرا لے لیتا ہے. اور ہر آنے والا پہلے والے سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے.

ایسے لوگ اس کا فاضل گھاس کی طرح ہوتے ہیں جیسے تم اکھاڑو گے تو اس کی جگہ دو اگ آئیں گے.

اس لئے ان کی تنظیم کو جڑ سے ختم کرنا ہو گا.

ھاد نے ضرار کو سمجھاتے ہوئے کہا.

اور جہاں تک ڈارک ویب کا تعلق ہے عام لوگ میں اب دلچسپی پیدا ہونے لگی ہے.

کوئی بھی شخص اسے ویزیٹ کر کے ایک عام زندگی نہیں گزار سکتا.

احتشام نے ھاد کی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا.

ہاں تم ٹھیک کہتے ہو. ضرار نے ہامی بھرتے ہوئے کہا.

ایسے لوگوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں اور جب میں نے وہ ویڈیوز دیکھیں تو مجھے لگا ھاد کا ایسے لوگوں کو کسی درندے کی طرح قتل کرنا ٹھیک ہے.

وہ ویب سائٹ ہمارے معاشرے کے بیمار ذہنیت کے لوگوں کو پروان چڑھا رہی ہے.

ان کو روکنا ہی ہو گا.

احتشام نے اس مشن کی اہمیت کو دبارہ اجاگر کیا تھا.

ہماری معصوم بچیوں کی ویڈیوز....لوگوں کو بے دردی سے قتل کرنا...

ان پہ کسی جانوروں کی طرح تجربے کرنا....

حتی کہ سیریل کلرز ہر چیز کو ان لوگوں نے عام کر دیا.

اس سب کے پیچھے ایلومیناتی ہے لیکن وہ ایک انٹرنیشنل لیول کا معاملہ ہے.

لیکن جہاں تک ہو سکا میں اور احتشام اسے ختم کرنے کی کوشش کریں گے.

ضرار کو اس پہ ذرا بھی شک نہیں تھا وہ جانتا تھا کہ وہ یہ کام بھی کر لے گا.

بابا تمہیں اکثر یاد کرتے ہیں تم سے ملے ہوئے کافی وقت ہو گیا.

ضرار نے اپنئ جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا.

اس کی بات پہ وہ مسکرا اٹھا تھا.

میجر سے کہنا کہ یہ اسائنمنٹ مکمل ہوتے ہئ میں اپنی بیوی کے ساتھ انہیں ملنے آؤں گا.

ہاں ضرور....انہیں انتظار رہے گا.

***

حورین لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھی جب اسے اپنے نوٹس کئ ضرورت محسوس ہوئی اور وہ ایک دم اپنئ جگہ سے کھڑی ہوئی.

اس کے پیچھے کھڑی سوزی جو کہ ٹیبل پر چائے رکھنے کے لئے جھک رہی تھی حورین کے ایک دم کھڑی ہونے سے اس سے ٹکرا گئی.

اور چائے حورین کے کندھے پہ الٹ گئی.

گرم چائے کے خود پہ گرنے سے وہ ایک دم چیخ اٹھی تھی.

اوہ....ایم سو سو سوری مجھے پتا نہیں تھا آپ ایک دم کھڑی ہو جائیں گی.

مجھے معاف کر دیں.

وہ شرمندگی سے کہنے لگی.

—

کک...کوئی بات نہیں.

لائیں میں مدد کر دوں.

چائے اس کے اس کندھے پہ گری تھی جہاں پر اس کی جلد کو جلا کر نشان دیا گیا تھا.

وہ اسے نفی میں سر ہلا کر خود ھاد کے کمرے کی طرف بھاگی.

جلی ہوئی جلد پر گرم چائے گرنے سے اسے بے حد تکلیف ہو رہی تھی.

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے گرم سلاخ سے دبارہ اسے جلایا جا رہا ہو.

وہ اس کے واشروم میں گئی اور کندھے سے شرٹ ہٹا دی.

پھر جلدی سے اپنا ڈوبٹا گیلا کر کے گرم چائے صاف کرنے لگی.

لیکن تکلیف شدت اختیار کر چکی تھی.

نظر دھندھلانے لگی.

حورین تمام دراز کھولنے لگی. اسے پتا تھا وہاں فرسٹ ایڈ باکس ضرور ہو گا.

ھاد جب واپس آیا تو سوزی کانچ کے ٹکڑے چن رہی تھی.

وہ...وہ حورین میڈیم پہ مجھ سے چائے گر گئی.

وہ افسردگی سے بتانے لگی.

ھاد اس کی اگلئ بات سنے بغیر سیڑھیوں کی طرف بھاگا تھا.

حورین کو کندھے پہ دوائی لگانے میں کافی مسئلہ ہو رہا تھا.

آنکھوں سے آنسو زاروقطار بہنے لگے تھے.

حورین....

ھاد کی آواز پر وہ ایک دم چونکی اور اس کے ہاتھ سے ٹیوب چھوٹ کر گر گئی.

وہ اپنے نشان کو ڈھکنے لگی لیکن اتنئ دیر میں ھاد وہاں پہنچ چکا تھا اور اس کے کندھے پر بنے نشان کو دیکھ چکا تھا.

یہ کیا ہے.

کک...کیا کک...کچھ بھی نہیں.

پلٹو حورین...

اس نے حورین کو بازوؤں سے پکڑ کر آئینہ کی طرف پلٹ دیا.

کک.... کیا کر رر...رہے ہو... چھوڑو.

اس نے حورین کو قابو کر کے اس کے نشان کا معائنہ کرنا شروع کیا.

بہت کم لمحات ایسے تھے جب ھاد مرزا چونکتا تھا.

اور یہ لمحہ انہی میں سے ایک تھا.

اس کی گردن میں نسیں تن گئ تھیں.

ہاتھوں میں پکڑے حورین کے بازو جکڑ لئے.

اہ....ھاد....

مجھے درد ہو رہا ہے.

اس نے غصے سے حورین کے عکس کو آئینہ میں دیکھا اور پھر اسے چھوڑ دیا.

فرش پہ گری ٹیوب اٹھا کر سرخ پڑے کندھے پر لگانے لگا.

حورین کو جب بھی جلن ہوتیٔ تو وہ ہلنے لگتی.

سکون سے کھڑی رہو.

وہ دھاڑ اٹھا تھا.

ای ی ی ...

اس کے غصہ کے باوجود بھی وہ جلن سے مچلتی ہی رہی.

جب وہ اسے اچھے سے دوائی لگا چکا

تو دبارہ اس نشان کو دیکھنے.

اس نے وہ نشان تب دیکھا تھا جب وہ محض بارہ سال کا تھا.

تبھی اسے وہ انگوٹھیٔ دیکھی ہوئی لگ رہی تھی.

اس کی نظروں سے گھبراتیٔ وہ ایک دم پلٹی تھی.

اور خود کو ٹھیک سے ڈھکنے لگی. اور اسے اتنا قریب پا کر پریشان ہونے لگی.

یہ نشان تمہیں اسی نے دیا ہے.

وہ پوچھ نہیں رہا تھا.

اس لئے حورین نے بھی جواب نہیں دیا اور نظریں جھکا گئی.

حورین...

وہ اس کے آنکھ پہ بنے نشان کو چھونے لگا.

افسوس....افسوس جس نے کیا.

ھاد نے اتنئ شدت نفرت سے کہا کہ وہ کانپ اٹھی.

میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا.

میں جانتا ہوں اس شخص نے یہ تم سے کسی بدلے کے تحت نہیں کیا.

مجھے یہ بتاؤ کہ اس کی وجہ کون تھا تمہاری ماں یا باپ؟

حورین نے اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا.

پا...پاپا.

وہ اس سے جھوٹ نہیں بول سکتی تھی.

اگر بولتی بھیٔ تو پکڑی جاتی.

گڈ گرل.... وہ ایک دم اس پر جھکا تھا.

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی ھاد نے اسے آنکھ کے نیچے اس کے نشان پہ بوسہ دیا اور پھر وہاں سے چل دیا.

***

مرتضیٰ آج تم پھر اتنے دیر سے آئے ہو

کہیں آج پھر ڈرنک تو نہیں کی.

پہرے داروں کے علاوہ اس وقت مینشن میں یا اس کے آس پاس کوئی موجود نا تھا.

تانیہ نیچے سے آتی آواز کی وجہ سے اپنی نیند سے بیدار ہوئی تھی.

اندھیرے کی وجہ سے وہ کچھ بھی ٹھیک سے نہیں دیکھ پا رہی تھی.

اف ...ایک یہ لائٹس کس نے بند کر دیں.

وہ ہال سے ہوتی ہوئی سوئچ بورڈ کی طرف بڑھی جب اسے اپنے بہت قریب سے آواز آئی.

میں نے...

وہ کوئی ردعمل کرتی اس سے پہلے ہی اس شخص نے تانیہ کے منہ پر ہاتھ رکھا.

اور دوسرے ہاتھ سے اسے قابو کرتا کھینچنے لگا.

تانیہ نے خود کو آزاد کروانے کی بہت کوشش کی لیکن سب بے سود.

وہ جو کوئی بھی تھا بہت طاقتور تھا.

بیسٹ سے بچنا اتنا آسان نہیں.

اس کی آواز اور لہجے میں کچھ ایسا تھا جس سے وہ کانپ اٹھی.

وہ شخص اسے کھینچتا ہوا کچن میں لے گیا.

وہاں لائٹ جل رہی تھی.

اور مرتضیٰ کو کرسی سے باندھا گیا تھا.

مرتضیٰ اسے دیکھ کر اپنے بندھے ہوئے منہ سے چلانے کی کوشش کرنے لگا.

تانیہ نے خود کو آزاد کروانے کی بھرپور کوشش کی لیکن کچھ نا کر پائی.

ھاد نے اسے کرسی سے باندھا اور خود بھی ایک کرسی کھینچ کر سامنے بیٹھ گیا.

تانیہ اب زور زور سے چلا رہی تھی اور رونے لگی.

لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو نہیں آیا.

ھاد نے مرتضیٰ کا منہ بھی کھول دیا.

پپ...پلیز تم کیا چاہتے ہو.

جو...جو مرضی لے لو پر ہمیں کچھ نہیں کرو پلیز.

تانیہ اب اس سے التجا کرنے لگی.

تم دونوں سے مجھے جو چاہئیے تھا وہ پہلے ہی میرے پاس ہے.

اس نے سہولت سے جواب تھا.

تت...تو تم کیا چاہتے ہو آخر.

مرتضیٰ نے اپنے خوف پہ قابو پاتے ہوئے پوچھا.

چار سال پہلے تمہاری بیٹئ کے ساتھ کیا ہوا تھا.

ھاد سیدھا مطلب پہ آیا تھا.

مرتضیٰ اور تانیہ ایک دوسرے کو پریشانی سے دیکھنے لگے.

بولو....

ھاد نے قہر آلود آواز میں کہا.

تانیہ پھر سے رونے لگی تھی.

مم...میں....مجھ سے بدلا لینے کی خاطر.

شہر کے ڈان شہباز مرزا نے اسے اغواء کروایا تھا کیونکہ... کیونکہ میں نے مزید اس کی سمگلنگ میں مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا.

وہ اپنئ بات مکمل کر کے سسکنے لگا.

اس کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے دو سر کے سانپ کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس میں اس کے باپ کا ہاتھ ہے.

لیکن وہ پھر بھی اس کی وجہ جاننا چاہتا تھا.

اور تم نے اسے کار ایکسیڈنٹ کا نام دیا.

ھاد بمشکل ضبط کئے بیٹھا تھا.

ہم مجبور تھے ہم اس کے خلاف نہیں جا سکتے تھے.

کیونکہ اگر اس کے خلاف جاتے تو تمہیں بھی سمگلنگ کے جرم میں سزا ہوتی.

ھاد نے اس کئ بات کے جواب میں دیا.

وہ اب جان چکا تھا کہ اس سب میں اس کے باپ کا ہاتھ ہے. حورین کے ساتھ سب اسی کے حکم سے ہوا.

لیکن وہ خود حورین کا یہ حال نہیں کر سکتا.

کیونکہ شہباز اس طرح اپنے ہاتھ گندے نہیں کرتا.

میرے باپ نے تمہاری بیٹی کو واپس کیوں کر دیا.

اس کی بات پہ ان کی آنکھوں میں خوف کی جگہ دہشت نے لے لی.

تت... تم شش.... شہباز کے بب... بیٹے ہو؟

خوف نے اس کے کلام کی سقت کو چھین لیا تھا.

تانیہ اس کی بات سے مزید اونچی اونچی رونے لگی.

پپ.... پلیز ہمیں معاف کر دو.... پلیز.

تانیہ بلک بلک کے رو رہئ تھی.

اسے جب جواب نہیں ملا تو ھاد نے مرتضیٰ کیٔ چھوٹی انگلی پکڑی اور اسے اپنے چاقو سے کاٹ دیا.

مرتضیٰ شدت تکلیف سے چلانے لگا. مرتضیٰ مینشن میں اس کی چیخیں گونج رہی تھیں.

کک.... کیونکہ وہ چچ.... چاہتا تھا کہ میں عت بھولوں کہ آئندہ اگر ایسا ہوا تو میرا حال اس سے بھی برا ہو گا.

اس نے تکلیف کی وجہ سے بمشکل لیکن جلدی سے بتایا.

او... اور ہم نے اپنئ جان بچانے کے لئے حورین کو اس کے آدمی کو بیچ دیا.

ھاد کو ایک ہی دن میں آج دوسرا جھٹکا لگا تھا.

کس آدمی کو.

وو... وہی جو شہباز کے ساتھ تھا. اسے حورین چاہئیے تھی اور ہم چاہتے تھے کہ مرتضیٰ ہی الیکشن میں جیتے جبکہ شہباز اس کا دشمن بن کیا تھا.

مرتضیٰ اب بری طرح رو رہا تھا.

جبکہ تانیہ اپنئ موت کا سامان خود تیار کر رہی تھی.

ہمیں پتا چلا کہ کچھ عرصے تک وہ مجھے اور مرتضیٰ کو قتل کر دینا چاہتا تھا.

تت.... تو ہم نے اپنئ جان کے بچانے کے بدلے اسے حورین دینے کا وعدہ کیا.

ہم اس کی اٹھارہویں سالگرہ کا انتظار کر رہے تھے تاکہ اگر کوئی بھی سوال پیدا ہو تو کہ سکیں وہ اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ گئی.

اور اس کے بالغ ہونے کی وجہ سے زیادہ سوال بھی پیدا نا ہوں.

خوف نے اس عورت کی سوچنے کی طاقت ختم کر دی تھی.

وہ دونوں اس کی حورین کے ماں باپ کہلانے کے لائق نہیں تھے.

لل.... لیکن وہ حورین تک پہنچ پائے اس سے پہلے وہ غائب ہو گئی.

وہ شخص کون ہے.

ھاد نے تانیہ سے پوچھا.

مم.... میں نہیں جانتی ہم نے اسے کبھی نہیں دیکھا.

پلیز اب ہمیں کچھ نہیں کرنا.... پلیز جانے دو.

تم جاننا نہیں چاہتے کہ تمہاری بیٹی کہاں ہے.

وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا اسکا باپ کے دل میں حورین کے لئے زرا بھی محبت نہیں.

اس نے ھاد کی طرف دیکھا.

اس شخص کی آنکھیں حورین جیسی تھیں

لیکن ان سلور گرے آنکھوں میں کوئی انسانیت نہیں تھی.

مم... مجھے نہیں جاننا.

وہ چلایا تھا.

اس کی وجہ سے وہ شخص ہمیں مار ڈالے گا.

وہ منحوس....

اس سے پہلے کہ وہ مزید بولتا ھاد کہ اٹھا تھا.

وہ میرے پاس ہے.

وہ دونوں پھٹئ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے. اور پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے.

تانیہ اس عالم سے پہلے نکلی تھی. وہ شاطر عورت تھی.

حورین کو اس شخص کو سونپنے کا فیصلہ بھی اسی کا تھا.

اسے ھاد کی اس سب میں دلچسپی فوراً سمجھ آ گئی.

اور اس نے معاملہ اپنے ہاتھ میں کرنے کا سوچا.

پپ...پلیز ہمیں جانے دو تت...تم اسے رکھ لو اور ہمیں جانے دو

اس کی بات نے ھاد کا ضبط ختم کر دیا. وہ ابھی حورین کو اپنی جان کے لئے استعمال کرنا چاہتی تھی.

ھاد اٹھا اور جس کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا اسے تھام لیا.

اور ان دونوں کو دیکھ کر استہزائیہ مسکرایا.

میری بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے تم جیسوں کی ضرورت نہیں.

وہ دونوں دہشت سے دیکھ رہے تھے.

ھاد نے اس کرسیٔ کو گھما کر اتنی طاقت سے مرتضیٰ کے سر سے مارا کہ وہ ایک جھٹکا کھا کر فوراً مر گیا.

جبکہ تانیہ کسیٔ پاگل کی طرح چیخنے لگی.

اس کے منہ سے بھی تھوک نکلنے لگا.

ھاد نے اس شخص کو آسان موت دی تھی کیونکہ وہ حورین کا باپ تھا.

وہ تانیہ کی طرف بڑھا لیکن پھر رک گیا.

آہ....میں بھول جاؤں اس سے پہلے مجھے تمہاری چلی کی ریسیپی چاہئیے.

چیختی ہوئی تانیہ کچھ لمحوں بعد سسکنے لگی.

یہ کیسا شخص تھا جو ابھی قتل کر کے اتنے سکون سے ریسیپی مانگ رہا تھا.

کیا مجھے دبارہ پوچھنا ہو گا؟

نن....نہیں تت....تیسرے دراز میں ریسیپی باکس ...

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ھاد کیبنیٹ کی طرف بڑھ گیا.

پپ....پلیز مجھے جانے دو. مجھے جانے دو....مجھے معاف کر دو.

ھاد نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے کارڈ پہ لکھی ریسپی نکال اور پاکٹ میں رکھ لی.

تم جانتی ہو تانیہ.... تم خوش قسمت ہو.... .

میں عورتوں پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا

وہ تانیہ کی طرف بڑھنے لگا اور اس کی رسی کاٹ دی.

وہ بے یقینی کے عالم میں اٹھی. اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے زندہ چھوڑ رہا ہے.

وہ پاگلوں کی طرح ہنستی باہر کو بھاگی.

ھاد بھی اس کے پیچھے چلتا ہال میں داخل ہوا اور ٹانگ پہ ٹانگ رکھے صوفے پہ بیٹھ گیا.

تانیہ ابھی اندرونی دروازے کے پاس ہی پہنچی تھی.

جب کسی کے قدموں کی آواز سن کر رکی.

اور پلٹ کر ھاد کو دیکھا جو اب صوفے پہ بیٹھا سگریٹ کو سلگا رہا تھا.

ہیل کی پیدا ہوتی آواز اب بہت قریب تھی.

پانچ انچ ہیل... سنہری بال... سفید رنگت.... نیلی آنکھیں اور سرخ ہونٹ والی لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی.

اس نے تانیہ کو مسکرا کر دیکھا.

لیکن میں عورتوں پہ ہاتھ اٹھاتی ہوں.

وہ معصومیت سے کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی.

کچھ دیر بعد وہاں تانیہ کی چیخیں گونج رہی تھیں.

اور ھاد کش لگاتا محظوظ ہو رہا تھا.

کچھ وقت میں ہی تانیہ کی حالت اتنئ بری ہو چکی تھی کہ کوئی ماہر سرجن بھی اس کی شکل کو ٹھیک نہیں کر سکتا تھا.

ھاد اس کے بےسود شریر کے پاس آ کھڑا ہوا اور سگریٹ فرش پہ گرا دی.

ماریہ نے اس کے ہونٹ مکمل طور پہ کاٹ دیئے تھے.

اور اب وہاں صرف سرخ دانت دکھ رہے تھے.

مجھے اس کی نقلی ہونٹ بلکل پسند نہیں آئے.

وہ ایسے بتا رہی تھی جیسے کسی کو اس کے خراب ہیئر سٹائل کا بتا رہی ہو.

ھاد نے مسکرا کر ماریہ کو دیکھا اور پھر آگے بڑھ گیا.

ماریہ بھی اس کے پیچھے چل پڑی.

وہ دونوں گاڑی میں سوار کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا جب مرتضیٰ مینشن میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سب تباہ ہو گیا.

جبکہ ان دونوں نے کوئی رد عمل نہیں کیا.

ماریہ اپنے ناخن دیکھنے میں مصروف تھی.

میرا ایک ناخن ٹوٹ گیا. اس نے ایسے کہا جیسے کوئی بچہ اپنئ ماں کو چوٹ کا بتا رہا ہو.

آہ.... بیچاری ماریہ.

اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا.

اب تمہیں بدلے میں مجھے کچھ اچھا سا ٹریٹ کرنا ہو گا.

ماریہ نے فوراً فرمائش کی تھی.

اور پھر دانت نکالنے لگی.

***

ماضی....

صدف کی شادی کو کچھ ہی عرصہ ہوا تھا اور ڈاکٹر نے اسے خوشخبری بھی سنا دی تھی.

اس کی خوشی کی تو انتہاء نہیں دی.

اسے رب نے اچھے ماں باپ محبت کرنے والا شوہر اور اب اولاد سے نواز رہا تھا.

ایک عورت کی اس سے زیادہ کیا خواہش ہو سکتی تھی.

اس کے شوہر کا درآمدات اور برآمدات کا بزنس تھا.

اور انہیں ہر طرح کا سکھ نصیب تھا.

وہ ہوسپٹل سے نکلتی گاڑی میں آ بیٹھی.

اور ڈرائیور کو جلدی گھر چلنے کا کہنے لگی

گھر پہنچ کر وہ بے صبری سے شہباز کا انتظار کرنے لگی

وہ کبھی اس نعمت پہ رب کا شکریہ ادا کرتی تو کبھی ماں بننے کا سوچ کر خود ہی مسکرانے لگتی.

تو کبھی اپنے محبوب شوہر کو یہ خبر دینے کا سوچ کر شرمانے لگتی.

ایک ایک لمحہ گزارنا مشکل ہو رہا تھا.

کئی بار فون کرنے کا سوچا لیکن ہر بار ارادہ ترک کر دیتی.

آخر کا انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور اس کا شوہر گھر واپس آ گیا.

وہ بھاگتی ہوئ اس کے پاس گئ اور اس کے گلے لگ گئ.

شہباز یہ دیکھ کر ہسنے لگا. اور اپنی عادت کے مطابق اس کے سر کا بوسہ لیا.

کیا ہوا بیگم آج اتنئ محبت.

وہ اپنئ بیوی کو محبت سے دیکھتا ہوا کہنے لگا.

خوش مزاج خوبصورت نین نقش اور نازک سی صدف کو دیکھتے ہی وہ اس سے محبت کر بیٹھا تھا.

اس کئ لمبی گھنی پلکیں بار بار شرم سے اس کے گالوں پہ گرتئ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اسے کیسے بتائے.

شہباز مرزا نے اسے پہلی بار تب دیکھا تھا جب وہ کسی کام سے اپنے دوست کے گھر گیا.

اور صدف وہاں اس کی بہن کو پیانو سکھانے آئی تھی.

پہلی ہی نظر میں وہ اس سے شادی کرنے کا فیصلہ کر بیٹھا تھا.

اور اس کے ماں باپ سے اس خواہش کا اظہار کرنے کے بعد وہ بھی اس رشتے کے لئے راضی ہو گئے.

شہباز خود ایک خوبرو مرد تھا. اور کافی قابل بھیٔ.

اپنے باپ کی موت کے بعد اس نے بڑی محنت سے بزنس کو یہاں تک پہنچایا تھا.

اور وہ اپنی کمپنیٔ کو پاکستان کیٔ بہترین کمپنی بنانا چاہتا تھا.

شہباز جیسے قابل انسان میں صرف ایک برائی تھی لالچ.... وہ سب حاصل کر لینا چاہتا تھا.

صدف کو یوں جھنجھلاہٹ کا شکار دیکھ کر وہ اس کا ہاتھ تھامے اندر لے گیا اور پاس بٹھا لیا.

اب بتاؤ کیا بات ہے. تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا.

وہ اسے غور سے دیکھنے لگا.

صدف نے اپنا سر اس کے کندھے پہ ٹکا لیا.

ہوں.... ٹھیک بھی اور خوش بھی۔

اگر ٹھیک ہو تو بتاؤ کیا بات ہے.

اس نے صدف کا چہرہ ٹھوڑی سے تھام کر اپنی طرف کیا.

وہ اصل میں بات یہ ہے کہ آج میں ہوسپٹل گئی تھی.

اس کی بات پہ شہباز کے ماتھے پر بل پڑ گئے.

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تم بیمار ہو.

صدف نے اس کا مضبوط بازو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا.

میں ٹھیک ہوں شہباز....

اصل میں اصل میں..... خوشخبری ہے.

وہ شرماتے ہوئے کہنے لگی اور پھر نظریں جھکا گئی.

پہلے تو کچھ دیر وہ سمجھ نہیں پایا کیونکہ اسے بھی صدف کو ایک خوشخبری دینی تھی.

لیکن پھر یکدم بات سمجھا تو اسے دونوں کندھوں سے تھام لیا.

کیا واقعی.

صدف اسے اتنا خوش دیکھ کر اثبات میں سر ہلا گئی.

شہباز ایک دم جاندار قہقہے لگانے لگا.

اور صدف کو کمر سے تھام کر گول گول گھومنے لگا.

ان دونوں کی خوشی دیدنی تھی. کچھ دیر بعد جب اس نے صدف کو اس کے قدموں پہ کھڑا کیا.

تو ہنسنے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا.

اس نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا.

میں تم دونوں کو بہت چاہوں گا. اس کائنات کی ہر چیز تمہارے قدموں میں ہو گی صدف.

جہاں وہ اپنے شوہر کو اس قدر خوش دیکھ کر پھولے نہیں سما رہی تھی.

وہیں اسے ان مادی چیزوں کی کوئی خواہش نہیں تھی.

رب نے انہیں ضرورت اور خواہش سے زیادہ نوازہ تھا.

نہیں شہباز مجھے صرف تم اور ہماری اولاد چاہئیے بس.

اس نے جذباتی ہو کر کہا.

میں تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں. لیکن یہ بچہ ہمارے لیے خوش قسمتی لایا ہے.

ادھر تمھیں ہماریٔ اولاد کی خوشخبری ملی اور ادھر ایک بہت بڑا بزنس مین ایکسپورٹ امپورٹ کے لئے میری کمپنی سے ڈیل کرنا چاہتا ہے.

کیا واقعی.... یہ تو بہت اچھی خبر ہے.

وہ دونوں اب ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے.

تم یقین نہیں کرو گی صدف اتنے سالوں میں میں نے جو پروفٹ حاصل کیا اس ڈیل کے بعد میں وہ دنوں میں کما سکتا ہوں.

لیکن شہباز ایسا کیسے ہو سکتا ہے.

صدف اب پریشان دکھنے لگی تھی. کوئی اتنا پیسا کیسے دے سکتا ہے.

بلکل ہو سکتا ہے میری جان . بس تھوڑا سا الیگل کام ہے لیکن پیسا بہت ہے.

ہم راج کریں گے. شہنشاہوں کی طرح....

اور تم میری ملکہ ہمیشہ میرے ساتھ ہو گی.

جو بات اس نے اتنیٔ آسانیٔ سے کہ دی اس پہ صدف کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے تھے.

الیگل کام.....

وہ ایک دم بولی تھی.

نہیں شہباز تم ایسی کوئی ڈیل نہیں کرو گے.

وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوئی.

شہباز کو اس کا یہ انداز بلکل نہیں بھایا تھا.

وہ یہ سب اسی کے لئے کر رہا تھا لیکن وہ خوش ہونے کے بجائے ناشکری کر رہی تھی.

میں فیصلہ کر چکا ہوں.

وہ بھی سخت لہجے میں بولا تھا.

نہیں شہباز ایسا نہیں ہو گا. ہماری پاس دنیا کی ہر نعمت ہے. اتنا بڑا گھر ....ملازم.... گاڑیاں.... بینک بیلنس

ہر چیز تو پھر اس سب کی کیا ضرورت ہے. وہ اپنۓ جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی.

یہ کیا طریقہ ہے تمہارا بدسلیقہ عورت... کیا اپنے شوہر سے ایسے بات کرتے ہیں.

وہ اس پر چلایا تھا. اس کا یہ انداز صدف کے لئے نیا تھا. وہ تو ہمیشہ اس سے بہت نرمی سے بات کرتا تھا.

صدف کی انکھیں ڈبڈبائی تھیں اور اس نے رونا شروع کر دیا.

اسے روتا دیکھ کر شہباز اپنے غصے کو بھول کر اس کے پاس آیا تھا.

اور اسے تھام لیا.

مجھے معاف کر دو... مجھے ایسے بات نہیں کرنی چاہئیے تھی. تم نہیں چاہتی تو میں ایسی کوئی ڈیل نہیں کروں گا.

وہ اسے گلے سے لگائی جھوٹی تسلی دینے لگا.

اگر وہ یہ ڈیل نہیں کرتا تو کوئی اور کر لیتا اور ایسا وہ کسی صورت نہیں ہونے دیتا.

وعدہ... وعدہ کرو.

اس نے ٹوٹے ہوئے لفظ ادا کئے.

میں وعدہ کرتا ہوں.

وہ اسے مسکراتے ہوئے کہنے لگا. اور وہ تھی بمشکل مسکرا پڑی.

***

دن اور ہفتے گزرتے جا رہے تھے.

صدف اپنا فارغ وقت باغیچہ اور پیانو کے درمیان بانٹتی.

شہباز نے کئی ملکوں سے خاص طور پہ پھول اور ان کے ماحول کے مطابق مٹی بھی منگوا کر دی تھی.

وہ بہت محنت سے وہاں تمام پودے لگاتی.

اور زیادہ تر وقت وہیں گازیبو میں بیٹھی آنے والے حسین وقت کو سوچتے ہوئے گزار دیتی.

کبھی کبھار پیانو بجا لیتی. اس نے سوچ لیا تھا وہ اپنے بچے کو بھی یہ سکھائے گی.

اور باقاعدہ اس کے لئے ایک خوبصورت نظم لکھنے لگی.

اپنئ انہیں مصروفیت میں وہ شہباز مرزا میں آتے فرق کو وہ محسوس بھی نا کر پائی.

جہاں وہ اتنے سارے سہانے سپنے سجائے تھی وہیں شہباز نے اس شخص سے دس سال کی ڈیل کی تھی.

وہ شخص پورے ملک میں ڈرگز سپلائی کرتا تھا.

اس ڈیل کے بعد شہباز تو جیسے پیسوں میں کھیل رہا تھا.

اپنا اتنا فائدہ دیکھ کر اس نے ایسی مزید ڈیلز کرنے کا سوچا.

اور اس طرح ہتھیار سمگل کرنے والے ...

انسانی جانیں سمگل کرنے والے حتی کہ ہر شخص اس کی کمپنی سے ڈیل کرنا چاہتا تھا.

اس چھوٹے سے عرصے میں وہ ایک طاقتور شخص بن کر ابھرا تھا.

ذہین وہ پہلے سے ہی تھا.

اس نے اس موقعے کا فائدہ اٹھانا چاہا اور تمام مجرموں کو اپنی کمپنی کے نام کا تحفظ فراہم کیا.

اور خود اس سلطنت کا مالک بن گیا. تمام مجرم جب ایک ساتھ اکٹھے ہو گئے تو پولیس اور تمام اداروں کے لئے ان کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو گیا.

کوئی بھی ان کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا. جو بھی ایسا کرتا اسے موت سے بھی بری سزا دی جاتی.

وہاں شہباز گندگی میں ڈوبتا چلا گیا اور دوسری طرف صدف مزید سپنے بنتے چلی گئ.

***

مالکن کیا آپ نے صاحب میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھی؟

آخر ایک دن اس کی ملازمہ کہنے لگی.

تبدیلی.....

مالکن پہلے وہ روز ٹائم پہ آجاتے تھے اور اب آدھی رات کے بعد آتے ہیں.

اس کی بات پہ صدف کی پیشانی پہ بل پڑ گئے.

وہ کام کے سلسلے میں مصروف رہتے ہیں.

اس کی ملازمہ جو پیروں کی مالش کر رہی تھی ایک دم رکی.

آپ بہت معصوم ہیں اور اچھی بھی. میں بتانا تو نہیں چاہتی پر اب اور خاموش نہیں رہ سکتی.

میں نے اکثر دیکھا ہے جب وہ آتے ہیں تو ان سے سگریٹ اور شراب کی بدبو آتی ہے.

کبھی کبھی تو لیڈیز پرفیوم کی بھی.

وہ پہلے گیسٹ روم میں جا کر نہاتے ہیں اور پھر اپنے کمرے میں جاتے ہیں.

صدف جو اس پہ اندھا دھند یقین کرتی تھی ایک دم تڑپ اٹھی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی.

اسے لگا جیسے کسی نے سیسہ پگھلا کر اس کے کان میں انڈیل دیا ہو.

اس کا دل گھبرانے لگا اور وہ اپنی ملازمہ کا سہارا لیتی باغیچہ کی طرف لپکی.

کافی دیر لمبے لمبے سانس بھرتی رہی اور پھر طبیعت سنبھلی.

نہیں شہباز ایسا نہیں کر سکتا. وہ تو اس سے بہت محبت کرتا ہے.

اس رات وہ دیر تک جاگتی رہی. وہ ہال میں ہی اس کا انتظار کر رہی تھی.

جب شہباز اسے دیکھ کر ٹھٹکا.

وہ اتنی دور سے بھی اس سے اٹھتی بدبو سونگھ سکتی تھی.

کیوں کیوں.... کیا ایسا تم نے.

تم کیا بات کر رہی ہو. وہ انجان بنتا اس کے سامنے آ بیٹھا.

تم کہاں سے آ رہے ہو بتاؤ....

میں تمہیں کچھ بھی بتانے کا تابع نہیں صدف.

وہ یہ کہتا اٹھ کر جانے لگا جب صدف نے اس کا بازو پکڑ کے اسے روکا.

تم ایسے تو نہیں تھے. یہ کیا کیا تم نے .

تت.... تم نے وہ ڈیل قبول کر لی ہے نا.

جھ.... جھوٹ بولا مجھ سے.

آخر وہ تمام باتیں آپس میں جوڑ چکی تھی.

آخر کس کے لئے کرتا ہوں میں سب تمہارے لئے لیکن تمہیں تو کوئی قدر نہیں الٹا مجھ سے سوال کرتی ہو.

وہ غصے سے چیخنے لگا.

صدف نے اپنے قدم پیچھے کو اٹھائے تھے۔

لیکن وہ اپنے شوہر کو ایسے برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی.

میں تم سے محبت کرتی ہوں شہباز پلیز چھوڑ دو یہ سب میرے لئے اپنے بچے کے لیے.

میرا بچہ..... تم تم.... نے تو میری قدر نہیں کی

لیکن میری اولاد ضرور کرے گی.

میں اس سلطنت کا بادشاہ اور وہ اس کا آنے والا شہنشاہ بنے گا.

اس کی آنکھوں میں پاگل پن تھا. لالچ اور طاقت کے نشے میں وہ ہر چیز تباہ کر بیٹھا تھا.

صدف ایک کمزور اور نرم گو عورت تھی.

لیکن وہ شہباز کی یہ بات برداشت نہیں کر پائی.

میری اولاد تمہاری حرام کمائی پہ نہیں پلے گی.

اس کی بات پہ شہباز نے ایک زور دار طمانچہ اسے رسید کیا تھا.

اور صدف لڑکھڑا کر نیچے گری تھی.

تم جیسی ناشکری عورت کو تو مجھے جان سے مار دینا چاہئیے.

لیکن نہیں تم جیو گی میرے ساتھ جیو گی.

صدف فرش پہ پڑی درد سے کراہ رہی تھی.

اسے پیٹ میں سخت تکلیف ہو رہی تھی.

سانس لینا مشکل ہو رہا تھا.

اور وہ چلانے لگی.

میرا بچہ..... میرا بچہ.

شہباز اس کے کراہنے پہ ایک دم حواس میں آیا تھا.

اور اس کی طرف بڑھا.

صدف....صدف...

لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا.

اس نے صدف کو اٹھایا اور باہر کی طرف بھاگ گیا.

***

وہ کافی دیر سے ہوسپٹل میں چکر لگا رہا تھا.

صدف کو آئی.سی.یو میں کافی دیر ہو چکی تھی.

اور وہ ان دونوں کے لئے پریشان تھا.

کچھ دیر بعد نرس نے اسے بیٹے کی خوشخبری سنائی

جس سے وہ بے حد خوش ہوا.

اسے اس کی سلطنت کا وارث مل گیا تھا.

جب اس نے صدف کے بارے میں اشتفسار کیا تو معلوم ہوا وہ ابھی بھی بے ہوش ہے.

اور کافی کریٹیکل حالت میں ہے.

شہباز نے سارا ہوسپٹل سر پہ اٹھا رکھا تھا.

بڑے سے بڑا ڈاکٹر موجود تھا.

انہیں جان سے مارنے کی دھمکی دی گئ.

بچہ کو بھی چائلڈ وارڈ میں منتقل کر دیا گیا.

صدف کی حالت تو خراب تھی لیکن بچہ صحت مند تھا.

شہباز بار بار چائلڈ وارڈ اور اپنئ بیوی کی طرف چکر لگاتا.

اس کے باڈی گارڈ ان دونوں کی حفاظت پہ معمور تھے.

آخر دو دن کی طوالت کے بعد صدف کی حالت سنبھلنے لگی.

جب اسے ہوش آیا تو شہباز ننھے سے بچے کو تھامے اس کے قریب کھڑا تھا.

وہ اس بچے کو دیکھ کر شہباز کی ہر حرکت بھول گئ.

اسے تو صرف اپنئ اولاد ہئ دکھ رہئ تھی.

صدف اسے پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھانے لگی تو شہباز اس بچے کو اسے تھما کر خود بھی پاس ہی بیٹھ گیا.

بہت پیارا بیٹا ہے نا ہمارا.

شہباز نے فخر سے کہا.

صدف اس کے چہرے کو نرمی سے چھونے لگی.

ہاں میرا ھاد بہت پیارا ہے. بہت پیارا....

ان دونوں نے بیٹا ہونے کی صورت میں اس نام کا فیصلہ کیا تھا.

صدف کے بابا جو کہ اس وقت اپنے بیٹے کے ساتھ بیرون ملک مقیم تھے وہ بھی واپس پہنچ چکے تھے.

وہ دونوں بھی ھاد کو اپنی باہوں میں لے کر بے انتہاء خوش تھے.

صدف کے بھائی توقیر کو اس سے بہت محبت تھی اور وہ ایک اچھا وکیل بھی تھا.

ھاد کی پیدائش کے بعد اس نے پاکستان واپس آنے کا فیصلہ کیا.

نجانے اس نے خوشی کے ان لمحات میں بھی اس کی پریشانی کو کیسے دیکھ لیا تھا.

توقیر کے کراچی شفٹ ہونے اور ھاد کی پیدائش کے بعد شہباز کی ناجائز کاموں نے مزید تیزی اختیار کر لی.

ادھر صدف جہاں ھاد کو سنبھالتی وہیں وہ پیار سے شہباز کو درست راہ پہ لانے کی کوشش کرتی رہی.

لیکن سب بے سود.

جب صدف مزید کوشش کرنے لگی تو شہباز نے اس سے ھاد کو چھین لینے کی دھمکی دی جس سے وہ خاموش ہو گئی.

ھاد کے لئے شہباز کی منصوبہ بندیاں سن کر اس کا دل دہل جاتا.

ایک دن جب وہ ملازمہ کو کچھ کام بتا کر واپس آ رہی تھی تو ھاد کے پاس گن رکھی دیکھ کر وہ تو آپے سے باہر ہو گئی.

اس وقت وہ محض ایک سال کا تھا. شہباز اسے اپنی گن کھلونے کے طور پر دے رہا تھا.

اس کے ننھے وجود میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اسے اٹھا لے لیکن وہ اسے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے محسوس کر رہا تھا.

وہ بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور ھاد کو گود میں اٹھا لیا.

کیا بدتمیزی ہے یہ صدف.

شہباز بھی اگ بگولا ہوا تھا.

بدتمیزی...... تم آخر کیا سوچ رہے ہو.

ھاد کو گن دے کر کیا ثابت کر رہے ہو.

اگر اسے کچھ ہو جاتا تو.

وہ میرا بیٹا ہے تمہارے جیسا کمزور نہیں ہے. کچھ نہیں ہوتا اسے .

میں.... میں اسے تمہارے جیسا نہیں ہونے دوں گی لالچی آدمی. میرا بیٹا تم جیسا نہیں بنے گا.

اس کی بات پہ شہباز نے ھاد کو چھین کر صدف کو اتنی شدت سے دھکا دیا کہ وہ فرش پہ جا گری.

اور پھر پیٹنے لگا. اس دن صدف کو احساس ہوا کہ وہ اسے کھو چکی ہے.

اس سب کے دوران ھاد بنا آواز کیے اپنی اپنئ بڑی آنکھوں سے انہیں دیکھتا رہا.

اور دوبارہ گن کے ساتھ کھیلنے لگا. اسے اپنے تمام کھلونوں میں یہ کھلونا سب سے عزیز تھا.

***

حال....

جب تک ھاد ماریہ کو اس کی رہائش گاہ پہ چھوڑ کر واپس آیا کافی رات ہو چکی تھی.

وہ گیسٹ روم میں فریش ہو کر اپنے کمرے میں گیا تو اس کی نظر بے سود سوتی حورین کے وجود پہ پڑی.

وہ اب سکون سے سوتی تھی. اسے اب بھی یاد تھا جب وہ پہلئ بار اس کے گھر گیا تھا تو وہ ایسے ہی سو رہی تھی.

اور اسے وہ پریوں کی دنیا کی کوئی شہزادی لگی تھی.

جو اپنے شہزادے کا انتظار کر رہی ہو لیکن اس کے لئے صرف بیسٹ تھا صرف بیسٹ.

وہ بیڈ پر گھٹنہ رکھ کر اس پہ جھک گیا اور اس کے چہرے پہ آئے بال ہٹانے لگا.

وہ اس اے لمس سے تھوڑا سا بیدار ہوئی جب ھاد اس کے اوپر سے ہٹ گیا اور اپنا وجود اس کے ساتھ بیڈ پہ گرا دیا.

وہ اس کے ماں باپ کا قتل کر کے آیا تھا لیکن اس کے دماغ میں بس یہی گردش کر رہا تھا کہ وہ اگلی صبح ہی اس ریسیپی سے چلی بنائے گا.

اس کے ایسے گرنے سے ایک دم بیڈ کو جھٹکا لگا تھا اور حورین مکمل طور پہ بیدار ہو گئی.

کیا ہوا.... کیا ہوا...

وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھی اور چہرے پہ گرتے بال اپنے ہاتھوں سے پیچھے ہٹانے لگی.

اس نے نیم روشن کمرے میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا اور پھر پاس ہی لیٹے ھاد پہ نظر پڑی.

مم.... مجھے لگا زلزلہ آیا.

ہاں آیا تھا پر چلا گیا.

اوو......

وہ اپنے ہونٹوں کا چھوٹا سا زیرو بنا کر کہنے لگی.

کیا تیز تھا؟

ہاں بہت تیز...

حورین نے اپنئ آنکھیں پھیلا لیں.

دوبارہ تو نہیں آئے گا.

آ بھی سکتا ہے.... آفٹر شاکز ...

ھاد اس کی حالت سے خوب محظوظ ہو رہا تھا.

اپنئ سئ میں حورین نے محسوس بھی نہیں کیا تھا کہ وہ اس کے کتنا قریب آ گیا ہے.

ھاد نے اس کے فرار کے تمام راستے بند کر دیے تھے.

اور اب وہ اپنے ہونٹ تر کرتئ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی.

کک.... کیا کر رہے ہو.

وہ اس پہ جھکنے لگا تھا.

حورین اس سے دور ہٹتی ایک دم بیڈ پہ گر گئ.

اور وہ بھی مکمل طور پہ اس پہ جھک گیا.

حورین کو لگا کہ اس کا دل سینے سے باہر نکل آئے گا.

یقینا ھاد بھی اس کی پاگل ہوتئ دھڑکن سن سکتا تھا.

وہ اپنا سانس بھاری ہوتا محسوس کر رہی تھی.

ان کے درمیان فقط اتنا فاصلہ تھا جتنا دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے.

اس اپنے اتنا قریب پا کر اس نے زور سے آنکھیں موندھ لیں.

ھا...ھاد.

ہمم....

مم...مم...مجھُے

بھوک لگی ہے؟

ھاد نے اس کا جملہ مکمل کیا تھا.

جس پہ حورین نے ایک دم آنکھیں کھول دیں.

وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا. اور وہ سرخ ہونے لگی.

چلی کھاؤ گی؟ وہ اس پر سے ہٹ گیا اور فوراً اپنا تجربہ کرنے کے لئے تیار کھڑا تھا.

اس کے دور ہونے پہ حورین کو نجانے کیوں برا لگا تھا.

اور وہ حورین کے تاثرات کو دیکھ کر مسکرا پڑا تھا.

آخر وہ اس کی طلب گار تھی.

ای ی ی ی .... اگر تم بناؤ گے تو کبھی نہیں.

وہ ناک سکیڑ کر کہنے لگی.

تو ٹھیک ہے ہم آنے والے چھوٹے چھوٹے زلزلوں کی بات کر لیتے ہیں.

اس کی بات پہ وہ شرمندہ ہوئی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف بھاگی.

مجھے تو بہت بھوک لگی ہے....

***

ھاد اب دو سال کا ہو چکا تھا اور اس دوران شہباز کئی بار صدف پہ ہاتھ اٹھا چکا تھا.

لیکن وہ ھاد کی طرف سے بھی پریشان رہنے لگی. اس کا رویہ عام بچوں سے الگ تھا.

وہ بہت جلدی چیزیں سمجھ جاتا تھا. ایک بار کی ہوئی بات کو دبارہ اس کے سامنے دھرانے کی ضرورت نہیں تھی.

اس کا آئی. کیو لیول باقی ہم عمر بچوں سے کافی زیادہ تھا.

شہباز تو اس دریافت پر بہت خوش تھا لیکن صدف پریشان تھی کہ یہ صورتحال آگے نجانے کیا رخ اختیار کرے گی.

وہ دونوں اس وقت ایک وسیع و عریض جگہ کے گھر کھڑے تھے.

وہ کسی بادشاہ کا محل زیادہ معلوم ہوتا تھا.

یہ... یہ ہمارا ہے؟

اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی.

ہاں بلکل ہمارا ہے.... میں نے کہا تھا نا کہ میں سب کچھ تمہارے قدموں میں ڈال دوں گا.

صدف جانتی تھی کہ یہ سب کیسے معصوم لوگوں کی جانوں سے کھیل کر بنایا گیا ہے.

اسے وہاں رہنے کی کوئی چاہت نہیں تھی لیکن وہ اس سے بہت خوفزدہ رہنے لگی تھی.

ابھی بھی اس کے بدن پر شہباز کے ظلم و ستم کے نشانات موجود تھے.

لیکن شہباز تو ہر چیز کو جائز سمجھنے لگا تھا اسے اس کے دکھ سے کوئی غرض نہیں تھی.

لل.... لیکن میں ہمارے اسی گھر ہئ خوش ہوں. وہ بھی تو بہت بڑا ہے پھر اس سب کی کیا ضرورت.

اس کی بات پہ وہ قہر آلود نگاہوں سے صدف کو دیکھنے لگا.

اپنے ہاتھ میں تھاما اس کا نازک ہاتھ شہباز نے اتنے زور سے دبایا کہ صدف کو لگا شاید کو اس کی انگلیاں ہی توڑ دے گا

اگر تمہاری جگہ کوئی اور عورت ہوتی تو اس سب سے کتنا خوش ہوتی.

لیکن تم... تم نے کبھی میری محبت کی قدر نہیں کی.

صدف کی آنکھوں سے تکلیف سے آنسو بہنے لگے.

نن.... نہیں ایسی بات نہیں ہے شہباز مم.... میں بہت خوش ہوں.

اس کی بات پہ وہ اپنا غصہ قابو کرنے لگا اور پھر اسے تھام کر اندر لے گیا.

کئی ایکڑ کے لان کے بعد وہ اندرونی دروازے تک پہنچے.

ایک وسیع سٹیٹ پہ وہ جگہ بنائی گئی تھی.

طاقت اور پیسے کی نمائش کرتی وہ جگہ اسے اپنے دل کے بلکل بھی قریب محسوس نہیں ہوئی.

لیکن آخر اب اسے یہیں پر رہنا تھا. اس لیے اس جگہ سے جدباتی وابستگی جوڑنے کے لئے

اس نے وہ سٹیٹ ایک ایجنٹ کے ساتھ مل کر خود سجانا شروع کی.

دیواروں پہ پینٹ کے کلر کمبینیشن سے لے کر چھوٹے سے چھوٹی چیز اس نے خود پسند کی.

شہباز نے سٹیٹ کا پچھلا حصہ مکمل اسے سونپ دیا تھا. فقط اس حصے میں ہی کے پہلے گھر جیسے

بیس سے زیادہ گھر سما سکتے تھے.

حالانکہ وہ بھی ایک وسیع جگہ تھی اور پہلے زمانے میں کسی نواب کی جائے رہائش تھی.

سٹیٹ کے اگلے حصے میں شہباز کا آفس اور اس کے باڈی گارڈ کی رہائش تھی.

اس کے علاوہ بھی کئی کمرے خاص مقاصد کے لئے تیار کئے گئے.

جبکہ کئی کمرے ابھی تک بند پڑے تھے.

صدف کو اپنے پہلے گھر جانے کے لئے وہیں سے ہو کر گزرنا پڑتا تھا اور وہ کئی بار آوازیں سن چکی تھی.

کبھی مردوں کے چیخنے کی اور کبھی لڑکیوں کی.

وہ کم از کم دو ہفتے میں ایک بار پرانے گھر ضرور جاتی اور سارا دن گاڈننگ کرتی.

جو سکون اسے وہاں حاصل تھا اور کہیں نہیں ملتا تھا.

ھاد کے علاوہ دو باڈی گارڈ ہمیشہ ساتھ ہوتے جو کہ ہال میں رہ کر ان پہ نظر رکھتے.

ھاد اسے سب کرتے ہوئے غور سے دیکھتا اور پھر اس کی طرح کرنے کی کوشش کرتا.

کئی بار وہ بے حد بے سکون رہتا اور چڑچڑا ہو جاتا.

ایسے میں وہ اسے اپنی لکھی ہوئی لوری پیانو بجا کر سناتی اور وہ پھر سے پر سکون ہو جاتا.

اس سب کے درمیان صدف کے بھائی کو شہباز کی حرکتوں کا علم ہوا.

اس کے خلاف کئی کیس تھے لیکن کوئی ثبوت نہیں تھا.

نا ہی کوئی وکیل اس کے خلاف کیس لڑنے کو تیار تھا.

ایسے میں وہ یہ کیس لڑنے کے لئے تیار ہو گیا.

لیکن بغیر کسی ثبوت کے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا.

اس کے لئے اس نے صدف سے رابطہ کیا .

جبکہ صدف نے اس کی مدد سے صاف انکار کر دیا.

وہ کسی صورت اپنے بھائی کی جان خطرے میں ڈالنے کو تیار نہیں تھی اس لئے اسے یہ کیس چھوڑنے کی تلقین کرنے لگی.

صدف کو اس جگہ قید کر دیا گیا. باہر کی دنیا سے اس کا کوئی رابطہ نہیں رہا تھا.

جیسے جیسے وقت گزرتا رہا شہباز مزید طاقتور ہوتا گیا.

وہ طاقت کے نشے میں کھو چکا تھا.

دنوں بعد وہ اسٹیٹ کے اس حصے میں قدم رکھتا جہاں ھاد اور صدف موجود تھے.

توقیر نے اس کی بات نہیں مانی تھی اس وجہ سے شہباز نے صدف کے ساتھ مزید سختی اختیار کر لی تھی.

وہ جب بھی اس کے پاس آتا اسے پیٹتا. یہ سب اب معمول میں شامل ہو گیا تھا.

اسے صدف پہ شک تھا کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرتی ہے. اس لئے اس نے اپنا ایک بہترین باڈی گارڈ اس پہ نظر رکھنے کے لئے معمور کر دیا.

وہ اور ھاد جس کمرے میں بھیٔ ہوتے وہ ان کے ساتھ ہوتا. صدف اس کی موجودگی سے خوفزدہ رہنے لگی.

ھاد اس وقت چار سال کا تھا. اپنیٔ ماں کی پریشانی دیکھ کر وہ آتا جاتا اس باڈی گارڈ کو کک لگانا نہیں بھولتا تھا.

جس سے اس شخص کے چہرے کی سختی کم ہو جاتی.

آہستہ آہستہ اسے اس شخص کی عادت ہونے لگی. وہ خاموشی سے کسی بھی دیوار کے ساتھ کھڑا ان دونوں کو دیکھتا رہتا.

وہیں دوسریٔ جانب وہ جگہ ایک قلعے کی شکل اختیار کر چکا تھا. شہباز کی دوستی ایک ایسے شخص سے ہو چکی تھی جو کہ اسے جرم کی دنیا کے ہر راز سے واقف کر رہا تھا.

اس نے ایک بہت بڑا ڈآنسنگ ہال بنوایا جہاں پہ دل بہلانے کے لئے وحشیہ بلوائی جاتیں.

وہ خود بھی ان سے دل بہلانے لگا تھا.

شہباز کے دوست فواد نے اسے یہ سمجھایا کہ صدف ھاد کو کمزور کر رہیٔ ہے.

جس وجہ سے وہ ھاد کو اکثر اپنے آفس بلوانے لگا.

جس وجہ سے صدف کو بھی اس کے ساتھ جانا پڑتا...

اصل میں فواد کی نظر شروع سے صدف پر تھی. اسے اس شخص کی موجودگی سے وحشت آتی تھی.

لیکن وہ کسی حالت ھاد کو اکیلا ان لوگوں کے پاس بھیجنے کو تیار نہیں تھئ.

وہیں دوسری طرف عمر جو کہ صدف پہ نظر رکھنے پہ معمور تھا اس کے تمام دکھوں سے واقف تھا.

آئے دن شہباز اسے نئے طریقے سے تکلیف پہنچاتا تھا.

عمر جو کہ ایک سپیشل ایجنٹ تھا شہباز پہ نظر رکھنے کے لئے اس کا باڈی گارڈ بنا تھا.

لیکن اس کا دوست فواد ایک چالباز انسان تھا. اسے لگا کہ عمر کی موجودگی میں وہ شہباز کو اپنے ہاتھوں میں نہیں کر سکتا.

کیونکہ وہ اس کا سیکنڈ ان کمانڈ بننا چاہتا تھا.

اس نے بہت چالاکی سے شہباز کو صدف اور ھاد کی حفاظت کے لئے کہا.

اور شہباز کو اس کی بات کافی پسند آئی اس لئے وہ اب اپنا مشن مکمل نہیں کر پا رہا تھا.

❊❊❊

جو کوئی بھی اس کے خلاف جاتا یا اس سے کوئی دھوکا کرتا شہباز اسے عبرت کا نشان بنا دیتا.

اس کا صدف کے پاس جانا مزید کم ہو گیا جس کے لئے وہ شکر گزار تھی.

کئی وحشیہ وہاں رہائش پزیر تھیں جبکہ کئی معصوم لڑکیوں کو غلام بنا کر رکھا گیا تھا.

وہ اپنے دور کا فرعون بن بیٹھا تھا.

اس کا ایک آدمی جو کہ ڈرگز سمگلنگ میں کام کرتا تھا اس سے اپنے حصے سے زیادہ پیسے رکھنے کی غلطی سرزد ہوئی تھی.

اور اب وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اس کے دربار میں پیش کیا گیا تھا.

اس کی بیوی اپنی چھوٹی سی بیٹی کو مضبوطی سے تھامے رو رہئ تھی.

جو کہ ابھی محض کچھ مہینوں کی معلوم ہوتی تھی.

جبکہ اس کا شوہر شہباز کے پاؤں میں گرا معافی مانگ رہا تھا.

شہباز خود دیوان پہ اکڑ کر بیٹھا تھا جبکہ فواد اس کی بائیں طرف کھڑا تھا.

اسئ طرح پورا ہال مختلف لوگوں سے بھرا تو جو بہت لطف سے یہ سب دیکھ رہے تھے.

مم...مجھے معاف کر دیں آئندہ ایسا نہیں ہو گگ... گا.

میری بیوی بہت بیمار تھی مجھے اس کے لئے پیسے چاہئیے تھے.

اس کی بیوی اپنی بیٹی تھامے اپنے سات سال کے بیٹے کو ساتھ لگائے کھڑی تھی.

اپنے اوپر پڑتی گندی نظروں سے وہ خوب واقف تھی.

جبکہ سات سالہ احتشام یہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس کے بابا یوں کیوں رو رہے ہیں.

...

عمر کو صدف اور ھاد کو مین ہال میں لے جانے کا حکم ملا تھا. وہ جانتا تھا کہ وہاں کیا ہونے والا ہے.

ان دنوں میں وہ ان دونوں سے مانوس ہو چکا تھا.

صدف بو کہ اس وقت ھاد کو پیانو سکھانے میں مصروف تھی عمر کے ساتھ چلنے کی بات پہ خوفزدہ دکھائی دینے لگی تھی.

فضا میں پھیلئ تبدیلئ ھاد نے فوراً محسوس کی تھی. اور وہ پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھنے لگا.

سات سال کا ھاد ہر چیز بہت اچھے سے سمجھتا تھا.

چاہے صدف اسے بہلانے کی کتنئ بھی کوشش کرتئ لیکن اسے ورگلا نا پاتئ تھی.

اس کئ انکھوں میں ایک ٹھنڈک تھی جیسے برف ...تاریک برف

جو کہ صدف کا دل دھلا دیتی تھی.

وہ ھاد کے ساتھ عمر کے پیچھے چلنے لگی اور سن روم سے نکل گئی.

شہباز کو لگتا تھا یہ وقت صحیح ہے ھاد کو اس سب سے آشنا کرانے کے لئے

....

صدف جب ان دونوں کے ساتھ ہال کے دروازے کے قریب پہنچی تو اندر سے آتی چیخوں کی آواز پہ وہ ایک دم رک گئی.

جبکہ ھاد ان سب آوازوں کو نظر انداز کرتا عمر کے ساتھ آگے بڑھتا رہا.

ان کو دیکھ کر باہر کھڑے پہرے دار جو کہ ہاتھوں میں گنز تھامے تھے دروازہ کھولنے لگی.

دروازہ کھلتے ہی کسی عورت کی چیخنے کی آواز ایسے اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی جس سے وہ لڑکھڑا گئی.

جب کسی جانور اور انسان کی دردناک چیخ میں فرق نا ہو سکے تو وہ تکلیف کی انتہاء ہوتی ہے.

عمر دراوزے پہ رکا اس کا انتظار کر رہا تھا.

وہ پلٹ جانا چاہتی تھی. اپنے بیٹے کو لے کر بھاگ جانا چاہتی تھی لیکن کوئی بعید نہیں تھی کہ اگر وہ ایسا کرتی تو اگلی چیخیں اس کی ہوتی.

آنکھوں کو رگڑتی وہ ان کی طرف بڑھنے لگی.

اندر کا منظر دیکھ کر وہ جیسے ساکت ہو گئی تھی.

ھاد اس کا ہاتھ تھام کر ہال کے بیچ میں کھینچ لے گیا.

جہاں ایک اور بچہ پنک فراک پہنے چھوٹی سی بچی تھامے کھڑا تھا.

وہ شدت سے رو رہا تھا.

کبھی اپنے باپ کو دیکھتا اور کبھی ماں کو.

جس منظر سے صدف کا دل پھٹ پڑا تھا وہ اس کی ماں کا تھا.

اسے ایک میز پر زبردستی گرایا ہوا تھا.

اس کے کپڑے پھٹ چکے تھے اور سات سے آٹھ وحشی اس کے گرد کھڑے اس کی عزت پامال کر رہے تھے.

اس کا دل اور آنکھیں خون کو آنسو رونے لگے.

وہ عورت حلق کے بل چیخ رہی تھی. جبکہ دو لوگ اس کے اس کے شوہر کو پکڑے زبردستی وہ منظر دیکھنے پہ مجبور کر رہے تھے.

صدف نے اس بچے کو اپنی طرف کھینچا اور اس کا چہرہ اپنۓ طرف پلٹ کے ساتھ لگا لیا.

وہ ہچکیاں بھر بھر کے رو رہا تھا.

اس نے ایک نظر اس شیطان کی طرف ڈالئ جسے وہ کبھی جانتی تھی.

جس سے وہ کبھی عشق کرتی تھی.

کچھ وقت بعد اس عورت کی چیخیں بند ہو گئ. وہ اپنئ آخری سانسیں بھر چکی تھی.

صدف سمجھ نہیں پائی کہ وہ افسوس کرے یا شکر.

اس سب کے دوران ھاد بنا کسی تاثر کے سیدھا کھڑا اپنے باپ کو اور اس شخص کو دیکھتا رہا.

اتنئ سئ عمر میں بھی وہ جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے.

شہباز اپنئ جگہ سے اٹھ کر اس شخص کی طرف آیا اور پھر اس کا رخ احتشام کی طرف کر دیا.

جسے صدف اپنے ساتھ لگائے کھڑی تھی.

تیرا بیٹا.... اب سے وہ میرا غلام ہے اور میرے لئے کام کرے گا.

اس کی بات سے وہ دوبارہ چیخنے لگا. اور بار بار سر ہلانے لگا.

شہباز نے صدف کو اشارے سے اس بچے کو ساتھ لے جانے کا کہا.

وہ جانتی تھی کہ وہ اس بچی کو ساتھ نہیں لے جا سکتی حالانکہ وہ اسے بھی ساتھ لیجانا چاہتی تھی.

اس نے اس بچے کو خود سے الگ کیا اور بچی کو تھامنے لگی.

نہیں نہیں....میں گڑیا کو نہیں دوں گا.

روتے ہوئے وہ اپنی بہن کو مضبوطی سے تھامے تھا.

صدف کی آنکھوں میں مزید آنسو آنے لگے.

کیونکہ وہ بچی زندہ نہیں تھی. اس کا رنگ نیلا پڑ چکا تھا.

ظالموں نے بس کا گلا گھونٹ کر اسے بھی ختم کر دیا تھا.

وہ اپنی بہن کی لاش تھامے کھڑا تھا.

لاؤ بیٹا ہم گڑیا کو بعد میں لے جائیں گے.

نہیں نہیں....

وہ زور زور سے انکار میں سر ہلانے لگا.

اور اس کے آنسوؤں کا باندھ ٹوٹ گیا.

اسے ڈر تھا کہ کہیں اس کی دیری پہ شہباز اس بچے کو بھی نا مار دے.

اس لئے وہ اسے اس بچی سے زبردستی الگ کرنے لگی.

جیسے ہی صدف نے بچی پکڑی وہ دھاڑیں مارنے لگا.

تم کیسے مرد ہو جو اتنا روتے ہو.

ھاد احتشام کو شکل بنا کر کہنے لگا.

اس کی بات پہ وہ ایک دم رکا اور پھر سسکیاں بھرنے لگا.

صدف نے وہ بچی زمین پہ رکھی اور احتشام کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا.

جبکہ وہ اپنے سامنے کھڑے بچے کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھ میں ایک بھی آنسو نہیں تھا.

بلکہ وہ بیزار دکھائی دیتا تھا.

شعر نے بغیر کسی دیری کے ہال کا درواز کھلوایا اور انہیں وہاں سے لے گیا.

وہ بھی ایک بیٹے کا باپ تھا. اور اس کے لئے بھی یہ لمحات کرب سے بھرے تھے.

جبکہ فواد نے اس کے چہرے پہ اڈنے والے تاثر دیکھ لئے تھے.

***

احتشام کئی دنوں تک صدمے کی حالت میں رہا.

وہ خود صدمے کی حالت میں تھی. اسے ھاد سے ڈر لگنے لگا تھا.

کہیں اس کی بے انتہا محنت کے باوجود وہ اپنے باپ کے نقش قدم پہ نا چل پڑے.

احتشام جو محسوس کرتا تھا اس کا برملا اظہار بھی کرتا تھا.

لیکن ھاد وہ ایک بند کتاب کی طرح تھا.

وہ ان دونوں کو پیانو سکھانے لگی. اور احتشام خوب بڑھ چڑھ کے حصہ لینے لگا.

جبکہ ھاد کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی.

کئی بار تو وہ اس کے کان بھی کھینچتی کیوں کہ وہ ہر معاملے میں ضد کرتا تھا.

وہیں دوسری طرف فواد شہباز کو صدف اور عمر کے خلاف بھڑکانے لگا.

اس کا کہنا تھا کہ ان دونوں کا چکر ہے. اور وہ شہباز کی پیٹھ پیچھے اپنا عشق پروان چڑھا رہے ہیں.

بھارت کے ساتھ کشیدگی کی وجہ سے عمر کے سینیئر آفیسر فی الحال اسے واپس بلا رہے تھے.

عمر اپنا یہ مشن مکمل کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ اس کے لئے مزید وقت درکار تھا اس لئے وہ اس مشن کو تاحال ادھورا چھوڑنے کے لئے راضی ہو گیا.

وہیں اسے فواد اور شہباز کی معنی خیز نظروں سے کسی خطرہ کا احساس ہوا.

اسے فوری طور پہ اپنے سینیئر کے ساتھ بھارت روانہ ہونا تھا.

اس کے پاس ان دونوں کے لئے وقت نہیں تھا.

اس لئے اس نے بنا کسی کو آگاہ کئے رات ڈھلے وہاں سے نکلنا بہتر جانا.

اس کے یوں جانے سے شہباز کا شک یقین میں بدل گیا کہ عمر کے اس کی بیوی صدف کے ساتھ تعلقات تھے اور وہ اسے قتل کرنے کا ارادہ بھانپ کر فرار ہو گیا.

صدف اس وقت سن روم میں ھاد اور احتشام کے ساتھ کھیل رہی تھئ جب دو لوگ اسے لینے آئے.

انہیں دیکھتے ہی اس کا رنگ فق ہونے لگا.

ھاد بھی اپنی جگہ پر رک گیا.

وہ لوگ اس کے قریب آئے اور اسے ساتھ چلنے کا کہنے لگے.

ھاد بھئ ساتھ چلنے کے لئے کھڑا ہو گیا لیکن وہ اسے منع کرنے لگی.

احتشام کے ساتھ رکنے کا کہہ کر وہ ان لوگوں کے ساتھ چل پڑی.

...

شہباز اس کے کمرے میں کھڑا انتظار کر رہا تھا.

صدف کے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا.

شش.... شہباز تم یہاں.

وہ مہینوں بعد اس کے کمرے میں آیا تھا

کیوں کیا میں یہاں نہیں آ سکتا.

اس کی نظروں میں نفرت تھی بے پناہ نفرت...

صدف اس کی وجہ نہیں جانتی تھی لیکن کچھ بہت غلط ہونے کا احساس اسے ستا رہا تھا.

ایسا نہیں ہے...

وہ سمجھ نہیں پائی مزید کیا کہے.

وہ ایک انجان شخص کو کیا کہہ سکتی تھی.

آہ.... مائی اپولوجیز.... یہ کمرہ تو شاید تم اور تمہارے عاشق کے لئے وقف ہے ہے نا.

وہ اس کی بات بلکل بھی سمجھ نہیں پائی تھی.

کک... کیا مطلب ہے.

وہ ایک لمحے میں اس کے سامنے موجود تھا اور صدف کی نازک گردن کو اپنے پنجے میں دبوچ لیا.

تمہیں کیا لگا... میری پیٹھ پیچھے تم کسی سے عشق لڑاتی پھرو گی اور مجھے پتا نہیں لگے گا.

شہ.... شہباز چھوڑو مجھے.

اس کئ آنکھوں سے پانی بہنے لگا. سانس لینا ناممکن تھا

چہرہ سرخ پڑ رہا تھا.

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو تھامے خود کو آزاد کروانے کی ناکام کوشش کر رہئ تھی.

شہباز اسے گردن سے تھامے بیڈ کے پاس لے گیا.

وہ بے دردی سے اسے کھینچے لے جا رہا تھا.

بیڈ کے ساتھ ہی ایک مضبوط اور وزنئ لوہے کی زنجیر کنڈی سے باندھی گئ تھئ.

وہ اپنی آنکھوں میں موجود آنسوؤں کی وجہ سے اسے دیکھ بھئ نا پائی.

شہباز جلدئ سے اسے اس زنجیر سے باندھنے لگا.

شہباز پلیز.... رر...رک جاؤ پلیز میں کچھ نہیں جانتی پلیز.

شہباز نے اس کے چہرہ پہ ایک زوردار طمانچہ جڑا تھا.

دل تو کرتا ہے تمہیں بھوکے کتوں کے آگے ڈال دوں پر تمہاریٔ موت اتنیٔ آسان نہیں ہو گیٔ.

وہ تھپڑ کی وجہ سے بری طرح سے دیوار سے ٹکرائی تھی.

اس کا ایک پاؤں اور گردن کو اس زنجیر سے قفل کر دیا گیا تھا.

لیکن نہیں پہلے تمہارے عاشق کو ڈھونڈ کر تمہارے سامنے ماروں گا اور پھر تمہیں.

وہ اسے بالوں سے جکڑ کر کہنے لگا.

اس جی آنکھوں میں کتنی نفرت تھی اس کے لئے جو آنکھیں کبھی اسے محبت سے دیکھتی تھی اج ان میں نفرت تھی. شدید نفرت.

وہ ہچکیاں بھر کر رونے لگی..

شہباز پلیز ایسا مت کرو تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے.

اس کی بات پہ شہباز نے اسے دھکا دے کر دور کیا اور وہاں سے چلا گیا.

جبکہ صدف اس کی منتیں کرتی رہ گئ.

کتنی آسانی سے وہ اس پر اتنا بڑا الزام لگا کر چلا گیا.

جبکہ وہ کبھی ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھیٔ.

اس کے بعد سے شہباز روز اس کے پاس آنے لگا.

وہ نشے کی حالت میں اس پر بے حد تشدد کرتا اور جب وہ حواس کھونے لگتی تو اس کی نسوانیت کی توہین کرتا وہاں سے چلا جاتا.

نجانے کتنے دن کتنے ہفتے وہ یہ جہنم سہتی رہی.

***

حورین کو احتشام سے پتا چلا تھا کہ کچھ دنوں میں ھاد کی برتھڈے ہے.

اس کا دل اسے کہتا تھا کہ کوئی گفٹ تو ہونا چاہئیے

لیکن اس نے کوئی گفٹ نا دینے کا ارادہ کیا.

اور اب وہ بیڈ کے ایک طرف زمین پر بیٹھی خود کرافٹنک کر رہی تھی.

تاکہ ھاد کو ایک سپیشل سا گفٹ دے سکے.

اپنے سامنے سامان پھیلانے وہ اتنی محو تھی کہ اسے ھاد کے آنے کا احساس بھی نہیں ہوا.

اس کی پیشانی پہ گہرے بل تھے جیسے وہ مسئلہ کشمیر حل کر رہی ہو.

بکھرے ہوئے بال بار بار چہرے پر آتے تو اس نے گلے میں لپیٹا ہوا سکارف اتار کر اس سے بال باندھ لیئے.

کیا کر رہی ہو.

اس کے پیچھے سے آتی ھاد کی آواز پہ وہ یکدم چونک کر اچھل پڑی.

اگلے ہئ لمحے اس نے جلدی سے اپنئ بازو کا استعمال کرتے سب بیڈ کے نیچے کر دیا.

کک....کون....مم...میں تو کچھ...نن... نہیں کر رہی.

اس نے اپنی طرف سے بہت صفائی سے جھوٹ بولا تھا.

اور اگلے ہی لمحے اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے مسکرانے لگی.

وہ ایک بارعب شخصیت کا حامل تھا اور ایسے اس کے سامنے زمین پر بیٹھا وہ خود کو مزید چھوٹا محسوس کر رہی تھی.

شاید ھاد نے اس کی کیفیت کو بھانپ لیا تھا کیونکہ اگلے ہی لمحے وہ اس کے سامنے پیروں کے بل بیٹھا تھا.

تو پھر بیڈ کے نیچے کیا چھپایا...

وہ اس کے قریب ہوتے پوچھنے لگا.

جس سے وہ مزید گڑبڑا گئی.

کک...کچھ نن... نہیں چھپایا

اب وہ پریشانی سے سامنے بیٹھے ھاد کو دیکھنے کی جگہ ادھر ادھر پورے کمرے میں نظریں دوڑا رہی تھی.

ڈارلنگ... تمہیں جھوٹ بلکل نہیں بولنا آتا.

جانتی ہو تم وہ واحد انسان ہو جو مجھ سے جھوٹ بولنے کی ہمت کرتا ہے.

وہ اس کے قریب آ کر سرگوشی کرنے لگا تھا.

حوریں نے اپنے لبوں کو فورا تر کیا.

اور ھاد اس کے ہونٹوں پہ اپنا انگوٹھا رکھ کر انہیں محسوس کرنے لگا.

ھا...ھاد

جب وہ اس نظر انداز کرتا مزید قریب کھونے لگا تو اس نے بیٹھتی ہوئی آواز میں اسے پھر سے پکارا.

ھھ...ھاد... مم...مجھے

یہ مت کہنا کہ مجھے بھوک لگی ہے....

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم نے ابھی لنچ کیا ہے.

وہ اس کے ہونٹ کے نشان کو سہلاتا کہنے لگا.

حورین خود کو جلتا ہوا محسوس کر رہی تھی.

سانس لینا بمشکل ہو رہا تھا. جیسے وہ کسی اونچے پہاڑ پر ہو.

مم....مجھے گارڈن میں جانا ہے.

اسے جب کچھ اور نا سوجھا تو یہی کہ دیا.

گارڈن...

ہاں گارڈن....مم....مجھے پودوں کو پپ...پانی دینا ہے ورنہ وہ مر جائیں گے.

ان کا تو پتا نہیں لڑکی پر میں ضرور مر جاؤں گا.

وہ اسے کہتا ہوا کھڑا ہو گیا اور پھر اس کا ہاتھ بھی تھام کر اسے کھڑا کیا.

وہ اس کی بات پہ آنکھیں پھیلائے دیکھنے لگی اور اپنا ہونٹ چبانے لگی

جہاں وہ ابھی بھی اس کا لمس محسوس کر رہی تھی.

چلو...

کک...کہاں.

اس نے ایک دم پوچھا.

گارڈن....

اوہ....ہاں...

وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے باغیچہ میں لے گیا.

***

صدف کو وہاں کئی ہفتے ہو چکے تھے اسے لگا شاید وہ وہیں مر جائے گی.

اپنے بیٹے سے اتنا دور.

اپنے شوہر کو تو وہ بہت پہلے کا کھو چکی تھی اس

اس کے جسم میں تو اب کوئی شیطان بستا تھا.

جس سے وہ مکمل طور پہ انجان تھی.

لیکن پھر ایک دن شہباز اسے ان زنجیروں سے آزاد کرتا خاموشی سے واپس چلا گیا.

صدف کے جسم میں اتنی بھی سقت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کھڑی ہوتی.

جتنے دنوں تک صدف قید میں تھی ھاد اور احتشام کو اس کے کمرے کی سمت جانا منع تھا.

وہ جانتا تھا کہ اس کی ماں کے ساتھ کچھ غلط کیا جا رہا ہے.

اس لئے اس نے ہر وقت ساری سٹیٹ کو سر پہ اٹھا رکھا تھا.

آخر کار دو ہفتوں کے بعد اس کے باپ نے ھاد کے سامنے ہار مانی اور صدف کو آزاد کر دیا.

شہباز کے حکم سے زنجیروں کو بھی کمرے سے ہٹایا جا چکا تھا.

صدف بے سود بیڈ پہ گری ہوئی تھی. وہ چاہتی بھی تو ہل نہیں پاتی.

ھاد دبے پاؤں کب کمرے میں آیا اور کتنئ دیر وہاں کھڑا رہا اسے احساس بھی نہیں ہوا.

اس میں جینے کی کوئی خواہش نہیں رہی تھی لیکن وہ اپنی اولاد کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھئ.

وہ کتنئ ہی دیر دروازے پہ کھڑا اپنئ ماں کا ٹوٹا ہوا وجود دیکھتا رہا.

...

اس آدمی کو اتنا ڈھونڈا لیکن وہ کہاں غائب ہو گیا.

شہباز غصہ سے اپنے ڈیسک پہ ہاتھ مارتا فواد کو کہ رہا تھا.

شاید اسے شک ہو گیا ہو کہ ہم اس کا تمہاری بیوی سے چکر جان چکے ہیں اس لئے وہ بھاگ گیا.

فواد نے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی.

عمر اس کے راستے سے ہٹ چکا تھا اب اسے صرف صدف چاہئیے تھی.

لیکن وہ کہاں ہے فواد کہاں ہے وہ...

مجھے وہ شخص ہر حالت میں چاہئیے سمجھے تم.

وہ اتنے آرام سے تو عمر کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا جب فواد نے یہ محسوس کیا تو اس نے ایک اور چال چلنے کا فیصلہ کیا.

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے وہ تمہاری بیوی کے بھائی توقیر کے پاس گیا ہو.

کہیں تمہاری بیوی نے تمہارے خلاف کوئی ثبوت تو نہیں دیا اسے.

اس کی بات پہ شہباز چونکا تھا.

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا.

کیوں نہیں ہو سکتا... وہ عورت تمہارے بیٹے کو استعمال کر رہی ہے شہباز اسے خود سے دور کرنے میں ہی تمہاری بھلائی ہے.

وہ جانتا تھا صدف کو آزاد کرانے کے لئے ھاد نے اسے کتنا تنگ کیا اور فواد اسی بات کا استعمال کر رہا تھا.

وہ تمہارے بیٹے کو کمزور کر رہی ہے اور تمہارے خلاف بھی.

وہ شہباز کو زہر سے بھر رہا تھا.

شہباز نے سامنے پڑا گلاس زور سے زمین پر پٹکا اور اور فورا ٹکڑے ہو گیا.

صدف کو اس کی سزا ملے گی...

اس دن کے بعد سے صدف پہ تین لوگ ہمہ وقت نظر رکھنے لگے.

شہباز بھی کچھ دنوں بعد آتا اور الزام تراشی کرتا.

وہ اپنے چہرے پر پڑتے نیلے اور کالے دھبوں کو جتنا ہو سکے اتنا میک اپ سے چھپاتی.

انہی دنوں شہباز اپنۓ اس طاقت کو مزید پھیلانے کے لئے اسلام آباد گیا.

وہاں اس کی نظر ایک فارنسیسی سیاح پر اٹک گئی.

شہد اور جھلملاتی دھوپ جیسے بال اسے سب سے منفرد بناتے تھے. نیلی آنکھیں مانو کسی جھیل کی طرح ہوں.

وہ اپنے منگیتر کے ساتھ وہاں آئی تھی.

شہباز بزات خود ایک ہینڈسم مرد تھا اور وہ اس لڑکی کو رجھانے کی کوشش کرنے لگا.

جب اسے کسانڈرا کی طرح سے کوئی مثبت جواب نا ملا تو اس نے تیش میں آ کر اسے اغواء کروا لیا.

اس سب میں فواد نے اس کئ خوب مدد کی.

وہ کسانڈرا کو اپنے ساتھ کراچی لے آیا.

پولیس اور اس کے منگیتر نے کافی ڈھونڈا معاملہ انٹر نیشنل لیول پر اٹھایا گیا.

پر نا اسے ملنا تھا نا وہ ملی.

وہ وحشیاؤں سے بور ہو چکا تھا. صدف میں بھی اب اسے وہ کشش نا ملتی تھئ.

اس میں کشش رہتی بھی کیسے دھکوں تکلیفوں نے اسے جکڑ رکھا تھا.

اپنے قلعے نما سٹیٹ کے زیر زمین خفیہ طور پہ بنائے گئے تہہ خانے شہباز اسلحہ اور نشہ آور چیزوں کو سٹور کرنے کے لئے استعمال کرتا تھا.

پرانے زمانے میں وہ جگہ قیدیوں کے لئے بنائی گئی تھی. اس کے راستے کسی گورکھ دھندے کی مانند تھے.

اگر کوئی اس جگہ سے واقف نا ہوتا تو وہیں کھو جاتا.

کسانڈرا جو کہ اپنی قومی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتی تھی اسے بھی وہیں قید کیا گیا.

مہینے گزر گئے اس نے سورج کی روشنئ نا دیکھی. اس کا سفید جسم ایسا ہو چکا تھا جیسے اس میں خون نا ہو.

وہاں وہ صرف پانی کے گرتے قطروں کئ آواز سن پاتی.

ٹپ...ٹپ کرتے گرتے وہ قطرے اسے پاگل کر دیتے تھے.

پھر وہ وہاں گھومنے والے حشرات کی آواز بھئ پہچاننے لگی.

جب بھی شہباز اسے اپنئ ہوس کا نشانہ بنانے آتا تو وہ سہم کر ایک کونے میں چھپ جاتی.

وہ اپنئ بیوی کی ہی طرح اسے بھی تشدد کا نشانہ بناتا اور پھر اپنئ ہوس کا.

گزرتے وقت کے ساتھ وہاں اس کے ساتھ ایک اور لڑکی قید کر لی گئ.

اور پھر شہباز کے سر پہ وہ وحشت ایسی چھائی کہ وہاں کئ لڑکیاں قید میں رکھ لی گئیں.

جو محض اس کی وحشت کی تسکین کے لئے تھی.

انہیں مختلف قسم کی بیڑیوں سے باندھا گیا تھا.

کسانڈرا اب کچھ کچھ اردو بول سکتی تھی اور وہ اسے اچھے سے سمجھ پاتی تھی.

اس کے بعد لائی جانے والی لڑکی جس کا نام عامرہ تھا وہ اس سے باتیں کرتی تھیں.

جیسے ہی شہباز کے قدموں کی آواز سنتیں سب سہم جاتی.

کسانڈرا کی حالت بہت خراب تھی عامرہ جانتی تھی کہ وہ کچھ وقت کی مہمان ہے.

وہ اسے ہمت دینے کی کوشش کرتی لیکن وہ دونوں جانتی تھیں کہ سب بیکار ہے.

اس کئ کمزوری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ پریگننٹ ہو چکی تھی.

لیکن شہباز پھر بھی اس پہ اسی طرح ظلم کرتا.

اسے اس بچے سے کوئی واسطہ نہیں تھا.

اس کے پاس ایک جائز وارث تھا تو وہ ایک غلام کے بچے کی پرواہ کیوں کرتا.

کمزوری تکلیف اور کھانے پینے کئ کمئ کے باعث وہ ڈھانچہ بن چکی تھی.

ایسی حالت میں بھی اسے اپنے ہونے والے بچے کی فکر تھی.

وہ نہیں جانتے تھے کہ کب رات ہے اور کب دن.

آخر جب اس بچے کی ولادت کا وقت آیا تو وہاں اسی کی طرح قید باقی لڑکیوں سے جو بن پایا وہ کیا.

لیکن وہ ایک خوبصورت نیلئ انکھوں والئ بچی کی پیدائش کے ساتھ ہی چل بسی.

وہ تو اسے نظر بھر کر دیکھ بھی نا پائی تھی.

لیکن آخر اسے اس قید سے ہمیشہ کے لئے آزادی مل گئ.

لیکن اس دشت ظلمات میں ایک قیدی نے رہائی پائی تو ایک اور ننھی سی قیدی نے جنم لیا.

عامرہ اسے گود میں اٹھائے نجانے کب تک روتی رہی.

اپنی ماں کی طرح ہی نیلی انکھوں کی حامل وہ بھی مسلسل روئے جا رہی تھئ.

شاید وہ اپنی ماں کو پکار رہی تھی.

اس دن شہباز جب وہاں آیا تو اس نے اس روتئ بچی کو ایسے کراہت سے دیکھا جیسے وہ کوئ گندی چیز ہو.

جب اس کے مسلسل رونے اور کسانڈرا کی لاش سے اٹھتی بدبو نے اسے تنگ کیا تو وہ اپنے باڈی گارڈ کو انہیں وہاں سے لے جانے کا حکم دینے لگا.

جو کہ اس قید خانے کے دروازے کے باہر ہی موجود تھا.

وہ کسانڈرا کئ لاش کو کندھے پہ ڈالتا اس بچی کو بے دردئ سے پکڑتا وہاں سے چلا گیا.

...

نو سال کا ھاد اب اکثر اپنے باپ کے آفس میں پایا جاتا.

وہ اپنے باپ کے آدمیوں کو کروڑوں روپے کا بھتہ اور تاوان اسے جمع کرواتے دیکھتا.

شہباز اپنی دنیا کے دروازے ایک ایک کر کے اس پہ کھول رہا تھا.

تاکہ وہ مستقبل میں اس کا ساتھی بن سکے.

پہلی سیکھ جو ھاد کو دی گئی وہ احتشام کے ماں باپ کو قتل کر کے کسی کو معاف نا کرنے کی تھی.

اب وہ اسے باقاعدہ تربیت دے رہا تھا.

اگر کوئی اور ہوتا تو فواد یقینا عمر کی طرح اسے بھی راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا.

وہ اسے ڈھونڈ تو نہیں پائے لیکن فواد اپنی اجارہ داری قائم کرنے میں کامیاب رہا.

لیکن سے ھاد جیسے نو سال کے بچے سے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا تھا.

وہ اپنی بیمار زہنیت کو شہباز پر تھوپ چکا تھا. اور اب وہ اس کی مٹھی میں تھا.

وہ دونوں ایک ٹارچر ہاؤس بنا رہے تھے.

جس کی سربراہی فواد خود کرتا تھا.

نامور سیاستدانوں سے لے کر برنس مین اور کوئی معمولی شخص بھی وہاں کا قیدی تھا.

کنٹریک کے ذریعے وہ ان لوگوں کو اغواء کرتے اور پھر فواد ان کو شدید ٹارچر کا نشانہ بناتا.

اخر میں انہیں مار کر جلا دیا جاتا.

اسے لوگوں کی چیخوں سے سکون حاصل ہوتا تھا اور انہیں ٹارچر کر کے وہ راحت کی نیند سوتا تھا.

ھاد کافی دیر تک اپنے باپ کے آفس بیٹھا رہا جب کافی دیر تک وہ نہیں آیا تو آفس میں بنی کھڑکی سے وہ باہر دیکھنے لگا.

ہمیشہ کی طرح پہرے دار ہتھیار اٹھائے گشت کر رہے تھے.

اس نے باہر جانے کا فیصلہ کیا جب ہوا میں کسی کی چمڑی کے جلنے کی بدبو محسوس کی.

وہ اسی سمت بڑھنے لگا. کافی فاصلہ طے کر کے وہ ایک دم رکا.

اس سے کچھ فاصلے پر ہی اسی انسان کی جلایا جا رہا تھا.

وہ عورت تھی یا مرد ھاد سمجھ نہیں پایا.

لیکن شاید وہ زندہ نہیں تھا کیونکہ اس جلتے شریر وہ کوئی ہلچل نہیں تھی.

اس کا باپ اپنے دو آدمیوں کے ساتھ وہیں کھڑا تھا.

پاس ہی موجود کچھ لوگوں کو وہ وہاں موجود گڈھے کا منہ کھولنے کی تلقین کر رہا تھا.

وہ لوگ جلدی نے مٹی کھود رہے تھے.

ھاد نے اس جگہ کئ لاشوں کو مشترکہ طور پہ پھینکتے دیکھا تھا.

وہ وہاں سے پلٹنے لگا جب اسے کسی بچے کے رونے کی آواز آئ.

وہ دوبارہ اس طرف متوجہ ہوا.

مٹی کھودتے ہوئے لوگوں سے کچھ دور ایک کمزور سا بچہ رو رہا تھا.

کچھ مٹی اڑ کر اس پہ بھئ گر رہی تھی.

شہباز اسے بھی اسی گڈھے میں دفن کرنے کا ارادہ رکھتا تھا.

ھاد کے قدم خودبخود اس ننھی جان کی طرف بڑھے.

شہباز نے اپنے تیزی سے چلتے بیٹے کو دیکھا.

وہ اسے روکتا اس سے پہلے ہی گندے سی کپڑے میں لپٹی وہ بچی ھاد کی گود میں تھی.

اس نے پہلی بار کسی اتنے چھوٹے سے بچے کو دیکھا تھا.

وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا.

ھاد یہ مجھے دے دو.

شہباز نے وہیں کھڑے اسے ک

وہ ایسے کہ رہا جیسے وہ کوئی بچہ نہیں بلکہ کوئی کمتر چیز ہو.

ھاد اپنے باپ کی بات کے برخلاف وہیں کھڑا رہا.

کون ہے یہ سر؟ اور آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے.

وہ جانتا تھا کہ اس بچی کے ساتھ کیا ہونے والا ہے لیکن یہاں انجان بننا بہتر تھا.

تمہیں اس سے کوئی واسطہ نہیں ھاد.

شہباز گرج کر بولا اور اس کی گود سے بچی کو اچک لیا.

کیا یہ کسی دشمن کی بیٹی ہے؟ احتشام کی بہن کی طرح؟

نہیں....

شہباز نے بس اتنا ہی کہنا بہتر جانا.

وہ اس چھوٹے سے بچے کی چبھتی نظروں کا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا.

تو پھر اسے مجھے دے دیں.

اس کی بات پر شہباز سمیت باقی لوگ بھی اسے دیکھنے لگے.

شہباز کی بات کو کاٹنے کی جرأت کبھی کسی نے نہیں کی تھی.

آپ نے کہا تھا میں اپنی برتھڈے کے لئے جو چاہوں مانگ سکتا ہوں.

اور مجھے یہ چاہئیے.

ھاد نے فورا ہی اپنی بات جوڑی تھی.

شہباز نے کچھ دن پہلے ہی سب کے سامنے یہ اعلان کیا تھا.

وہ جانتا تھا کہ ھاد جیسا ذہین بچہ کوئی بات نہیں بھولتا.

اور اب وہ اپنے آدمیوں اور خاص طور پہ اپنے وارث کو انکار کر کے جھوٹا ہونا نہیں چاہتا تھا.

تم اس کا کیا کرو گے؟

اس نے ناگواری سے پوچھا.

وہ دونوں ایسے بات کر رہے تھے جیسے وہ انسان نہیں کوئی چیز ہو.

مجھے بڑے ہونے کے بعد ایک نوکرانی کی ضرورت پڑے گی.

وہ تحمل سے کندھے آچکا کر کہنے لگا.

باقیوں کے ساتھ ساتھ شہباز بھی اس کی بات پہ حیران ہوا.

تم جب چاہو نوکر رکھ سکتے ہو پھر اسے اپنے گلے کیوں باندھنا چاہتے ہو.

اس کی بات پہ وہ ایسے مسکرایا جیسے جو وہ جانتا ہو کوئی اور نہیں جانتا.

مجھے وفادار غلام چاہئیں ہوگے. جیسے آپ کے ہیں.

لیکن وفاداری تلاش کرنا مشکل ہے.

احتشام کی طرح یہ بھی میری شکر گزار ہو گی اور وفادار بھی.

اس نے اپنا سر بلند کر کے کہا.

آخر وہ اس کا ہئ بیٹا تھا. اپنے باپ کی نس نس سے واقف تھا.

شہباز نے اس بچی کو ھاد کو سونپ دیا.

اس کی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک تھی.

آخر وہ ھاد کو اپنے جیسا بنانے میں کامیاب ہو رہا تھا.

ھاد اسے تھامے اپنئ ماں کے پاس لے گیا. جو اس وقت احتشام کو پڑھا رہی تھی.

احتشام اس کے ہاتھ میں پکڑی بچی دیکھ کر بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا.

جو کہ ابھی تک رو رہئ تھی.

گڑیا....میری گڑیا....

احتشام نے اسے ھاد کی گود سے لینا چاہا تو اس نے اسے ایک طرف کر لیا.

یہ تمہاریٔ نہیں میری ہے.

اتنے عرصے میں احتشام اپنی بہن کو بھول نہیں پایا تھا.

لیکن ہاں وہ سب کے چہرے ضرور بھول چکا تھا.

لیکن ہم اسے شیئر کر سکتے ہیں'

اس ے جہرے پہ آئی اداسیٔ دیکھ کر ھاد نے اسے احتشام کی گود میں ڈال دیا.

صدف بو پریشان بیٹھی سب دیکھ رہیٔ تھی

ایک دم اپنے حواس میں آئی.

اس نے قریب جا کر بچی کو اپنیٔ گود میں لیا.

جو کہ بھوک کی شدت سے بلک بلک کر رو رہی تھی.

وہ اس ننھے وجود کو گود میں ہلانے لگی.

اور اس حصے میں بنائۓ کچن کی طرف بڑھنے لگی.

دروازے کے باہر کھڑے دو باڈی گارڈ فورا اس کے پیچھے چل پڑے.

اسے نہیں پتا تھا کہ وہ کون تھی کہاں سے آئی تھی.

لیکن یہ صاف ظاہر تھا وہ ایک نومولود بچی تھی.

نجانے اب اس جلاد نے کس کو اجاڑا تھا.

وہ ان باڈی گارڈز میں سے ایک کو سامان کی لسٹ لکھوانے لگی. جو کہ کسے فوریً طور پہ اس بچی کے لئے چاہئیے تھے.

اور خود چھوٹے سے چمچ سے اسے دودھ پلانے لگی.

...

حورین بار بار ھاد کو کن اکھیوں سے دیکھتی جو کہ اسے ہی گھور رہا تھا.

باغیچہ میں موبود آٹومیٹک سسٹم کی وجہ سے فوارے کئ صورت میں پودوں کو پانیً ملتا رہتا تھا.

لیکن وہ پائپ پکڑے ایک ہی جگہ کھڑی تھی.

ڈارلنگ یہ چاولوں کا کھیت نہیں...

ہوں....

اس کی بات پہ وہ کیاریوں کی طرف متوجہ ہوئی جو پانی سے بھر چکی تھیں.

تو وہ فوراً پائپ بند کر کے اسے اس کی جگہ پہ ٹانگنے لگی

اور پھر اپنے ہاتھ دھونے لگی.

جیسے ہی وہ ہاتھ دھو کر پلٹی ھاد اس کے بے حد قریب کھڑا تھا.

تم نے بتایا نہیں....

وہ اس کے بالوں کی لٹ کو پکڑ کر انہیں مسلنے لگا.

کک...کیا.

وہ اس کے چوڑے سینے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی.جس میں وہ مکمل طور پر جھپ سکتی تھی.

وہ ایک قدم اور اس کے قریب آیا تھا.

تمہیں چلی کیسی لگی....

وہ اس کے سکارف سے بندھے ہوئے بالوں کو آزاد کرنے لگا.

اور حورین اپنئ دھڑکن بڑھتی ہوئی محسوس کرنے لگئ.

وہ اپنا سر مزید جھکا کر مسکرانے لگئ.

کبھی وہ خوف سے ایسا کرتی تھی اور اب شرما کر...

اسے پرسوں رات یاد آئی جب ھاد نے دو گھنٹے لگا کر اس کے لئے چلی بنائی تھی.

وہ ایک دم ویسی تو نہیں تھئ جیسی اس کی ماما بناتی تھی.

لیکن پھر بھی کافی اچھی تھی.

لیکن وہ یہ بات ھاد کو بتانے والی نہیں تھی.
کیونکہ اسے وہ اس کے ہاتھ سے دبارہ کھانی تھی.
بب.....بہت.....فف.....فضول

ھاد جو کہ اس کے بالوں سے سکارف اتار کر اب انہیں اس کے کندھے پر بکھیر رہا تھا ایک دم رکا.
فضول.....
وہ چہرہ جھکائے مسکرا رہی تھی. اور ہنسئ دبانے کے لئے اپنا ہونٹ چبانے لگی.
ایسا نہیں تھا کہ ھاد کو اس کا یہ انداز پسند نہیں آیا لیکن اس نے اپنئ زندگی میں کبھی ایسے کسئ کو تنگ نہیں کیا تھا.
ھاد نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے انگلیاں اٹکا کر اسے کا چہرہ اوپر اٹھایا.
اس کے چہرے کئ سنجیدگئ اور قربت سے حورین کی مسکراہٹ کہیں اڑ گئ.
کافی دئر وہ اسے ایسے دیکھتا رہا اور حورین اپنے ہاتھ آپس میں رگڑنے لگی.
وہ اپنا چہرہ اس کے کان کے قریب لے گیا.

اگر ایسا ہے تو پھر تو مجھے تب تک کوشش کرتے رہنا چاہئیے جب تک تمہیں وہ پسند نا آئے.

وہ یہ کہتا اپنا چہرہ اس کے سامنے لے گیا.

اس کے چہرے پہ آہنی مسکراہٹ پھیلئ تھی.

اسے مسکراتا دیکھ کر وہ دبارہ مسکرا اٹھئ.

وہ ابھی بھی ایک ہاتھ میں اس کا سکارف جبکہ دوسرے میں اس کا چہرہ تھامے تھا.

کبھی وہ لڑکی اس کے سائے سے بھی ڈرتی تھی لیکن اب وہ اس کی قربت سے سرشار ہوتی تھی.

وہ اپنا انگوٹھا اس کے لبوں پہ نرمی سے پھیرنے لگا.

اس کے ان نشانات نے ہئ ھاد کو پہلئ بار میں اپنا گرویدہ بنا لیا تھا.

حورین بار بار اس کی طرف دیکھتی لیکن اس کی نظروں کئ تاب نا لا کر پھر سے اپنئ نظریں جھکا لیتی.

نجانے وہ کب تک ایسے ہی کھڑے رہے.

اس کی تیز ہوتئ سانسیں تب ایک دم تھک گئیں جب وہ اس پہ مزید جھکنے لگا.

جب ھاد اس کی سے صرف ایک بال کی مسافت پہ تھا تو حورین ایک دم عامرہ کی آواز سے چونکی .

اوہ...ایم سو سوری....

وہ ڈش میں ریفریشمنٹ سجا کر لا رہی تھی جب انہیں اتنا قریب دیکھ کر گھبرا گئی.

حورین شرمندگی سے سرخ ہوتئ ایک طرف سے کھسک کر جلدی سے اندر بھاگی.

اسے لگا اب وہ کبھئ عامرہ کا سامنا نہیں کر پائے گی.

اور اگر ایسا کرنا پڑا ہو پہلے اسے پلاسٹک سرجری کرانی ہوگی.

تاکہ وہ اسے پہچان نا پائے.

شرمندگی سے جلتا اپنا سرخ چہرہ چھپائے وہ کمرے میں گھس گئی.

جب کہ ھاد سے بچنے کے لئے عامرہ بھئ فورا کھسک گئی.

اسے عامرہ کئ مداخلت ناگوار گزرئ تھی.

وہ ہاتھ میں تھاما حورین کا سکارف اپنے چہرے کے قریب لے گیا اور اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا.

***

شہباز توقیر پہ سخت نظر رکھوا رہا تھا.

سالوں کی محنت کے بعد وہ شہباز کے خلاف کچھ ثبوت اکٹھا کرنے میں کامیاب رہا تھا.

اسے ہر موقع پہ روکا گیا اور اس کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی گئی.

اس بات کی خبر شہباز کو بھی مل گئی تھی.

اس نے توقیر کو کئی جگہ روکنا چاہا پر وہ نہیں مانا.

اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس ابھی تک زمین میں چھ فٹ نیچے ہوتا.

توقیر کو رسی اب کسنے کا وقت آ چکا تھا.

وہیں توقیر بھی جانتا تھا کہ اس کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے.

شہباز کے ظلم کی داستانیں اس سے ڈھکۓ چھپی نہیں تھیں.

کیسے ایک رات میں ہیؑ خاندان کے خاندان غائب ہو جاتے تھے وہ اچھے سے جانتا تھا.

اس دوران وہ ایک لڑکی سے محبت کی شادی بھیؑ کر چکا تھا.

رب پاک نے اسے ایک خوبصورت بیٹا عطا کیا تھا.

جس کا نام انہوں نے رباط رکھا.

وہ ابھی صرف دو سال کا تھا.

توقیر کو خود سے زیادہ ان دونوں کی فکر تھی.

اس کا والد پو پہلے ہئ صدف کی پریشانی سے اس جہاں سے کوچ کر چکے تھے.

توقیر نے اپنی بیوی اور بیٹے کو اپنے ایک دوست کی مدد سے لاہور بھیج دیا اور خود شہباز کے خلاف مقدمے کی تیاریٔ کرنے لگا.

کیپٹین عمر جو کے تین سال کے بعد اپنے وطن واپس آیا سب سے پہلے ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرنے پہنچا.

اب اسے واپس اپنے پہلے مشن پر لوٹنا تھا لیکن اس مشن کئ نوعیت اب قدرے بدل چکی تھی.

انہیں ان کے خبری سے اطلاع ملی تھی کہ شہبازاسے ہر جگہ ڈھونڈ رہا ہے.

اسئ وجہ سے اب وہ اس طرح سے شہباز کے گھر نہیں گھس سکتا تھا.

انہیں خبر ملی تھی کہ کسئ توقیر نامی شخص کے پاس شہباز کے خلاف کچھ مواد ہے.

اور عمر کو اسے بحفاظت اسلام آباد لانا ہو گا.

وہ اسیٔ شہر رہائش پزیر اپنیٔ بیویٔ بیٹے ضرار اور دوسرے گھر والوں سے ملتا کراچی روانہ ہو گیا.

لیکن وہ وہاں پہنچتا اس میں بہت دیر ہو گئ تھی.

توقیر کو رات کے وقت ثبوت سمیت اٹھا لیا گیا.

اور اب وہ دو رسیوں سے بندھا گرینڈ ہال کے وسط میں جھول رہا تھا.

وہیں اس سب سے انجان صدف تین بچوں کی اکیلی پرورش کر رہیٔ تھی.

ھاد اور احتشام بارہ سال کے ہو چکے تھے.

جہاں وقت کے ساتھ ان درمیان دوستیٔ گہری ہوتی گئ تھیٔ.

وہیں صدف یہ صاف محسوس کر سکتی تھیٔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ھاد کی انسانیت کہیں گم ہوتی جا رہیٔ ہے

اس کی آنکھیں باقی بچوں کی طرح چمک سے نہیں جھلملاتی تھیں.

بلکہ ان میں ایک طوفان تھا جو ایک دن سب کو تباہ کر دینے کی نوید سناتا تھا.

تین سال کی ماریہ بھی وہ طوفان محسوس کر سکتیٔ تھیٔ.

اسی لئے وہ ھاد سے زیادہ احتشام کی سنگت میں رہنا پسند کرتی تھی.

صدف اس وقت ماریہ کو نہلا کر کپڑے پہنا رہی تھی جب پانچ سال پہلے کی طرح اسے اور ھاد کو ساتھ چلنے کا بلاوا آیا.

شہباز کا پیغام سنتے ہی اس کا ہاتھ کانپنے لگے اور وہ وہیں بیٹھتی گئی.

نجانے آج کس کی موت آئی تھی. جس کے لئے وہ ان دونوں کو گواہ بنانا چاہتا تھا.

وہ ایک اور احتشام کو یتیم ہوتا نہیں دیکھنا چاہتی تھی.

لیکن وہ یہاں رہ بھی نہیں سکتی تھی آخر وہ تھی تو غلام تھی.

جو ابھی تک صرف اس لئے زندہ تھی کیونکہ شہباز اپنے اولاد کی پرورش ایک بہترین عورت کے ہاتھوں کرنا چاہتا تھا.

اور بلاشبہ صدف اس کے لئے بہترین تھی.

ان بارہ سالوں میں اس نے بہت برے وقت دیکھے تھے.

وہ سختی سے چہرے پہ آئے آنسو صاف کرنے لگی.

اور ماریہ کو گود میں لے کر کھڑی ہو گئی.

جب وہ کمرے سے باہر نکلی تو ھاد پہلے سے دیوار سے ٹیک لگائے اس کا انتظار کر رہا تھا.

اسے لگا شاید وہ خوفزدہ ہو. لیکن اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے عاری تھا.

اپنی بے پناہ کوششوں کے باوجود بھی وہ اسے تحفظ نہیں دے پائی تھی.

اس نے احتشام کو پکار کر ماریہ اس کے حوالے کی.

جو انگوٹھا منہ میں لئے اپنی بڑی بڑی نیلی آنکھوں سے ھاد کو تک رہی تھی.

وہ احتشام کو ماریہ کا دھیان رکھنے کی تلقین کرتی دوسری طرف بڑھنے لگی.

ھاد بھی اس سے کچھ فاصلے پہ چلنے لگا.

وہ ابھی سے اس کے کندھے تک آتا تھا اور جسمانی طور پہ بھی مضبوط تھا.

***

صدف جب اس ہال تک پہنچی تو اس کے پسینے چھوٹنے لگے.

نجانے اس کا دل کیوں پھٹا جا رہا تھا.

وہ ایسے محسوس کر رہی تھی جیسے اس کی زندگی ختم ہو رہی ہو.

جیسے کا سانس آہستہ آہستہ اور بہت بے دردی ھے روکا جا رہا ہو.

جیسے ہی ہال کے دروازے کھلے تو وجہ اس کے سامنے تھی.

وہ چلاتی ہوئی اندر بھاگی تھی جب توقیر کے قریب پہنچنے سے پہلے شہباز نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا.

وہاں موجود لوگ اسے نظر نہیں آ رہے تھے.

کچھ دکھ رہا تھا تو اس کا بھائی اس کا اکلوتا بھائی جو کہ سیلنگ سے لٹک رہا تھا.

اس کا چہرہ سوجھا ہوا تھا خون سے لت پت اس کا وجود دیکھ کر وہ تڑپ اٹھی تھی.

بھائی..... نہیں.... میرا بھائی.

اس کی آوازیں ہر سمت گونج رہی تھیں لیکن وہاں موجود ہر شخص دلچسپی سے وہ ڈرامہ دیکھ رہا تھا.

فواد بھی توقیر کو مے خون کا پیاسا قریب ہی کھڑا تھا.

شہباز نے اسے مضبوطی سے تھام رکھا تھا لیکن وہ مسلسل جھٹپٹا رہی تھی.

نہ.... نہیں... کچھ بھی کچھ بھی پر میرا بھائی نہیں شہباز ....

ٹسک... ٹسک.... ٹسک... میں نے تو اسے کتنی بار منع کیا تھا پر وہ نہیں مانا.

اس کی آواز میں غرور جھلک رہا تھا.

اور صدف کو اپنی سماعت میں گھلتی وہ آواز زہر لگی تھی.

وہ ایک دم پلٹی اور اس کے پیروں میں بیٹھ گئی.

مم....مجھے مار دوں پلیز....میری جان لے لو پر توقیر کو چھوڑ دو پلیز شہباز میں پاؤں پکڑتی ہوں تمہارے.

توقیر جو کہ اپنے حواس قائم نہیں کر پا رہا تھا صدف کئ چیخوں سے ہوش میں آیا.

صد...صدف.

وہ کراہتے ہوئے اس کا نام ادا کرنے لگا.

اس کی پریوں جیسی بہن کا کیا حال کر دیا تھا اس ظالم نے.

صدف...

وہ اس بار زور سے پکارا.

صدف اس کی آواز سے ایک دم پلٹئ.

بھائی آپ کو ...کک....کچھ نہیں ہو گا

مم....میں ہوں نا.

وہ جانتا تھا اب اس کا زندہ بچنا ناممکن ہے. اگر اسے اپنئ پرواہ ہوتئ تو وہ شہباز کے خلاف کبھی نا جاتا.

لیکن اسے خوشی تھی کہ اس سے پہلے وہ اپنی لاڈلی بہن کو دیکھ پایا تھا.

وہ اسے روکنا چاہتا تھا کہ اس فرعون کے سامنے نا جھکے لیکن اس میں اتنی بھی سقط باقی نا تھی.

اس نے سختی سے صدف کو بالوں سے کھینچ کر کھڑا کیا.

شہباز شہباز..... جو کرنا چاہو میرے ساتھ تم کر سک....سکتے ہو بس انہیں چھوڑ دو.

وہ اب ہچکیاں بھرنے لگی تھی.

توقیر یہ سب ہوتے دیکھ رہا تھا وہ اس کی بات پر ایک دم جھٹپٹایا لیکن سب بے سود.

شہباز....

وہ مسلسل اس کی منتیں کر رہی تھی. جب اس نے صدف کے ہاتھ میں کچھ تھما دیا.

صدف کو تو کسی چیز کی ہوش نہیں رہی تھی.

شہباز نے اس کا دھیان اس چاقو کو طرف کیا.

تمہارے پاس صرف ایک راستہ ہے صدف تمہیں اپنے بھائی کو خود قتل کرنا پڑے گا.

اس کی بات سے وہ یک دم پیچھے ہٹی اور چاقو ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا.

وہ حیرت کا مجسمہ بنی اسے دیکھ رہی تھی. وہ شخص کیا کہہ رہا تھا.

کیا اس نے صحیح سنا تھا.

مم.....میں.

ہاں تم.... وہ چلتا ہوا اس کے قریب آ کھڑا ہوا.

کیا ہے نا کہ میں کافی بور ہو رہا ہوں اور میرے آدمی بھی.

اس نے ہاتھ کے اشارے سے ادھر ادھر کھرے لوگوں کی طرف اسے متوجہ کیا.

جو کہ تب سے اس کو اب دکھے تھے.

میں ایسا کبھی نہیں کروں گی.

وہ پوری قوت سے چلائی تھی.

جب شہباز نے اسے بالوں سے دبوچا.

میری جان یہ تمہاری اور تمہارے بھائی کی سزہ ہے.

اگر تم اسے نہیں قتل کرو گی تو میں اسے بھوکے کتوں کے آگے ڈال دوں گا.

اس نے صدف کا رخ وہاں بندھے بھونکتے کتوں کی جانب کیا.

اب وہ پہلے کی مانند بہری نہیں رہی تھی بلکہ ان کی آواز سن سکتی تھی.

نن.... نہیں شہباز نہیں

وہ جانتی تھی شہباز ایسا ہی کرے گا.اس کا وجود بری طرح کانپنے لگا.

اوہ....یس.... تم ایسا ہی کرو گی...

کیا تم چاہتی ہو تمہارا بھائی تمہاری بے رحمی کی وجہ سے اتنی دردناک موت مرے.

وہ لگاتار اپنا سر انکار میں ہلا رہی تھی.

شہباز نے اب اس کا چہرہ توقیر کی طرف موڑ دیا.

دیکھو اسے.... کیا تم اسے نوچتے ہوئے کتوں کے سامنے دیکھ سکتی ہو.

وہ شیطان کی طرح اس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا.

وہ آنکھیں پھاڑے اپنے بھائی کو دیکھ کر رہی تھی.

جو اسے آنکھوں سے چاقو استعمال کرنے کا کہ رہا تھا.

یقین کرو صدف کیونکہ میرے لوگ تو یہ سب بہت انجوائے کریں گے.

پلیز....صدف...

اس کا بھائی کراہا تھا. وہ مزید تکلیف نہیں سہہ سکتا تھا. اس لئے صدف سے منت کر رہا تھا.

شہباز نے جھک کر وہ چاقو دبارہ اٹھایا اور صدف کو تھما دیا.

وہ اپنے بھائی کا دھندھلاتا عکس دیکھ رہی

جاؤ صدف.... اپنے بھائی کو آزاد کرو اس تکلیف سے.

وہ اپنئ کامیابی پہ مسکرانے لگا.

اس وقت وہ یا صرف اس کا اللہ جانتا تھا کہ کس کرب سے اس نے اپنا قدم اس کی طرف اٹھایا.

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے. وہ بےبس تھی. کیا کوئی اور راستہ نہیں تھا.

سر اگر آپ چاہیں تو اس غدار کو میں قتل کرنا چاہوں گا.

کسی کی آواز پہ وہاں گونجتے قہقہے تھمے تھے.

صدف نے اپنے پیچھے بے بسی سے دیکھا.

اسے ھاد کی موجودگی کا اب یاد آیا. لیکن وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی.

اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا.

بارہ سال کے بچے کی یہ بات سن کر سب حیران ہو گئے تھے. شہباز کے ساتھ فواد کو بھی گہرا جھٹکا لگا تھا.

کیا تم واقعی یہ کرنا چاہتے ہو.

شہباز نے سنبھلتے ہوئے پوچھا.

اگر آپ اجازت دیں.

اس کے تاثرات میں کچھ بھی ایسا نہیں تھا جس سے کوئی بھی اس کی سوچ سمجھ سکے.

اس نے اپنے تاثرات کو نارمل رکھنا شروع سے ہی سیکھ لیا تھا. وہ جانتا تھا کہ فواد بہت آسانی سے کسی کے بھی تاثرات پڑھ لیتا ہے.

اس لئے یہ پہلا سبق تھا جو اس نے خود کو سکھایا.

ھاد کو یقین تھا کہ اس کی ماں وہ چاقو خود کو مار لے گی. اور وہ اس سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا.

جہاں سب حیران تھے وہیں شہباز نے اپنے بیٹے کا سکہ جمانے کے لئے یہ موقع بہترین جانا.

اگر وہ واقعی توقیر کا قتل کر دیتا تو وہ سب سے کم عمر میڈ مین ہوتا.

ھاد کو گن دو.

شہباز نے اپنے آدمی کو کہا بو اس کے قریب ہی تھا.

اس نے اپنئ پسٹل نکال کر اسے پکڑا دی.

وہ دس سال کی شعر سے پریکٹس کر رہا تھا.

ھاد نے وہ گن مضبوطی سے تھام لی.

سب کی نظریں اسی پہ تھیں. سرگوشیوں میں باتیں ہونے لگی.

سب کو لگتا تھا وہ ایسا نہیں کر پائے گا.

فواد کو پہلی بار آنے والے طوفان کا احساس ہوا جو کہ ھاد کی صورت میں تھا.

وہ قدم بڑھاتا اپنئ ماں کے قریب چلا گیا اور اس کے ہاتھ سے چاقو تھام لیا.

وہ سب جانتے تھے کہ پہلی جان لینا مشکل ہوتا ہے. ہاتھ کانپتے ہیں.

لیکن وہ اپنئ آنکھوں پہ یقین نہیں کر پا رہے تھے کہ ھاد نے گن کئ جگہ چاقو کا انتخاب کیا.

وہاں موجود کئ لوگ چاقو کا استعمال کرنے سے ابھی بھی گھبراتے تھے.

کیونکہ اس سے مقتول اور قاتل کے درمیان ایک الگ رشتہ جڑتا تھا.

جہاں بندوق سے دوری سے ہی قتل کیا جا سکتا تھا وہیں چاقو سے یہ پرسنل نوعیت اختیار کر لیتا تھا.

وہ اب توقیر کے سامنے کھڑا تھا.

صدف ایک دم ہوش میں آئی تھی اور اپنے بھائی کی طرف لپکی.

توقیر آج بارہ سال بعد اسے دیکھ رہا تھا.

اسے آج بھی یاد تھا جب اس نے ھاد کو پہلی بار گود میں لیا تھا.

شاید ان کی قسمت میں ایسے ہی ملنا لکھا تھا.

اس نے سر کی جنبش سے ھاد کو اپنا کام ختم کرنے کا کہا.

اس نے چاقو زور سے اس کی گردن پہ رکھا اور بجلی سی تیزی سے پوری طاقت سے اس کا گلا کاٹ دیا.

ایک جھٹکے میں اس کا شہرخ کٹنے سے وہ فوراً مر گیا.

اس سے بتنا ہو سکا اتنی آسانی سے اس کی جان نکالی.

صدف کی چیخوں کے علاوہ ہر طرف سکوت تھا.

کوئی آنکھیں پھارے دیکھ رہا تھا تو کوئی منہ کھولے.

وہیں شہباز مغروریت سے ھاد کو دیکھ رہا تھا.

جو وہ بھی نہیں کر سکتا تھا ھاد نے اسے باآسانی کیا تھا.

توقیر کا خون کسی فوارے کی مانند اس پہ پڑ رہا تھا.

اس کا چہرہ کپڑے ہاتھ سب اس میں رنگ گئے تھے.

صدف قریب ہی گری چیخ رہی تھی. وہ اپنے بال نوچنے لگی.

آج اس نے اپنے بھائی کے ساتھ اپنا بیٹا بھی کھو دیا تھا.

کچھ ہی دیر میں وہ بیہوش ہو گئی.شاید اگر وہ تب مر جاتی تو ہی بہتر تھا.

ھاد پر سکون اپنے باپ کے پاس آیا اور چاقو اس کی طرف بڑھا دیا.

یہ اپنے پاس رکھو... تم نے مجھے خوش کیا ہے تمہارا اس پہ پورا حق ہے.

ھاد نے وہ چاقو خاموشی سے اپنئ پینٹ سے صاف کیا اور پھر پیچھے بیلٹ کی مدد سے اٹکا لیا.

یہ جام میرے بیٹے کے نام.

ایک لڑکی شہباز کے پاس شراب کا پیالہ لائی.

شائد وہ اس کئ بہت وحشیاؤں میں سے ایک تھی.

سب خوشی اور حیرت سے ایک دم چلائے تھے.

اس کی ماں کے بیہوش وجود کو ایک باڈی گارڈ اٹھا کر لے گیا.

جبکہ دو لوگوں نے توقیر کی لاش کو آزاد کروایا اور کتوں کے آگے ڈال دیا.

میں اپنے آدمیوں کو اتنے اچھے شو سے محروم کیسے رکھتا.

وہ شراب پیتے ہوئے ھاد کو کہنے لگا.

جبکہ اس کی نظریں ان کتوں پہ مرکوز تھیں.

وہیں فواد اسے جانچنے کی کوشش کر رہا تھا.

لیکن ناکام رہا.

***

ھاد کے اندر سے جہاں انسانیت کی آخری کڑی ٹوٹ گئی تھی وہیں صدف نے خود کو اس سے دور کر لیا

وہ احتشام اور ماریہ کے ساتھ وقت گزارنے لگی.

اس واقعے نے اس پہ گہرا اثر چھوڑا تھا.

وہیں شہباز ھاد کو اب زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ رکھتا.

اسے ایک اسیسین کی تربیت دی جا رہی تھی.

جن کا کام ہی قتل و غارت تھا.

ھاد اپنے احساسات سے کنفیوز ہو رہا تھا.

یہ سچ تھا کہ اس وقت اس نے اپنی ماں کو اس تکلیف سے بچانے کے لئے ایک دم وہ فیصلہ کیا.

لیکن جیسے ہی اس نے اس شخص کا گلا کاٹا اور اس کے خون نے اسے بھر دیا.

ھاد نے اپنے اندر ایک سکون سا محسوس کیا. جو اسے اور کسی طرح نہیں ملتا تھا

کیا وہ پاگل تھا؟

وہ آئینہ کے سامنے کھڑا اپنا عکس دیکھ رہا تھا.

اس وقت اس کا دل اس خون کو دیکھ کر کیسے دھڑکنے لگا تھا.

شاید شبید جیسے کوئی نشئی اپنا نشہ حاصل کرنے کے وقت محسوس کرتا ہے اس نے بھی وہی محسوس کیا تھا

وہ باقیوں سے الگ کیوں تھا. احتشام تو ایسا نہیں تھا وہ تو چوٹ لگنے سے روتا تھا.

جبکہ ھاد اکثر اپنا بہتا خون دیکھنے کے لئے خود کو جان بوجھ کر چوٹ لگاتا تھا.

لیکن اس نے یہ توقیر کے قتل کے بعد چھوڑ دیا.

اس نے باتھروم میں چھپایا وہ چاقو نکالا اور اسے دیکھنے لگا.

جو سکون اسے قتل کرنے میں اس کی جان نکالنے میں آیا تھا وہ مزہ خود کو تکلیف دینے میں کہیں نہیں تھا.

آج اس نے قبول کر لیا تھا کہ وہ الگ تھا. اس نے اپنے آپ کو جان لیا تھا.

وہ اب خود کو پہچانتا تھا

یہ اس کی زندگی تھا اس کے جینے کے لئے ضروری.

لیکن اس کے اندر کا بچہ کہیں نہ کہیں ان احساسات سے ڈرتا تھا.

وہ کسی منشیات کے عادی کی طرح تھا. اور اسے اپنا نشہ پورا کرنا ہی تھا.

...

آج وہ چودہ سال کا تھا اسے فواد اور شہباز کے ساتھ ٹارچر ہاؤس جانا تھا.

وہاں بڑے بڑے جانے کا حوصلہ نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اپنے آپ میں ایک الگ انرجی محسوس کر رہا تھا.

وہ اس جگہ جانے کے لئے بے قرار تھا.

اس کی لوکیشن خوفیا تھی.

شہباز اور فواد یا اس کے خاص لوگوں کے علاوہ وہ جگہ کوئی نہیں جانتا تھا.

ھاد چونکہ اس کا بیٹا تھا اس لئے اس کی انکھوں پہ پٹی نہیں باندھی گئ.

وہ ویرانے میں ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے رکے.

ان دونوں کی طرح وہ بھی کار سے نکل آیا.

اس گھر کے باتھروم میں ایک خوفیا جگہ تھی.

وہاں فرش میں بنا چھوٹا سا دروازہ ایک سرنگ میں کھلتا تھا.

سرنگ میں بنی سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک اور دروازہ کے سامنے آئے.

جو کہ لاک تھا. فواد نے اس کا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا.

جیسے ہی وہ دروازہ کھلا لوگوں کی دردناک چیخیں ان کی سماعتوں سے ٹکرائیں.

چھوٹے پنجرے نما سلاخوں کے پیچھے لوگ قید تھے.

وہ فواد اور شہباز کے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے کے باہر پہنچا.

فواد کو دیکھ کر سب خاموش ہو گئے اور سلاخوں سے دور ہٹنے لگے.

کمرے کو اندر سے ایک شخص نے کھولا اور ان تینوں کو اندر آنے کا راستہ دینے لگا.

اس کے ہاتھ میں چمکتی انگوٹھی پہ ھاد کی نظر پڑی جو کہ دو سر والے سانپ کی وانند بنی تھی.

اگلے ہی لمحے اس کی توجہ کمرے میں بندھے شخص پر پڑی.

وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا.

کسی نے اس پہ ٹارچر کر کے قتل کرنے کے کافی پیسے دیے تھے.

شہباز کے بتانے پر اسے پتا لگا کہ وہ ایک مشہور بزنس مین ہے.

اس کے منہ سے دانت نکال لئے گئے تھے.

اور ناخن بھی اکھاڑ لئے گئے تھے. چہرے سے اسے پہچانتا تو ناممکن تھا.

اس جگہ پہ کافی ٹھنڈک تھی خون کے بہہ جانے اور ٹھنڈک سے اس کا جسم نیلا پڑ چکا تھا.

فواد نے اپنئ جیکٹ اور پھر اس کے خون سے بچنے کے لئے اپنی شرٹ بھی اتار دی.

شاید وہ اب اس کا کام ختم کرنے والا تھا.

ھاد کا دل چاہا کہ وہ اسے ہٹا کر خود اس شخص کا خون بہائے لیکن وہ خود کو ضبط کرنے لگا.

کمرے کا دربہ حرارت بھئ اب نارمل کیا جا رہا تھا.

فواد کی بازو پہ بنا ٹیٹو ھاد نے پہلی بار دیکھا تھا.

دو سر والے سانپ نے ایک عورت کا چہرہ جکڑ رکھا تھا. وہ مزید غور سے دیکھتا اس سے پہلے اس شخص کی چیخوں نے ھاد کو متوجہ کر لیا اور وہ اس ٹیٹو کو سرسری نگاہ سے دیکھ کر اس شخص کی طرف متوجہ ہو گیا.

فواد اسے بنا کوئی موقع دیے چہرے پر پہ درپے وار کر رہا تھا.

جب وہ شخص ہوش سے بیگانہ ہونے لگا تو فوہد کچھ وقت کے لئے لگ گیا.

وہ فواد کے اندر وہی پاگل پن دیکھ سکتا تھا جو کہ وہ روز اپنئ آنکھوں میں دیکھتا تھا.

وہ دونوں ایک جیسے تھے خون کے پیاسے.... اپنی جنونیت میں پاگل.

اس شخص کی شاید زبان کاٹ لی گئی تھی کیونکہ وہ کچھ بول نہیں پا رہا تھا.

کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں آنے لگا تو فواد نے قریب رکھا پائپ اٹھایا اور اس کی گردن کے آر پار کر دیا.

کچھ ہی دیر میں وہ شخص اپنے ہئ خون سے سانس رکنے کی وجہ سے مر گیا.

کیا تمہیں یہ اتنا لمبا کھینچنے کی ضرورت تھی؟

شہباز فواد کو غصے سے کہنے لگا.

مجھے اور بھی بہت کام ہوتے ہیں.

آہ.... مجھے لگا ھاد یہ شو انجوائے کرے گا.

وہ اپنی شرٹ پہنتے ہوئے کہنے لگا. ھاد جو کہ اتنے غور سے بہتا ہوا خون دیکھ رہا تھابس کندھے آچکا کر پلٹ گیا.

...

آدھی رات کا وقت تھا شہباز اور فواد بار میں بیٹھے شراب پی رہے تھے.

صدف جب سے کچھ سنبھلی تھی وہ ھاد کو دوبارہ زندگی کی طرف لانے کی کوشش کر رہی تھی.

آخر وہ اس کی اکلوتی اولاد تھی. وہ اس کی حفاظت نا کر پانے کا ذمہ دار خود کو سمجھتی تھی.

جانتی تھی کہ ھاد نے سب اسی کے لئے کیا.

ویسے بھی اب جب وہ دبارہ ماں بننے والی تھی تو وہ اس واقعے کو بھول جانا چاہتی تھی.

اسے کچھ دن پہلے ہی اس بات کا یقین ہوا تھا لیکن شہباز ابھی تک اس بات سے انجان تھا.

وہ اس انتظار میں تھی جب وہ اپنا ظلم ڈھانے آئے گا تو اسے باخبر کر دے گی.

تمہاری بیوی ھاد کو تمہارے خلاف کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے.

فواد شہباز کو اس کے خلاف بھڑکا رہا تھا.

وہ کچھ بھی کر لے اس کا کوئی فائدہ نہیں.

شہباز نے گلاس سائیڈ پہ رکھتے ہوئے کہا.

کیا تم اس کی بےوفائی بھول گئے؟

کیسے اس نے تمہاری پیٹھ پیچھے عمر سے تعلقات قائم کی.

اس بات پہ وہ اشتعال میں آکر سرخ آنکھوں سے فواد کو دیکھنے لگا.

تمہارا بیٹا اب بڑا ہو چکا ہے شہباز تمہیں اب اس عورت کی ضرورت نہیں.

جانتے ہو سب لوگ تمہاری پیچھے تمہارا مزاق اڑاتے ہیں کہ تمہاری بیوی اتنا کچھ کر گئی لیکن تم اس کے غلام کچھ بھی نا کر پائے.

وہ آگ کو ہوا دینے میں کامیاب رہا . شہباز نے زور سے گلاس زمین پر پٹکا اور لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہو گیا.

اور پھر نجانے اس نے کیسے اپنے بھائی تک تمہارے خلاف ثبوت پہنچائے....

تم صحیح کہتے ہو اس عورت کو تو مجھے تبھی ختم کر دینا چاہئیے تھا. میں اسے زندہ گاڑھ دوں گا.

مجھے نہیں لگتا تم یہ کر سکتے ہو. وہ کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا.

تمہیں غلط لگتا ہے.... میں اس کا گلا کاٹ دوں گا.

ہمم.... اگر حاد کو پتا لگ گیا تو کہیں وہ تمہارے خلاف نا ہو جائے.

اس کی بات پہ شہباز کے بڑھتے قدم ایک دم رک گئے.

اور وہ تمہیں اپنی باتوں میں بھی لے سکتی ہے. وہ سرسری انداز میں کہنے لگا.

میری مانو تو اسے میں ٹھکانے لگا دوں گا. اس طرح وہ تمہیں اپنی باتوں میں نہیں لے پائے گی.

شہباز واپس کرسی پر بیٹھ گیا اور کچھ دیر تک سوچتا رہا.

اگلے ہی لمحے وہ صدف کو لانے کا حکم صادر کر رہا تھا.

آدھی رات کے وقت اس کے دروازے کو کھٹکھٹایا گیا.

وہ خوف سے ایک دم اٹھ بیٹھی.

دوسری بار پہ بھی اس نے دروازہ نا کھولا.

وہ جانتی تھی کہ یہ کوئی خیر کی خبر نہیں ہو سکتی.

اگلی بار اس کا دروازہ کسی نے کھولا اور اب وہ شخص اس کے سامنے تھا.

آپ کو شہباز صاحب نے اپنے آفس بلایا ہے.

کک.... کیوں.

اس بارے میں مجھے کوئی خبر نہیں پر آپ کو ساتھ چلنا ہو گا.

وہ سوئی ہوئی ماریہ کو دیکھتا اسے گن دکھانے لگا.

مطلب صاف تھا کہ اگر وہ نہیں گئی تو ماریہ کو مار دیا جائے گا.

وہ اپنا ڈوبٹہ اپنے گرد کستی اٹھ کھڑی ہوئی.

ٹانگیں مسلسل کانپ رہی تھیں. اسے لگ رہا تھا جیسے اس کے آخری لمحات آ گئے ہیں.

ھاد کے کمرے کی باہر وہ رکی تھی لیکن اس شخص نے اسے گن کی پشت سے دھکا دیا اور وہ آگے چل دی.

اس کے آفس تک پہنچتے ہوئے اب تک کی ساری زندگی کسی فلم کی طرح اس کی نظروں کے سامنے سے گزری تھی.

اس کا بچپن اس کی کالج لائف... وہ لمحہ جب اس نے پہلی بار اپنے شوہر کا ہاتھ تھاما.

شہباز کا اسے چاہنا اور پھر اس کا زوال.

اس کی آنکھوں سے کب آنسو گرنے لگے صدف کو احساس بھی نا ہوا.

رات کی خاموشی میں اس کی سسکی گونجی تھی.

اس کے آفس کا دروازہ سامنے تھا. وہ کیا سے کیا بن گئی تھی.

آفس میں فواد اور شہباز دونوں موجود تھے.

اسے فواد سے گھن آتی تھی.

ہمیشہ کی طرح وہ اسے نظر انداز کرتی اندر داخل ہوئی.

شہباز کے اشارے پہ وہ اس کے سامنے جا بیٹھی.

صدف.... میں نے تمہارے لئے اتنا کچھ کیا لیکن تم نے کبھی مجھ سے محبت نہیں کی.

وہ نشے میں تھا صاف ظاہر ہو رہا تھا.

صدف خاموش رہی وہ واقعی اس سے اب محبت نہیں کرتی تھی.

اس کی خاموشی سے شہباز کی پیشانی پہ بل پڑنے لگے.

تم نے مجھے دھوکا دیا.

وہ غصے سے غرایا....

شہباز.... مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے..

خاموش..... تم اس بار کچھ نہیں کر پاؤ گی کچھ بھی نہیں ....

لیکن شہباز....

ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ اس نے سامنے پڑا لیمپ اس کے سر پہ دے مارا اور وہ فوراً ہوش سے بیگانی ہو گئی.

....

نجانے اسے کب ہوش آئی لیکن اس کا سر بری طرح سے درد کر رہا تھا.

وہ کسی بھی چیز پر فوکس نہیں کر پا رہی تھی.

کافی دیر سر یونہی گھومتا رہا جب سنبھلا تو اس نے خود کو بندھا ہوا پایا.

اسے دیوار کے ساتھ باندھا گیا تھا.

ہاتھ چھت کے ساتھ بندھے تھے.

اندھیرے میں پہلے تو کچھ ٹھیک نظر نہیں آیا.

جب اسے کوئی اپنی طرف آتا دکھا تو اسے پکارنے لگی.

شہباز شہباز میری بات سنو پلیز.

شہباز نہیں میری پیاری فواد کہو...

فواد کی چہرہ اس کے سامنے تھا. اس کی کالی گہری آنکھوں میں شیطانیت عیاں تھی.

صدف اسے دیکھ کر جھٹپٹانے لگی.

چھوڑو مجھے کیوں باندھ رکھ ہے. اور شہباز کہاں ہے.

آہ.... وہ تو اب نہیں آئے گا.

وہ ایک دم رکی... کیا مطلب ہے تمہارا...

شہباز.... شہباز....

وہ پھر اس کا نام چلانے لگی لیکن وہ وہاں موجود ہوتا تو آتا.

کہاں ہے وہ....پلیز اسے بلا دو.

لیکن اس نے تمہیں خود میرے حوالے کیا ہے.

وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی.

نن... نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا.

تمہارا شوہر بہت بڑا پاگل ہے دیکھو تو میری باتوں میں آ کر کیسے تمہیں میرے حوالے کر دیا.

کب سے میری نظر تھی تم پر.

وہ اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے کہنے لگا.

صدف صرف اپنا رخ موڑ پائی.

ہاں تم اب پہلے جیسی خوبصورت تو نہیں رہی.... لیکن یقین جانو ابھی بھی کسی کی بھی جان لے سکتی ہو

وہ اب پہلے جیسی رہتی بھی کیسے دکھوں اور غموں سے اس کی آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھی ان کے گرد ہلکی ہلکی جھریاں نمایاں تھیں.

سر میں چاندنی اترنے لگی تھی. لیکن اس کی نزاکت اسے سب سے منفرد بناتی تھی.

نن... نہیں پلیز...

وہ اب رونے لگی تھی.

پلیز اسے بتاؤ مم... میں پریگننٹ ہوں وہ مجھے یہاں سے ضرور لے جائے گا.

ہاں یہ جان کر تو وہ تمہیں ضرور لے جائے گا.

وہ اپنا چہرہ اس کے قریب لے گیا. اسی لئے میں اسے یہ نہیں بتاؤں گا.

وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے کہنے لگا.

صدف بے بسی سے رونے لگی اور اپنی کمزوری پہ چلانے لگی تھی.

گھبراؤ نہیں.... تم میری تخلیق بنو گی میری خوبصورت تخلیق...

وہ چاقو اٹھاتا ہوا اس کی طرف لوٹ آیا.

....

کئی گھنٹوں بعد جب اسے ہوش آئی تو صدف کا چہرہ خون سے لت پت تھا.

اس نے چاقو کی مدد سے اس کا ہونٹ اور ایک رخسار کاٹ دیا تھا.

لیکن وہ سب سے زیادہ تکلیف اپنے پیٹ میں محسوس کر رہئ تھی.

فواد نے اس کے پیٹ میں کئی بار گھونسے رسید کئے تھے.

وجہ صاف تھی. صدف کو یقین تھا کہ اس کا حمل ضائع ہو چکا ہو گیا.

جسم میں زہر پھیلنے لگا تھا. اسی تکلیف سے وہ بیہوش ہو گئ
تھی.

مسلسل الٹیاں کر رہی. ہر طرف بدبو پھیل چکی تھی.

اسے ہوش میں دیکھ کر وہ دبارہ اس کی طرف بڑھا.

صدف ہوش میں ہو کر بھی اپنے حواس میں نہیں تھی.

میں تم سے اور کھیلتا لیکن تمہارا اپنا جسم ہی تمہاری جان لے لیگا.

لیکن اب ہمیں یہ کھیل ختم کرنا ہو گا.

وہ اس کے سامنے کھڑا تھا.

صدف ہر تکلیف بھول کر اب پاگلوں کی طرح ہسنے لگی.

جو کچھ اس نے سہہ تھا کیا کوئ اور سہہ سکتا تھا.

تم نے میری اولاد چھین لی. میرے بیٹے کو انسان سے شیطان بنا دیا.

تم... تم اپنئ موت سے جتنا بچ سکو بچو... کیونکہ تمہاری موت اس سے بھی وحشت ناک ہو گی.

اس کی بات مکمل ہوتے ہی فواد نے چھرا اس کے پیٹ میں گھونپ دیا.

صدف ایک آخری چیخ کے ساتھ اس دنیا سے چلی گئ تھی

وہ استہزائیہ مسکرایا تھا.

میں انتظار کروں گا.

***

حورین اس کے دو دن بعد تک عامرہ سے بچتی رہی.

اسے جہاں کہیں بھی وہ دکھتی وہاں سے بھاگ جاتی.

عامرہ بھی شرمندہ شرمندہ سی دکھائی دیتی.

اس دوران وہ ھاد کا گفٹ مکمل کر چکی تھی

نازک سی تاروں پہ چھوٹے چھوٹے بلب لگا کسی درخت کی طرح کا وہ گفٹ انتہائی خوبصورت تھا.

گفٹ تیار تھا اب کمی تھی تو صرف سجاوٹ اور کیک کی.

سجاوٹ کے لئے وہ پہلے ہی احتشام کو منا چکی تھی.

اور وہ ناصر کے ساتھ مل کر باغیچہ سجانے والا تھا.

لیکن اصل مسئلہ کیک کا تھا اسے بازار کا کیک نہیں چاہئیے تھا

اور گھر کے بنے ہوئے کیک کے لئے اسے عامرہ کی مدد درکار تھی.

اب وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ خود کو چھپائے یا پھر کیک بنوائے.

آخرکار اس نے کیک کو ترجیح دی.

اگر وہ ھاد کو سمبھال سکتی تھی تو وہ تو معصوم سی عامرہ تھی.

یہ سوچ کر وہ سیڑھیاں اترنے لگی.

جب اس کے دل نے اسے کہا کہ وہ ھاد کو نہیں... ھاد اسے سمبھالتا ہے

اس نے یہ خیال غصے سے جھٹکا اور کچن میں چلی گئی.

ھاد کے آنے سے پہلے سب تیاری مکمل ہونئ چاہئیے تھی.

وہ شرمندہ شرمندہ سی عامرہ کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی.

وہ پلٹی تو اسے دیکھ کر چونک گئی.

حورین مسلسل اپنا ہونٹ چبا رہئ تھی.

عامرہ جانتئ تھی کہ وہ شرمندہ ہے اس لئے جس قدر ہو سکے اس نے اپنا رویہ نارمل رکھنے کی کوشش کی.

آپ کو کچھ چاہئیے؟

جج...جی..وہ ...اص...اصل میں.

آپ جو چاہیں وہ سکون سے کہ سکتئ ہیں.

عامرہ نرمی سے مسکراتی اس کے ہاتھ میں پانئ کا گلاس تھما کر کہنے لگی.

مم...میں ھاد کے لئے کیک بنانا چاہتی ہوں

وہ انگلیاں مروڑتے ہوئے کہنے لگی

عامرہ جہاں اس کے اور ھاد کے لئے بہت خوش تھی وہیں اس کے کیک بنانے کا سن کر خوفزدہ بھی

سینڈوج بنانے کے بعد کچن کی حالت اس کی آنکھوں کے سامنے آئ

امم.... ایسا کرتے ہیں حورین کے میں کیک بناتی ہوں اور تم میری مدد کر دینا ٹھیک ہے نا.

عامرہ نے کچن بچانے کا حل نکالا.

حورین بھئ فوری طور پہ مان گئ.

اب وہ دونوں سامان نکال کر کیک بنا رہی تھیں.

چونکہ حورین خود کافی بڑا کیک بھئ بنانا چاہتی تھی اس لئے عامرہ نے آدھا بیٹر ایک باول میں اسے پھینٹنے کو دے دیا

اور حورین کو بلکل اسی کی طرح کرنے کی تلقین کرنے لگی.

چونکہ اس طرح کی چیزیں ھاد کو پسند نہیں تھیں اس لئے الیکٹرک بیٹر بھی نہیں تھا سو وہ دونوں عام بیٹر کا استعمال کر رہئ تھیں.

حورین بیٹ کم اور سامان پھیلا زیادہ رہی تھی.

کہیں ٹوٹا ہوا انڈا گرا پڑا تھا. کہیں میدہ پھیلا ہوا تھا.

اور اب کچھ زیادہ ہی جوش کی وجہ سے پھینٹتے ہوئے سب باول سے باہر نکل کر گر رہا تھا.

اس کے ہاتھ چہرہ اور بال پر بھیٔ تھورا سا انڈہ لگا ہوا تھا.

جب انڈے پھینٹ لئے تو عامرہ نے اسے چینی ڈالنے کا کہا.

اور حورین نے اپنے باول میں چینی کی جگہ نمک ڈال لیا.

اور اسے اس بات کا احساس بھی نہیں ہوا.

دوسری طرف احتشام ھاد کو کسی اہم کام کا کہہ کر وہاں پہنچ چکا تھا.

وہ ناصر اور سوزی کی مدد سے باغیچہ میں لائٹنگ اور گازیبو کے گرد سفید رنگ کے پردے لگا رہا تھا.

گازیبو کے اندر ایک میز اور کرسیاں بھی سیٹ کیٔ گیئیں.

چونکہ وہ ایک چھوٹا سا فنکشن تھا اس لئے یہ سب کرنے میں کوئی خاص وقت نہیں لگا.

اور وہ سب جلد ہی فارغ ہو گئے.

ناصر واپس مین گیٹ کے پاس چلا گیا.

اور احتشام بھی وہاں مزید نہیں رک سکتا تھا.

حورین کے بے حد فورس کرنے کے باوجود وہ چلا گیا.

آخر کیک کے تمام بیٹر کو اکٹھا کر کے اسے اوون میں رکھ دیا گیا.

اب باری کریم کی تھی. حورین کی تیز آنکھوں اور سمجھدار عقل نے پھر سے چینی کی جگہ نمک کا انتخاب کیا.

اندھیرا چھا چکا تھا. اور کیک اچھے سے بیک ہو چکا تھا.

عامرہ اسے اوون سے نکال کر ٹرے پہ کریم لگانے کے لئے سیٹ کرنے لگی جب اس نے سائیڈ سے تھوڑا سا کیک توڑ کر چکھا.

حورین جو کہ سو واٹ کی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے کھڑی تھی اسے عامرہ کے تاثرات کچھ حوصلہ افزا نہیں لگے.

اس نے بھی ہاتھ بڑھا کر تھوڑا سا کیک توڑ کر چکھ لیا.

اور پھر فوراﹰ ہیٔ باہر بھی نکال دیا.

یہ تو کڑوا ہے....

وہ سرگوشی میں چیخی تھی.

سوزی بو کہ باقی ڈشز تیار کر رہئ تھئ ایک دم رکی.

کیونکہ اس میں نمک ہے. عامرہ نے کسی قدر تحمل سے جواب دیا.

نمک..... پر وہ کیسے ہم نے تو چینی ڈالئ تھی.

حورین نے اپنئ سائیڈ پر رکھے ڈبے کی طرف اشارہ کیا

عامرہ نے جب اسے اٹھا کر چکھا تو وہ نمک تھا.

یہ نمک ہے چینی تو یہ رہی. عامرہ سامنے رکھے ویسے ہی ڈبے کی طرف اشارہ کرنے لگی.

اوہ....

وہ اس سے زیادہ اور کہتی بھی کیا.

سوزی جو کب سے سب دیکھ رہی تھی مزید قابو نا رکھ پائی تو ہنسنے لگی.

حورین صاحبہ یہیں رکھ دیں آپ کا دیا تو وہ زہر بھی کھا لیں گے.

سوزی اسے تنگ کرنے لگی.

جس پہ وہ اسے زبان چڑھا کے رہ گئ.

کیا یہ ٹھیک نہیں ہو سکتا.

اس نے بے حد معصومیت سے پوچھا اور سوزی مزید قہقہہ لگانے لگی.

نہیں اب تو یہ کوئی جانور بھی نہیں کھا سکتا.

عامرہ اپنا سر ملتی کہنے لگی.

میرے خیال سے آپ آڈر ہی کر لیں کیک.

اب وہ حورین کو مشورہ دینے لگی.

ھاد کے آنے میں ایک گھنٹے باقی تھے وہ ٹائم دیکھنے لگی.

نہیں ہم دوبارہ سے چھوٹے سائز میں بنا لیتے ہیں.

آپ نے آدھے سے زیادہ تو سامان ضائع کر دیا.

اور اب مارکیٹ جانے کا بھی وقت نہیں.

وہ تھک کر سٹول پہ بیٹھتے ہوئے کہنے لگی.

کیا اس سب سے نہیں بن جائے گا.

جی بن جائے گا ایک چھوٹا سا مفن....

جواب سوزی کی طرف سے آیا تھا جو کہ اپنا کام مکمل کر چکی تھی.

تو ہم مفن ہی بنا لیتے ہیں. وہ عامرہ کے تھکے ہوئے چہرے کو دیکھ کر کہنے لگی.

حورین دوبارہ باول اپنے سامنے رکھ کر پھر سے شروع ہو گئی.

لیکن اب کی بار سوزی اس پہ پوری نظر رکھ رہی تھئ.

عامرہ تو بے حد تھک چکی تھی.

مفن اوون میں رکھتے ہی وہ خود فریش ہونے چلی گئی.

اس سے انڈوں کی بو آ رہی تھی.

جب وہ تیار ہو کر آئی تو ھاد بھی گیسٹ روم سے فریش ہو کر نکل رہا تھا.

وہ اس سے رسمی سا ملتی ہوئی کچن میں چلی گئی.

سوزی مفن کو سجا کر اس پہ کینڈل لگا چکی تھی.

اور اب عامرہ کے ساتھ جانے کو تیار تھی.

آ... آپ کہاں جا رہی ہیں.

ہم تو گھر جا رہے ہیں. بہت تھک گئے. سوزی جمائی روکتے ہوئے کہنے لگی.

حورین کو لگا تھا کہ وہ دونوں بھی ساتھ میں ہوں گی. کیونکہ وہ اکیلے ھاد کے ساتھ اتنا ٹائم سپینڈ نہیں کر سکتی تھی.

لیکن وہ دونوں ناک سے مکھی اڑاتیں گیٹ کی طرف چلی گئیں.

حورین اب خشک حلق پانی سے تر کرتی چھوٹا سا مفن اٹھا کر باہر نکل گئی.

لیکن اسے ھاد کہیں نظر نہیں آیا.

وہ ادھر ادھر گردن گھماتی باغیچہ میں آ گئی.

وہاں کی سجاوٹ دیکھ کر وہ ایک دم رک گئی.

سوزی اور احتشام نے اس جگہ کو بہت ہی رومینٹک طریقے سے سجایا تھا.

وہ خود اب ہی سجاوٹ دیکھ رہی تھی.

اس کا خشک پڑتا حلق مزید خشک ہونے لگا.

اس نے جو سوچا تھا یہ اس سے بہت زیادہ ہو گیا تھا.

تو کیا یہ میں ایک ڈیٹ سمجھوں؟

ھاد کی آواز پہ وہ اچھل پڑی جو گازیبو کے دروازے میں کھڑا تھا.

ہلکی ہلکی روشنی باغیچہ کو روشن کئے تھی.

رات کی خنکی ہر چیز کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی.

وہ گازیبو کی طرف گئی تو اسے بھی سفید رنگ کے پردوں سے سجایا گیا تھا.

دروازے سے پردے ہٹا کر سائیڈ پہ ربین سے باندھے گئے تھے.

اس کے اندر ٹیبل پر دو کینڈلز جل رہئ تھیں.

جسے ابھی ھاد نے جلایا تھا.

وہ گازیبو کی سائیڈ سے پشت ٹکائے کھڑا تھا.

اس کی نظروں کئ تپش سے حورین نگاہیں جھکا گئ.

ہی...ہیپی برتھڈے.

اس نے بڑی سے پلیٹ میں چھوٹا سا مفن اسے دکھاتے ہوئے کہا.

جو کہ کچھ دیر اور ٹیڑھی پکڑی گئ پلیٹ میں رہتا تو یقینا زمین بوس ہو جاتا.

...

کیا یہ میرا برتھڈے کیک ہے....

وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگا.

امم.... کچھ کچھ.

کیا تم نے بنایا ہے.

وہ حورین کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھنے لگا.

جو گھبراہٹ سے کانپ رہا تھا اور پلیٹ ہل رہئ تھی.

کچھ کچھ....

وہ بمشکل بولی تھی.

سر مسلسل جھکا تھا.

ھاد اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا. وہ اس کے تھامے ہوئے ہاتھ سے اسے کھینچتا گازیبو کی طرف لے گیا.

حورین نے پلیٹ ٹیبل پر رکھ دی. ھاد اس کے لئے کرسئ کھینچنے لگا اور وہ اس پہ براجمان ہو گئ.

وہ خود بھی اس کے سامنے والی کرسئ کھینچ کر بیٹھ گیا.

کافی دیر ان میں خاموشی چھائی رہی. حورین مسلسل اپنا ہونٹ چبا رہئ تھی.

جبکہ ھاد کئ نظریں بس اسی پہ ٹکی تھیں.

جب وہ خاموشی مزید نہیں سہہ پائی تو بول اٹھی.

اپنا برتھڈے کیک... میرا مطلب مفن کاٹو...

وہ ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے کہنے لگی.

اسے کاٹنا بھیٔ ہے؟

وہ اس چھوٹی سی چیز کو دیکھ کر کہنے لگا.

اور پھر پاکٹ سے لائیٹر نکال کر اس پہ لگی موم بتیٔ کو بھیٔ جلا دیا.

بلکل کاٹنا ہے.... پہلے تم کوئی وش کرو اور کینڈل بجھاو اور پھر اسے کاٹو.

ہاں بس برتھڈے سونگ اور ٹوپی کی کمی ہے وہ بڑبڑایا تھا.

لیکن حورین نہیں سن پائی.

مجھے کسی وش کی ضرورت نہیں.

کیوں....

وہ آنکھیں پھیلائۓ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے کوئی بچہ کینڈی لینے سے انکار کر رہا ہو.

کیونکہ مجھے جو چاہئیے وہ میرے سامنے ہے.

البتہ تم چاہو تو کچھ بھی مانگ سکتی ہو.

وہ مفن کی طرف دیکھتا ہوا کہنے لگا.

کیا تمہیں یقین ہے تمہاریٔ جگہ میں وش کر لوں؟

وہ کسئ بچے کی طرح پوچھ رہی تھی.

اس کے انداز پہ وہ مسکرانے لگا.

بلکل.

حورین آنکھیں بند کر کے دعا کرنے لگی اور پھر موم بتی کو بجھا دیا.

اس سب کے دوران وہ اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا.

موم بتی بجھا کر وہ ہسنے لگی پر پھر ھاد کی نظریں دیکھ کر گھبرانے لگی اور اپنے بال کان کے پیچھے کرنے کے لئے ہاتھ بڑھانے لگی.

جب اسے یاد آیا کہ اس نے تو بال باندھ رکھے ہیں.

نجانے کیوں اس کا دل کیا تھا کہ ھاد دبارہ اس کے بالوں کو آزاد کروائے اس امید میں وہ بال باندھے بیٹھی تھی.

ھاد نے اس کی گھبراہٹ کو کم کرنے کے لئے مفن تھام لیا.

اور اس کی بائٹ لے کر حورین کے جانب بڑھا دیا.

وہ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کے قریب جانے لگی اور جلدی سے اسئ کے ہاتھوں میں ایک بائٹ لے کر پیچھے ہٹ گئی.

ہمم.... بہت اچھا ہے.

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ہاتھ لگانے کے باوجود وہ اتنا اچھا بن گیا تھا.

اسے دیکھ کر ھاد کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی.

شاید وہ زندگی میں پہلی بار یوں کھل کر مسکرایا تھا.

حورین نے اسے دیکھ کر گہرا سانس لیا

اور نظریں پھیر لیں.

اگر وہ اسے کچھ دیر اور یوں مسکراتا دیکھتی رہتی تو یقیناً خود سے بےوفائی کر جاتی.

اسے دیکھ کر کوئی بھی اپنا دل ہار جاتا.

ھاد اب ڈشز کے ڈھکن اتار رہا تھا.

مصروفیت کے باعث وہ ناشتے کے بعد سے بھوکا تھا.

سعودیہ جانے والی ایک شپمنٹ میں کچھ ہو گیا تھا اور وہ صبح سے وہیں مصروف تھا.

ھاد نے پلیٹ کو متوازن غذا سے بھر کر حورین کے سامنے رکھا اور اسے کھانے کا اشارہ کیا.

آج تو میں بلکل نہیں سننا چاہتا کہ ھاد مجھے بھوک لگی ہے....

وہ اسے ذو معنی طریقے سے کہنے لگا اور وہ شرمندہ ہو گئی.

کچھ دیر تک وہ دونوں خاموشی سے ڈنر کرتے رہے.

موم بتی کے جلنے کی آواز کے علاوہ وہاں خاموشی تھی.

وہ بظاہر نظریں جھکائے بیٹھی تھی لیکن کن اکھیوں سے اس کے مضبوط بازو دیکھ رہی تھی.

شرٹ ٹائٹ ہونے کی وجہ سے وہ اس کے ہلتے ہوئے بازووں کی طاقت محسوس کر سکتی تھی.

تم بہت طاقتور انسان ہو.

وہ ایک دم بولی تھی.

اسے وہ لمحہ یاد آیا تھا جب ھاد نے کلب میں ایک لڑکے کو بےدردی سے مارا تھا.

حورین نے پہلے کبھی اس سے ایسٔ بات نہیں کی تھی.

ھاد نیپکن سائیڈ پہ رکھتا اسے دیکھنے لگا.

موت سے بڑا سچ اور طاقت سے بڑا جھوٹ اور کچھ نہیں حورین.

ماحول کے برعکس اس نے سنجیدگی سے جواب دیا.

لیکن یہ سچ ہے .... تم بہت طاقتور انسان ہو ہر لحاظ سے.

حورین اردگرد ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگی.

اس کی بات پہ وہ پھر سے مسکرانے لگا اور اس اٹھ کے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا.

ھاد نے حورین کے دونوں ہاتھ تھام کر اسے کھڑا کیا.

ہر چیز کو زوال ہے.

وہ ھاد کی بات سے اسے بغور دیکھنے لگی.

کک.... کیا تمہاری میرے لیے محبت کک...کو بھی زوال ہے.

اس نے آج پہلی بار ھاد کی اس کے لئے محبت کا اقرار کیا تھا.

نجانے کیوں یہ پوچھتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں.

ھاد اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھام کر قریب کرنے لگا.

ڈارلنگ.... اس فنا میں بقا ہے.

اسے زوال نہیں.

یہ کہہ کر ھاد نے اس کی پیشانیٔ کا بوسہ لیا اور وہ آنکھیں موندھ گئی.

ایک سکون اترا تھا اس کے اندر. آج وہ خود کو سب سے معترف محسوس کر رہئ تھی.

مسکراتے چہرے اور اتھل پتھل سانسوں کے ساتھ وہ کافی دیر تک اس کے حصار میں رہی

اور پھر اس سے دور ہٹنے لگی.

اسے ڈر تھا وہ کہیں آج سب بھول نا جائے.

اپنۓ سانسیں درست کرنے کے لئے وہ اس سے دوری اختیار کرنے لگی.

سانس بھاری ہو رہی تھی.

وہ گازیبو سے نکل کر اس سے کچھ دور جا کھڑی ہوئی.

ہلکی سنہری روشنی میں وہ ھاد کو کوہقاف کی پری محسوس ہوئی تھی.

جسے دیو اپنے قبضے میں لینے کو بے قرار تھا.

کک... کیا تمہیں ڈانس کرنا آتا ہے ھاد.

اس نے ماحول کو پہلے کی طرح کرنے کی کوشش کی.

مجھے بہت کچھ آتا ہے پر ڈانس نہیں.

کیا تم سیکھنا چاہو گے.

اس نے فورا سے کہا.

وہ ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی.

ھاد دھیرے سے اس کی طرف بڑھنے لگا.

وہ اب اس کے سامنے کھڑا تھا جب حورین نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا.

آج اس کئ ڈرپوک سی حورین کافی بہادر ہو رہی تھی.

میں جیسا کرو گی تم بھی ویسا کرنا.

وہ اسے کہتے ہوئے ایک پاؤں آگے اور پیچھے کرتی ہوئی رقص کرنے لگی

ھاد کچھ سیکنڈ ویسے ہی کھڑا اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے دیکھتا رہا

اور پھر خود بھی اس کی پیروی کرنے لگا

وہ دونوں بنا کسی میوزک کے اپنے دل کے تال پہ رقص کر رہے تھے.

کچھ دیر تک وہ ایسے ہئ ایک دوسرے کے دل کے تاروں سے کھیلتے رہے.

اچانک ھاد کا پاؤں حورین کے پاؤں پر آ جانے سے وہ رک گئ.

اور ہسنے لگی.

تم تو.... تم تو بچوں سے بھی برے ہو.

اسے ایسے کھکھلا کے ہنستا دیکھ کر وہ بھی قہقہہ لگا اٹھا.

اتنئ اچھی ڈانسر تو تم بھئ نہیں.

میں بہت ماہر ڈانسر ہوں چھوٹی سئ تھئ میں جب ماما نے ڈانس سٹوڈیو ایڈمیشن کروا دیا تھا.

اس نے اسے جتا کر کہا.

تو ٹھیک ہے اگر تم اتنی اچھی ہو تو ثابت کر کے دکھاؤ.

وہ کیسے....

اگر اب تم لڑکھڑائی تو میری بات پوری کرنی ہو گی.

کیسی بات....

وہ آنکھیں پھیلا کر کہنے لگی.

تمہیں مجھے کس کرنی ہو گی.

وہ اپنی گال تھپتھپا کر کہنے لگا.

اس کی بات پہ حورین نے ایک ڈرامائی سانس کھینچا تھا.

کک...کیا....

بلکل ...

وہ اس کے قریب ہوا تھا. اور اب حورین کے کان میں سرگوشی کرنے لگا.

گھبراؤ نہیں ڈارلنگ آج عامرہ نہیں آئے گی.

وہ شرم سے سٹپٹا کر دور ہٹی.

نن... نہیں.

تو مطلب تم مانتی ہو کہ تم اچھی ڈانسر نہیں....

بلکل نہیں مانتی.... وہ سر ہلا کر انکار کرنے لگی.

تو پھر شرط پوری کرو.

اب وہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا.

کچھ دیر وہ ہونٹ چباتی ادھر ادھر اندھیرے میں دیکھتی رہی.

لیکن پھر اس کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ دیے.

ایک اور بات ڈارلنگ....

کپل ڈانس ایسے کرتے ہیں.

ھاد نے اسے اپنے قریب کھینچا تھا اور پھر اپنا ہاتھ اس کی کمر میں حمائل کیا تھا.

حورین کا تو جیسے دل جکڑ لیا گیا تھا.

سانسیں رک سی گئیں.

اس کا چہرہ ھاد کے کندھے پہ تھا. اور اس کی سانس حورین اپنے کان کی لو پہ محسوس کر رہی تھی.

وہ اس کے قریب تھا بہت قریب... جیسے وہ ایک ہوں.....بلکہ وہ دو تھے ہی کہاں.

اب سکھاؤ ...ڈانس.

ھاد نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی.

وہ آنکھیں بند کر گئی.

حورین سانس نہیں لے پا رہئ تھی ڈانس کیا سکھاتی.

ھاد نے اس کے گرد بازو سے اسے دبایا تھا.

اشارہ صاف تھا.

حورین اس کا ہنسی روکنے سے ہلتا ہوا سینہ محسوس کر رہی تھی.

پہلے وہ اپنے قدم پیچھے ہٹانے لگی جس کی پیروی ھاد نے فورا سے کی.

پھر اسی طرح سے اس قدم اس کی طرف بڑھائۓ جبکہ ھاد قدم پیچھے کو ہٹانے لگا.

کچھ ہی سیکنڈز میں اس کئ قربت سے گھبرائی حورین لڑکھرائی تھی.

...

اگر اس نے حورین کو مضبوطی سے نا تھاما ہوتا تو یقینا گر جاتی.

وہ اب ھاد کے قدموں پہ کھڑی تھی. اس نے اپنے لڑکھڑانے پہ آنکھیں بند کر لیں.

اور چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا.

You are such a wicked man.

وہ ہلکے سے بولی تھی.

وہ ھاد کی ہنسی اور اس کی دھڑکن دونوں ہی سن پا رہی تھی.

لیکن اس کی اتھل پتھل ہوتی دھرکنوں کے خلاف ھاد کی دھڑکن متواتر تھی.

Was there ever a doubt?

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا اور پھر اس کے بالوں کا بوسہ لے لیا.

حورین کا چہرہ دیکھنے کے لیے اس نے ٹھوڑی سے اسے تھام کر چہرہ اپنی طرف کیا.

اس کی اتنی قربت اور اور نظروں میں موجود جذبات دیکھ کر وہ کانپنے لگی تھی.

جب وہ اسے ابرو آچکا کر دیکھنے لگا.

تم شرط ہار گئی.....

اس نے تیزی سے سانس اندر کھینچا تھا.

مم.....مم.....میں...میں گفٹ...لل...لاتی ہوں.

اس کی بات پہ ھاد نے اسے آزاد کیا اور وہ جلدی سے دور ہوئی.

لیکن اس کا ہاتھ ابھی بھی ھاد نے تھام رکھا تھا.

میں ساتھ چلتا ہوں.

حورین پیروں پہ گھومتی ہونٹ چباتے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھنے لگی.

اور پھر دروازے کی سمت پلٹ گئی.

...

سارے راستے وہ اس کا ہاتھ تھامے تھا.

اس کا انگوٹھا مسلسل حورین کی نبض کو سہلا رہا تھا.

حورین کو لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھی وقت بیہوش ہو جائے گی.

جیسے وہ زمین پہ نہیں بلکہ ہوا میں چل رہی ہے.

ھاد کے کمرے میں موجود سیٹنگ روم کو پار کر کے اب وہ بیڈروم میں داخل ہو رہے تھے.

کمرے کی لائٹ بند تھی اور سائیڈ ٹیبل پہ حورین کا بنایا خوبصورت ڈیکوریٹڈ لائٹ ٹری جل رہا تھا.

تاریکی میں اس کی مدہم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی.

اس کے کمرے کی طرح حورین نے اس کے دل کی تاریکی کو بھی ختم کر دیا تھا.

بیڈ کے اوپر دیوار پہ ایک سکیچ خوبصورت فریم میں لگایا گیا تھا.

وہ ان کے نکاح کا سکیچ تھا. جس میں وہ دونوں مسکرا رہے تھے.

بہت خوبصورت .... بلکل تمہاری طرح.

وہ اس کے چہرے کہ سہلاتا کہنے لگا.

حورین کی تو مسکراہٹ روکے نہیں رک رہی تھی.

اس نے ماریہ سے ان کی نکاح کی تصویریں لے کر بہت محنت سے وہ سکیچ بنایا تھا.

اسے اس میں سب سے دلنشیں ھاد کی مسکراہٹ اور آنکھوں کئ چمک لگتی تھی.

وہ چمک....وہ چمک جو کہ وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی.

اس نے اس پہ کیا جادو کیا تھا.

سب سے دور بھاگنے والی وہ لڑکی اس کے قریب بھاگتی تھی.

وہ اسے ہاتھ سے تھامے بیڈ کے قریب لے گیا اور وہاں بیٹھا دیا.

نجانے وہ کیا کرنا چاہتا تھا یہ سوچ کر وہ انگلیاں مروڑنے لگی.

اسے وہاں بٹھا کر وہ الماری کی طرف گیا اور لاکر سے کچھ نکالنے لگا.

جب وہ پلٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت ڈبیہ تھی.

ھاد خود بھی اس کے قریب بیٹھ گیا.

اور اس کے ہاتھ تھام کر وہ ڈبیہ حورین کی ہتھیلی پہ رکھ دی.

میں تمہیں یہ ہمارے نکاح کے دن ہی دے دینا چاہتا تھا لیکن تم تب تیار نہیں تھئ.

وہ اس کے بالوں سے کھیلتا کہنے لگا.

حورین نے اسے کھولا تو اس میں گولڈن اور نیلے قیمتی پتھروں سے سجا خوبصورت ہیئر براچ تھا.

جس طرح وہ اس کے بالوں سے لگا رہتا تھا حوریں کو سمجھ جانا چاہیئے تھا کہ وہ براچ ہی ہو سکتا ہے.

حورین وہ اپنے بالوں میں لگانے لگی تو ھاد نے اس کا ہاتھ تھام لیا.

اسے تب لگانا جب تم مجھے ہر طرح سے قبول کر لو.

وہ اس سے محبت کرتئ تھی اسے قبول تو اس دن ہی کر چکی تھی جب ان کا نکاح ہوا تھا.

جب پہلئ بار وہ اس کے قریب ہوا تھا.

لیکن ابھی اس میں اتنئ ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کا اظہار بھی کر پاتی.

اس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ دبارہ اس نازک ڈبیہ میں رکھ دیا.

اور خود نظریں چرا کر ھاد کو دیکھنے لگی کہ کہیں اسے برا تو نہیں لگا.

اگر اسے برا لگا بھی تھا تو اس کے چہرے پہ اس کا کوئی تاثر نہیں تھا.

حورین نے اس ڈبیہ کو مضبوطی سے تھام لیا.

جب اتنے کم وقت میں وہ خود اور اس کا دل اب اپنا نہیں رہا تھا. تو اظہار کرنے میں کتنا وقت لگتا.

کب ھاد نے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹا اسے پتا بھی نہیں لگا.

اس نے حورین کو ایک دم کھینچ کر اپنے قریب کیا.

اب.... شرط پوری کرنے کا وقت ہے.

کچھ وقت پہلے تک اس کی نگاہوں میں موجود گرمائش پھر سے غائب تھی.

حورین اسے آنکھیں پھیلائے دیکھنے لگی.

مم...مم...میں نہیں....

شششش.... ڈارلنگ کس تو تمہیں کرنئ ہئ پڑے گی.

اس کے ایسے بےباک انداز پر وہ شرمندگی سے سرخ ہوئی تھی.

اور اس وقت کو کوسنے لگی جب ھاد کی باتوں میں آ کر اس نے شرط کو قبول کیا.

وہ اس شخص سے کبھی نہیں جیت سکتی یہ وہ ابھی تک نہیں سیکھی تھی.

اگر تم نہیں کرو گی تو میں کروں گا. اور پھر رخسار پہ تو بلکل نہیں کروں گا.

وہ ذو معنی طریقے سے بولا تھا.

اس کی بات پہ وہ تو پھٹی نظروں سے ھاد کو دیکھتی رہ گئی.

جب کوئی فرار کا راستہ نا ملا تو اس کے سے سر ٹکرا کے چہرہ چھپانے لگی.

اس کی حرکت پہ وہ پھر سے ہنسا تھا.

حورین نے وہ موقع کا بھرپور طریقے سے استعمال کرتے ہوئے جلدیٔ سے ھاد کی شارگ کو چوم لیا.

اور پھر سے جلتا ہوا سرخ چہرہ اس کے سینے میں چھپا دیا.

نجانے رات کے کس پہر تک وہ ایسے ہی بیٹھا رہا اور حورین سر اس کے کندھے پہ رکھے سو گئی.

اگلی صبح جب وہ جاگی تو ان دونوں کی ٹانگیں بیڈ سے لٹک رہی تھیں.

اور وہ دونوں اسی انداز میں لیٹ کر سو گئے تھے.

حورین کا سر ابھی بھی اس کے کندھے پر تھا.

شاید وہ ابھی بھی سو رہا تھا. ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ حورین اس سے پہلے جاگ گئی تھی.

ورنہ وہ ہمیشہ اس کے جاگنے سے پہلے اٹھ جاتا تھا.

وہ اسے بنا جگائے اٹھنے لگی جب اس کے کندھے پہ موجود ھاد کے ہاتھ نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا.

حورین اس کے ہاتھ کو ہٹانے لگی. لیکن وہ اب بیدار ہو چکا تھا اور اسے اپنی طرف پھر سے کھینچ لیا.

سو جاؤ....ابھی بہت وقت ہے.

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا تو ابھی واقعی اندھیرا تھا لیکن اب کہاں اسے نیند آنی تھی.

پھر بھی آنکھیں بند کر گئی. اس کا چہرہ اپنے اتنا قریب دیکھ بھی نہیں سکتی تھی.

***

جیسے ہی ھاد کے جاگنے کا وقت ہوا وہ اپنی روزمرہ مصروفیت کے باعث اٹھ گیا.

اکسرسائز اور جوگنگ کرنے کے بعد وہ اب فریش ہو رہا تھا.

فریش ہو کر نکلا تو حورین بیڈ پر چڑھی بیٹھی تھی.

پلیٹ میں کٹا ہوا فروٹ تھا جسے وہ بہت انہماک سے کھا رہی تھی.

ڈائننگ روم ... صوفے... کچن ہر چیز کے باوجود وہ بیڈ پر چڑھ کے کھا رہی تھی.

کچھ معاملوں میں وہ بہت المینرڈ تھی. شاید وجہ اس پہ توجہ کی کمی تھی.

ھاد اس کی حرکت پہ سر جھٹکتا ڈریسنگ روم میں قد آور شیشے کے پاس کھڑا تھا.

اسے آج میجر عمر سے ملاقات کرنی تھی.

وہ ٹی شرٹ اتارتا بٹن ڈاؤن شرٹ پہننے لگا.

حورین اسے دیکھنے کے لئے بیڈ سے اتر کر کاوچ پہ جا بیٹھی.

منہ اور ہاتھ سستی سے چل رہے تھے جبکہ آنکھیں کسی اور ہی کام میں مصروف تھیں.

وہ اسے آئینہ میں صاف دیکھ سکتا تھا اس کی حرکتوں کو نظر انداز کرتا تیار ہوتا رہا.

شرٹ پہن کر چاقو اپنے لیفٹ شوز میں پھسایا.

گن ہوسٹلر پہن کر گن اس میں رکھی اور اس پہ جیکٹ اوڑھ لی.

اس کے بعد والٹ... موبائل... چابیاں گھڑی اور گلاسز بھی ان کی جگہوں پہ رکھ لئے.

حورین اس سارے عمل کو کافی غور سے دیکھ رہی تھی.

جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو حورین اپنا تجسس مزید نا روک پائی.

کیا تمہیں کبھی چوٹ لگی؟

اشارہ اس کی چھپی ہوئی گن کی طرف تھا.

کیا تمہیں میری فکر ہو رہی ہے؟

وہ اس کے قریب آتا کہنے لگا.

وو....ویسے ہی.

اس کے جواب پہ وہ استہزائیہ مسکرایا تھا.

ھاد مزرا پہ کو نشانہ بنانے والا کبھی گن چلانے میں کامیاب نہیں ہوا.

وہ اس کے ہونٹوں کو چھو کر کہنے لگا.

ایسا....ایسا کیوں ہے کہ میں تمہارے خیالات کبھیٔ جان نہیں پاتی.

اٹ اس ناٹ فیئر....

وہ دھیمے انداز سے کہنے لگی.

ھاد اب اس پر جھکا ہوا تھا اور اس کے عین سامنے.

ھاد نے اس کا ہاتھ تھام لیا جو کہ سٹرابری کو پکڑے تھا.

وہ اس لئے ڈارلنگ....

کیونکہ جس دن تم میرے خیالات جان گئی .... تمہیں شرم سے مرنے میں ایک لمحہ نہیں لگے گا.

اس کی آنکھوں میں وہی شیطانیت تھی جو حورین نے پہلی بار اس کی نظروں میں دیکھی تھی.

لیکن اس بار وہ خوفزدہ نہیں تھی.

وہ جانتی تھی کہ وہ درندہ بھی ھاد کا ہی حصہ ہے. اور اس کے بغیر وہ مکمل نہیں.

ھاد اس کا ہاتھ اپنی طرف بڑھانے لگا اور سٹرابری سمیت اس کی اس کی انگلیوں کو دانت کے نیچے لے لیا.

ھاد نے اسے اتنے زور سے کاٹا کہ وہ سسک اٹھی.

کچھ دیر بعد جب اس نے حورین کا ہاتھ چھوڑا تو اس کی انگلی سے خون بہہ رہا تھا.

وہ اسے خبردار کر رہا تھا کہ چاہے وہ اسے جتنا بھی چاہے لیکن اس کی فطرت کبھی نہیں بدلے گی.

حورین نے بنا کچھ سوچے انگلی منہ میں ڈال لی تاکہ خون روک سکے.

اس کی اس حرکت پہ ھاد کی آنکھیں پھیلی تھیں.

اسے حورین سے ایسی حرکت کئ توقع نہیں تھئ.

I ...i will take my chances.

حورین کا جواب اسے خاصا پسند آیا تھا.

بی کیئرفل مائی ڈارلنگ....

تم بنا جلے اس آگ کو نہیں بھڑکا سکتئ.

اس نے حورین کے بندھے ہوئے بالوں کو کھینچ کر ربر بینڈ سے آزاد کروایا.

جس پہ وہ ایک دم چیخ اٹھی.

اس کے بال ھاد کی مٹھی میں تھے.

حور......

اس نے حورین کا نام کھینچ کر ادا کیا.

آئندہ میں تمہیں کبھی کمرے میں کھاتے ہوئے نا دیکھوں.

اس نے سختی سے اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا.

اور پھر سیدھا ہو کر وہاں سے چل دیا.

❊❊❊

اسے یہ کہا گیا تھا کہ اس کی ماں بھاگنے کی کوشش کے دوران مار دی گئی.

وہ جانتا تھا کہ سب جھوٹ تھا. لیکن خاموش رہا.

اگر اس کی ماں کو بھاگنا ہوتا تو تب بھاگتی جب اس کا بھائی قتل ہوا.

وہ آخری بار انہیں نہیں دیکھ پایا تھ. اسے بنا بتائے ہی صدف کی تدفین کر دی گئی تھی.

زندگی بھی پہلی بار تب اس کی آنکھوں سے آنسو کرے تھے.

رات کی تاریکی میں وہ سر اٹھائے کھلے آسمان کو دیکھ رہا تھا.

ان چودہ سالوں میں اس نے بو کچھ بھی کیا اپنی ماں کی حفاظت کے لئے کیا پر وہ ناکام رہا.

اس کے سامنے اب راستہ صاف تھا. جس نے ان دونوں کی احتشام کی اور ماریہ کی زندگی تباہ کی وہ اسے تباہ کر دے.

وہ ہن کو آہستہ آہستہ ایسے کھوکھلا کر دے گے کہ اپنے سر پہ کھڑی موت بھی پہچان نہیں پائیں گے.

...

انہیؑ دنوں وہ اسیؑ کام سے شہباز کے آفس جا رہا تھا جب فواد کیؑ آواز سے رک گیا.

فواد اب اپنے ٹارچر سیل ہیؑ رہتا تھا اس لئے اس کا وہاں ہونا کسیؑ خاص وجہ سے ہیؑ ممکن تھا.

ھاد دروازے کے باہر کھڑا ان کیؑ باتیں سننے لگا.

وہ توقیر کے بیٹے اور بیوی کی بات کر رہے تھے.

جو کہ اس وقت لاہور میں چھپے تھے.

شہباز کیؑ دوست مراد کی معاونت سے وہ ان کا پتا حاصل کر پائے تھے.

ان کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کل رات ان دونوں کو قتل کر دیں گے.

تاکہ اگر اس کی بیوی کے پاس کوئی معلومات ہو تو وہ بھی اسی کے ساتھ دفن ہو جائے.

شہباز جب فواد کو وہاں جانے کا حکم دیتے ہوئے ان کا پتا بتا رہا تھا تو ھاد وہ ایڈریس سن کر ہیؑ پلٹ گیا.

اگر اس کی ماں کے صرف وہی رشتہ دار زندہ تھے تو وہ انہیں اپنیؑ جان پہ کھیل کر بھیؑ بچانے کا ارادہ رکھتا تھا.

وہ تبھیؑ احتشام کو لے کر وہاں سے راونہ ہو گیا.

اس کی عمر میں ان جیسے سٹیٹس کے حامل لوگوں کا کچھ دنوں تک غائب رہنا بھیٔ معمولی ہی تھا اور شہباز تو پر سکون بھی اس لئے کبھیٔ اس نے ھاد کی ایکٹیویٹیز پہ غور نہیں کیا.

فجر کے قریب وہ لوگ لاہور پہنچے اور دونوں ہی اس جگہ روانہ ہو گئے جہاں توقیر کے بیوی اور بچا چھپ کے رہ رہے تھے.

توقیر کے بعد اس تنہاء عورت کا تین سال کے بچے کے ساتھ رہنا مشکل ہو چکا تھا.

پسند کی شادی ہونے سے وہ ماں باپ کے پاس بھی نہیں جا سکتیٔ تھی اور ان کے پاس جا کر انہیں مشکل میں بھی نہیں ڈالنا چاہتی تھی.

جب وہ وہاں پہنچے تو حمیرا نماز پڑھ رہیٔ تھی.

اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ اس کے گھر کوئی داخل ہوا ہے.

بیڈ پہ ایک بچہ ہر چیز سے لا پروا سو رہا تھا.

ھاد نے احتشام کو بچہ اٹھانے کا اشارہ کیا تو اس نے سوئے ہوئے رباط کو اٹھا لیا.

حمیرا جیسے ہی نماز پڑھ کر پلٹی کمرے میں دو انجان لوگوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی.

کک... کون ہو تم لوگ.

اگلے ہیٔ لمحے رباط کو ان کے قبضے میں دیکھ کر وہ تڑپ اٹھی تھی

میرے بچے کو چھوڑ دو.

اس کے چلانے سے رباط بھی بیدار ہونے لگا.

آپ دونوں کی جان کو خطرہ ہے. اگر اپنیٔ اپنیٔ جان عزیز ہے تو ساتھ چلو.

ھاد اسے کہتا پلٹ گیا اس کا لہجہ پرسکون تھا.

مم...میں کیسے یقین کر لوں تمہارا.

اس کی بات سے وہ بوکھلائی تھی لیکن آخر اتنے آرام سے جیسے کسی پہ یقین کرتی جو چوروں کی طرح اس کے گھر میں گھسا تھا.

وہ کچھ کہتا اس سے پہلے انہیں لان میں کسی کے کودنے کی آواز آئی.

احتشام بو کھڑکی کے قریب تھا اس نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو وہاں گاڑیوں سے لوگ اتر رہے تھے.

وہ یا تو فواد کے لوگ تھے یا شہباز کے دوست مراد کے جو حمیرا اور رباط کو پکڑنے آئے تھے.

شٹ...وہ لوگ آج ہی آ گئے.

کک...کون لوگ.

حمیرا نا سمجھی اور خوف کے تاثرات لئے پوچھنے

کیا یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ ہے.

جب حمیرا خوف سے جواب نہیں دے پائی تو وہ اس بار قدرے اونچی آواز میں بولا.

اگر تم نے چاہتی کہ ہم سب یہاں مر جائیں تو بتاؤ کوئی بیک ڈور ہے؟

وہ اسے ہلا کر پوچھنے لگا تو وہ ہوش میں آئی.

ایک...ایک ہے کک...کچن سے پیچھے گلیٔ ...

وہ اس کی اتنیٔ بات سنتا کمرے سے نکل گیا اور برآمدے کے دوسری طرف بنے کچن کی طرف بڑھ گیا.

وہ سب اب اندرونیٔ دروازے کو کھولنے کیٔ آواز سن سکتے تھے.

احتشام بیک ڈور کھول کر بچے کو پکڑے ادھر ادھر دیکھتا پہلے باہر نکلا اس کے پیچھے حمیرا بھی چل دی.

ھاد ان سب کے بعد سے نکلا اور ادھر اندرونی دروازہ کھول کر وہ لوگ اندر داخل ہو گئے.

دوسری طرف سے وہ کنڈی چڑھاتا رباط کے اٹھا کر بھاگتے احتشام کے پیچھے چل دیا.

ھاد اب اپنے ہاتھ میں گن تھامے جسی بھی آنے والے کو مارنے کے لئے تیار تھا.

وہ لوگ گلی کی نکر سے مڑے جب اسے بیک ڈور ٹوٹنے کی آواز آئی.

وہ لوگ اب رفتار تیز جر چکے تھے.

اور کچھ دور چھپائی کار کی طرف بھاگ رہے تھے.

اس وقت ھاد نہیں جانتا تھا کہ انہیں لے کر کہاں جائے لیکن ابھی وہ انہیں بس یہاں سے بحفاظت نکالنا چاہتا تھا.

وہ لوگ اب کار کے قریب ہئ تھی جب ایک شخص اسی نکر سے نمودار ہوا اس نے گولی چلانے کی لئے گن اوپر کی پر اس بھاگنے کی وجہ سے اس کا نشانہ چوک گیا.

اگلی گولی ھاد کی بندوق سے چلی جو شاید اس کے پیٹ میں لگی اور وہ وہیں گر گیا.

گولی کی آواز سے حمیرا چیخ اٹھی اور رباط ایک دم جاگتا گلا پھاڑ پھاڑ کے رونے لگا.

لیکن اب وہ قریب تھے احتشام رباط کو لئے ہئ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا جب کہ حمیرا بیک سیٹ پہ بعٹھنے لگی.

اتنے میں ھاد بھی وہاں پہنچ گیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا.

اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے گاڑی بھگا لے گیا.

حمیرا تو بار بار پلٹ کر دیکھتی اسے تو یقین نہیں آ رہا تھا.

کک...کون ہو تم بیٹا...

وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے.

لیکن ھاد کیا بتاتا اس لئے اپنا سوال کرنے لگا.

کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں آپ کو میں چھوڑ سکوں.

پہلے تو کچھ دیر وہ سوچتی رہئ اور پھر ایک دم بولی.

ہاں....توقیر کے غائب ہونے کے بعد ایک آفیسر نے مجھ سے راستے رابطہ کیا تھا.

وہ کسئ فائل کا پوچھ رہا تھا لیکن میں تو کسی فائل کے بارے میں نہیں جانتی.

البتہ اس نے مجھے اپنا نمبر دیا تھا کہ اگر مجھے کبھی مدد کی ضرورت ہو تو اس سے ملوں.

کیا نام ہے اس کا ...

کیپٹن عمر.

حمیرا نے جھٹ سے جواب دیا.

احتشام اور ھاد نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا اور پھر وہ خاموشئ سے ڈرئیونگ کرنے لگا.

٭٭٭

ھاد تو اسے دیکھتا ہی پہچان گیا تھا اسے بس حیرت اس بات کی تھی کہ وہ ایک کیپٹن تھا.

عمر بھی ھاد کو دیکھتے ہئ پہچان گیا تھا.

اس نے رباط اور حمیرا کو سیف ہاؤس پہنچا دیا.

اور ھاد سے معلومات حاصل کرنے لگا.

اسے جیسے ہی احساس ہوا کہ ھاد شہباز کو پسند نہیں کرتا اس کے دماغ میں فورا ایک منصوبہ گردش کرنے لگا.

وہ لڑکا شہباز کی سلطنت تباہ کرنے کے لئے بہترین ہتھیار بن سکتا تھا .

اپنے سینئرز سے اجازت لے کر جب اس نے ھاد کو اس کے لئے کام کرنے کا کہا تو وہ اس شرط پہ مانا کہ ماریہ اور احتشام کو بھی کسی سیف ہاؤس منتقل کیا جائے.

جس پہ احتشام نے خوب ہنگامہ کیا.

ھاد جانتا تھا کہ اگر کبھی فواد یا شہباز کو شک ہوا تو وہ دونوں ہی اس کا نشانہ بنیں گے.

کیپٹن عمر نے اس کی بات کو بغور سنا

اور پھر اس کی مدد کرنے کی حامی بھر لی.

احتشام کو بھی اسی سیف ہاؤس منتقل کر دیا گیا جہاں رباط اور حمیرا رہ رہے تھے

جب حمیرا کو معلوم ہوا کہ وہ ایک یتیم ہے تو اس نے احتشام کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا.

اب ھاد کو صرف ماریہ کو ان کے حوالے کرنا تھا.

عمر کی پوسٹنگ چونکہ کراچی میں ہی تھی اس لئے وہ دونوں اکثر ملنے لگے.

کیپٹن عمر ہینڈ ٹو ہینڈ کامبٹ میں ماہر تھا وہ اس سے بھی ٹریننگ لینے لگا.

اسے دکھ تھا کہ ھاد بقاعدہ ایک ایجنڈ نہیں بن سکتا. حالانکہ اس میں ایک ایجنڈ بننے کی ہر خوبئ تھی.

وجہ یہی تھی کہ وہ ایک مجرم کا بیٹا ہور اس پہ ابھی مکمل یقین نہیں کیا جا سکتا تھا.

ادھر ھاد ایک سپیشل ایجنٹ اور ایک مجرم دونوں سے ٹریننگ لے کر بہترین سپاہئ بن رہا تھا.

اسے فوج کے ساتھ مجرموں کے داؤ پیچ بھی پتا تھے

جبکہ شہباز ان دنوں فواد سے اس بات پہ قہر آلود تھا کہ وہ ایک عورت اور بچے کو نا پکڑ پایا.

ھاد جو کہ اب پندرہ سال کا ہو چلا تھا شہباز اسے لے کر زمین دور قید خانے میں آیا.

اسے ایسی جگہ کا یقین تو تھا لیکن راستوں سے انجان تھا.

شہباز اسے تمام راستے دکھاتا وہاں لے گیا جہاں اس وقت چار عورتیں بندھیٔ تھیں.

اس لمحہ اس کی انکھوں کے سامنے وہ عورت گھومی جسے جلا دیا گیا تھا اگلے لمحے احتشام کی ماں کے ساتھ ہوا ہر کرب بھرا لمحہ اس کی نگاہوں سے گزرا تھا.

اس نے اپنے خیالات پہ ایک بندھ سا باندھا شہباز جو کہ اس کا چہرہ غور سے دیکھ رہا تھا کچھ بھی نا جان پایا.

بظاہر وہ بلکل نارمل تھا.

تم پندرہ کے ہو چکے ہو مائی سن جلد یا بدیر تم اپنے غلام منتخب کر سکتے ہو.

وہ اس کی بات پہ صرف سر ہلاتا چلا گیا.

شہباز اسے اپنے آفس لے گیا جہاں ایک شیشے کے پنجرے میں زہریلا سانپ رکھا گیا تھا.

شہباز نے بڑے احتیاط سے اسے اپنے ہاتھوں میں پکڑا اور ھاد کی طرف پلٹا.

بظاہر وہ ایک خوبصورت سانپ تھا لیکن بے حد زہریلا.

وہ جانتا تھا کہ سانپ صرف اوپر کیٔ طرف ہی شکار کر سکتے ہیں اس لئے ھاد نے پھرتی سے اس کا سر نچلی جانب سے پکڑ اسے قابو کر لیا.

شہباز نے وہ سانپ چھوڑ دیا تو اس نے ھاد کی بازو کے گرد کنڈلیٔ ڈال لی.

میں چاہتا ہوں تم اس سانپ کی طرح بنو مائی سن...

جو کسیئ کو نہیں معاف کرتا...

وہ اسے کہتا وہاں سے چلا گیا.

جب ھاد استہزائیہ مسکرایا.

سانپ....مجھے تو وہ مارخور بننا ہے جو زہریلے سانپ بھی کھا جاتا ہے.

یہ کہ کر اس نے وہ چاقو نکالا جو تب سے اس کے ساتھ تھا جب اس نے توقیر کا قتل کیا تھا اور ایک جھٹکے سے اس سانپ کا سر کاٹ دیا.

***

اسی رات وہ دبارہ اس قید خانے میں گیا.

وہ چاروں اسے دیکھتے ہی آپس میں لپٹ کر بیٹھ گئیں اور رونے لگیں.

جیسے جیسے ھاد ان کے قریب بڑھتا وہ زیادہ زور سے چلاتیں.

اب کی حالت اتنیئ ابتر تھی کہ کوئی بھی عام شخص انہیں دیکھ کر شاید پاگل ہو جاتا.

ان میں سے ایک کی حالت بہت خراب تھی وہ باقیوں سے قدرے بڑی عمر تھی.

اس میں بیٹھنے تک کی ہمت نہیں تھی.

وہ اس کے سامنے جاتا زانوں بل بیٹھ گیا.

کیا نام ہے تمہارا...

وہ کتنئ ہئ دیر اسے دیکھتی رہی. ظلم سہہ سہہ کر وہ اس کی عادی ہو چکی تھی.

ایسا کچھ نہیں تھا جو اس کے ساتھ نا کیا گیا ہو اب تو وہ اپنے موت کے انتظار میں تھی.

عامرہ...

اس نے قدرے آواز میں کہا.

عامرہ....میں تمہیں اور تمہارئ ساتھیوں کو یہاں سے لیجانے آیا ہوں اس لئے انہیں خاموش رہنے کا کہو.

اس کی بات پہ وہ سب خاموش ہو گئی تھیں اور آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگیں.

عامرہ نفی میں سر ہلانے لگی.

نہیں....وہ تمہیں مار دیں گے.

ایسی حالت میں رہ کر بھی اسے اس کی فکر ہو رہی تھی.

ھاد اس جذبے سے تو مکمل نا آشنا تھا.

وہ خاموشی سے اس کے پاؤں میں بندھی زنجیر کا تالا کھولنے لگا.

اس کے بعد اس ماسٹر کی سے اس نے باقیوں کی بھی آزاد کر دیا.

وہ کیونکہ بہت کمزور تھی اس لئے ھاد احتیاط سے اسے کھڑا کرنے لگا.

اپنئ سخت ٹریننگ کئ وجہ سے وہ اس عمر میں ہئ کسئ جوان مرد کی طرح مضبوط تھا.

جب وہ کھڑی ہو چکی تو ھاد اسے لئے باہر نکلنے لگا جبکہ باقئ تینوں بھی اس کے ہمراہ تھیں.

وہ انہیں لیتا تیسرے گیٹ کے قریب بنے کیبن میں نکلتے خفیہ راستے کی طرف بڑھا.

وہ جانتا تھا کہ اس طرف پہرہ کم ہو گا.

لیکن اپنئ کم عمری یا انہیں وہاں سے نکالنے کی عجلت میں وہ ایک بڑی غلطی کر بیٹھا تھا.

جسے اسے سارئ عمر ساتھ لے کر چلنا تھا.

اسئ دوران شہباز وہاں آیا تو اس جگہ کو خالئ پا کر گڑبڑا گیا.

خون کے دھبوں کا پیچھا کرتا وہ ان کے قریب تھا.

شہباز کے قریب آتے قدموں کی آواز وہاں گونجنے لگی.

تو اس نے عامرہ کے ہڈیاں نکلے وجود کو گود میں اٹھایا اور بھاگنے لگا.

وہ عامرہ کو لے کر تو بھاگنے لگا لیکن باقی تینوں لڑکیاں ناتواں اور زخمی تھیں.

وہ تو چل مشکل سے پا رہی تھیں تو صہد کے ساتھ بھاگنے کا تو سوال ہی نہیں تھا.

گورکھ دھندے کی مانند بنی اس جگہ سے وہ جلد از جلد نکلنا چاہتا تھا.

پلٹ کر دیکھا بھی نہیں کہ وہ ان تینوں سے کتنا آگے نکل چکا تھا ایک دم جب گولی چلنے کی آواز آئی تو وہ رک کیا اور پلٹ کر دیکھنے .

اس کے بعد اسے چیخوں اور دو مزید گولیوں کی آواز آئی.

وہ تینوں لڑکیاں شہباز کے ہاتھوں قتل ہو گئی تھیں.

اپنی عجلت میں اس کی وجہ سے تین بے قصور لڑکیاں ماری گئی تھیں.

اس نے سرخ ہوتی آنکھوں سے عامرہ کو دیکھا جو کہ شاید اس دوران بیہوش ہو چکی تھی.

پھر اسے مزید مضبوطی سے اپنی بانہوں میں پکڑا اور دبارہ بھاگنے لگا.

ان لڑکیوں می سے ایک کے جسم سے بہتے خون کی وجہ سے وہ ان تک پہنچ پایا تھا.

عامرہ کا پیچھا کرنے کے لئے کوئی نشان نہیں تھا.

لیکن وہ بھی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا اندازے سے آگے بڑھنے لگا.

کیبن کے فرش سے نکلتے راستے سے پہلے وہ خود باہر نکلا اور کھڑکیوں سے باہر اندھیرے میں دیکھنے لگا.

اس کے بعد وہ واپس اس سرنگ میں اترا اور پھر عامرہ کو باہر نکال کر خود بھی نکل آیا اور راستہ دوبارہ باہر کر دیا.

اس کا دل بے ترتیبی سے دھڑک رہا تھا. کیبن کی دیوار سے ٹکر لگائے وہ گہری سانسیں لینے لگا.

اس کے ذہن میں ان تینوں کے چہرے گھوم رہے تھے لیکن ابھی رکنے کا وقت نہیں تھا.

جیسے ہی اس کی سانس کچھ بحال ہوئی وہ عامرہ کو دبارہ اٹھا کر کیبن سے باہر نکلا.

اس کے اندازے کے مطابق وہاں کوئی بھئ نہیں تھا.

اس سب میں صرف احتشام اس کے ساتھ دیا. ماریہ کو پہلے ہی وہ باہر چھوڑ آیا تھا.

لیکن پھر ان چاروں کو بھی وہاں سے نکالنے کا فیصلہ کیا.

اب مسئلہ صرف یہ تھا کہ وہ اس عورت کو سٹیٹ سے باہر کیسے لے کر جائے.

تبھی اس کے دماغ میں ترکیب آئی اس نے کیبن میں بچھا کارپٹ اٹھایا اور اس میں عامرہ کو ایسے لپیٹنے لگا کہ کسی کو وہ آرام سے دکھے بھی نہیں اور وہ با آسانی سانس بھی لے پائے.

کارپٹ میں لپٹی عامرہ کو کندھے پہ لادا اور پھر تیزی سے اس گیٹ کے قریب لگی گاڑیوں کی طرف بڑھا.

ان کے دروازے چونکہ کھلے تھے اس لئے اس نے عامرہ کو پچھلی سیٹ کے نیچے رکھ دیا.

ابھی وہ دروازہ بند کر کے پلٹا ہی کہ

گیٹ کی طرف سے ایک گارڈ کو اپنی طرف بڑھتے پایا.

ھاد صاحب.... آپ یہاں پہ...

اس کا چونکہ اس طرف سے گزر بہت کم تھا اس لئے وہ چونکا تھا .

ہاں مبھے یہ کار چاہئیے....اس کا چابی دو.

وہ کار کی چابی نکالنے لگا.

کیا کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتائیں.

وہ سرسری سی نگاہ گاڑی میں ڈال کر پوچھنے لگا.

لیکن اندھیرے کی وجہ سے اس کارپٹ کو نا دیکھ پایا.

اگر مجھے ھے بتانا ہو گا تو بتا دوں گا... اب نکلو یہاں سے.

وہ اسے تیور دکھاتا گاڑی میں بیٹھ گیا اور پھر سٹارٹ کرنے لگا.

اسے کار ڈرائیو کرتا دیکھ باقی گارڈز نے بنا کسی چیکنگ کے فورا گیٹ کھول دیا اور وہ عامرہ کو لے کر وہاں سے نکل گیا.

جب عمر کو اس سب کا پتا لگا تو وہ ھاد پہ بھڑک اٹھا اس کی وجہ سے وہ تینوں لڑکیاں مر گئ تھیں.

اور اس نے خود کو بھی خطرے میں ڈالا.

اس کے موجود خون کی چاہت اور بے صبری کو بندھ لگایا یا کنٹرول کرنا بہت ضروری تھا.

سزا کے طور پہ اس کی ٹریننگ مزید سخت کر دی گئ.

وہیں عامرہ اور ماریہ کو الگ سیف ہاؤس بھیج دیا گیا.

نیلی آنکھیں اور سنہرئ بالوں والی اس بچی کو دیکھتے ہئ اسے کساندرا کی یاد آئ.

اسے تو لگا تھا کہ وہ بچی بھی مر چکی ہو گی لیکن وہ زندہ تھئ.

جب ھاد کو پتا لگا کہ ماریہ کوئ اور نہیں بلکہ اس کی بہن ہے تو اس کا بس نا چلا کہ شہباز مرزا کو بھی اسی طرح جلائے اور مارے جیسے وہ باقیوں کے ساتھ کرتا تھا.

جیسے جیسے وہ جوان ہوتا گیا اس نے ہر وہ کام کیا جس سے اس کا باپ اس پہ اندھا اعتماد کرنے لگے.

اسی دوران حمیرا کی بھی بیماری سے وفات ہو گئی.

رباط جو کہ احتشام کے ساتھ رہتا تھا یہی سمجھتا تھا کہ وہ اس کا سگا بھائی ہے.

نا حمیرا نے کبھی اس کی غلط فہمی دور کی اور احتشام بھی اسے سگے بھائیوں کی طرح چاہتا تھا.

آہستہ آہستہ ھاد شہباز کو پس منظر میں کرتا خود سب سنبھالنے لگا.

پہلے بھی شہباز صرف حکم دیتا تھا لیکن ھاد نے یہ غلطی نہیں کی وہ حکم دینے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ وہ خود سپہ سالار تھا.

کم وقت میں ہئ اس نے سب اپنے قبضے میں لے لیا. لیکن سب ایک دم ختم کر دینا ممکن نہیں تھا.

اس عرصے میں وہ سب بہت طاقتور ہو چکے تھے اس لئے ھاد کو آہستہ آہستہ ان کی جڑیں کاٹنا تھا.

اس نے کبھی خود کو کمزور ہونے نہیں دیا. خون کی چاہت ایک کمزوری تھی جسے وہ قابو کرتا گیا.

اسے قتلو غارت سے ابھی بھئ ویسا ہی سکون آتا تھا لیکن اب وہ خود کو اس احساس کا محتاج نہیں ہونے دیتا تھا.

وقت گزرتا تھا اس کی زندگی یہی تھی وہ ان مجرموں کو آسانی سے کیفر کردار تک پہنچا رہا تھا.

جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کا ذہن ایک مجرم کا تھا ایک وحشی درندے کا.

اس نے بچپن سے یہی سیکھا تھا کہ کسی کو معاف نہیں کرنا اور وہ ایسا ہی تھا.

اٹھارہ سال کی عمر میں جب شہباز نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا تحفہ چاہتا ہے تو ھاد نے اس سے وہ گھر مانگا جس میں اس کی ماں کی شادی ہوئی تھی. جہاں وہ پیدا ہوا اور جہاں اس کی ماں اسے بچپن میں ساتھ لیجا کر باغبانی کیا کرتی تھی.

اس کے ذہن میں وہ لمحہ ابھی بھی نقش تھے جب وہ اس کی مدد کرتا تھا.

شہباز نے وہ جگہ اس کے نام کرنا چاہی تو ھاد نے اسے اس جگہ کی باقاعدہ قیمت ادا کی.

اس جگہ کے کئی حصوں کو دوبارہ سے بنایا گیا جس میں سب سے اہم خفیہ راستے بنانا تھا.

اسے کسی ہاؤس ٹیکر کی ضرورت تھی اور عامرہ اس کام کے لئے تیار تھی تو وہ اور ماریہ اس کے ساتھ رہنے لگے.

اس دوران اس نے ماریہ کو ہر وہ طریقہ سکھایا بس سے کبھی اس کے ساتھ وہ نا ہو جو کسانڈرا یا صدف کے ساتھ ہوا.

جب ھاد کے دشمن ابھرنے لگے تو اس نے ماریہ کو الگ جگہ شفٹ کر دیا جبکہ عامرہ نے کہیں جانے سے انکار کر دیا.

وہ اس کی شکر گزار تھی اور اب وہ اس کا احسان ایسے اتارنا چاہتی تھی.

احتشام اور ھاد نے دن رات مل کر کام کیا اور سب سے پہلے انسانی سمگلنگ کرنے والے عناصر کو نشانہ بنایا .

اس دوران کیپٹن عمر نے خوب کوشش کی کہ اسے باقاعدہ خفیہ تنظیم کا حصہ بنایا جائے لیکن پھر ھاد کی عادات سے وہ خاموشی اختیار کر گئے.

وہ کبھی کسی کے انڈر کام نہیں کر سکتا تھا. اس کے کام کا طریقہ بھی غیر انسانی تھا.

تبھی تو وہ بیسٹ تھا.

اسے اپنئ مرضی کرنے کی پوری اجازت تھی کیونکہ اس کا خفیہ اداروں کا مقصد ایک تھا.

لیکن نا تو وہ اسے اپنانا چاہتے تھے اور نا ہی ھاد ان کے لئے کام کرنا چاہتا تھا.

عمر جو کب میجر بن چکا تھا ھاد سے ملاقات کے دوران کہنے لگا.

تم اپنے باپ کی طرح ظالم بننا چاہتے ہو کیا.

انہوں نے دیکھا تھا کہ کیسے ھاد نے بے دردی سے کسی جانور کی طرح اپنے ٹارگٹ کی چمڑی اتاری تھی.

باپ کی طرح.....

ناں..

وہ شیطانیت سے مسکراتا کہنے لگا

میں تو اس سے بھی زیادہ ظالم ہوں.

شہباز مرزا کی طرح بنا تو میری توہین ہو گی.

وہ اسے کہتا وہاں سے چلا گیا.

وہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار تھے لیکن ایک نہیں.

خفیہ تنظیمیں ھاد جیسے شخص کو اپنے خلاف نہیں کرنا چاہتی تھیں.

اور ھاد اسے ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی جب تک کوئی اس کے راستے میں نا آتا.

***

حورین کے خون کا ذائقہ ابھی بھی اس کے لبوں پہ تھا.

اس نے جان بوجھ کر اسے کاٹا تھا وہ اسے اب تک انتظار کروانے کی چھوٹی سی سزا تھی.

جب وہ کیفے میں داخل ہوا تو احتشام

اور ضرار سمیت میجر عمر بھی وہاں موجود تھے.

وہ سب سے ملتا احتشام کے ساتھ خالی کرسی سنبھال کر بیٹھ گیا.

جب سے اسے شہباز کے اس شخص سے روابط کا علم ہوا تھا احتشام اس کے فون کالز کو ٹیپ کیئے تھا.

اس بار اس کا شکار شاطر تھا لیکن اسی میں تو سارا مزا تھا.

شہباز بھی اب کچھ ہئ سانسوں کا محتاج تھا.

وہ شخص اس وقت کاغان میں ہے. لاسٹ کنٹکٹ جو شہباز کے ساتھ ہوا اس وقت وہ وہیں تھا.

احتشام بنا وقت ضائع کیئے بتانے لگا.

تو پھر ہم ابھئ وہاں روانہ ہوتے ہیں.

ضرار ساتھ ہئ کہنے لگا.

میجر عمر سر ہلاتے سب سن رہے تھے.

کیا یہ کنفرم ہے احتشام....

ایک دم کنفرم...اگر وہ وہاں نا بھی ہوا تو اس جگہ موجود اس کے ٹارچر ہاؤس تک تو ہم پہنچ ہی سکتے ہیں.

ھاد جس کا رخ کیفے کے دروازے اور کھڑکی کی طرف تھا وہاں سے گزرتی ہوئی وین کو اچانک دیکھنے لگا.

وہ وین باقی سب سے قدرے سستی سے چل رہی تھیُ اس کی چھٹی حس فورا کھٹکی.

ہم پہ نظر رکھی جا رہی ہے.

ابھیُ وہ اتنا ہی کہہ سکا تھا جب اس وین کا دروازہ کھلا جس میں موبود شخص نے ان کی طرف فائرنگ شروع کر دی.

میجر عمر جو کہ ھاد کے قریب ہی بیٹھے تھے ھاد انہیں تیزی سے کھینچتا نیچے گر گیا.

احتشام کا چہرہ بھی دروازے کی طرف ہونے سے وہ پھرتی سے گولئوں کے راستے ہٹا لیکن ضرار جو اس طرف پشت کیے بیٹھا تھا اتنا خوش قسمت نہیں نکلا.

گولی اس کی کمر میں لگی تھی.

اسے لہو میں دیکھ لتا ہوا دیکھ کر میجر عمر تڑپ اٹھے تھے.

ضرار....

وہ اسے پکارنے لگے

میں ٹھیک ہوں پاپا.... آخر کو وہ بھی کیپٹن تھا ایسیٔ گولیوں سے ڈرتا ہوتا تو کبھی اس جگہ نا پہنچتا.

ضرار ٹیبل کو ڈھال بناتا فائرنگ کرنے لگا.

عمر دیوار کی اوٹ سے فائرنگ کر رہا تھا.

لوگ چیخ رہے تھے کانچ ٹوٹ چکا تھا.

لوگ اپنیٔ جان کی حفاظت کے لئے چیختے ادھر ادھر بھاگتے تو گولیاں لگنے سے گر جاتے کچھ لوگ انہی کی طرح فرنیچر کا استعمال کر رہے تھے.

بچے رو رہے تھے.

احتشام بھی مسلسل فائرنگ کر رہا تھا

ضرار کو اب خون زیادہ بہنے سے چکر آنے لگے تھے.

ھاد....ھاد....

احتشام ضرار کی مدد کرنے کے لئے اس کا نام چلا رہا تھا لیکن وہ وہاں ہوتا تو جواب دیتا.

ان کی گولیاں بھی ختم ہو رہی تھیں.

....

اس نے جیسے ہی میجر عمر کو دیوار کی اوٹ کے پیچھے کیا وہ خود کیفے کف بیک ڈور کی طرف بھاگا.

وہ دروازہ پچھلی گلی میں کھلتا تھا. وہاں سے وہ کیفے کے مین ڈور کی طرف بھاگا.

وہ شخص آٹامیٹک ہتھیار سے ان پہ فائرنگ کر رہا تھا.

اس نے ھاد کو اپنئ جانب بڑھتے ہوئے بھی نا دیکھا.

جیسے ہی اس کی نظر ھاد پہ پڑی وہ اس بھاری مشین کا رخ اس کی طرف پھیرنے لگا لیکن اتنے میں وہ ھاد کے نشانے پر آ چکا تھا.

ھاد نے اس کے سر پہ ایک بار ہئ شوٹ کیا اور اس کا آدھا سر ذروں میں تبدیل ہوتا ہوا میں اڑ گیا.

وین کے ڈرائیور نے جب اپنے ساتھی کو زمین پہ گرا پایا تو وہ اسے بھگا لے جانے لگا.

ھاد کو وہ زندہ چاہئیے تھا اس لئے ٹائرز پہ فائرنگ کرنے لگا.

اتنی دیر میں احتشام بھی باہر آ گیا اور وین پہ فائرنگ کرنے لگا.

اس کے سارے ٹائرز پھٹ چکے تھے اور وین جھولتے ہوئے ایک دکان میں جا لگی.

وہ دونوں اس کی طرف بھاگے وہ شخص ہاتھ میں گن تھامے وین سے نکل رہا تھا جب ھاد نے اسے کلائی سے تھاما اور گن کا رخ اپنۓ طرف سے ہٹا دیا.

جب کہ دسری کہنی سے اس کے ناک پہ وار کیا.

وہ سب اتنۓ جلدئ ہوا کہ ناک ٹوٹنے سے اس کے ہاتھ سے بندوق پہ پکڑ جیسے ہی ڈھیلئ ہوئی ھاد نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا.

اب وہ شخص دونوں ہاتھوں سے اپنا ناک تھام کر کراہ رہا تھا

خون ہاتھوں سے ہوتا ہوا زمین پہ بہ رہا تھا.

احتشام نے جلدی سے اس کئ تلاشی لی اور ھاد کو ضرار کی حالت کا بتانے لگا.

ہوسپٹل یہاں سے دور ہے اسے ماریہ کے سیف ہاؤس لے جاؤ وہ احتشام کو کہتا اس شخص کو گردن سے دبوچتا اپنۓ کار کی طرف لے گیا.

ماریہ نے کئ سال ایک بہترین سرجن سے تربیت حاصل کی تھی وہ ایسے ہئ حالات کے لئے تیار کی گئ تھی.

احتشام واپس پلٹا جب میجر عمر ضرار کو پچھلی سیٹ پہ ڈالے گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے.

ضرار اب بیہوش ہو چکا تھا.

انہوں نے ایک لمحے کے لیے گاڑی سست کی اور احتشام ان کے برابر والی سیٹ میں بیٹھ گیا.

اس کا خون بہت بہ گیا ہے.

عمر مضبوط لہجے میں کہنے لگا.

اسے ماریہ کے پاس لیجانا ہو گا وہ قریب ہی ہے.

اس کے بعد اگر کوئی اور حملے کا خطرہ نا ہوا تو ہوسپٹل لے جائیں گے.

عمر جانتا تھا ماریہ کہاں رہتی ہے اور ابھی سیف ہاؤس ہی بہتر اپشن تھا.

وہ پانچ منٹ کے فاصلے پر موجود سیف ہاؤس کی طرف بڑھنے لگے.

...

ھاد اپنے سامنے بیٹھے اس شخص کو دیکھ رہا تھا

اس کے کچھ دانت ٹوٹ چکے تھے اور زمین پہ ادھر ادھر گرے پڑے تھے.

ھاد نے اسے اتنے زور سے مکا مارا تھا کہ اس کا جبڑہ ٹیڑھا ہو چکا تھا.

اسے بولنے میں تکلیف ہو رہی تھی.

ھاد نے بنا کسی سوال کے اس پر خوب تشدد کیا تھا اور اب جب وہ ادھ موا ہوا پڑا تھا تو اس سے سوالات کر رہا تھا

کس نے بھیجا تمہیں یہاں.

وہ آخر کیا کہتا اس کا تو منہ ٹیڑھا ہو چکا تھا.

ہلنے سے بھی تکلیف شدت اختیار کر جاتی تھی اور وہ بولنے کا کہ رہا تھا

وہ تو چیخ بھی نہیں پا رہا تھا

ھاد نے اس کے پیٹ میں ایک زوردار کک کی.

چونکہ اس کے شوز کی نوک سپیشلئ دھات سے بنی تھی اس لئے وہ شخص تڑپ اٹھا.

کس نے بھیجا تمہیں.....

وہ اس کے سامنے زانوں بل دبارہ بیٹھ گیا.

وہ اب اسے لاپرواہی سے سگریٹ جلاتا ہوا دیکھ رہا تھا.

وہ شخص اسے بتانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے منہ سے صرف ہوا نکل رہی تھی.

ھاد سگریٹ کے کش لگاتا اسے دیکھ کر مسکرا اٹھا.

وہ شخص پاگل تھا .اس نے اسے جس بے رحمی سے مارا تھا وہ عام نہیں ہو سکتا تھا.

ھاد نے اپنے شوز میں سے چاقو باہر نکالا جب کہ اس کی نظریں لگاتار اس شخص پہ جمی تھیں.

جانتے ہو جب یہ گرم چاقو تمہاری آنکھوں میں جائے گا تو کیا ہو گا....

وہ اس کی بات سے کپکپا اٹھا اور پھر ہمت کر کے بولنے لگا.

فو....فو...وو...اد

اس نے بمشکل نام ادا کیا.

ھاد وہ نام سن کر ایک دم کہیں وقت میں بہت پیچھے چلا گیا.

اس نے اسے اخری بار چودہ سال کی عمر میں دیکھا تھا.

اسے لگا تھا شاید وہ مر چکا ہے اس لئے کبھی اسے نہیں ڈھونڈ پایا.

ھاد نے اسے بالوں سے پکڑا اور اس کا سر اوپر کو کھینچا

اس کا ٹیڑھا ہو چکا جبڑہ لٹک رہا تھا.

اور منہ کھلا ہوا تھا.

پاس ہئ پڑا لوہے کا پائپ اب اس کے ہاتھ میں تھا.

گڈ بائے....

یہ کہتے ہوئے ھاد نے وہ پائپ اس شخص کے گلے میں ٹھونس دیا.

پائپ اس کے حلق کو چیرتے ہوئے اس کے جسم میں اتر گیا.

اگلے ہئ لمحے وہ شخص تڑپتا ہوا پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا مر گیا.

وہ بہت سکون سے اٹھا اور دروازے سے باہر نکل گیا.

باہر کھڑے شخص کو اس لاش کو ٹھکانے لگانے کا کہتا احتشام کو کال کرنے لگا.

...

احتشام جب مراد کے ساتھ ضرار کو اٹھائے وہاں پہنچا تو ماریہ ان کی کال سے سب تیار کر چکی تھی.

وہ دونوں اسے اس کمرے میں لے گئے جو کسی مہنگے ہوسپٹل کے کمرے سے کم نہیں تھا.

اسے یہاں لٹا دو.

وہ اسے سنگل بیڈ پر لٹانے کی حکایت کرنے لگی.

ہلکے بھورے بالوں والے اس ہینڈسم شخص کو وہ پہلئ بار دیکھ رہی تھی.

جو اس وقت خون بہہ جانے سے بیہوش ہو چکا تھا.

وہ اسے بیڈ پر الٹا لٹانے لگے .

کیونکہ گولی کمر پہ لگی تھی.

عمر اور احتشام اسے لٹاتے ہی اس کے راستے سے دور ہو گئے.

اس نے بنا کسی انتظار کے دستانے پہنے اور جلدی سے اینٹی سیپٹک سے اس کا زخم صاف کرنے لگی.

ماریہ....اسے کچھ ہو گا تو نہیں.

عمر بے چینی سے پوچھنے لگا. وہ اس کی اکلوتی اولاد تھا.

گھبرائیں نہیں... شکر ہے گولی ریڑھ کی ہڈی میں نہیں لگی اور زیادہ گہرا زخم نہیں لگ رہا.

وہ انہیں مسکراتے ہوئے حوصلہ دینے لگی.

جبکہ احتشام بیڈ کے قریب ہی آئی.وی سٹینڈ پر خون کا پیکٹ سیٹ کرنے لگا.

جو کہ فریزر میں موجود تھے.

ماریہ خون صاف کر کے کسی اوزار کے بنا ہی انگلی اس کے زخم میں گھساتی گولی محسوس کرنے لگی.

اس کی اس حرکت سے احتشام کا تو دماغ گھوم گیا.

جیسا بھائی ویسی بہن...

وہ بڑبڑاتا ہوا اس سے دور ہوا.

کیا تمہیں لگتا ہے کہ تم ٹھیک کر رہی ہو؟

عمر کو بھی اب شک سا ہونے لگا تھا

اف مجھے چیک کرنے دیں گولی کہاں ہے میرے پاس الٹراساؤنڈ مشین نہیں ہے

وہ انہیں ڈپٹتی ہوئی کمرے سے جانے کا کہنے لگی.

جیسے ہی اسے گولی محسوس ہوئی اس نے اپنی لمبی پتلی انگلی باہر نکالی اور پھر ٹویزر سے گولی نکالنے لگی.

اس کی انگلی کی وجہ سے خون دوبارہ رسنے لگا تھا وہ اسے روکنے لگی.

جبکہ احتشام پہلے ہئ ضرار کو خون لگا چکا تھا.

اس کے زخم کو میڈیکلی طور پہ استعمال کرنے والے تیزاب سے ہلکا سے جلا کر ماریہ نے خون روک دیا.

اب وہ اس پہ اینٹی سیپٹک لگاتی پٹی کرنے لگی.

ضرار کے کپڑے اور ماریہ کے دستانے خون سے رنگے تھے.

ماریہ نے اس کی شرٹ زخم کی جگہ سے کاٹ دی تھی. اب کو قینچی پکڑے اس کی مکمل شرٹ کاٹنے لگی.

اس کا خون ساری کمر پہ پھیلا ہوا تھا احتیاط سے اسے صاف کرتی دیکھنے لگی کہ کہیں اور تو گولی نہیں لگی.

ابھی وہ یہی دیکھ رہی تھی جب عمر مزید انتظار نا کر سکے اور کمرے میں داخل ہوئے.

وہ ابھی بھی اسی حالت میں بیہوش پڑا تھا.

یہ ابھی تک ہوش میں کیوں نہیں آیا وہ فوجی کٹ بالوں پہ ہاتھ پھیرتے کہنے لگا.

انکل مجھے یقین ہے آپ کو اندازہ ہے کہ گولی لگنے کی بعد کوئی اتنئ جلدی ہوش میں نہیں آتا.

وہ اپنے اسی میٹھے بناوٹی انداز میں پلکیں جھپکاتی کہنے لگی.

ویسے اس کا بی پی بھی کچھ دیر میں نارمل ہو جائے گا اور ہارٹ بیٹ بھی بس ٹھیک ہی ہے.

بس زخم میں کوئی مسئلہ نا ہو اور یہ کچھ دنوں میں گھوڑے جیسا ہو گا.

وہ لاپرواہی سے اس کے کندھے پہ چپت لگاتی کہنے لگی.

اللہ اللہ....اسی لئے سرجن صاحب نے نکالا ہو گا تمہیں اپنی شاگردی سے. بھلا کوئی مریض کو ایسے تھپڑ بھی لگاتا ہے.

وہ بھی جب مریض میجر صاحب کا بیٹا ہو.

احتشام اسے آنکھیں دکھاتا کہنے لگا.

اس کی بات پہ وہ اس کا کندھا سہلانے لگی جہاں کچھ دیر پہلے ہی اس نے حملہ کیا تھا.

آپ فکر نا کریں یہ قابل ہاتھوں میں ہے.

وہ اب روایتی انداز اپناتے ہوئے کہنے لگی.

ہاں وہ تو میں دیکھ چکا ہوں وہ اپنا سر پکڑے صوفے پہ گر گئے جبکہ احتشام اسے چڑانے کے انداز میں دانت نکالنے لگا.

خبیث انسان....بندا پہلے ہی بتا دیتا ہے.

وہ بڑبڑاتی ہوئی پلٹ گئی.

احتشام جو کچھ کہنے ہی لگا تھا ھاد کا نمبر فون پہ دیکھ کر کمرے سے نکل گیا.

ہاں ھاد .... کیا بتایا اس شخص نے.

اسے فواد نے بھیجا تھا...مجھے لگا کہ وہ مر چکا ہے.

دوسری جانب سے جواب موصول ہوا.

اس کی باپ پہ احتشام کچھ دیر خاموش رہا.

ھاد مجھے کچھ بتانا ہے...

ہاں بولو...

جب میں شہباز مرزا کا فون ٹیپ کر رہا تھا تو مجھے پتا لگا کہ ہم جس شخص کو اتنے عرصے سے ڈھونڈ رہے ہیں وہ کوئی اور نہیں فواد ہے.

کیا...

وہ غرایا تھا....

ہاں وہ اسے اسی نام سے مخاطب کر رہا تھا.

اس کا مطلب حورین کے ساتھ سب فواد نے کیا ہے. ...وہ اپنے فون کو دبوچتے ہوئے کہنے لگا.

حورین کے ساتھ کیا؟

احتشام الجھتا ہوا پوچھنے لگا.

کچھ نہیں....یہ بتاؤ کہ ضرار کیسا ہے

ضرار ابھی بھی بیہوش ہے لیکن ماریہ ساتھ ہیٔ ہے تو زیادہ مسئلہ کی بات نہیں.

ٹھیک ہے تم وہیں رکو میں ابھی گھر جا رہا ہوں.

ھاد اسے کہتا فون بند کر کے گاڑی کی طرف بڑھ گیا.

پہلے ڈکی میں سے الگ شرٹ نکالیٔ اور پہلی شرٹ اتار کے اس سے چہرہ اور ہاتھ صاف کر کے ڈکی میں پھینک دی.

پھر نیٔ شرٹ پہن کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا.

اسے حورین کے کندھے پہ بنا نشان یاد آیا تھا . اور وہ انگوٹھیٔ بھی.

شاید اسے وہ سب اس لئے جانا پہچانا لگ رہا تھا کیونکہ اس نے وہ دونوں چیزیں دیکھی تھیں.

جب وہ بچپن میں اس کے ساتھ ٹارچر ہاؤس گیا تھا لیکن دھیان دوسری طرف ہونے سے صرف سرسری سی ہیٔ نگاہ ان پہ ڈالیٔ تھیٔ.

ان نے غصے سے سٹیرنگ وہیل پہ زور سے اپنا ہاتھ مارا...اگر وہ یاد کر پاتا تو ابھی تک اس تک پہنچ چکا ہوتا.

ضرار اپنیٔ ٹیم اور احتشام کے ساتھ کاغان جانے والا تھا لیکن اب معاملات بدل گئے تھے.

حورین کی وجہ سے یہ مسئلہ ذاتی حیثیت اختیار کر گیا تھا.

وہ میجر عمر کو کال ملانے لگا.

یہ آپریشن میں لیڈ کروں گا اور کل ہی ہم کاغان کے لئے روانہ ہو جائیں گے.

نہیں میجر مجھے تمہارا کوئی فوجی نہیں چاہیئے اس معاملے میں. میں یہ سب خود دیکھ لوں گا.

اس کی بات پہ عمر نے اسے کچھ کہا تھا جس پہ وہ لب بھینچ گیا.

میں تمہارے دو آدمیوں کو ساتھ لے جاؤں گا لیکن اس شرط پہ کہ کسی آرمی بیسمنٹ میں نہیں رکیں گے

بلکہ میرے سیف ہاؤس جائیں گے.

وہ اسے اپنا الٹی میٹم دیتا فون کاٹ گیا.

اپنے سیف ہاؤس میں رہنے کی وجہ حورین تھی. اب جب وہ جانتا تھا کہ مرتضیٰ اور تانیہ حورین کو فواد کو دے رہے تھے تو وہ حورین کو اکیلا چھوڑ کر جانے والا نہیں تھا.

ایسے میں ایک پہاڑ پہ بنے اس کے سیف ہاؤس سے زیادہ محفوظ جگہ کوئی نہیں تھی.

جب وہ گھر پہنچا تو سیدھا گیسٹ روم میں گیا فریش ہو کر جب باہر آیا تو عامرہ ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی.

حورین کہاں ہے؟

وہ اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتا پوچھنے لگا.

حورین صاحبہ تو باغیچہ میں ہیں شاید....

وہ اس کی بات سنتا ہال کے اس دروازے کی طرف بڑھنے لگا جو باغیچہ میں کھلتا تھا.

عامرہ...

جی ھاد صاجب...

حورین کے کچھ کپڑے پیک کر دو سردئ کی مناسبت سے ہم کل کہیں با رہے ہیں. تم اور سوزی باقی لڑکیوں سمیت سیف ہاؤس ہی رہنا اس دوران سمجھیں.

جی ٹھیک ہے.

عامرہ کو عادت تھی اس طرح کے حکم کی.

وہ جانتئ تھی اگر ھاد نے سب کو سیف ہاؤس سے نکلنے پہ منع کیا ہے تو کوئی اہم معاملہ ہی ہو گا.

وہ اسے آڈر دیتا حورین کی طرف چل دیا اور عامرہ دل میں دعائیں کرتی اپنا کام کرنے لگی.

جب وہ گارڈن میں پہنچا تو حورین اس کے لگائے گلاب کے پودے کے سامنے کھڑی تھی.

ہاتھ میں ایک گلاب پکڑے اس پہ لگے کانٹے توڑ رہی تھی. اس کی انگلی پہ بینڈج لگا ہوا تھا.

جیسے ہی حورین کو کسی کی نظریں خود پہ محسوس ہوئیں وہ پلٹ پڑی.

ھاد دروازے کے پاس کھڑا خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا.

وہ اسے دیکھ کر دوبارہ گلاب کے کانٹے چننے لگی.

لیکن اب اس کا سارا دھیان ھاد کی موجودگی پر تھا.

کب اسے ایک لمبا سا کانٹا چبھ گیا پتا بھی نا لگا.

بس اس کی تکلیف سے اس نے وہ گلاب چھوڑ دیا.

ھاد اس کی طرف بڑھنے لگا اور اس کا ہاتھ تھام لیا.

پاکٹ سے رومال نکالا اور انگوٹھے سے بہتا خون کا قطرہ صاف کرنے لگا.

کتنا عجیب تھا وہ شخص صبح ہی اس کی انگلی کاٹ کر اتنا خون نکالا تھا اور اب وہ تھوڑا سا خون صاف کر رہا تھا.

یہ اتنا گہرا نہیں ہے جتنا گہرا زخم تم نے مجھے دیا.

وہ اپنۓ انگلی کی طرف دیکھتی کہنے لگی.

ھاد کا موڈ تب سے خراب تھا جب سے اسے فواد کا علم ہوا تھا.

وہ حورین کے قریب بڑھنے لگا تو اسے اس کے تاثرات ٹھیک نہیں لگے

وہ بھی قدم پیچھے کو اٹھاتی اب دیوار کے ساتھ چپکی ہوئی تھی.

وہ اس کے سامنے کھڑا خاموشی سے دیکھ رہا تھا.

حورین نظریں جھکا گئی لیکن اس کی نگاہیں اسے ڈرا رہی تھیں.

تم بغیر کانٹوں کے پھول حاصل نہیں کر سکتی حور.

وہ اس کی بینڈج لگی انگلی کو دیکھ کر کہہ رہا تھا.

ھاد کی بات سمجھ کر اس نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا.

اگر میں وہ کانٹے چن لوں تو.

اس نے حورین کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام لیا.

تو وہ کانٹے تمہیں زخمی کر دیں گے. انہیں مت چنو....

وہ اب اس کے چہرے کو اپنے ہاتھ میں تھامے کہہ رہا تھا.

اگر نہیں چنو گی تو بھی زخمی ہو جاؤں گی.

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی کہنے لگی.

جب ھاد اس پہ جھکنے لگا۔

اگر احتیاط کرو گی تو نہیں ہو گی۔

ھاد کا چہرہ اس سے کچھ فاصلے پہ ہی تھا۔

حورین کو دکھ ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

میں احتیاط نہیں کرنا چاہتی۔

اگر ان کانٹوں کو چن لو گی تو وہ گلاب لاچار و بےبس ہو جائے گا۔ ایک کمزور پھول۔

مم... میں اسے لاچار نہیں کرنا چاہتی۔

اس نے ایک دم آنکھیں کھول کر ھاد کو دیکھا۔

جس کی سانس اور خوشبو وہ اب محسوس کر پا رہی تھی۔

ہمم... وہ بس اتنا سا کہتا اس کے بال آزاد کرنے لگا۔

حورین کے بال اس کے چہرے پہ گرے تو وہ انہیں دھیرے سے ان دونوں کے درمیان سے ہٹانے لگا۔

وہ اپنی دھڑکن اس کے ساتھ ایک ہوتی محسوس کر رہی تھی۔

جب وہ اس کے مزید قریب ہونے لگا تو اس نے ھاد کے سینے پہ ہاتھ رکھ دیے اور اسے دور دھکیلنے لگی

اس نے تبھی حورین کے ہونٹوں کے نیچے زخم کے نشان پہ اپنے لب دیے

تو وہ اس کی شرٹ کو اپنے ہاتھوں میں جکڑ کر رہ گئی.

وہ ایک لمحہ نجانے کتنا طویل تھا یا کتنا چھوٹا اسے نہیں پتا.

وہ تو بس خود کو اس میں ڈوبتا ہوا اس میں اترتا ہوا محسوس کر رہی تھی.

کچھ دیر بعد اس نے اپنی پیشانی حورین کی پیشانی پہ ٹکا تھی.

وہ اب زور زور سے سانس لے رہی تھی.

اسے لگا جیسے اس کے گرد ساری ہوا ھاد نے اپنے قبضے میں کر لی ہو.

شش...ڈارلنگ سب ٹھیک ہے.

وہ پہلے اس کی خوشبو اپنے اندر اتارتا پھر اس کی پیشانی کا بوسہ لینے لگا.

سب ٹھیک ہے....

ہاں سب ٹھیک ہے... ہمیں کسی نے نہیں دیکھا.

وہ کانپنے لگی تھی تو ھاد اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے کہنے لگا.

اس کی بات پہ حورین نے اسے پھر سے دھکا دیا.

گلابی پڑتی رنگت اب سرخ ہونے لگی تھی.

اب کی بار وہ ہنسی ضبط کرتا اسے راستہ دے گیا.

وہ ایک سیکنڈ میں وہاں سے غائب ہوئی تھی.

اور ھاد اپنا سر جھٹک کر رہ گیا.

***

ضرار کو اسی سیف ہاؤس رکھا گیا البتہ اس کے لئے ایک بہترین ڈاکٹر کو وہاں ضرور بلا لیا گیا.

اور ماریہ کو لگا جیسے اس کی توہین کی گئی ہو.

ڈاکٹر نے اس کا اچھے سے معائنہ کیا وہ خون بہنے سے کمزور تھا لیکن اس کے وائیٹلز نارمل تھے.

ضرار کو کچھ دیر کے لئے ہوش آیا تو عمر صاحب قریب ہی تھے.

وہ کاعان آپریشن کے لئے پریشان تھا.

جب عمر نے اسے بتایا کہ اب وہ ھاد لیڈ کر رہا ہے.

اسے دکھ ہوا کہ وہ خود نہیں جا پایا لیکن خاموش ہو گیا.

ڈاکٹر نے اسے نیند کی دوائی دی تاکہ وہ آرام کر سکے اور وہاں سے چلا گیا.

ماریہ اتنے عرصے ہال میں بیٹھی اس ڈاکٹر کو مختلف طریقوں سے مارنے کا سوچتی رہی.

احتشام کل ھاد کے ساتھ جا رہا تھا. ایسے میں میجر عمر ماریہ کے ساتھ رکنے والے تھے جس وجہ سے وہ کہیں بھی نہیں جا سکتی تھی.

وہ تو ابھی سے بور ہونے لگی تھی تو اگلے تین دن کیسے گزارتی.

...

حورین جب اگلی صبح جاگی تو ھاد کو ڈریسنگ روم میں پایا.

اس نے وقت دیکھا تو ابھی فجر بھی نہیں ہوئی تھی.

وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کے دروازہ کی طرف بڑھ گئی.

ایک بیگ میں وہ مختلف قسم کے ہتھیار رکھ رہا تھا

وہ چونک کر کچھ قدم پیچھے ہٹی.

حور...

ج...جی.

اسے لگا کہ شاید وہ غصہ ہو گا.

تیار ہو جاؤ ہمیں کہیں جانا ہے.

وہ اپنے نارمل لہجے میں کہنے لگا.

حورین پوچھنا چاہتی تھی کہاں... کیوں.. کب تک..

لیکن اتنے سارے ہتھیار دیکھ کر خاموشی سے نکلنا ہی بہتر جانا.

ھاد نے بیگ میں ہتھیار رکھ کر اپنی ایک پینٹ اور سویٹر ان کے اوپر رکھ دیے.

انہیں کچھ ہی دیر میں نکلنا تھا اور حورین کو جتنا کم معلوم ہو اتنا بہتر تھا.

اس نے سائیڈ پہ پڑا حورین کا بیگ بھی اٹھایا اور دونوں بیگ پکڑ کر پورچ میں گاڑی میں رکھ آیا.

احتشام کو کال کر کے وہ آفس چلا گیا اسے جانے سے پہلے کچھ کام نپٹانے تھے.

وہ سیدھا شہباز مرزا سے فواد کا پتا پوچھ کر اسے قتل کرنا چاہتا تھا

آخر اس کی وجہ سے حورین فواد تک پہنچی تھی

لیکن عمر کا ماننا تھا وہ شخص ان کے کام آ سکتا ہے.

وہ اس کے خلاف تھا لیکن اس کا اور عمر کا رشتہ کچھ ایسا ہی تھا.

کچھ معاملات اسے برداشت کرنے پڑتے تھے اور کچھ عمر کو.

جب تک اس نے اپنا کام نپٹایا حورین تیار تھی.

وہ اسے بتانے کے لئے آفس کے دروازے پہ نوک کرنے لگی.

آج تک وہ صرف ایک بار اس کے آفس میں گئی تھی یہ دنیا اس نے حورین سے الگ رکھی تھی اس میں اس کا کوئی کام نہیں تھا.

وہ وہاں سے نکلتے خفیہ راستے کو چیک کرتا آفس سے نکل گیا.

وہ ہال میں اس کا انتظار کر رہی تھی تو ھاد اس کا ہاتھ تھامتا وہاں سے چل پڑا.

اس وقت اس کے ذہن میں صرف ایک شخص گردش کر رہا تھا...فواد...

باقی سب پس منظر میں چلا گیا تھا.

***

انہوں نے آدھے سے زیادہ راستہ بائے ایئر اور باقی بائے روڈ طے کیا تھا.

حورین اس دوران صرف ایک بار ہی ھاد سے پوچھ پائی تھی کہ وہ کہاں جا رہے ہیں لیکن اس کی خاموشی سے وہ سمجھ گئی کہ وہ اس سے ابھی ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا.

وہ شرمندہ سی احتشام کو دیکھنے لگی جو اسے دیکھ کر مسکرانے لگا.

تمہیں پتا ہے رباط واپس لاہور چلا گیا ہے.

وہ حورین کو بہلانے کے لئے بتانے لگا.

کک...کب.

وہ اپنی زندگی میں اتنا کھو چکی تھی کہ اپنے ماں باپ یا دوست کوئی بھی تو اسے یاد نہیں رہے تھے.

اور اب جب احتشام نے اس کا ذکر کیا تو اسے خود پہ شرمندگی ہونے لگی. رباط نے اس کی کتنئ مدد کی تھی اور اس نے تو کبھی اسے سوچا بھی نہیں تھا.

حورین نے ایک نظر ھاد کی طرف دیکھا جو کہ ڈرائیونگ کر رہا تھا. رباط کے ذکر سے بدلنے والے حورین کے تاثرات اس نے بیک مرر میں اچھے سے دیکھے تھے.

حورین کے چہرے پہ دکھ دیکھ کر اس نے سٹیرنگ وہیل کو کس کر تھام لیا.

حورین اس کی سرخ ہوتی آنکھیں نظر انداز کر کے دبارہ احتشام کی طرف متوجہ ہوئی.

جو ھاد کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ براجمان تھا.

کک...کب گیا وہ لا...لاہور.

کچھ دن پہلے ہی. وہ وہاں اپنی ڈگری حاصل کر کے اٹلی جانے کا ارادہ رکھتا ہے.

احتشام کی آواز میں دکھ واضح تھا. اسے رباط کے اس فیصلے پہ تکلیف ہوئی تھی.

حورین کے دل میں ٹیس سی اٹھئ تھئ یہ سب اس کی وجہ سے ہوا تھا.

کک...کیوں وہ اٹلی کیوں جائے گا.

جیسے ہی حورین نے یہ پوچھا ھاد نے جھٹکے سے گاڑی کو موڑا.

احتشام تو سنبھال گیا خود کو

لیکن حورین کا سر زور سے کھڑکی سے جا لگا.

اس جھٹکے میں ان دونوں کے لئے واضح وارننگ تھئ کہ اب وہ اپنئ بیوی کے منہ سے کسئ

اور کا ذکر نہیں سننا چاہتا.

حورین کو اس کی حرکت پہ بے حد غصہ آیا.

آخر وہ سمجھتا کیا ہے خود کو.

وہ اس کے سر کی پشت کو گھور کے اب کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی.

دھند کی وجہ سے وہ زیادہ دور نہیں دیکھ پا رہی تھی.

وہ لوگ اسلام آباد ایئر پورٹ پہ اترے تھے

اور اس کے بعد احتشام اور ھاد باری باری سے ڈرائیونگ کر رہے تھے.

کراچی میں تو سردیوں کا موسم بھی نام کا ہی تھا.

لیکن یہاں سخت سردی تھی.

ھاد اور احتشام جیکٹ جبکہ حورین سویٹر پہنے ہوئی تھی.

اس نے ہاتھ سے کھڑکی کا شیشہ صاف کیا اور باہر دیکھنے لگی.

انہیں مسلسل پانچ گھنٹے ہو چکے تھے ڈرائیو کرتے ہوئے اور اب اسے نیند آنے لگی تھی.

وہ سر دروازے سے ٹکا کر آنکھیں موندھ گئی.

...

حورین....

اسے کوئی ہلا رہا تھا لیکن وہ گہری نیند میں تھی.

جب اس نے آنکھیں نا کھولیں تو ھاد نے اس کا ناک دبا دیا.

وہ سانس رکنے سے ایک دم اٹھی.

کیا حرکت ہے یہ...

وہ غصہ سے بولی.

جب خود پہ جھکے ھاد کو دیکھ کر گاڑی میں پیچھے کھسک گئی.

وہ تیوری چڑھائے اسے دیکھ رہا تھا.

گاڑی کسی جگہ رکی ہوئی تھی اور اس کے علاوہ خالی تھی.

جبکہ ھاد اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولے اسے جگا رہا تھا.

ہم یہاں دس منٹ کے لئے رکیں کے فریش ہو جاؤ.

وہ بےرخی سے اسے کہتا پلٹ گیا.

آخر اب اسے کیا ہوا تھا.

وہ دل ہئ دل میں کہتی گاڑی سے باہر نکلی.

پہلے تو ایک دم اس کئ ٹانگوں نے اس کا ساتھ نا دیا.

وہ ایک ایک ٹانگ کو ہلا کر ان میں خون کی روانی درست کرنے لگی.

پھر جب اسے سردی لگی تو اپنئ بازوؤں کو خود کے گرد لپیٹ لیا.

ھاد اس کے آگے آگے چل رہا تھا.

کچھ فاصلے پہ ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا.

احتشام اس کے باہر چکر کاٹ رہا تھا جیسے وہ بھی اتنی دیر سے بیٹھ کر تھک چکا ہو.

حورین ادھر ادھر کسئ بورڈ کی تلاش کرنے لگی کہ شاید اسے علم ہو کہ وہ کہاں پر ہے.

ھاد اسے ہوٹل میں ایک سائیڈ پر لے گیا وہ شائد واشروم تھا تو وہ فریش ہونے چلی گئی.

احتشام آپس میں ہاتھ رگڑتا ھاد کے پاس آیا.

کاغان میں اس وقت برفباری ہو رہئ ہو گی ایسے میں سیف ہاؤس تک پہنچنا مشکل ہو گا.

میں حورین کو لے کر کہیں اور نہیں جاؤں گا. اور ویسے بھی سیکیورٹی ریزن سے وہ جگہ بہترین ہے.

ھاد جیکٹ کے کالر کھڑے کئے احتشام کو بتا رہا تھا.

مجھے تو بھوک لگی ہے.

ہاں حورین کو بھی بھوک لگی ہوگی.

احتشام اس کی بات پہ مسکرا پڑا.

تم رکو پھر میں کچھ پیک کروا کر لاتا ہوں.

ویسے بھی راستہ اب کم ہی ہے.

حورین جب باہر آئی تو ھاد وہیں کھڑا تھا وہ اسے نظر انداز کرتی آگے بڑھنے لگی جب اس نے اس کی بازو سے تھام کر حورین کو اپنی طرف کھینچا.

وہ ایک دم چیخ اٹھی جب ھاد نے اپنا برف جیسا ٹھنڈا ہاتھ اس کے لبوں پہ رکھ دیا.

بہت فکر ہو رہی ہے تمہیں اپنے دوست کی.

اس کا لہجہ پہلے کی طرح ہی خشک تھا.

حورین اپنا منہ اس کے ہاتھ سے دور ہٹاتی اسے دیکھنے لگی.

وہ جیلس ہو رہا تھا. کہیں کسی کونے سے اس کے دل نے سرگوشی کی.

ہاں میں ہوں پریشان اس کے لئے ب....

ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی جب اپنی غلطی کا احساس ہو گیا.

ھاد ان لوگوں میں سے نہیں تھا جنہیں تنگ کیا جا سکے.

کیونکہ اسی لمحے حورین کی پتلی گردن اس کے ہاتھ میں تھی.

اور ھاد کے چہرہ اس کے قریب.

میں اپنی چیز شیئر نہیں کرتا حورین....

کسی بھی طرح نہیں.

اس لئے اپنی سوچ اور زبان کو لگام دو

کیونکہ میرا طریقہ تمہیں پسند نہیں آئے گا ڈارلنگ.

یہ کہتے ہوئے اس نے حورین کا گلا ہلکا سا دبایا تھا.

اور اس کی آنکھیں پھیل گئیں وہ بے ترتیب دھڑکن سے اس دیکھ رہی تھی.

تبھی حورین کی نظر دوسری طرف سے آتے احتشام پہ پڑی

ھاد جانتا تھا کہ احتشام ان کی طرف بڑھ رہا ہے

ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پہ مکروہ مسکراہٹ پھیلی اور اگلے ہی لمحے اس نے اپنی بات ثابت کرنے کے لئے حورین کو گلے سے کھینچ کر اپنے قریب کیا اور چوم لیا.

حورین کے رونگٹے ایک دم کھڑے ہوئے تھے اور ھاد نے اسے جھٹکے سے چھوڑا.

احتشام کچھ فاصلے پہ منہ کھولے کھڑا تھا اسے ھاد کی حرکت پہ یقین نہیں آ رہا تھا.

وہ پلٹ کر اسے گھورتا وہاں سے چل دیا.

احتشام سے کچھ قدم فاصلے پہ رک گیا.

شام.... تمہارے بھائی کا ذکر آئندہ میری بیوی کے سامنے نا ہو.

اس کی بات پہ وہ اسے گھورنے لگا لیکن وہ اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا.

پہلے تو حورین کو یقین نہیں ہوا جب اس کی نظر شرمندہ کھڑے احتشام پہ پڑی تو اس کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں.

وہ گاڑی کی طرف بھاگ گئی.

ھاد نے یہ جان بوجھ کر کیا تھا وہ اسے احتشام کے سامنے شرمندہ کر گیا تھا.

اس نے دروازہ کھولا تو گاڑی کھل گئی وہ شکر کرتی اس میں بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھ کی پشت سے ہونٹ رگڑنے لگی.

دوسری طرف ھاد سکون سے اسے دیکھتا سگریٹ کے کش لگا رہا تھا.

جب وہ سگریٹ ختم کر چکا تو احتشام کو سر سے اشارہ کرتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھنے لگا.

گاڑی میں ایک عجیب سی سچویشن بن چکی تھی.

احتشام ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اس پہ بیٹھ گیا جبکہ ھاد پیچھے حورین کے ساتھ بیٹھ گیا.

اس نے اپنا بازو حورین کے پیچھے سیٹ پر ٹکا لیا جبکہ اس کا گھٹنہ بار بار حورین کی ٹانگ کو چھوتا.

وہ اس کی طرف پشت کئے سمٹ کر بیٹھی تھی پھر بھی بار بار اس کا ہاتھ اس کے بالوں کو چھو رہا تھا.

وہ شیشہ میں اسے گھور رہی تھی اور اپنے آنسو چھپا رہی تھی.

کچھ دیر بعد ھاد نے ایک بیگ اس کی گود میں رکھا.

تمہیں بھوک لگی ہو گی.

اس کی آواز سے کب سے چھایا سکوت توڑا تھا.

وہ اسے بنا کچھ کئے باہر تکتی رہی.

وہ لوگ مانسہرہ کراس کر چکے تھے.

وہ اسے سخت الفاظ میں منع کرنا چاہتی تھی لیکن ڈر رہئ تھی کہ کہیں ھاد اس کی مزید انسلٹ نا کرے اس لئے اس میں سے سینڈوج اور پانی کی بوتل نکال کر دبارہ کھڑکی کی طرف پلٹ گئ.

جب وہ لوگ کاغان ویلی داخل ہوئے تو گاڑی کچھ دیر کے لئے رک گئ.

ان کی کار سے کچھ فاصلے پہ ایک اور گاڑی کھڑی تھی. ھاد اور احتشام دونوں کار سے اتر کر ان کئ طرف بڑھ گئے.

جبکہ حورین وہیں بیٹھی سب دیکھ رہئ تھئ.

دوسری گاڑی میں دو لوگ سوار تھے انہوں نے آپس میں کچھ باتیں کی جنہیں وہ نہیں سن پا رہی تھیٔ.

اور پھر احتشام اور ھاد واپس آ گئے .

وہ ایک بار پھر سے اپنۓ منزل کی طرف روانہ تھے اور اب وہ دوسرۓ گاڑی بھی ان کے پیچھے تھی.

وہ سب اسے پریشان کر رہا تھا لیکن خاموش رہنے کے لئے اپنا ہونٹ چبانے لگی.

ھاد اب دوبارہ ڈرائیونگ کر رہا تھا.

حورین اب پہاڑی سلسلہ دیکھ سکتۓ تھی وہ اسی طرف روانہ تھے

برف نے انہیں ڈھک رکھا تھا جیسے ان سب نے سفید چادر اوڑھ لیٔ ہو.

وہ بے سبب ہی مسکرانے لگی تھی اسے برفباری ہمیشہ سے پسند تھیٔ.

گاڑی اب کچے راستے پہ رواں تھی تو اس نے بھی سیٹ بیلٹ لگا لیٔ.

لئکن اب وہ بے تابی سے باہر دیکھ رہی تھی.

حورین کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اتنۓ برف میں اس پہاڑ پر کیسے جائیں گے.

تبھی ھاد نے کار کا رخ ایک ڈھلان کی طرف کیا جس کے ساتھ ہی درختوں کا جھنڈ تھا بو برف سے ڈھکے تھے.

اگر کسی کو اس جگہ کا نا پتا ہوتا تو قریب سے گزرنے سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ایک راستہ ہے.

اس راستہ پہ درختوں کی وجہ سے برف بھی کم تھی لیکن جگہ خراب تھی.

وہ اب کافی سست رفتاری سے راستہ طے کر رہے تھے.

ہر کچھ فاصلے پہ موڑ تھا پیچھے مڑ کر دیکھنے سے بھی ایسا لگتا تھا جیسے یہ جگہ مکمل طور پہ بند ہے.

ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اسے قدرے سپاٹ جگہ پہ ایک خوبصورت گھر دکھا.

جو نا تو زیادہ وسیع تھا اور نا ہی زیادہ چھوٹا.

اس کی چھت کئ ڈھلوان برف سے بھری تھی.

دونوں گاڑیاں اس سے کچھ فاصلے پر درختوں کے نیچے روک دی گئیں اور اب وہ سب باہر نکل رہے تھے

حورین کا پورا دھیان اس خوبصورت جگہ پہ تھا.

وہاں کافی سردی تھی سانس لیتے ہوئے منہ سے نکلتی بھاپ صاف دکھائی دیتی.

اس بنگلے نما ہٹ میں جاتے جاتے اس کے کان ناک اور رخسار گلابی ہو چکے تھے

لیکن اس وقت حورین تو صرف اس برف میں کسی بچے کی طرح کھیلنا چاہتی تھی

برف بادلوں کی طرح نرم اور دودھ جیسی سفید تھی اس کا دل تو بلیوں اچھلنے لگا.

سفر کی تھکان اور ھاد کی حرکت مکمل طور پہ بھلائے وہ آنکھیں پھیلائے ادھر ادھر دیکھنے لگ

جبکہ ھاد ان دونوں کے بیگ اٹھائے اب دروازے کا لاک کھول رہا تھا.

اندر تمام جگہ گرد سے بھری تھی جیسے کافی وقت سے بند ہو.

اسے تو اندر جاتے ہی چھینک آنے لگی.

جبکہ وہ چاروں اس دھول مٹی کو نظرانداز کئے سامان رکھ رہے تھے.

حورین نے ان دو لوگوں کو دیکھا تو وہ دونوں درمیانی عمر کے تھے

ایک ھاد اور احتشام کی عمر کا جبکہ دوسرا ان سے قدرے بڑی عمر کا لگا.

جسمانی اعتبار سے وہ دونوں کسرتی جسم کے حامل تھے اور احتشام انہیں ان کا کمرہ دکھا رہا تھا

وہ ان دونوں کو غور سے دیکھتی پلٹی تو ھاد کافی غصے سے اسے گھور رہا تھا

حورین کی تو جیسے روح کسی نے قبض کر لئ ہو.

اس کی ٹانگیں ایک دم کانپنے لگیں.

لیکن وہ تو صرف ویسے ہی دیکھ رہی تھی کہ آخر وہ کون ہیں.

ھاد نے اسے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی.

اس نے بنا کچھ کہے حورین کی بازو کو جکڑا اور دوسری طرف لے گیا.

ایک دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک وسیع کمرہ تھا.

وہ اسے اس کمرے میں لے آیا اور سامان بھی اس کے قریب رکھ دیا.

وہ اس کی تنی ہوئی نسیں صاف دیکھ سکتی تھی.

ھاد کو پتا تھا ابھی وہ غصہ میں حورین کو خود سے دور کر دے گا.

لیکن اس نے حورین کو اپنی زندگی میں شامل اسے دور کرنے کے لئے نہیں کیا تھا.

وہ بیوقوف نہیں تھا جانتا تھا اس کا بے جا غصہ اس کا مسئلہ ہے حورین کا نہیں

اس لئے تب ضبط لازمی تھا ویسے بھی اس وقت فواد کی وجہ سے وہ ضرورت سے زیادہ کھچا ہوا تھا.

اس نے حورین کو وہاں چھوڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا.

ابھی انہیں اس جگہ کو رہنے کے قابل بھی بنانا تھا.

سب کی ملی جلی محنت سے دو گھنٹے بعد وہ جگہ مکمل طور پہ صاف تھئ.

حورین تو اب تھک کر سو چکی تھی.

تمام ہیٹرز اس جگہ کو گرم کر رہے تھے.

جبکہ وہ چاروں ہال میں سر جوڑ کر بیٹھے تھے

احتشام اوپن کچن میں کھڑا نجانے کیا بنا رہا تھا.

اسے ابھی اپنے اوپر ئٹس بھی سیٹ کرنے تھے تا کہ وہ لوکیشن کو ٹریک کر سکے.

جبکہ ھاد ان دونوں کو سارے پلان سے آگاہ کر رہا تھا.

سکندر اور اعظم بہترین جوانوں میں سے تھے اور اپنا کام بخوبی سمجھتے تھے

...

جب حورین کو کمرے میں بند کافی وقت ہو چلا تو ھاد اسے دیکھنے اٹھ کھڑا ہوا.

دوپہر ہو چکی تھی سورج بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا.

لیکن گرمی سے برف پگھل رہئ تھی.

حورین کھڑکی کے پاس بیٹھی حسرت بھری نظروں سے برف دیکھ رہی تھی.

اور ساتھ میں چھوٹی چھوٹی آہیں بھر رہی تھی.

کیا قسمت پائی تھی اس نے بھی پہلے ماں باپ اور اب شوہر سب کو بس اپنی اپنی پڑی تھی.

جب صندل کی خوشبو اس سے ٹکرائی تو آنکھیں خشک کر کے چہرہ موڑ گئی.

ھاد کی موجودگی اب وہ ایسے ہی محسوس کرنے لگی تھی.

ابھی تو وہ اس کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی.

اس نے بہت غلط کیا تھا.

وہ کافی دیر بیڈ پہ بیٹھا حورین کو تکتا رہا اسے اس کی موجودگی کی خبر تھی لیکن وہ پھر بھی نہیں پلٹی.

کیا تمہیں کچھ چاہیئے.

وہ اسے متوجہ کرنے کے لئے پوچھنے لگا.

پہلے تو وہ صوفے پر بیٹھی ویسے ہی ٹھنڈے شیشے پر لکیریں کھینچتی رہی اسے بس باہر جانا تھا لیکن ھاد اسے یقینا انکار کر دیتا.

لیکن وہ پھر بھی ہمت کر کے پوچھنے لگی.

مجھے باہر جانا ہے.

پھر کبھی حورین اس بار نہیں.

وہ اسے خود لے جاتا ہٹ سے باہر لیکن وہ مصروف تھا.

اسے کچھ سامان لینے واپس ویلی جانا تھا.

اور محض آنے جانے میں اسے تین گھنٹے لگ جاتے.

اس کی بات پہ حورین نے لمبا سانس کھینچا اور پھر اس کی طرف پلٹ گئی.

ٹھیک ہے میرے لئے چاکلیٹ لے آنا .

اس نے سویٹر کی آستین سے آنسو صاف کئے اور پھر ٹھنڈی آہیں بھرنے لگی.

نجانے اسے آج شدت سے اپنا مرحومیوں بھرا بچپن کیوں یاد آ رہا تھا.

ھاد اٹھ کر اس کے قریب آیا اور اس کے سر کا بوسہ لینے لگا.

حورین اس سے نظریں پھیر گئی.

اسے ناراضگی ظاہر کرنی نہیں آتی تھی.

وہ کبھی کسی سے ناراض ہوئی ہی نہیں تھی.

وہ ان جذبات کو پہچاننے لگی تھی لیکن انہیں ظاہر کرنا ابھی بھی نہیں جانتی تھی.

بلیک چاکلیٹ ؟

وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے کچھ بھی نا ہوا ہو.

آہاں....

جب وہ پلٹا تو حورین نے اس کی جیکٹ کی بازو کو پکڑ لیا.

ھاد نے اپنے بڑھتے قدم ایک دم روکے تھے.

اس کا سر اور نگاہیں دونوں فرش کی طرف جھکی تھیں.

حورین نے اپنا سر ھاد کے وجود سے ٹکا تھا.

وہ ایک طوفان کی طرح اس کی زندگی میں آیا تھا اور اسے اپنے ساتھ لے گیا.

لیکن اب وہ ڈرتی تھی کہ اسے سب جذبات سے آشنا کرانے والا وہ شخص اسے بے اشنا نا کر دے.

میرے ساتھ دبارہ ایسا کبھی مت کرنا.

بظاہر اپنی آواز مضبوط رکھتے ہوئے وہ کہنے لگی.

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حورین کا سر تھام لیا.

پھر اسے خود سے الگ کرتا اس پہ جھک گیا.

تو پھر تم دبارہ میرے علاوہ کسی اور کو مت سوچنا....

وہ اس کی پیشانی کو چومتا وہاں سے نکل گیا.

...

جب وہ ہال میں پہنچا تو احتشام وہیں اپنے اپریٹس سیٹ کر رہا تھا.

ھاد دستانے اور اوورکوٹ چڑھاتا اسے مخاطب کرنے لگا.

میں جا رہا ہوں احتشام... میری غیر موجودگی میں حورین کا خیال رکھنا.

ہمم... وہ اپنے کام میں مصروف اسے ہاتھ کا اشارہ دے کر جانے کا کہنے لگا.

ہال میں کافی جگہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنا سامان وہیں سیٹ کر رہا تھا.

تین مختلف سرور اور دو لیپ ٹاپ وہ آپس میں کنکٹ کر رہا تھا

تاکہ فواد کو ٹریس کرتے ہوئے ان کی لوکیشن خفیہ رہے.

ھاد اسے مختلف تاروں سے بھونجھتا چھوڑ کر باہر نکل گیا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا.

وہ جگہ ہر طرف سے سیکیور تھی. لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے وہاں آنے جانے کا صرف ایک ہی راستہ تھا جو کہ اس قدر چھپا ہوا تھا کہ کوئی بھی غیر آشنا شخص اس راستے سے یہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا.

یہی وجہ تھی کہ اس نے کسی بیس کیمپ سے اس جگہ کو اہمیت دی.

...

وہ کھڑکی سے اس کی گاڑی کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی.

وہ اس سے بنا کوئی معافی مانگے چلا گیا تھا.

اب اسے غصہ آ رہا تھا سب پر اور خود پر بھی.

وہ خود کو سمجھتا کیا تھا اگر وہ ھاد مرزا تھا تو وہ بھیُ حورین مرزا تھی.

اسے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں تھی.

اپنے شوز پہن کر اس نے اپنے ہاتھ دستانوں میں گھسائے اور گردن کے گرد مفلر سیٹ کرتی ہال میں نکل آئی.

ابھی اس نے بیرونی دروازے کا محض ہینڈل ہی پکڑا تھا جب پشت سے احتشام کی آواز آئی.

کہاں جا رہی ہو....

وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لئے گھبرا گئی.

پھر حلق تر کرتیٔ اسی طرح کھڑی جواب دینے لگی.

مم...میں باہر.

جب ھاد آ جائے گا تب جانا.

اسی نے کہا ہے کہ میں باہر جا سکتی ہوں لیکن ہٹ کے سامنے ہئ رہو.

حورین نے اس سے بہت صفائی سے جھوٹ بولا تھا جس پہ وہ خود بھی یقین نہیں کر پا رہئ تھی.

شاید اس کی زبان صرف ھاد سے ہی جھوٹ بولتے ہکلاتی تھی.

اگر اسے پتا چل جاتا کہ حورین نے اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھایا تو یقینا بہت غصہ ہوتا لیکن ابھی حورین کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی.

ویسے بھی وہ اس کی واپسی سے پہلے ہی آ جاتی.

حیرت ہے مجھے تو اس نے .... خیر ٹھیک ہے تم جاؤ لیکن یہیں آس پاس رہنا .

آج برفانی طوفان آنے کا اندیشہ بھی ہے.

شاید وہ بھی ابھی تک شرمندہ تھا اسی لئے اس سے زیادہ سوالات کئے جانے دیا اور خود پھر سے سب چیک کرنے لگا.

وہ دل ہی دل میں خوش ہوتی باہر کی طرف بھاگی تھی.

احتشام دروازے کی طرف پشت کر کے بیٹھ گیا تاکہ وہ سائیڈ پہ لگی کھڑکی سے حورین پہ نظر رکھ سکے .

وہ جیسے ہی باہر نکلی برف پہ بھاگنے لگی.

وہ کسی بچے کی طرف برف پہ گر کہ سنو اینجل بنا رہی تھی.

جب وہ اس کام سے مطمئن ہو گئی تو سنو بال بنانے لگی.

اسے ایک دم اپنا بچپن یاد آیا جب وہ ماما اور پاپا کے ساتھ ایک مری گئی تھی.

برف نے ہر چیز ایسے ہی ڈھک رکھی تھئ.

اس کے پاپا خود تو سیاسی کیمپین سے مصروف رہے اور اس کی ماما نے اسے کمرے میں بند کر دیا.

وہ ایسے ہی سارا سارا دن کھڑکی سے باہر جھانکتی رہتی جب سب بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ اس برف میں کھیل رہے ہوتے تو وہ انہیں دیکھ کر اپنے آنسو چہرے سے رگڑ دیتی.

لیکن آج وہ اس ساری کسک کو مٹانے والی تھی.

چاہے ھاد کو جتنا بھی برا لگے یا غصہ آئے.

ایک دم جب ھاد کا خیال اس کے ذہن میں ابھرا تو اس نے واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن پھر جب صبح کی حرکت یاد آئی تو فیصلہ بدل لیا.

اب وہ بازو پھیلائے چیختی ہوئی ادھر سے ادھر بھاگ رہی تھی.

اس کی آواز پہ احتشام نے ایک دم باہر دیکھا لیکن اس کے چہرے پہ خوشی نمایاں تھی

ادھر اعظم اور سکندر بھی گن لے کر ہال میں نکل آئے جنہیں احتشام نے آگاہ کیا کہ وہاں کوئی

خطرہ نہیں تو وہ واپس پلٹ گئے.

ابھی انہیں کوئی کام نہیں تھا اس لئے وہ اپنی انرجی بحال کر رہے تھے.

جب وہ بھاگتے ہوئے تھک گئی تو دبارہ برف پہ لیٹ گئی.

احتشام بھی اپنے کام میں مصروف ہو گیا.

تبھی اس کا دل وہ پہاڑ دیکھنے کے لئے مچلنے لگا.

ھاد کے لوٹنے میں ابھی بھی کم و بیش دو گھنٹے باقی تھے

جس طرف سے ان کا گاڑی آئی تھی وہ اس سے مخالف سمت کا انتخاب کرتی ہٹ کے دروازے کو دیکھتی دبے پاؤں کھسک گئی.

احتشام جو کہ اپنے کام میں مصروف تھا اسے حورین کی اس بیوقوفی کا احساس بھی نہیں ہوا.

...

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ادھر ادھر دیکھتی آگے بڑھتی جا رہی تھی.

دور کہیں کاغان ویلئ وہ وہاں سے دیکھ سکتی تھی لیکن آہستہ آہستہ دھند شدت اختیار کرنے لگی.

وہ وہاں سے کچھ آگے تک دوڑ لگانے لگی.

جب اس کا سانس پھول گیا تو رک کر سانس لینے لگی. اسے اب پیاس محسوس ہونے لگی تھی اور تھکاوٹ بھی.

اس لئے واپسی کا فیصلہ کیا. کچھ دیر میں ہر طرف اندھیرا چھا جاتا اور ھاد بھی یقینا اب واپس آنے والا ہوتا.

اس لئے اب وہ واپسی کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی.

تقریباً بیس منٹ تک چلتے رہنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ واپسی کا راستہ نہیں جانتی تھی.

آتے ہوئے اس نے کوئی نشانی بھی نہیں رکھی تھی.

وہ اندازے سے سمت کا تعین کرتے ہوئے بڑھنے لگی.

اچانک موسم خراب ہونے لگا تو اسے یاد آیا کہ احتشام نے اسے طوفان کے اندیشے سے آگاہ کیا تھا.

اب وہ ڈر رہی تھی کہ اگر واپسی کا راستہ نا ڈھونڈ پائی تو کیا ہو گا.

...

احتشام کو جب کافی دیر حورین کی آواز نا آئی تو وہ کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا وہاں حورین کہیں بھی نہیں تھی.

تو اسے لگا کہ شاید اپنے کمرے میں واپس آگئی ہو اور اسے احساس نا ہوا ہو.

پلٹ کر دیکھا تو اس کے کمرے کا دروازہ بند تھا وہ انگڑائی لیتے ہوئے دبارہ لیپ ٹاپ پہ جھک گیا.

رات ہو رہی تھی اور سردی بڑھنے لگی تھی تو اس نے اچھے سے ساری کھڑکیاں اور دروازے لاک کیے اور خود اپنے لئے کافی بنانے لگا.

اعظم اور سکندر بھی اب ہال میں آچکے تھے جب انہیں ھاد کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا.

وہ یقینا واپس آچکا تھا.

اس نے اندر داخل ہو کر سب کو سر ہلا کے سلام کیا اور پھر سامان زمین پر رکھ کے اوور کوٹ اتارنے لگا.

زیادہ تر سامان میں کھانے پینے کی چیزیں تھیں جو حورین شوق سے کھاتی تھی.

وہ اس کی ناراضگی دور کرنے کے لئے بہت مشکل سے چلی بنانے کا سامان بھی لایا تھا.

احتشام دیکھ لو یہی سب منگوایا تھا.

وہ اسے انکھ مارتا چاکلیٹ ہاتھ میں پکڑے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا.

جیسے ہی اس نے قدم رکھا وہ اندھیرے میں ہی جان گیا تھا کہ حورین وہاں نہیں ہے.

وہ فورا ان تینوں کی طرف پلٹا.

حورین کہاں ہے....

وہ تینوں جو چپس کے پیکٹ کھول رہے تھے اسے دیکھنے لگے.

جبکہ احتشام کا رنگ تو اس ایک سوال سے پیلا پڑ گیا.

کمرے میں ہی ہو گی.

وہ تیزی سے بڑھتا کمرے کی طرف آیا.

یہاں نہیں ہے وہ...

ھاد غصہ سے چلا اٹھا تھا.

ہٹ میں اس کی بھاری آواز گونج اٹھی تھی.

احتشام دروازہ کھول کر باہر کی طرف بھاگا اور ہٹ کا چکر لگاتا ادھر ادھر دیکھنے لگا.

ھاد اپنا کوٹ پکڑے اس کے پیچھے بھاگا.

اس نے احتشام کو کالر سے پکڑ لیا.

حورین کہاں ہے احتشام....

وہ پہلئ بار اس کے ساتھ ایسے مخاطب ہوا تھا.

وہ شخص جو بچپن میں وحشی سلوک دیکھ کر بھی تاثرات چھپا لیتا تھا

آج اس کی آنکھوں میں خوف احتشام کو واضح دکھائی دیا.

وہ اپنے سر میں ہاتھ پھیرنے لگا.

میں...میں نہیں جانتا وہ یہاں تھی برف میں کھیل رہی تھی پھر ....پھر مجھے لگا وہ اپنے میں چلی گئ.

وہ پریشانی سے اسے کہنے لگا.

پہلی بار ....ھاد نے پہلئ بار خوف محسوس کیا تھا.

کیا....وہ برف میں....

ہاں اس نے مجھے کہا کہ تم نے اسے اجازت دی ھاد...

ایم سو سوری ...یار...ھاد میں...میں

وہ اس کی بات سنے بغیر گاڑی کی طرف بھاگا اور اس میں سے ٹارچ نکالنے لگا.

سردی بڑھنے لگی تھی آدھے گھنٹے میں مکمل اندھیرا ہو جاتا اور جنگلئ جانوروں کا ڈر الگ تھا.

وہ ادھر ادھر حورین کے قدم دیکھنے لگا جہاں وہ ہٹ دور جا رہے ہوں.

ابھی تک برف گرنا شروع نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ اس کے قدموں کے نشان کو ڈھونڈنے میں کامیاب رہا.

وہ اس طرف بھاگا جب احتشام بھی اس کے پیچھے بھاگا.

نہیں....تم یہیں رکو اگر میں تین گھنٹے تک واپس نا آیا تو ریسکیو ٹیم کو خبر کر دینا.

وہ اسے ہدایت کرتا بھاگ گیا.

اور احتشام اپنا سر تھامے رہ گیا.

...

اس کے قدموں کے نشان ابھی تک صاف تھے اندھیرے میں وہ ٹارچ کے ذریعے تیز رفتاری سے ان کا پیچھا کر رہا تھا

راستہ میں پتھر اور درختوں کی ٹہنیاں ایک رکاوٹ تھیں لیکن ابھی اسے صرف حورین تک پہنچنا تھا.

ایک جگہ پہ اس کا پاؤں برف سے پھسل گیا اور ھاد نے درخت کے تنے کو پکڑ کر خود کو ڈھلان میں گرنے سے بچایا.

اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کر وہ پھر اسی رفتار سے آگے بڑھنے لگا.

...

اندھیرے میں وہ کچھ نہیں دیکھ پا رہی تھی.

اور اب وہ مسلسل روتے ہوئے ھاد کو پکار رہی تھی.

اندھیرے میں گرنے سے اس کی بازو بھی زخمی ہو چکا تھا.

ہوا درختوں اور پہاڑ سے ٹکرا کر خوفناک آواز پیدا کر رہی تھی.

وہ کب سے اسی جگہ کا چکر کاٹے جا رہی تھی.

ھاد....ھاد... پلیز مجھے بچاؤ ھاد...

وہ اب وہیں بیٹھ کر رونے لگی.

ایم سوری.. مم...میں آئندہ تمہاری ہر بات مانوں گی پلیز مجھے یہاں سے لے جاؤ.

وہ خود سے سرگوشی کرتی ہوئی ہچکیاں بھرتے رونے لگی تھی.

حورین کو وہاں بیٹھے نجانے کتنی دیر ہو چلی تھی.

شاید....شاید اس کا مرنا یہیں تہہ تھا.

اگر وہ ھاد کی بات مانتی تو ابھی محفوظ ہوتی. جذبات میں آ کر اس نے بہت غلط فیصلہ لیا تھا.

اسے بار بار ایسے لگتا جیسے کوئی جنگلی جانور بہت غصے میں غرا رہا ہو لیکن وہ بس ہوا کی آواز ہوتی.

سردی سے وہ کانپنے لگی تھی.

تبھی اسے اس خوفناک آواز میں کسیٔ اور کی آواز بھیٔ سنائی تھیٔ.

وہ آواز کہیں دور سے آتی محسوس ہو رہیٔ تھیٔ.

حورین بمشکل کھڑی ہوئی اور دیوانہ وار اس آواز کی طرف بڑھی.

وہ کسیٔ اور کی نہیں ھاد کی آواز تھی جو کہ اس کا نام بار بار پکار رہا تھا.

جب حورین کو احساس ہوا تو وہ بھئ اس کا نام چلانے لگی کیونکہ اس تیز ہوا میں وہ سمجھ نہیں پا رہئ تھئ کہ آواز کس سمت سے آ رہی ہے.

ھاد....ھاد...

ھاد نے جیسے ہی حورین کی دبی ہوئی آواز سنی اس کے قدم وہیں رک گئے.

وہ وہیں کہیں آس پاس تھئ.

اور زندہ بھئ.

یہ جان کر اس کے دل اور وجود نے شکر ادا کیا تھا.

اس نے دوبارہ اسے پکارا کہ کہیں یہ اس کا وہم نا ہو.

حورین....

وہ پوری قوت چلایا تھا.

جب اسے اس کی آواز دوبارہ سنائی دی.

وہ اندازہ لگا کر ایک سمت میں بڑھنے لگا اسے ڈر تھا کہ کہیں حورین اس کی آواز کا پیچھا کرنے کے چکر میں اس سے دور نا چلی جائے.

اس لئے وہ اسے چلاتے ہوئے وہیں رکنے کا کہنا لگا.

اور ٹارچ سے ادھر ادھر روشنی کرتا اس کی آواز کی طرف بڑھنے لگا.

درختوں پہ پڑی برف ہوا سے گرنے لگی تھی وہ اپنی رفتار مزید بڑھانے لگا.

وہ دونوں ایک دوسرے کی آواز اب صاف سن سکتے تھے

اچانک حورین کو ایک طرف ٹارچ کی روشنی دکھائی دی تو وہ اس سمت بھاگنے لگی.

ھاد بھی اسے دیکھ چکا تھا اور اس کی طرف لپکا.

حورین....

اس تک پہنچتے ہی ھاد نے حورین کو اپنی باہوں میں جکڑا تھا اور زمین سے اوپر اٹھا لیا.

اسے اپنے پاس پا کر وہ پھوٹ کر رونے لگی.

مم...مجھے...مم..معاف کر دو ھا...ھاد

کانپتے ہوئے وہ بمشکل کہہ رہی تھی.

جب اس نے حورین کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا.

وہ خوفزدہ تھا کہ کہیں اسے کھو نا دے.

وہ روتی ہوئی حورین کو چومنے لگا.

پیشانی چہرہ آنکھیں....اس نے حورین کی آنکھوں سے بہتے موتی اپنے لبوں پہ چن لئے.

اور پھر اسے سینے سے لگا کر حورین کی کمر سہلانے لگا.

وہ لگاتار اس سے معافی مانگے جا رہی

مم...مجھے لگا مم...میں مر جاؤں گی.

اس نے حورین کے لبوں پہ اپنیُ انگلی رکھ دی.

شش...میں آ گیا ہوں نا تو تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں.

اسے بری طرح کانپتے دیکھ کر ھاد نے اپنا کوٹ ڈالا اور اس کے کندھوں پر ڈال کر اسے پہنانے لگا.

اب حورین مل گئی تھی تو وہ جلد از جلد واپس جانا چاہتا تھا

ویسے بھی وہ کافی دیر سے اس سردی میں تھی.

اس نے حورین کے دستانوں میں چھپے ہاتھ تھامے اور اپنے قریب لا کر سانسوں سے انہیں گرم کرنے لگا.

چلو...شاباش ہمیں واپس چلنا ہے.

اس حورین کا ہاتھ دبایا تو وہ سسک اٹھیُ.

مم...مجھے چوٹ لگ گئی.

وہ کسی بچے کی طرح اسے بتاتے ہوئے رونے لگ گئی.

ھاد نے کوٹ ہٹا کر دیکھا تو اس کی بازو بری طرح سوجھ چکی تھی.

وہ نرمی سے چھوتا پھر سے اسے کوٹ کے نیچے ڈھکنے لگا.

اور حورین کا دوسرا ہاتھ تھام کر اسے کھینچتا ایک سمت بڑھنے لگا.

اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی اور رگیں تن چکی تھیں.

حورین اپنا سارا وزن اس کے ساتھ ڈالے آہستہ آہستہ چل رہی تھی.

کافی وقت سے سردی میں رہنے سے اس کے مسلز اکڑ چکے تھے اور اسے یہ بہت مشقت بھرا کام لگ رہا تھا.

جبکہ ھاد کو واپس جانے کی جلدی تھی وہ جانتا تھا کہ کسی بھی وقت طوفان آ سکتا ہے.

ابھی انہیں چلتے ہوئے کچھ منٹ ہی ہوئے تھے جب تیز ہوا کے ساتھ برف گرنے لگی.

اور ان دونوں نے مل کر بھیانک طوفان کی شکل اختیار کر لی.

ھاد کے پکڑے ہونے کی باوجود حورین دوسری بار منہ کے بل گرنے سے بچی.

اس طوفان سے ان کی رفتار مزید سست ہو گئی تھی.

تازہ برف جو کہ نرم تھی ایک الگ عذاب تھا.

ان دونوں کے پاؤں اس میں دھنس رہے تھے

ھاد کو تو اس پہ چلنے کا طریقہ تھا لیکن حورین کمزوری کی وجہ سے برف میں پھنس جاتی.

ھاد کو لگا کہ اس رفتار سے وہ دونوں وہیں مر جائیں گے. اور اگر حورین کی ٹانگ کہیں برف میں پھنس گئ تو اسے اس کی ٹانگ کو کاٹنا پڑے گا.

اس نے حورین کو روکا اور ٹارچ برف پہ رکھ دی.

وہ خود اس کہ سامنے ایک گھٹنہ پہ بیٹھ گیا.

کمر حورین کی طرف تھی.

جلدی کرو مجھ پہ چڑھ جاؤ.

وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنئ کمر پہ چڑھنے کا کہ رہا تھا.

ایسے حالات میں حورین کو گود میں اٹھانے کا مطلب ان دونوں کی موت تھا.

اسے اپنے ہاتھ فارغ چاہئیے تھے.

اس میں ایک قدم بھی اٹھانے کی ہمت نہیں تھی.

شاید اسی لئے بنا کسی شور اور احتجاج کے اس نے اپنے بازو ھاد کی گردن کے گرد لپیٹ لیے.

اس نے حورین کو گھٹنوں سے تھاما اور اس کی دونوں ٹانگیں اپنے گرد لپیٹا سامنے لے آیا

تاکہ حورین کی پکڑ اس پہ مضبوط رہے.

پھر وہ خود ٹارچ اٹھا کر کھڑا ہو گیا اور برف پہ چلنے لگا.

دنیا میں سب سے مشکل کاموں میں سے ایک برف پر چلنا ہے وہ آپ کو کسی دلدل کی طرح

خود میں کھینچ لیتی ہے

ھاد ایک ہاتھ میں ٹارچ تھامے اور دوسرا ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے کئے چل رہا تھا.

تاکہ ہوا اور برف کے تھپڑوں سے خود کو بچا سکے.

حورین کے دانت اب مسلسل آپس میں بج رہے تھے

وہ ھاد کے کندھے پہ سر رکھے آنکھیں بند کئے اسے مضبوطی سے تھامے تھی.

جبکہ ھاد کو یہ پریشانی کھائے جا رہی تھی کہ کہیں وہ کسی غلط جگہ قدم نا رکھ دے اور وہ

برف اوالاک کی شکل نا اختیار کر جائیں

ایسی صورت میں وہ دونوں برف کے نیچے دھنس جاتے اور کچھ ہی وقت میں مر جاتے.

وہ اپنی پوری طاقت سے حورین کو اٹھائے آگے بڑھتا جا رہا تھا.

وہاں سے ہٹ تک جانے کا شارٹ کٹ وہ جانتا تھا لیکن ایسے حالات میں کتنا وقت لگتا یہ بتانا مشکل تھا.

اتنئ تیز برفباری میں وہ دو فٹ سے آگے نہیں دیکھ پا رہا تھا.

وہ حورین کی پکڑ خود پہ ڈھیلی پڑتی محسوس کر رہا تھا.

حورین مجھے مضبوطی سے پکڑو. وہ اسی کا پاؤں ہلاتے کہنے لگا.

اسی اثنا میں اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گھٹنوں کے بل برف پہ گر گیا.

برف کے نیچے شاید کوئی پتھر تھا کیونکہ اس کا بائیاں گھٹنہ کسی سخت چیز سے ٹکرایا تھا.

اور اتنئ سردی میں درد کی شدت بھی زیادہ تھی.

وہ ایک ہلکا سا سویٹر پہنے تھا اور اس نے برف سے بھی ٹھنڈے پانی میں خود کو ٹرین نا کیا ہوتا تو شاید ہار مان چکا ہوتا.

وہ اس تکلیف کو نظر انداز کرتا کھڑا ہو گیا اور پھر سے حورین کی پکڑ خود پہ محسوس کرنے لگا.

حورین کمزور اعصاب کی مالک تھی اور وہ اپنے حواس کھونے لگی تھی.

سردی سے اس کا رنگ بھی نیلا پڑنے لگا تھا.

ھاد کو چلتے ہوئے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا. وہ جتنا بھی مضبوط تھا لیکن قدرت سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا.

اسے اپنے ہاتھ اور پاؤں میں کوئی احساس محسوس نہیں ہو رہا تھا.

وہ پریشان تھا کہ حورین کا کیا حال ہو گیا.

وہ اسے پکارنے لگا تو حورین نے کوئی جواب نا دیا.

اس کا اپنا سانس اب ٹوٹنے لگا تھا.

اس نے حورین کو گھٹنے سے پکڑ کر ہلایا تو وہ ہمم کی سرگوشی کر کے پھر خاموش ہو گئی.

کم از کم وہ زندہ تو تھی . فی الوقت ھاد کے لئے یہی بہت تھا.

وہ ایک درخت کے تنے کو تھام کر رکا اور سانس بحال کرنے لگا.

اور پھر سے چلنے لگا.

مزید آدھے گھنٹے چلتے رہنے کے بعد ھاد کو لگ رہا تھا وہ گر جائے گا.

لیکن وہ جانتا تھا کہ ہٹ قریب ہے بہت قریب.

لیکن اس قدر برفباری میں ہٹ کو دیکھنا نا ممکن تھا.

اگر وہ اس کی لوکیشن اچھے سے نا جانتا ہوتا تو اس کے قریب سے گزر جاتا لیکن احساس بھی نا ہوتا.

اس نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف بلند کیا جہاں صرف ان پہ گرتی برف ہی دکھائی دے رہی تھی.

اگر وہ مرتا تو چاہے مر جائے لیکن حورین کو وہ کچھ نہیں ہونے دیتا.

ایک بار پھر اس نے ٹھنڈا سانس بھرا اور چل دیا.

محض آدھے گھنٹے کا فاصلہ اس نے دو گھنٹے سے زیادہ میں طے کیا تھا.

احتشام تین گھنٹے گزرنے کے بعد سے ریسکیو ٹیم کو کال کر رہا تھا لیکن وہ لوگ بھی طوفان ختم ہونے سے پہلے کچھ نہیں کر سکتے تھے.

اب وہ کوٹ پہنے خود باہر جا کر انہیں ڈھونڈنے کی تیاری کر رہا تھا.

جب اعظم کو کوئی روشنی دکھی.

ھاد ہٹ کے قریب تھا اور برفباری کی وجہ سے وہ اس روشنی کو بھی تب دیکھ پائے جب وہ کافی قریب پہنچ گیا.

احتشام ہٹ سے باہر طوفان میں بھاگا ھاد کا چہرہ نیلا ہو چکا تھا اور چہرے پہ برف جمی ہوئی تھی.

یہ محض اس کے مضبوط اعصاب اور ہمت ہی تھی کہ وہ حورین کو گود پر لادے اتنے تیز طوفان سے ہوتا ہوا لے آیا تھا.

احتشام نے جب انہیں سہارا دینا چاہا تو ھاد نے اسے ہاتھ کے اشارے سے دور ہی رہنے کا کہا اور حورین کو لے کر ہٹ میں چلا گیا.

ہٹ میں داخل ہوتے ہی خاموشی چھا گئی.

اعظم اور سکندر بھی دل میں اس کی داد دئے بغیر نا رہ پائے.

ھاد نے حورین کو اپنی کمر سے اتارا کو فورا گود میں اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف بھاگا.

وہ بہت دھیمی سانسیں لے رہی تھی. اس کی خود کی سانس بار بار اکھڑ رہی تھی.

لیکن ابھی حورین کو اور خود کو تیزی سے گرم کرنا ضروری تھا.

وہ اسے سیدھا باتھروم لے گیا اور گرم پانی کا شاور پوری تیزی سے چلا دیا.

برف سے زیادہ ٹھنڈے وجود پر جب گرم پانی پڑا تو حورین اس کی جلن سے ایک دم جھٹپٹا اٹھی.

ھاد نے اسے مضبوطی سے تھام لیا اور حورین کو گلے لگائے شاور کے نیچے کھڑا رہا.

گرم پانی ہر طرف سے ان پہ گرتا ٹائلز لگے فرش پہ بہ جاتا.

حورین کے دانت بری آپس میں کٹکٹا رہے تھے اور وہ بری طرح کانپ رہی تھی.

ھاد بھی تیزی سے سانس کھینچ رہا تھا لیکن پھر وہ اس کی روانی درست کرنے لگا.

وہ اسے خود سے لگائے بیس منٹ تک ایسے ہی کھڑا رہا جب اسے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں خون دوڑتا ہوا محسوس ہوا.

اس نے خود کو حورین سے جدا کرنا چاہا تو وہ جھولنے لگی.

ھاد اس کا چہرہ تھتھپانے لگا تو اس نے اپنا رخ بدل لیا.

حورین...ہوش میں آؤ.

تھکاوٹ اور سردی سے وہ اس وقت نا تو مکمل بےہوش تھی اور نا ہی ہوش میں.

وہ ھاد کی آواز سن سکتئ تھی لیکن اس وقت کوئی صورت حال سمجھ نہیں پا رہی تھی.

نا ہی اس کا جسم اس کا ساتھ دے رہا تھا.

جب وہ ویسے ہی جھولتی رہی تو ھاد نے اپنا ایک بازو اس کے گرد حمائل کر لیا اور اپنے دانتوں سے اپنے دستانے اتارنے لگا.

اپنے دستانے اتار کر اس نے اسی طرح حورین کے دستانے اتارے.

اور پھر اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے قریب کر کے چومنے لگا.

اپنے شوز اتار کر وہ اس کے شوز اتارنے لگا لیکن وہ خود کھڑی بھی نہیں ہو پا رہی تھی.

اس بار ھاد نے اسے غصے سے پکارا لیکن وہ جوں کی توں تھی.

وہ اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے پاؤں کا انگوٹھا اس کے شوز میں اٹکا ار انہیں اتارنے لگا.

اور پھر اپنی شرٹ بھی اتار دی.

اسے اس وقت بے انتہا تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی.

لیکن دل و دماغ میں بس جھولتی ہوئی حورین گردش کر رہی تھی.

ھاد شاور بند کر کے اسے سائیڈ پہ لے آیا.

حورین ہوش میں آؤ.... اور لباس تبدیل کرو.

وہ قریب ہی پڑا ٹاول اٹھا کر حورین کے لمبے گھنے بال خشک کرنے لگا.

حورین.... حورین...

لیکن اس کی صورتحال ویسی ہی تھی.

وہاں ماریہ اور عامرہ کوئی بھی نہیں تھا.

اور گیلے کپڑوں سے اس کی حالت مزید ابتر ہو جاتی.

وہ گہرہ سانس لیتا ادھر ادھر دیکھنے لگا.

سائیڈ پر ایک باتھ روب لٹک رہا تھا.

اس نے حورین کو ایک بازو سے سنبھالا اور دوسرے ہاتھ اور اپنے دانتوں سے کھینچ کر اس کے کپڑے پھاڑنے لگا.

اچانک اس کی نظر کہنی سے اوپر چاقو سے کٹے ہوئے نشانوں پہ پڑی.

ھاد کی پیشانی پہ بل پڑنے لگے لیکن اس نے اسے نظر انداز کر کے باتھ روب اٹھایا اور حورین پر ڈال کے اسے باندھنے لگا.

اس کے دانت کٹکٹانا اب رک چکے تھے لیکن وہ ابھی بھی کانپ رہی تھی.

وہ اسے اب بانہوں میں اٹھاتا بیڈ تک لے گیا.

سائیڈ پہ دھواں نکلتا کینڈ سوپ پڑا تھا.

شاید وہ احتشام رکھ کر گیا تھا.

ساتھ میں تھرمامیٹر بھی پڑا تھا.

وہ حورین کو لٹا کر واپس پلٹ گیا اور پھر خود کو خشک کر کے بیگ سے کپڑے نکالنے لگا.

وہ اپنا صرف ایک اور سویٹر لایا تھا اسے تھام کر حورین کے کپڑے نکالنے لگا.

اپنے گیلے کپڑے بدل کر اس نے حورین کو کپڑے پہنائے اور پھر اس کے دونوگ سویٹر بھی پہنا دیے لیکن وہ تب بھی کپکپا رہی تھی.

تو اپنا سویٹر بھی اسے پہنا کر اس پر باتھ روب دوبارہ پہنا دیا.

ہیٹر چل رہا تھا تو کچھ دیر میں ان کا ٹمپریچر بھی نارمل ہو جاتا.

اس نے تھرمامیٹر سے حورین کا ٹمپریچر چیک کیا تو وہ ابھی بھی کافی کم تھا.

جس وجہ سے وہ اسے سوپ نہیں پلا سکتا تھا ورنہ گرم سوپ پینے سے وہ بیمار ہو جاتی.

اس نے حورین کو کھینچ کر اپنے سینے سے ٹیک لگا کر بٹھا لیا.

اس کے بال ھاد کے بازو پر پھیل گئے.

وہ اس کی ٹانگیں اپنی ٹانگوں کے اوپر ھمسے گزار کر پہلے اس کے ہاتھ اور بازو رگڑنے لگا اور پھر اس کی پاؤں رگڑنے لگا.

کافی دیر تک وہ اس کے جسم کو حرارت پہنچاتا رہا اور جب وہ خطرے سے باہر آئی تو اس نے سوپ تھام لیا.

حورین.... وہ اس کے چہرے سے بال ہٹاتا کہ رہا تھا.

ہمم... اس نے اپنا ہاتھ ھاد کے سینے پہ رکھ دیا.

شاید وہ اب ٹھیک ہو رہی تھی.

وہ سوپ کو چمچ میں ڈالے اس کے قریب کرنے لگا.

یہ پی لو تم اچھا محسوس کرو گی.

پہلے اس کا اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا تو ھاد اسے پھر درست کرنے لگا.

یہ پی لو... ورنہ اب میں زبردستی سے دور نہیں.

وہ چمچ اس کے لبوں کو لگاتا کہنے لگا.

حورین نے اپنے لب جدا کئے تو وہ سے سوپ پلانے لگا.

سوپ پیتے ہی جیسے حورین نے ایک سکھ بھری سانس لی تھی.

چھوٹی سی حورین بیہوشی میں اسے کس قدر معصوم لگی تھی.

وہ اس کا بازو رگڑتے ہوئے اسے ایک بعد ایک چمچ سوپ پلاتا رہا.

جب وہ مطمئن ہو گیا تو اسے بیڈ پر لٹا دیا اور دوسرے باول کو ایسے ہئ منہ سے لگاتے اس سے سوپ پی گیا.

بستر پہ لیٹ کر اس نے حورین کو اپنئ طرف کھینچا.

اس کی پشت ھاد کے سینے سے ٹکرائی تھی.

ان دونوں پر لحاف اوڑھاتا وہ دبارہ لیٹ گیا.

وہ ابھی بھی ایک دم کپکپا اٹھتی لیکن جیسے جیسے اس کا ٹمپریجر نارمل ہوتا گیا اس صورتحال میں بھی وقفہ آتا گیا.

نجانے رات کے کس پہر شدید گرمی سے اس کی آنکھ کھلی تھی.

اسے لگا جیسے کسی نے اسے آگ کے سامنے بٹھا دیا ہو.

پیشانی پسینہ سے بھری تھی.

دل گھبرانے لگا تو ٹانگیں مار مار کر خود پر سے لحاف ہٹانے لگی.

جیسے ہی اس نے یہ حرکت کی ھاد کی آنکھ کھل گئ اور اس نے اپنا بازو اس پر سے ہٹا لیا.

اس کے ہلنے سے حورین نے غور کیا کہ وہ ھاد کے سینے پہ سر رکھ کر سو رہی تھی تو وہ ایک دم اٹھ بیٹھی.

گرمی ابھی بھی شدت سے محسوس ہو رہی تھی. نیم اندھیرے میں خود پہ نگاہ دوڑائی تو پتا نہیں کیا پہنا ہوا تھا.

اس کے ہاتھ بھی روب کے بازو میں چھپے ہوئے تھے.

وہ کھینچتے ہوئے ہاتھ روب کو اتارنے لگی.

پھر دماغ پر زور دینے سے یاد آیا کہ وہ تو باہر برفباری کے دوران پھس گئ تھی.

آخری بات جو اسے یاد تھی وہ ھاد کے اسے اپنی کمر پر اٹھا کر لانا تھا اس کے علاوہ اسے کچھ یاد نا آیا.

سردی کی اس شدت کو یاد کر کے وہ ایک دم کانپ اٹھی اور پھر ھاد کی طرف دیکھنے لگی.

وہ خاموشی سے اپنا بازو سر پہ ٹکائے حورین کے کارنامے دیکھ رہا تھا.

اسے یاد آیا کہ وہ کتنی مصیبتوں سے اسے یہاں تک لایا تھا.

اگلے ہی لمحے اس کے دماغ میں وہ فوج آئے جو سیاہ چین میں پھنس کر شہید ہوئے تھے کس قدر تکلیف کو سہہ کر بھی وہ اپنا فرض بنھاتے تھے

وہ شرمندہ شرمندہ سی ھاد کو دیکھنے لگی.

کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی.

اس کی نظروں سے گھبرا بال چہرے سے ہٹانے لگی.

جیسے ہی ہاتھ چہرے کے قریب آیا صندل کی خوشبو اس کے حواس پہ چھائی تھی

غور کرنے پہ احساس ہوا کہ وہ ھاد کا سویٹر پہنے تھی اور بیچارہ ویسے ہی لیٹا تھا.

حورین بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی سویٹر اس کے گھٹنوں تک پہنچ رہا تھا.

اپنا رخ پلٹ کر اس کا سویٹر اتارنے لگی اور پھر وہ ھاد کی طرف اچھال دیا.

اس نے وہ ویسے ہی لیٹے ہوئے ہوا میں ہی پکڑ لیا تھا.

وہ مزید اور دو سویٹر پہنے تھی. آخر اس نے اتنا سب کچھ کب پہنا وہ چاہ کر بھی یاد نہیں کر پائی.

اسے اپنا آپ ابھی بھی جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا.

مڑ کر دیکھا تو وہ سویٹر اوڑھ رہا تھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا.

کک... کہاں جا رہے ہو.

لیکن وہ اس کا جواب دیئے بنا صوفے پر جا بیٹھا اور آنکھیں بند کر لیں.

حورین سمجھ گئی کہ وہ اس سے ناراض ہے

اس کے دل میں درد کی لہر سی اٹھی تھی.

یہ بات ناقابل برداشت ہو رہی تھی کہ وہ اس سے ناراض ہے.

وہ رینگتی ہوئی بیڈ پہ سکڑ کر لیٹ گئی اور ھاد کو دیکھنے لگی.

جب وہ اسے ڈھونڈتا اس کے پاس پہنچا تھا تو کتنا پریشان تھا. کس قدر گھبرایا ہوا.

کیسے اس نے حورین کو اپنۓ بانہوں میں بھر لیا تھا یہ سوچتے ہوئے وہ مسکرانے لگی

لیکن جب یاد آیا کہ وہ اسے لاتے ہوئے دو بار برف میں پھنس کر گرا تھا تو مسکراہٹ غائب ہو گئی.

دل افسردہ ہو گیا اور آنکھیں نم ہونے لگی.

اسے بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا کہ وہ صوفے پہ چلا گیا.

نجانے کب تک وہ کروٹیں بدلتی رہی اور پھر نیند کی آغوش میں چلی گئی.

***

احتشام کی جب آنکھ کھلی تو ابھی بھی باہر قدرے اندھیرا تھا.

وہ طوفان کی تباہ کاریاں چیک کرنے ہٹ سے باہر نکل آیا.

ہر چیز سفید لبادہ اوڑھے تھی.

ان کی گاڑیاں بھی کافی حد تک برف سے ڈھکی پڑی تھی.

وہ بیلچہ اٹھا کر ان کی طرف بڑھنے لگا اور ان پر سے برف ہٹانے لگا.

جب تک وہ فارغ ہوا وہاں روشنی ہونے لگی تھی.

وہ پلٹ کر اندر جانے لگا تو دوسری سمت سے ھاد اس کی طرف آتا دکھائی دیا.

کل رات وہ اس سے بات ہی نہیں کر پایا تھا اس لئے اس کی طرف بڑھنے لگا.

وہ شاید راستہ چیک کر کے آ رہا تھا.اس کی اگلی بات نے احتشام کا شک یقین میں بدل دیا.

راستہ کھلا ہے... ہم دو گھنٹے بعد یہاں سے نکلیں گے.

وہ کہتا ہوا اس کے قریب آ رہا تھا.

ھاد دیکھو میری.....

ابھی احتشام کے منہ سے اتنی ہی بات نکلی تھی جب ھاد نے ایک زور دار مکا اس کے ناک پہ رسید کیا تھا.

احتشام اپنے پیروں پہ لڑکھڑا گیا اور ناک کو تھام لیا.

اس کے ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور خون بہنے لگا تھا.

لیکن ھاد کا غصہ ابھی کہاں ٹھنڈا ہوا تھا.

اس نے احتشام کو کالر سے پکڑ کر اپنی سمت کھینچا.

میں نے تمہیں کہا تھا اس کا خیال رکھنا.... کیا کہا تھا .... خیال رکھنا....

وہ اس کے چہرے پہ غرا رہا تھا.

اور... تم نے اس طرح خیال رکھا اس پر.

اگلا گھونسہ اس کے پیٹ میں رسید کیا گیا.

احتشام ایک دم سانس کھینچ کر رہ گیا.

وہ جانتا تھا کہ اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور ھاد کا یہ ردعمل فطری تھا.

اس نے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کر دیے جیسے وہ اپنئ غلطی کا اعتراف کر رہا ہو.

ھاد نے اسے دوبارہ اپنی طرف کھینچا....

کیا اس لئے بنایا تھا میں نے تمہیں سیکنڈ ان کمانڈ....

یہ ...یہ حفاظت کرو گے تم میرے بعد ان کی.

وہ بے حد غصہ میں تھا اور اس بار اس غصہ کا رخ احتشام پر تھا.

دیکھو ھاد تمہارا غصہ جائز ہے میں کوئی صفائی نہیں دوں گا.

خون اس کی ناک سے بہتا اس کی ٹھوڑی تک آ گیا تھا.

اور وہ اس سفید برف کو سرخ کر رہا تھا.

ھاد نے اگلا حملہ اس کے منہ پر کیا اور اب اس کے ہونٹوں سے بھی خون بہ رہا تھا.

اگلا حملہ کہنی سے اس کی کمر پہ اتنیٔ شدت سے کیا کہ وہ ٹھنڈی برف پہ گر گیا.

آئندہ ایسا ہوا احتشام تو میں قبر سے نکل کر تمہاریٔ سانسیں اکھاڑ دوں گا.

وہ اسے کہتا ہٹ کی طرف پلٹا اور احتشام نے گرے گرے اسے ہاتھ سے سلیوٹ کیا تھا.

...

حورین کو جب جاگ آئی تو وہ اکیلی تھی وہ اٹھ کر فریش ہونے گئی.

لیکن باتھروم میں سائیڈ پہ گیلے کپڑوں کا ڈھیر لگا دیکھ کر رکی.

یہ پہلے تو یہاں نہیں تھے. اس لئے وہ انہیں چیک کرنے لگی.

وہ اس کے کپڑے تھے اور ھاد کے.

لیکن اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے. اس نے اپنی طرف دیکھا تو وہ کل سے مختلف لباس میں تھی.

وہ یقینا واپس آ کر بدلے گئے تھے لیکن حورین کو یاد نہیں پڑتا تھا کہ اس نے یہ سب کب کیا.

اچانک اسے ہٹ کے باہر سے کچھ آوازیں آئیں.

شاید وہ احتشام اور ھاد تھے.

وہ انہیں وہیں پھینک کر منہ ہاتھ دھونے لگی.

کمرے میں واپس لوٹ کر بال بنائے اور پھر کمرے سے باہر نکل گئی.

ان کے ساتھ آئے دو انجان لوگ میز کے گرد بیٹھے کچھ کھانے میں مصروف تھے.

ھاد ان سے کچھ فاصلے پہ بیٹھا ہتھیار چیک رہا تھا.

حورین کو دیکھتے ہی اعظم اور سکندر نے سر کے اشارے سے سلام کیا اور ہاتھ میں پیالے تھامے اٹھ کھڑے ہوئے.

اب وہ اور ھاد وہاں اکیلے تھے.

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیسے بات کرے ھاد سے.

وہ اسے نظر انداز کر رہا تھا.

حورین یہ سوچتے ہوئے میز کے پاس رکھی کرسی پہ جا بیٹھی

وہاں پورج پڑا تھا شاید وہ ان کا ناشتہ تھا.

حورین ناک سکیڑتی وہ دیکھنے لگی.

جب ھاد اٹھ کر اوپن کچن میں گیا اور ایک مگ میں چائے ڈال کر بریڈ کے کچھ سلائس اٹھائے اور حورین کے سامنے رکھ دیے.

کم از کم وہ پورج سے تو بہتر ہی تھا.

وہ حورین کو نظر انداز کرتا پھر سے صوفے پر جا بیٹھا.

وہ بریڈ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اس چائے میں ڈبو کر کھانے لگی.

جب وہ چائے کے آخری سپ بھر رہی تھی تو ھاد اس کے ساتھ رکھی کرسی کو کھینچ کر بیٹھ گیا.

رخ اس کی طرف تھا.

چائے ایک دم حورین کے حلق میں اٹکی تھی.

یقیناً یہ کوئی اچھی خبر نہیں تھی.

اس نے کپ اپنے ہونٹوں سے الگ کیا اور ٹیبل پہ رکھ کر سر جھکا لیا.

اس کے ریشمی بالوں نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا.

وہ اپنی انگلیوں کو مروڑنے لگی.

ھاد نے اس کی کرسی کو پکڑا اور رخ اپنی طرف موڑ کر کرسی سمیت حورین کو قریب کھینچا.

ایک دبی دبی سی چیخ اس کے لبوں سے نکلی تھی.

جب تم نے مجھ سے ہٹ سے باہر جانے کی اجازت مانگی تو میں نے تمہیں کیا کہا تھا.

اس کا لہجہ کسی بھی جذبے سے عاری تھا. اور یہ بات حورین نے شدت سے محسوس کی تھی.

وہ اپنا جھکا سر مزید جھکا گئی. نجانے کہاں سے اچانک آنسو بہنے لگی.

میں نے کچھ پوچھا ہے.

اس نے غصے سے ہاتھ میز پر مارا تو وہ خوف سے اچھل پڑی.

کک... کہ مم... میں... ان... اندر رہوں.

اور تم نے کیا کہا؟

حورین کو اپنا آپ کسی مجرم کی طرح محسوس ہوا جس سے اس کے جرم کا اعتراف کروایا جا رہا ہو.

اس نے ھاد کو کئی بار غصہ میں دیکھا تھا لیکن کبھی وہ غصہ اس پر نہیں کیا گیا.

آج وہ شکار تھی. اس نے ان دونوں کی جان کو خطرہ میں ڈالا تھا.

وہ ایک دم پھوٹ پڑی اور کسی بچہ کی طرح رونے لگی.

اسے یہ بات قطعی طور پہ برداشت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اس سے غصہ ہے اس سے ناراض ہے.

مم...مجھے معاف کر دو .....مجھے معاف کر دو....

مم....میں آئندہ کبھی نہیں کروں گی ایسا....

پپ...پلیز مجھ سے خفا مت ہو.

اس نے اس سے محبت پائی تھی وہ کیسے برداشت کرتی کہ وہ اس سے ناراض رہے.

حورین نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ بڑھا کر اس کی شرٹ کو تھام لیا.

وہ بار بار سر ہلا کر اس سے معافی مانگ رہی تھی.

ہچکیاں بھرتی حورین اس سے معافی مانگ رہی تھی.

لیکن وہ بنا کسی تاثر کے اسے دیکھ رہا تھا.

جب آنسو تھم گئے تو وہ سسکیاں بھرتی کانپنے لگی.

ھاد کی ناراضگی سے اسے اپنے جذبات کی شدت کا احساس ہوا تھا.

اس نے اپنی پیشانی اس کے سینے سے ٹکا دی لیکن اس نے حورین کو کوئی حوصلہ نہیں دیا تھا

جب وہ اپنی ہتھیلی سے چہرہ رگڑنے لگی تو وہ اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا.

نہیں.... آئندہ ایسا نہیں ہو گا..... جانتی ہو کیوں حورین...وہ اس لئے ڈارلنگ....

اگلے ہی لمحے اس کے بال ھاد کے قبضے تھے

اگر مجھے تمہیں تم سے بچانے کے لئے ان خوبصورت پیروں سے محروم بھی کرنا پڑا تو میں اس کے لئے ایک لمحہ بھی نہیں لوں گا.

اس کی بات اور کاٹ دار لہجہ سے وہ کانپ اٹھی تھی.

ھاد اپنا چہرہ اس کے کان کے مزید قریب لے اور اس کے کان کئ لو کو اپنے دانتوں میں لے کر ہلکا سا دبایا....

حورین کے تو جیسے رونگٹھے کھڑے ہو گئے

اس نے حورین کے کان کو چوما اور پھر اٹھ کر چلا گیا.

وہ جانتی تھی یہ دھمکی نہیں ہے اگر وہ دوبارہ اپنی جان خطرے میں ڈالتی تو وہ شاید ایسا ہی کرتا.

وہ پھیلی ہوئی آنکھوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی .

جو کہ اسے وہاں چھوڑ کر ہٹ سے باہر نکل گیا.

وہ اپنے آنسو ضبط کرنے لگی.

اسے پتا بھی نا لگا احتشام کب اس کے سامنے آ بیٹھا.

جب اس نے اسے مخاطب کیا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی.

وہ تمہیں صرف ڈرا رہا ہے ... یو نو...

حورین نے ایک دم اس کی طرف دیکھا تو اس کے ناک پر بینڈج لگی تھی.

اور ہونٹ پہ جما ہوا خون صاف دکھ رہا تھا.

اسے دیکھ کر حورین کی آنکھیں مزید پھیل گئیں.

یہ...کک... کیا ہوا.

اوہ... کچھ نہیں.... میں اس سے کئی زیادہ زخمی بھی ہو چکا ہوں تو فکر کی کوئی بات نہیں.

لل.... لیکن...

یہ مم...میری وجہ سے ہوا نا.

اسے جب احساس ہوا تو شرمندہ ہو گئی.

نہیں... یہ میری وجہ سے ہوا... ہمارے لائف سٹائل میں کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا اور میں نے جو کیا وہ قابل قبول نہیں تھا.

وہ پورج اپنئ طرف کھسکاتا کہنے لگا.

جانتی ہو وہ تمہارے پاؤں نہیں کاٹے گا.

اس کی بات پہ حورین نے خفگی سے اسے دیکھا.

وہ صرف تمہیں ڈرا رہا ہے.

اصل میں وہ بہت خود بہت ڈر گیا تھا. جیسے تمہارے لئے یہ سب نیا ہے ویسے ہی اس کے لئے بھی یہ سب نیا ہے.

اور وہ جو طریقہ جانتا ہے اسی سے یہ سب قابو میں کرنے کی کوشش کر رہا ہے.

وہ کندھے آچکا کر کہنے لگا.

حورین سر جھکائے اس کی باتیں سنتی رہی.

لیکن ہاں جب وہ اپنے اس قاتلانہ موڈ میں ہوتا ہے تب اس سے کوئی بعید نہیں...

تمہیں تو کچھ نہیں کہے گا لیکن میری ٹانگیں شاید واقعی کاٹ دے....

وہ کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا.

حورین مزید وہاں نہیں رک سکتی تھی.

وہ سر ہلاتے اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئ.

اپنے گھٹنوں کو تھام کر بیٹھ گئ

اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی.

وہ باہر موجود سفید برف کو تکتی جا رہئ تھی.

کل اسے وہ کتنئ سحر انگیز لگ رہی تھی اور اب جب وہ اس کا دوسرا خطرناک پہلو دیکھ چکی تھی تو کانپ اٹھی.

اسئ کی نظر دور کھڑے سگریٹ پیتے ھاد پر پڑی.

وہ بھی بلکل ایسا ہی تھا.

کبھی اس برف کی طرح پرسکون اور کبھی طوفان کی طرح سب تباہ کر دینے والا.

وہ اپنا ہاتھ کان کی لو تک لے گئ جہاں ابھی بھی وہ اس کا لمس محسوس کر رہی تھی.

اسے اس طوفان سے ڈر لگتا تھا جو ھاد کے اندر بستا تھا.

لیکن ھاد نے بھی تو اسے ہر خامی کے ساتھ اپنایا تھا تو وہ ایسا کیوں نہیں کر سکتی تھی.

وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی.

جب ھاد سگریٹ کے آخری حصے کو پھینک کر اس پر سے گزرتا ہوا ہٹ کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا.

یہی سب سوچتی وہ کب تک باہر تکتی رہی.

...

وہ چاروں پچھلے ایک گھنٹے سے اپنے پلین کو آخری بار دہرا رہے تھے

احتشام اس بلڈنگ کے بلئو پرنٹس بھی حاصل کر چکا تھا.

بظاہر عام دکھنے والی وہ دو منزلہ عمارت تھی.

جہاں ہر وقت چھ لوگ پہرے پر معمور تھے.

ان کی تحقیق کے مطابق کم از کم ان کے آٹھ ٹارگٹ بلڈنگ کے اندر تھے

چونکہ وہ دن کی روشنی میں حملہ کرنے والے تھے اس لئے برف کا فائدہ اٹھا کر سفید لباس زیب تن کرنے کا فیصلہ کیا.

مزید دو جوان انہیں راستے میں جوائن کرنے والے تھے

اب ہٹ سے نکلنے کا وقت قریب تھا اس لئے سب اپنے اپنے ہتھیار چیک کرنے لگے.

حورین اس سارے وقت ہٹ میں اکیلی ہوتی وہ یہاں محفوظ تھی. اگر انہیں کچھ ہو جاتا تو میجر عمر فورا ہیلی کاپٹر سے اسے یہاں سے ریسکیو کر لیتے .

ھاد کو یقین تھا وہ کوئی بےوقوفی نہیں کرے گی. لیکن وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا اس لئے کمرے کی طرف بڑھ گیا.

وہ اپنے خیالات میں کھوئی کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی.

جب ھاد نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑا اور انہیں اس کی کمر پہ باندھ دیا.

وہ ایک دم چونکی تھی. وہ اسے تکلیف نہیں پہنچا رہا تھا لیکن اس کی پکڑ مضبوط تھی.

اسے دھکا دینے سے اس ٹھنڈی کھڑکی سے جا لگی.

جبکہ اس کے پیچھے کھڑا ھاد اس کے بازو پشت پہ باندھے کھڑا تھا.

حورین گہری سانس لے کر خود کو بہلانے لگی اور رخسار ٹھنڈی کھڑکی پہ ٹکا دیا.

کک... کیا تم ابھی بھی ناراض ہو.

وہ اسے ویسے ہی تھامے کھڑا تھا.

حورین کی بات سے قریب ہوا اور چہرہ اس کے بالوں میں چھپانے لگا

اگلے ہی لمحے حورین نے اس کی انگلیاں اپنی گردن پہ محسوس کی تھیں.

وہ نرمی سے اسے چھو رہا تھا.

نہیں...

اس نے چہرہ اس کے بالوں میں چھپائے ہئ جواب دیا تھا.

حورین عجیب سے احساسات سے آنکھیں موندھ گئ.

اس کی قربت اچھی بھی لگتی تھی اور جھلسا دینے والی بھی.

ھاد کے چھونے سے وہ کپکپا اٹھی تھی.

پر خوف سے نہیں ایک عجیب احساس سے.

وہ اپنئ سانسوں کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگی.

جب اس نے اس کے بازو دونوں ہاتھوں میں تھامے اور جھٹکے سے اپنی طرف پلٹا.

حورین نے ایکدم اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ اس پہ جھکا ان آنکھوں میں جھانک رہا تھا.

ایک ہاتھ سے وہ حورین کے بال پکڑے تھا.

اس کی پکڑ میں شدت نہیں تھی لیکن وہ ہل بھی نہیں سکتی تھی.

وہ اپنئ انگلیوں سے اس کا چہرہ سہلانے لگا.

آنکھیں سہلاتے رخسار کر راستے وہ اس کے ہونٹوں تک آیا تھا.

جو کپکپا رہے تھے.

وہ اپنئ انگلیوں سے انہیں چھونے لگا.

ہم کسی کام سے جا رہے ہیں.

جب وہ کچھ کہنے لگی تو اس نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر خاموش رہنے کی تلقین کی.

حورین نے اس کے بازو تھام لئے.

اس دوران تم ہٹ سے کہیں نہیں جاؤں گی.

وہ پلکیں جھپکتی اسے ہاں میں جواب دینے لگی.

گڈ گرل....

وہ مسکرایا تھا اور چہرہ پہ پھیلے اس کے بال ہٹانے لگا.

وہ جاننا چاہتی تھی کہ آخر وہ کہاں جا رہا ہے ...کیوں جا رہا ہے... کب آئے گا...

لیکن اس نے اسے لب کھولنے کی اجازت بھئ نا دی.

جب میں واپس لوٹوں گا...

وہ اب نرمی سے اس کے کان کی لو کو چھو رہا تھا.

اور پھر اس کی گردن کے خم کو اپنئ انگلی سے ٹریس کرنے لگا.

حورین کی سانسیں بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی تھی.

تو ہم تمہارے کندھے اور بازو کے نشان کے بارے میں فرصت سے بات کریں گے.

جب اس کی انگلی اپنے تہہ شدہ راستے پہ گامزن رہی تو اس نے آنکھیں بھینچ لیں.

اس نے ھاد کے بازو دبوچ رکھے تھے.

وہ دوبارہ اسی راستہ پہ اس کی گردن ٹریس کرتا انگلی کو اس کی تھوڑی تک لے آیا.

اور پھر اس کی پیشانی کا بوسہ لے کر اپنی پکڑ سے آزاد کر دیا.

حورین پہلے تو اپنے پیروں پہ لڑکھڑا گئی.

جب تک اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے آنکھیں کھولیں وہ وہاں سے غائب تھا.

***

کاغان ویلی سے کچھ فاصلے پہ بنی اس بلڈنگ پہ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل نظر رکھے تھے.

وہ اس طرح کے آپریشن کئی بار لیڈ کر چکا تھا

لیکن اس بار یہ سب اس کے لئے ذاتی حیثیت اختیار کر چکا تھا.

بلڈنگ میں داخل ہونے کا صرف ایک ہی راستہ تھا جہاں تین پہرے دار موجود تھے.

اسی طرح ایک بلڈنگ کے پچھلی طرف جبکہ دو دونوں اطراف میں مسلسل گشت لگا رہے تھے.

ھاد نے اعظم اور سکندر کو بلڈنگ کے پچھلی طرف سے جانے کا اشارہ کیا.

احتشام اس کے تمام سیکیورٹی سسٹم کو بند کر چکا تھا.

دس سال کی عمر سے شوٹنگ پریکٹس کرنے کے سبب وہ بہترین سنائیپر تھا.

جیسے ہی اعظم اور سکندر نے آدھا راستہ طے کیا ھاد نے اپنئ قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلڈنگ کے پیچھے موجود پہرے دار کو شوٹ کر کے گرا دیا.

اعظم اور سکندر اب پچھلی طرف سے بڑھتے ہوئے اس کے اطراف میں آئے اور دونوں نے وہاں موجود پہرے داروں کو چاقو کی مدد سے ابدی نیند سلا دیا.

ھاد کے اشارے سے اب ان کے دو نئے ساتھی جو ان سے الگ جگہ سے ہر طرف نظر رکھے تھے اب بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگے.

جبکہ احتشام انہیں لیڈ کر رہا تھا.

گیٹ پر موجود پہرے دار کو جیسے ہی ھاد نے شوٹ کیا تو باقی کے دو فورا الرٹ ہو گئے.

لیکن وہ کوئی شور مچا پاتے یا فائرنگ کرتے اس سے پہلے احتشام اور باقیوں نے انہیں آ دھرا.

ھاد بھی اس گن کو وہاں چھوڑتا اب بلڈنگ کی طرف بڑھ گیا.

وہ لرگ اسے باہر سے سیکیور کر چکے تھے اب باری اندر کی تھئ.

اعظم اور ایک اور جوان کو باہر رک کر نظر رکھنے کا اشارہ کرتے انہوں نے گیٹ کو بارود سے اڑا دیا اور اندر داخل ہو گئے.

ان پر اچانک وار ہوا تھا جس کے لئے وہ تیار نا تھے انہیں سنبھلنے کا موقع دیے بغیر وہ ان کے پانچ آدمیوں کو جہنم واصل کرنے میں کامیاب رہے

وہاں ان کے اندازے سے زیادہ لوگ موجود سے.

گولیوں کی آواز ہر طرف گونج رہی تھی.

وہاں قید کئے گئے لوگ چیخ رہے تھے.

کسی کی نظر میں آئے بغیر تیز رفتار گولیاں انسانی وجود کو چھلنی کر رہی تھیں.

ھاد اپنی ٹیم کو لیڈ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اسے اس وقت صرف فواد کے خون کی چاہ تھی.

باقی سب وہ کہیں پیچھے چھوڑ آیا تھا.

اسی دوران ہوا کو چیرتی ہوئی ایک گولی ھاد کے سینے میں آ کر لگی تھی.

اور وہ اس کی شدت سے لڑکھڑایا تھا.

خود او سنبھالتے ہی وہ دیوار کے سہارا لے کر اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا.

بلٹ پروف ویسٹ کی وجہ سے گولی اس کا سینہ چاک نہیں کر پائی تھی.

اس نے اس دھویں میں ایک گہرا سانس بھرا

وہ دیوار کی اوٹ سے نکلا اور اپنے دشمنوں کو اس گولی کا جواب گولیوں کی بوچھاڑ سے دیا.

محض آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں وہ جگہ مکمل طور پہ قبضے میں لے لی گئی.

سکندر کی بازو پہ لگی گولی کے علاوہ انہیں اور کوئی نقصان نہیں ہوا.

کچھ ہی وقت میں ایک اور ٹیم اس جگہ پہنچ جاتی.

لیکن جس چیز سے ھاد شدید بھڑک اٹھا تھا وہ فواد کی غیر موجودگی تھی.

اس کی تمام ٹیم وہاں موجود قیدیوں کو رہا کر کے ایک کمرے میں لے جا رہے تھے.

ان میں نامور شخصیات سے لے کر عام لوگوں تک سب شامل تھے.

احتشام ان کے کمپیوٹر سے تمام ڈیٹا نکال رہا تھا.

جبکہ ھاد کے سامنے ایک شخص کرسی سے بندھا تھا.

وہ اس جگہ کا انچارج تھا.

اس وقت ھاد کی زبان پہ صرف ایک سوال تھا

فواد کہاں ہے....

جب اس شخص نے اس کے سوال کا جواب خاموشی سے دیا تو وہ اپنی کرسی سے اٹھتا ایک طرف پڑے میز کی طرف بڑھنے لگا.

وہاں لوگوں کو ٹارچر کرنے کے لئے مختلف اوزار موجود تھے.

وہ مختلف چیزوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے محسوس کرتا ایک ہتھوڑی پہ رکا تھا.

مجھے نہیں لگتا کہ تم چاہوں گے کہ میں ان چیزوں کا استعمال تم پر کروں....

وہ وہیں کھڑا گردن گھما کر اسے دیکھنے لگا.

ھاد کی بات سے اس شخص کا رنگ فق ہوا تھا لیکن وہ اتنئ آسانی سے منہ کھولنے والا نہیں تھا.

ھاد مسکرا پڑا....

بہت ہی اچھے.... اگر تم اتنئ آسانی سے بتا دیتے تو مجھے مزہ نا آتا.

اس نے ایک ہاتھ میں ہتھوڑی اور دوسرے میں بڑے سائز کا کیل پکڑا اور اس شخص کی طرف بڑھنے لگا.

اس نے ہتھوڑی کے سپاٹ حصے سے اس کا چہرہ اپنی طرف بلند کیا.

اس شخص کا سرخ چہرہ دیکھ کر ھاد کی مسکراہٹ مزید بڑھی تھی.

چلو پھر تمہیں بولنے کے لئے کچھ دیا جائے....

اگلے ہی لمحے وہ کیل اس شخص کے ہاتھ پر تھا اور ہتھوڑی کی زوردار چوٹ سے وہ اس کے ہاتھ کو چیرتا ہوا کرسی میں دھنس گیا.

اس شخص کی چیخیں اس خاموش جگہ پر گونجنے لگی تھیں.

اور ھاد اس ہتھوڑی کو اپنی ٹانگ سے ٹکراتا اس کے گرد چکر لگانے لگا.

ٹسک... ٹسک.... ٹسک...

اب آ رہا ہے نا مزہ.

وہ جھک کر اس کے کان میں گویا ہوا.

ایک لمحے کے لئے اس کمرے میں اعظم نمودار ہوا لیکن پھر ھاد کی قہر آلود نگاہیں دیکھ کر پلٹ گیا.

وہ اب دوبارہ اس ٹیبل کی طرف بڑھنے لگا اور وہاں پڑا دوسرا کیل بھی تھام لیا.

یقین کرو مجھے بہت مزہ آ رہا ہے

لیکن کیا ہے کہ میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہے.

اس لئے میں تمہارے ساتھ زیادہ ٹائم سپینڈ نہیں کر سکتا.

اس نے دکھی انداز میں کہا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا.

اگلے ہی لمحے ایک شیطانی مسکراہٹ ھاد کے چہرے پہ پھیل گئی.

ہاتھ میں پکڑی ہتھوڑی اس نے ہوا میں اچھالی تو فضا میں گھومتی وہ واپس اس کے ہاتھ کی طرف لوٹ آئی.

آخری بار.... کہاں ....ہے.....فواد.

اس نے ہر لفظ ٹھہر ٹھہر کر کہا.

وہ شخص اب بری طرح سسک رہا تھا.

کوئی جواب نا پا کر ھاد نے کیل تھامے ہاتھ کو بلند کیا.

لیکن اس بار کیل اس کے ہاتھ پہ نہیں رکھا تھا بلکہ اس شخص کے سر کے بیچ و بیچ رکھا تھا.

وہ شخص ھاد کے تاثرات سے بری طرح کانپ گیا.

وہ ایک درندے کو دیکھ رہا تھا جس میں انسانیت نہیں تھی.

ابھی اس نے ہتھوڑی کو بلند بھی نہیں کیا تھا جب وہ چیخ اٹھا.

افغانستان.... افغانستان....

فواد افغانستان میں ہے... پپ.... پلیز مجھے چھوڑ دو جانے دو پلیز.

افغانستان... حماد نے زیر لب ادا کیا.

وہ جانتا تھا وہ شخص اس سے زیادہ نہیں جانتا ہو گا.

ایک بار پھر کیل پہ چھوٹ کے ساتھ اس شخص کی آواز گونجی تھی.

کیل اس کی کھوپڑی چیرتا ہوا دماغ میں اترا تھا.

اور اس درندے کے ہاتھوں ایک دہشت ناک طریقے سے وہ شخص جان گنوا بیٹھا تھا.

وہ اپنے ہاتھ رومال سے صاف کرتا اس کمرے سے نکلا.

اور سخت ٹریننگ پانے والے وہ فوجی بھی اس موت کو دیکھ کر کپکپی بھر اٹھے.

اس کا اور احتشام کا کام وہاں ختم تھا.

باقی سب وہ جوان اور میجر عمر سنبھال لیتے.

احتشام ڈیٹا ان کے سپرد کرتا ایک کاپی اپنے ساتھ لے آیا.

اعظم اور سکندر کو وہیں سے الوداع کرتے ہوئے وہ دونوں ہٹ کی طرف بڑھنے لگے.

تمہیں کیا لگتا ہے.... وہ واقعی افغانستان ہو گا؟

احتشام ڈرائیونگ کرتا ہوا اس سے پوچھنے لگا.

ہو سکتا ہے لیکن مجھے یقین نہیں ہو رہا.

کیوں نہیں ؟

اس کی بات پہ ھاد خاموش ہو گیا.

احتشام سمجھ گیا کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتا اس لئے اس نے بھی اپنا سارا دھیان ڈرائیونگ پہ مرکوز کر لیا.

***

حورین سارا دن بور ہوتی رہی.

اور ھاد کی باتیں دھراتی رہی.

وہ اس سے ان نشانات کے بارے میں کیا بات کرنا چاہتا تھا.

پھر اس کے ذہن میں آیا کہ وہ اس کی بازو کے نشانات کے بارے میں کیسے جانتا ہے

حورین کا ہاتھ خود بخود ان نشانات کی طرف بڑھا.

اسے اس کے کندھوں کے نشانات کا علم ایسے ہوا آخر.

وہ اس بات کو سوچنے لگی. اسے تو کبھی یاد نہیں پڑتا تھا کہ ھاد نے زہ دیکھے ہوں.

وہ یہیں بات سوچتی کبھی اٹھ کر ہال میں چلی جاتی.

تو کبھی دوبارہ کمرے میں آ جاتی.

دن ڈھلنے لگا تھا اور جب اسے بھوک شدت سے محسوس ہوئی تو وہ کچن کے کیبنیٹ کھول کر دیکھنے لگی.

وہاں زیادہ تر کینڈ فوڈ ہی تھا تو وہ ناک سکیڑتی چپس کا پیکٹ پکڑ کر بیٹھ گئی. اور اسے کترنے لگی.

نجانے ھاد کو واپس آنے میں ابھی اور کتنا وقت لگتا.

***

ماریہ کا تو پارہ ہائی ہو چلا تھا.

وہ ڈاکٹر اب پھر سے آیا ہوا تھا. اور کافی دیر سے اندر کمرے میں موجود تھا.

وہ غصہ اور بوریت کے ملے جلے احساس لئے اٹھی اور کچن سے کچھ کھانے کو اٹھا لے آئی.

جب وہ ڈاکٹر عمر کے ساتھ باہر آیا تو وہ اسے قاتلانہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی.

وہ ڈاکٹر بھی اس کی نیلئ قاتلانہ نظروں سے جھینپا تھا.

جبکہ عمر بسے بار بار گھور رہے تھے.

لیکن وہ اس کا بھائی تھوڑی تھا جسکا اثر کر لیتی.

ضرار اب مکمل طور پہ ٹھیک تھا اور وہ کل صبح ہئ اپنے کام کا سلسلہ دوبارہ شروع کرنا چاہتا تھا.

ڈاکٹر کے مطابق اسے آرام کی ضرورت تھی

لیکن وہ اس آرام سے تھک چکا تھا.

فریش ہو کر وہ خود کو قدرے بہتر محسوس کر رہا تھا.

عمر صاحب بھی اس کے فیصلے سے کچھ پریشان تھے.

لیکن وہ بھی اپنئ ضد پہ تھا. پہلے ہی اس وجہ سے اسے کاغان مشن سے ہٹا دیا گیا تھا.

وہ اپنی دوائی کھاتا بیڈ پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں.

....

حورین کھڑکی سے مسلسل باہر دیکھے جا رہی تھی کہ وہ کب آئے گا.

جب ھاد کی گاڑی درختوں میں سے نمودار ہوئی تو وہ خوشی سے اچھلتی انگلیوں سے بال سلجھاتی ہال میں آ کھڑی ہوئی۔

دروازہ کھول کر احتشام پہلے ہٹ میں داخل ہوا تھا اور اس کے بعد ھاد۔

وہ وہاں آنے سے پہلے راستے میں کپڑے بدل چکا تھا۔

لیکن وہ پہلے فریش ہونا چاہتا تھا۔

اس لئے حورین کو دیکھ کر کمرے کی طرف چلا گیا۔

اور وہ اپنا ہونٹ چباتی رہ گئی۔

احتشام ہال میں سیٹ اپنے سرور اور لیپ ٹاپ پیک کرنے لگا۔

اور پھر ایک ایک کر کے باہر کھڑی گاڑی تک لیجانے لگا۔

حورین یہ سب دیکھ کر کمرے میں لوٹ آئی تو اتنے میں ھاد بھی فریش ہو کر آ گیا۔

ہم کل صبح ہی واپسی کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

وہ کف فولڈ کرتا اسے سرسری سا کہنے لگا۔

اوہ....

حورین اپنے ہونٹوں کا چھوٹا سا زیرو بنا کر کہنے لگی.

جب وہ اس کے سامنے آ کھڑا اور شانوں سے تھام لیا.

طبیعت کیسی ہے تمہاریٔ....

وہ اس کی پیشانی چھو کر چیک کرنے لگا لیکن وہ ٹھیک تھی.

ٹھ...ٹھیک...ہوں.

وہ اسے کہ کر نظریں جھکا گئی تو ھاد اس کے بازو سہلانے لگا.

ہم کل جب یہاں سے نکلیں گے تو واپسی پہ اسلام آباد کچھ وقت کے لئے رکیں گے.

اِمم.....ہمم....

وہ اب اس کی طرف بڑھنے لگی اور اس کے سینے سے سر ٹکا گئی.

اگر تم کوئی شوپنگ کرنا چاہتی تو میں تمہیں لے چلوں گا.

وہ جب سے ھاد کے ساتھ تھی تب سے پہلی بار اس گھر سے نکلی تھی.

اور اب وہ بہت بہتر تھی تو اسے ایک جگہ قید رکھنے کا کوئی جواز نہیں تھا.

مجھے بھیڑ پسند نہیں.

وہ ھاد کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے کہنے لگی تو اس نے اسے اپنے حصار میں لے لیا.

لیکن میں کسی خاموش جگہ پر تمہارے ساتھ چلنا چاہوں گی.

وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی کہنے لگی.

اس کی بات پر وہ ہنس پڑا.

تو اب مجھے حورین مرزا کے لئے خاموش جگہ بھی ڈھونڈنی ہو گی.

بلکل....

وہ اس کی خوشبو کو خود میں اتارتی کہنے لگی.

حور....

ہمم....

اس نے جھک کر حورین کے سر کو چوما تھا.

اچھی کوشش تھی....

جب حورین کو احساس ہوا کہ وہ پکڑی گئی تو ہے تو اس سے دور ہونے لگی لیکن اب وہ اس کے مضبوط شکنجے میں تھی.

تمہارے جسم پہ موجود تمام نشانات میں دیکھ چکا ہوں.

وہ اب سنجیدہ مگر دھیمی آواز میں کہنے لگا.

ماحول کے بدلنے پر اس نے خون کو دبارہ آزاد کروانا چاہا لیکن بے سود تو اس نے بھئ ہار مان لی

مم...میں اس بب...بارے میں بات نن...نہیں کرنا چاہتی.

اس کی زبان نے پھر سے ہکلانا شروع کر دیا تھا.

وہاں کتنے لوگ موجود تھے.

وہ بھی ان نشانات کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا.

وہ اس کی حورین کو مزید خوبصورت بناتے تھے

تت... تین.

جو انگوٹھی تم نے میرے آفس دیکھی وہ ان میں سے ایک کے پاس تھی

جج...جی.

وہ آنکھیں موندھے اس کے سینے میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی.

تت... تمہیں میرے بازو کے نشانات کا کیسے پتا

آخر کار اس نے اپنئ سوچ کو آواز دی تھی.

جب میں تمہیں کل واپس لایا تب دیکھے.

اس نے اس کے سینے سے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا.

تب کیسے...

وہ الجھتی ہوئی پوچھنے لگی.

کل جب ہم یہاں پہنچے تو تم بیہوش تھی تو تمہارے کپڑے بدلتے ہوئے دیکھے.

وہ اسے بیڈ کی طرف دھکیلتے ہوئے سہولت سے بتانے لگا.

حورین نے اسے سرخ چہرہ اور پھٹی ہوئی آنکھوں سے دیکھا.

اگلے ہی لمحے اس کی چیخ ہٹ میں گونجی تھی.

کیااااا.....

***

رات کا ایک بج چکا تھا اور ماریہ ابھی تک ہال میں بیٹھی تھی.

عمر بھی اپنے کمرے میں جا کر سو چکے تھے.

اسے لگ رہا تھا کہ اگر اس نے اس بوریت کو دور کرنے کے لئے کچھ نا کیا تو اگلے گھنٹے تک وہ ضرور اس دنیا فانی سے کوچ کر جائے گی.

اگر عمر انکل کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ یقینا ابھی اس سے ڈانس کروا کے بوریت بھگا رہی تھی.

شعر انکل کو ڈانس کرتے ہوئے امیجن کرنے سے وہ بے اختیار ہنسی تھی.

پھر اس کا دھیان ان کے سپوت کی طرف بھٹکا.

اور ایک خرافاتی منصوبہ نے اس کے زہن میں جنم لیا.

وہ اسے تو اپنی انگلیوں پہ نچا ہی سکتی تھی

اس سوچ کے ساتھ ہی اس کے سرخ ہونٹوں پہ خطرناک مسکان نمودار ہوئی.

اور وہ اپنی پانچ انچ ہیل پہنے ہرنی کی چال چلتی کچن میں گھس گئ.

وہاں سے سن سے بڑی چھری اپنے خوبصورت ہاتھوں میں تھامی اور بیک پاکٹ میں اڑستی ضرار کے کمرے کی طرف بڑھنے لگی.

دیکھتے ہیں موصوف اپنے عہدے کے کتنے قابل ہیں.

وہ ہال میں پہنچ کر اپنی ہیل اتارنے لگی اور پھر دبے پاؤں اس کے کمرے کی طرف چلی گئ.

ہینڈل گھماتے ہی دروازہ بنا کسی آواز کے کھلتا چلا گیا.

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا لیکن اپنی کاروائی کے لئے اسے روشنی کی ضرورت نہیں تھی.

وہ اس کی سانس سے ہی جان لیتی کہ وہ کہاں ہے.

کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ دھیرے سے بند کر دیا اور بیڈ پر بے خوف سوئے وجود کی طرف بڑھنے لگی.

اس کا خون تیزی سے گردش کرنے لگا جس سے اسے عجیب سی تسکین ہوئی تھی.

اسی تسکین کو حاصل کرنے کے لئے تو وہ ھاد کو تنگ کرتی رہتی تھی.

چاقو پینٹ کی پاکٹ سے باہر نکالا اور اس کے سر کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی.

چاقو کی تیز دھار سائیڈ اب اس کی شارگ کے عین اوپر تھی.

وہ ہنسی قابو کرتے ہوئے اس پہ تھوڑا سا جھکی.

آہ....فوجی.... اسے کوئی بھی نیند میں مار.....

ابھی اس کے منہ سے اتنا ہی ادا ہوا تھا جب ضرار نے اسے کمر سے پکڑ کر گھمایا اور اب وہ بیڈ پہ گری پڑی تھی جبکہ ضرار اس کے اوپر تھا.

چھری بھئ اب ماریہ کی گردن کاٹنے کے لئے تیار تھی

اندھیرے میں ماریہ کی نیلی آنکھیں ایک دم پھیلی تھیں.

وہ سب اس رفتار سے ہوا کہ وہ سمجھ بھی نا پائی.

ایک لمحہ کے لئے بھی وہ یہ نا جان پائی تھی کہ ضرار تو اس کے کمرے کہ دروازہ کھلتے ہی جاگ گیا تھا.

اس نے ماریہ کی گردن پہ رکھی چھری کو دبایا تھا.

کون ہو تم...

انگارے برساتی وہ آنکھیں ماریہ پہ مرکوز تھیں.

اور تمہیں یہاں ایسے پہنچی....

اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس سے سوال کیا.

پہلے تو جب دروازہ کھلا تو وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کوئی لڑکی ہے.

جب اس کی آواز ضرار کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ ٹھٹکا لیکن اگلے ہی لمحے اس کے مضحکہ خیز لہجے سے وہ تپ گیا تھا.

ماریہ اس کے سوالات پہ بہت مسرور ہوئی تھی اس لئے مسکرانے لگی.

اگلے ہی لمحے اس نے ضرار کی گردن کو لاک لگانے کی کوشش کی تو وہ فورا ڈاج کر گیا اور الٹا اس کے دونوں بازو بھی اب اس کے قبضے میں تھے.

آخری بار پوچھتا ہوں... کون ....ہو.... تم.

وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا اس کا کوئی ساتھی ان پہ نظر رکھے ہے.

وہ ....میں...

ماریہ نے سرگوشی کی تو وہ اس کی بات سننے کے لئے مزید جھک گیا.

اسے موقع کا فائدہ اٹھا کر ماریہ اپنا سر اس کی پیشانی پہ ٹکرایا.

جیسے ہی ضرار کی پکڑ ڈھیلی ہوئی اس نے اپنی کلائی کو آزاد کروا کر اس کے زخم پر حملہ کیا.

وہ جھٹپٹایا تو ماریہ نے اسے خود سے ہٹا کر فوراً قابو کر لیا.

اب چھری دوبارہ سے اس کے ہاتھ میں تھی.

اور اس کی ہنسی ضرار کے کانوں میں گونج رہی تھی.

اپنے گھٹنوں کی مدد سے اس نے ضرار کے دونوں ہاتھوں کو سائیڈ پر دبا رکھا تھا.

اور چھری کی نوک اس کی گردن کو چبھ رہی تھی.

آہ.....

بس اتنا سا دم تھا تم میں.

وہ اسے طنزیہ انداز میں کہنے لگی.

تبھی کہیں کمرے کے باہر سے کچھ آواز آئی تو ماریہ نے ایک دم پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا.

اگلے ہی لمحے وہ دوبارہ ضرار کے قابو میں تھی اور اس کی گردن ضرار کے ہاتھ میں.

تو اسے مروڑ ہی دیتا جب کمرے کی لائٹس ایک دم آن ہوئیں

اور ان دونوں نے تیز روشنئ کئ وبہ سے آنکھیں بند کر لیں.

ضرار....ماریہ....

یہ کیا ہو رہا ہے.

میجر عمر کی آواز وہاں گونجی تھی

ضرار نے چہرہ کا رخ موڑ کر اپنے باپ کو دیکھا

اور پھر اپنے قابو میں کی ہوئی اس لڑکی کو جو اس سے خود کو آزاد کروانے کے لئے پورا زور لگا رہی تھی

کچھ لمحات کے لئے تو ماریہ کی خوبصورتی دیکھ کر وہ چندھیا گیا لیکن پھر فورا ہی اپنے حواس قابو کیئے.

ضرار چھوڑو ماریہ کو.

عمر صاحب کے دوبارہ کہنے پہ اس کی پیشانی پہ دو بل نمودار ہوئے

اور اس نے تلملاتی ہوئی ماریہ کو دیکھا اور پھر اس کی گردن چھوڑ کر سائیڈ پہ ہو گیا.

وہ اپنا گلہ دونوں ہاتھوں سے تھام کر سانس بحال کرنے لگی جو کہ ضرار کئ پکڑ سے رک گیا تھا.

میجر عمر آ کر ماریہ کو پکڑنے لگے جو بمشکل کھڑی رہ پا رہی تھی.

اپنئ سرخ ہوتی آنکھوں سے اس نے ضرار کو دیکھا بو بیڈ کے دوسری طرف کھڑا اسے ہئ گھور رہا تھا.

بابا آپ اس چیز کو جانتے ہیں ؟

ضرار اسے مکمل نظر انداز کرتا اپنے باپ سے مخاطب ہوا.

ضرار....

انہیں اپنے بیٹے سے ایسی بدتمیزی کی امید نہیں تھی.

جبکہ ماریہ تو خود کو چیز پکارے جانے پہ چلا ہئ پڑی تھی.

چیز.....

وہ ضرار کی طرف لپکی جب عمر نے اسے پکڑ کر اس کا رخ دروازے کی طرف کیا.

بس کرو ماریہ....

وہ پلٹ کر ضرار کو دیکھنے لگی.

جو غصے سے آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھ رہا تھا.

تمہیں تو میں بتاؤ گی کہ میں کیا چیز ہوں....

وہ اسے چیختے ہوئے وارن کرنے لگی.

جبکہ عمر اسے اٹھائے باہر نکلنے لگے.

جاتے ہوئے انہوں نے ایک نظر دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھا.

اور تم ضرار اپنئ شرٹ چینج کرو ساری خون سے سے بھری ہے

اس نے خود کو آئینہ میں دیکھا تو اس کے زخم سے رستے خون کی وجہ سے شرٹ بھی خون سے بھر گئی تھی

ماریہ عمر کے پیچھے سے گردن اکڑا کر دیکھنے لگی اور پھر مسکراتے ہوئے ایک آنکھ دبا لی.

ضرار کا تو یہ حرکت دیکھ کر پارا پھر سے ہائی ہو گیا.

***

حورین.... حورین اٹھو تیار ہو جاؤ.

وہ سامان پیک کرتا ہوا آڑھی ترچھی لیٹی حورین کو جگا رہا تھا.

جب وہ اس کے دو بار پکارنے پہ بھی نہیں جاگی تو وہ اسے وہیں چھوڑ کر سامان گاڑی تک لے گیا.

احتشام بھی اپنا سامان گاڑی میں رکھ چکا تھا

وہ موسم خراب ہونے سے پہلے وہاں سے نکلنا چاہتے تھے کیونکہ آج ایک بڑا طوفان آنے کا اندیشہ تھا جس صورت میں راستہ بند ہو جاتا اور وہ کئی دن تک وہاں پھسے رہتے.

ویسے بھی اب اس کا کام مکمل ہو چکا تھا تو وہ جلد از جلد لوٹنا چاہتا تھا.

واپس جا کر جب اس نے حورین کو جگانا چاہا تو وہ تھوڑا سا کسمسائی اور پھر سو گئی.

ویسے تو وہ کبھی اتنی گہری نیند نہیں سوتی تھی.

حورین شرمندگی کی وجہ سے سو نہیں پائی تھی تو اس نے تنگ آ کر اپنے ساتھ لائی دوائی میں سے نیند کی گولیاں نگل لیں.

جو کہ اسے صرف زیادہ ڈپریشن کے وقت ہی کھانے کی اجازت تھی.

ھاد نے اسے کھینچ کر بٹھانا چاہا تو وہ دوبارہ بیڈ پہ گر گئی.

اگلی بار اس حورین کا کوٹ اٹھایا اور ایک ہاتھ سے بٹھا کر پہنانے لگا.

احتشام باہر ان کا انتظار کر رہا تھا.

حورین کو جگانے کوشش ترک کر کے اسے باہوں میں اٹھایا اور کمرے سے باہر چلا گیا.

ھاد اسے لے کر ہٹ سے نکلا تو احتشام کو انہیں دیکھ کر تشویش ہونے لگی.

کیا ہوا....

کچھ نہیں بس سو رہی ہے .

وہ اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر سکون سے بٹھانے لگا اور احتشام ہٹ کو لاک کرنے لگا اور پھر سے کار کی طرف پلٹ گیا.

حورین کو بٹھا کر وہ خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور پھر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ کے حورین کے بال سہلانے لگا.

جبکہ احتشام ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا.

انہیں وہاں سے اسلام آباد پہنچنے میں کم از کم نو گھنٹے لگتے اور پھر بھی ان کے پاس فلائٹ کے لئے دو گھنٹے ہوتے.

جب گاڑی کچے اور خراب راستے پہ رواں ہوئی تو اس نے حورین کو مضبوطی سے تھام کر اپنے ساتھ کر لیا کہ کہیں اسے کوئی چوٹ نا لگ جائے.

حورین بھی سکون سے سوتی رہی.

تمہاری یہ حرکتیں دیکھ کر مجھے اپنے سنگل ہونے کا شدید احساس ہو رہا ہے.

احتشام اسے بیک مرر میں گھورتے ہوئے کہنے لگا.

ابھی تک سنگل رہنے کا فیصلہ تمہارا اپنا تھا شام....

ہاں لیکن تمہیں دوسروں کے سامنے اتنئ چپکا چپکی نہیں کرنی چاہئیے. دوسروں کے احساسات مجروح ہو سکتے ہیں.

وہ اس کے رویہ سے تنگ ہو کر کہنے لگا.

ہاں تو صرف گھورنے سے کچھ نہیں ہوتا.... میں نے تو کبھی نہیں کہا کہ احتشام بس سوزی کو گھورتے رہو.

وہ اسے مسکراتے ہوئے کہنے لگا.

بھلا ایسا ہو سکتا تھا کہ اس کی نظروں سے کچھ چھپا رہ سکے.

تو تم ہی بتاؤ میں کیا کروں....

کیا سب مجھ سے پوچھ کر کرو گے....

وہ ابرو آچکا کر کہنے لگا.

نہیں.... لیکن میں دیکھ سکتا ہوں اب اس ڈپارٹمنٹ میں تم خاصا تجربہ رکھتے ہو.

وہ اس کے کندھے پہ سر رکھے سوئی حورین کو دیکھ کر جتانے کے انداز میں کہنے لگا.

میری نصیحت چاہتے ہو تو اغواء کر کے شادی کر لو. معاملہ ختم

وہ لاپرواہی سے کہنے لگا.

ہاں تم سے ایسی ہی بات کی امید تھی.

وہ جلے ہوئے دل سے کہنے لگا. اور پھر سے دھیان ڈرائیونگ پہ مرکوز کر دیا.

لیکن ایک پل کے لئے اس کے دل نے ضرور کہا تھا کہ سوزی کو اغواء ہی کے لے.

...

وہ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرنے کے لئے تیار بیٹھی تھی جب میجر عمر ضرار کے ساتھ اس کے کمرے سے نکلے.

ماریہ نے اسے دیکھ کر پہلو بدلا تھا. اس نے اس کی گردن پکڑی..... گردن..... اور دبائی بھی....

وہ تو اس سے ہی باہر نہیں نکل پا رہی تھی.

وہ اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہی تھی جب وہ عمر کے ساتھ کوئی بات کرتا اس کے سامنے آ بیٹھا.

عمر صاحب بھی ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے.

ضرار نے پانی کا گلاس پکڑتے ہوئے ایک سرسری نگاہ کے لئے علاوہ اسے مکمل طور پہ نظر انداز کیا تھا.

لیکن وہ اس کی خونخوار نظریں خود پہ محسوس کر سکتا تھا.

زخم کی وجہ سے اس نے ہلکی پھلکی غزہ پر ہئ اکتفا کیا تھا.

ماریہ....

عمر کے بلانے پر اس نے اپنی نظروں ضرار سے ہٹائی تھیں.

جی انکل.

وہ اپنا لہجہ شیریں کرتے ہوئے پوچھنے لگی.

میں نہیں جانتا کل رات تم لوگوں کے درمیان کیا ہوا....

اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تو انہوں نے اشارے سے اسے چپ کروا دیا.

اور میں کچھ جاننا بھی نہیں چاہتا.

تم دونوں سمجھدار ہو اور اپنی حرکتوں کے ذمہ دار بھی.

یہ رات کے وقت میرے کمرے میں گھس گئی تھی بابا....

ضرار تنک کر بولا تھا.

مم...میں تو بس چیک کرنے گئی تھی کہ موصوف ٹھیک تو ہیں لیکن انہوں نے تو توبہ.....

مجھ پہ ہاتھ ہی ڈال لیا.

ماریہ نے فوراً سے آنکھوں میں پانی لا کر کہا.

کیا.... چیک کرنے.... چھری کے ساتھ.

ضرار کو تو اس جھوٹی لڑکی پہ یقین نہیں آ رہا تھا.

دکھنے میں کتنی معصوم لگتی تھی.

کیا.... چھری.... انکل مجھے نہیں پتا یہ کیا کہ رہا ہے سچی....

میرا بھلا چھری سے کیا تعلق....

پتا نہیں کونسی محبوبہ سمجھ کر کھینچ لیا.

دو دونوں اپنی بے گناہی ثابت کرنے پہ تلے تھے اور عمر صاحب اپنی کنپٹیاں سہلانے لگے

دونوں بچے ان کے سامنے ہی جوان ہوئے تھے.

اور وہ دونوں کی عادات سے واقف تھے جانتے تھے کہ کون جھوٹا ہے.

ان کا جھوٹ پکڑنے کے لئے انہیں اپنی ملٹری ٹرینگ کی ضرورت نہیں تھی.

ماریہ ضرار..... خاموش ایک لفظ اور نہیں سنوں میں.

لیکن بابا یہ....

ضرار میں نے کہا نا خاموش.

اب کی بار وہ ایک روایتی فوجی انداز میں بولے تو وہ خاموش ہو گیا.

یس سر....

گڈ.... اور ماریہ تمہارا بھائی آج رات تک آ جائے گا اور میں نہیں چاہتا اس دوران تم کوئی مصیبت پیدا کرو سمجھی.... .

یس انکل...

وہ بظاہر ان کی ہر بات سے اکتفا کئے تھی لیکن دل میں ضرار سے بدلا لینے کی فل تیاری تھی.

اگر یہ مسئلہ حل ہو گیا ہو تو ناشتہ کر لوں اب میں....

ضرار ماریہ کو گھورتے ہوئے کہنے لگا.

اس کی گھوری سے بڑے سے بڑا مجرم بھی گھبرا جاتا تھا لیکن وہ بھی ماریہ تھی.

اسے دیکھ کے مسکرانے لگی.

یہ سسٹم تو اس کا بس ھاد کے گھونے پہ ہی ایکٹو ہوتا تھا.

وہ تسلی سے اپنا ناشتہ کرنے لگی.

***

تقریبا تین گھنٹے کے سفر کے بعد حورین جاگنے لگی تھی.

اور جب وہ مکمل طور پہ ہوش میں آئی تو وہ مکمل طور پہ ھاد کے اوپر لیٹی ہوئی تھی.

وہ کھڑکی سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا اور حورین اس کے اوپر.

وہ ایک دم اپنی حالت دیکھ کر بوکھلا گئی. کل رات کے انکشاف کے بعد وہ اس کا بلکل بھی سامنا نہیں کر سکتی تھی.

وہ اس کی پکڑ سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی تو ھاد نے اس پر سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا.

ایک جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھی اور ساتھ ہی رخ پلٹ کر باہر دیکھنے لگی.

کچھ کچھ فاصلے پر وہ آبادی دیکھ سکتی تھی.

نجانے انہیں سفر میں کتنا وقت ہو چلا تھا.

اسے فریش ہونا تھا اور بھوک بھی لگی تھی لیکن کسے کہتی اس لئے خاموش رہی.

کچھ منٹ کے بعد احتشام گاڑی ایک سائیڈ پر روکنے لگا.

حورین بھی ان دونوں کے پیچھے ہی گاڑی سے اتر گئی.

وہ بار بار اپنے بالوں کی اوٹ سے ھاد کو دیکھتی لیکن اس کا رویہ ایک دم نارمل تھا....

نہیں اس کا رویہ ھاد کا نارمل تھا.

حورین سوچ کر رہ گئی تھی.

اسے تو جیسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا.

وہ ھاد کے پیچھے چلتے اس چھوٹی سی جگہ آ گئی.

راستے میں ان دونوں نے ہی خاموشی سادھی رہی.

حورین تو بار بار سوچ کر سرخ ہوتی جا رہی تھی.

ریسٹ روم کا بارڈ دیکھتے ہی وہ درازہ کھول اندر گھسی اور چہرہ دھونے لگی.

اس کا ٹوتھ برش بھی بیگ میں ہی تھا جو کہ گاڑی کی ڈکی میں رکھا تھا اس لئے وہ پانی سے ہی دانت صاف کرنے لگی.

آئینے میں دیکھ کر اپنے بال سیٹ کئے اور باہر نکل آئی.

ھاد اس وقت کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا جبکہ احتشام ان کے لئے کھانے کی چیزیں پیک کروا رہا تھا.

وہ ھاد کو خاموشی سے دیکھتی گاڑی کی طرف جانے لگی.

تبھی اس نے پلٹ کر حورین کی طرف دیکھا تو وہ گردن اکڑا کر سامنے دیکھنے لگی اور رفتار بڑھا دی.

ھاد اس کی حرکت پر مسکرا کر رہ گیا.

چونکہ ھاد اب ڈرائیونگ کر رہا تھا تو وہ لگاتار اسے گھور رہی تھی. اس کا دماغ کہ رہا تھا کہ وہ اسے بس تنگ ہی کر رہا ہے

نجانے کیا سوچ کر اس نے اپنا چہرہ شرمندگی سے دونوں ہاتھوں کے پیچھے چھپا لیا.

احتشام نے پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر ھاد کو دیکھنے لگا جس پہ وہ کندھے اچکا گیا.

❊❊❊

اسلام آباد سے کچھ فاصلے پر وہ لوگ ایک خوبصورت بنگلے میں رکے تھے.

وہ جگہ ھاد کے کسی جاننے والے کی تھی جو کہ اسے بیچنا چاہتا تھا.

حورین کی فرمائش پہ اس نے اس جگہ آنے کا فیصلہ کیا.

البتہ حورین کو سمجھ نہیں آئی کہ کوئی اتنی خوبصورت جگہ کیوں بیچنا چاہتا ہے.

وہ دو منزلہ بنگلہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پہ بنا تھا.

اسلام آباد کے راستہ میں ہونے کی وجہ سے وہ نا تو ویرانے میں تھا اور نا ہی بے حد آبادی میں.

یہ جگہ چھٹیاں گزارنے کے لئے کتنئ اچھی ہے.

درخت اور پودوں بھرا لان دیکھ کر وہ بے اختیار کہ اٹھی.

اگر تمہیں پسند آئی یہ جگہ تو ہم اسے خرید لیں گے.

حورین کے پیچھے آتے ھاد نے اس کی بات سن کر کہا تو وہ ایک دم اس جگہ کے سحر سے نکلی تھی.

اور اپنا ہونٹ چبانے لگی.

ویسے بھی جب ہم اپنے بیس بچوں کے ساتھ یہاں چھٹیاں گزارنے آئیں گے تو ہمیں ایسی ہی بڑی جگہ کی ضرورت پڑے گی.

وہ سہولت سے ادھر ادھر دیکھتا اسے کہ گیا.

اور حورین تو ایک دم اس کی طرف پلٹی تھی.

وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی. شاید وہ اپنا ذہنی توازن کھو گیا تھا یا حورین کو غلط سنائی دیا تھا.

ویسے بھی اس نے کبھی یہ سب سوچا نہیں تھا.

لیکن ھاد کی بات سے حیران ہونا جائز تھا.

کک.... کیا .... بب... بیس....

وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی.

ہاں .... پورے بیس.

کچھ لڑکیاں کچھ لڑکے.... تمہاری طرح گرے اور میری طرح براؤن آنکھوں والے.

وہ آہنی مسکراہٹ لئے اس کے قریب بڑھا تھا.

ھاد اس کے چہرے پہ پھیلے بال سائیڈ پر کرنے لگا.

انسانی بچے....

انسانی بیس بچے.....

وہ ابھی بھی اسی حیرت کے عالم میں تھی.

جب ھاد اسے شانوں سے تھام کر قریب کرنے لگا اور وہ آسانی سے اس کی طرف کھنچتی چلی گئی.

اب ہم انسان ہیں تو انسان کی بچے ہی ہوں گے خرگوش کے تو ہو نہیں سکتے.

وہ اپنی ہنسی دباتا ہوا کہنے لگا.

حورین پہلے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی رہئ اور پھر اپنا چہرہ اس کے چوڑے سینے میں چھپا لیا.

مم...مم...میں اتنے بب...بچے پیدا نہیں کر سک...سکتی.

وہ دبی سی آواز میں چیخی تھی.

جیسے کہیں واقعی ھاد کو بیس بچے ہی چاہئیے تھے.

پہلے وہ حورین کی صورتحال سے خوب محظوظ ہوتا رہا.

پھر اس کی تھوڑی کے نیچے دو انگلیاں ٹکا کر چہرہ اپنی طرف کیا.

یہ ہم تب دیکھ لیں گے.

اس کا مدھم ہوتی دھڑکن اب مکمل طور پہ رک گئ تھی.

تبھی انہیں کسی کی تصویر کھینچنے کی آواز آئ.

احتشام ان سے کچھ فاصلے پہ موبائل ہاتھ میں تھامے کھڑا تھا جس میں اس نے ابھی اس لمحے کو قید کر لیا تھا.

اگر تم دونوں کا ہو گیا تو اک نظر اندر بھی دیکھ لیں.

وہ دوبار سیل پاکٹ میں رکھتا کہنے لگا.

پہلے سے شرمندہ ہوتی حورین کا تو سر ہئ گھوم گیا اور وہ تیزی سے چلتی اندر کو بھاگی.

کباب میں ہڈی بننے کا بات شوق ہے تمہیں.

ھاد نے اس کے گردن کو اپنے بازو سے دبوچا تھا.

تم لوگ تو کہیں بھی شروع ہو جاتے ہو یار. تھوڑا تو کنٹرول ہو بندے کو بیس بچوں کے باپ....

احتشام اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہنے لگا.

لگتا ہے تمہیں اپنی ناک پیاری نہیں.

وہ اسے کہتا ہوا گردن سے تھامے ہی بنگلے میں کھینچ کر لے گیا.

اور احتشام بمشکل اپنی ہنسی قابو کرتا رہا.

کاش کہ صدف ماما اپنے بیٹے کو ایسے خوش دیکھ سکتیں.

ھاد کو مسکراتے دیکھ اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا.

***

ماریہ کو صبح سے اب تک کوئی موقع نا ملا جس سے وہ حساب برابر کر سکے.

تو وہ اپنے کمرے میں جانے کا کہہ کر ان دونوں کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی.

ابھیٔ وہ کمرے کے قریب ہی پہنچی تو جب عمر کی آواز نے اس کی سماعت کو چھوا.

وہ کسی کام سے ہیڈ کوارٹر جا رہے تھے.

ماریہ نے پلٹ کر ان کو دیکھا جو اپنی باتوں میں مشغول تھے.

اور پھر اپنے کمرے کی جگہ ساتھ والے کمرے میں کا دروازہ کھولنے لگی.

....

ٹھیک ہے بابا آپ جائیں سب ٹھیک ہو گا.

ہمم... ٹیک کیئر مائی سن...

میجر عمر اپنے تیئے کو کہتے اٹھ کھڑے ہوئے اور عین گیٹ کی طرف بڑھ گئے.

ماریہ کو کب سے ایسے ہی موقع کی تو تلاش تھی.

ضرار بھی کچھ وقت آرام کرنے کی نیت سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا.

جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا سامنے ڈریسنگ ٹیبل پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے ماریہ بیٹھی ہوئی تھی.

اس کا ابھی اس سے الجھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا.

ضرار نے خود کو قابو کرنے کے لئے ایک دم آنکھیں کھولیں.

وہ اسے سکون سے بات کر کے چلتا کرے گا.

یہ سوچ اس نے آنکھیں کھولیں لیکن وہ ہاتھ میں اس کا موبائل پکڑے لاپرواہی سے گھما رہی تھی۔.

ضرار تجمل سے بات کرنے کا فیصلہ ترک کرتے اس کی طرف بڑھا اور سامنے آ کھڑا ہوا.

میرا موبائل مجھے واپس کرو.

اپنے اندر کے غصے کو کئی حد تک قابو کیئے وہ اس سے کہنے لگا.

ضرور.... لیکن پہلے تمہیں مجھ سے معافی مانگنی ہو گی.

معافی کس چیز کی....

وہ استہزائیہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا.

بھول گئے تم نے مجھے کیسے چیز کہا تھا.

ماریہ اپنی نیلی آنکھوں میں ڈھیروں جذبات لئے اسے کہنے لگی.

تمہاری بھول ہے اگر میں تم جیسی چیز سے معافی مانگوں گا.

وہ چیز.... پہ زور ڈالتا کہنے لگا.

ٹھیک ہے تو اپنا موبائل بھول جاؤ.

وہ پاس رکھے پانی کے جگ میں موبائل پھینکنے لگی.

ضرار نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑنا چاہا تو ماریہ نے ایک دم اپنی ہتھیلی سے اس کی تھوڑی سے وار کیا.

جس سے وہ ایک دم پیچھے ہٹا.

ضرار کی زبان اس کے دانتوں کے نیچے کٹنے سے بال بال بچی تھی.

آخر وہ لڑکی خود کو سمجھتی کیا تھی.

اب کی بار وہ اس بار کو لحاظ میں لائے بغیر اس کی طرف بڑھا کہ وہ لڑکی ہے.

ماریہ نے اسے کک کر کے روکنے کی کوشش کی تو اس نے اس کی ٹانگ او تھام کر اپنی طرف کھینچا وہ ڈریسنگ ٹیبل سے گھسٹتی ہوئی نیچے گرنے لگی تو اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈریسنگ ٹیبل تھام لیا.

اگر تمہیں شرافت کی زبان سمجھ نہیں آتی تو میں تمہیں اب تمہاریٔ زبان میں ہی سمجھاؤں گا.

وہ غصے میں اسے کہنے لگا.

ضرار نے اس کی ٹانگ کو چھوڑ کر اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا اور پلٹ گیا.

یہی اس کی ست سے بڑی غلطی بنی.

ماریہ نے اپنۓ دونوں ٹانگوں سے اس کی ٹانگوں کو لاک کیا.

اور اس کی گردن کو اپنے بازو سے دبوچ لیا اور پوری قوت سے اس کا گلا دبانے لگی.

معافی تو تمہیں مجھ سے مانگنی ہی ہو گی.

اس کی نسوانی آواز ضرار کی سماعت سے ٹکرائی تھی.

اس نے اپنے کیریئر میں بہت ہی مغرور اور خوبصورت لڑکیاں بھی دیکھی تھیں.

لیکن یہ لڑکی تو کچھ اور ہی بلا تھی.

وہ کسی بلی کی طرح اس کی کمر سے چپکی ہوئی تھی اور پوری نیت سے اس کا گلا دبا رہی تھی.

ضرار نے اسے کھینچ کر خود پر سے ہٹانا چاہا تو ماریہ کے ٹاپ کی بازو اس کے ہاتھ میں آ گئی اور اس کا ٹاپ پھٹتا چلا گیا.

ضرار نے اسے اس کی پشت زور سے پیچھے دیوار سے ٹکرائی.

اس نے ماریہ کو اتنی زور سے دیوار سے مارا تھا کہ ایک لمحہ کے لیے اس کا سانس ہی اکھڑ گیا.

اور اس کی ضرار پر سے پکڑ چھوٹ گئی.

اس نے بنا کسی موقع کو ضائع کئے مڑ کر ماریہ کو قابو کرنا چاہا.

لیکن اس نے اس کی پنڈلی پر پوری طاقت سے وار کیا اور وہ لڑکھڑا گیا.

دکھنے میں نازک سی اس ماریہ میں کافی طاقت تھی.

وہ اسے بھرپور ٹکر دے رہی تھی اور اب وہ یہ انجوائے کرنے لگا تھا.

ماریہ کو اب اپنی ٹاپ کی پھٹی بازو کا بھی بدلہ لینا تھا.

اس نے ضرار کو پھر سے گلے سے دبوچنا چاہا لیکن وہ ایک چال میں دوبارہ پھسنے والا نہیں تھا.

اپنے دھڑ کو ایک طرف کر کے ماریہ کی بڑھتی بازو کو اس نے تھام کر جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا.

جس سے وہ گھٹنوں کے بل کارپٹ پہ گری.

اسی لمحے ضرار نے اپنی ٹانگوں سے اس کی پتلی کمر پہ لاک لگایا اور اسے زمین پر پٹک دیا.

ماریہ نے خود کو آزاد کروانے کے لئے اپنے ناخن اس کی گردن میں گاڑھ دیے جس پہ ضرار مسکرا پڑا.

آ ہی گئی چڑیلوں والی حرکت پہ.....

ہٹو مجھ پر سے ....میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی.

ماریہ کا سانس اب بری طرح پھول چکا تھا جبکہ ضرار اپنے زخم کے باوجود بھی بہت بہتر حالت میں تھا.

بہت شوق ہے تمہیں میرے قریب آنے کا.

اب اگر وہ انجوائے کر ہی رہا تھا تو اس ماریہ کی عقل ٹھکانے لگانا چاہتا تھا.

اس کی بات پہ وہ قہقہہ لگا اٹھی تھی .

قریب.... تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے ہر لڑکی قریب آنے کے لئے نہیں مچلتی.

اچھا تو تم ابھی مچل نہیں رہی.....

خود کو آزاد کروانے کے لئے تڑپتی ماریہ ایک دم رکی تھی.

اور اس کے تیور دیکھ کر ضرار بے اختیار ہنس پڑا تھا.

دیکھو چھوڑو مجھے....

وہ اب بری طرح تھک گئی تھی. لیکن ہار نہیں ماننا چاہتی تھی.

اس لئے بہت ضبط سے چہرہ پھیر کر اسے کہنے لگی.

اسے یاد نہیں پڑتا تھا ھاد کے علاوہ کسی نے اس کی یہ حالت کی ہو.

احتشام تو اس معاملے میں اس کے قریب بھی نہیں آتا تھا.

وہ تو خود پہ اتنا فخر کرتی تھی اور اس نے دو بار اسے ہرا دیا.

ضرار اس کی گلابی رنگت کو دیکھتے ہوئے کھونے لگا تھا.

وہ ایک بے حد حسین لڑکی تھی. بس تھوڑی سی پاگل تھی.

ایسے ہی دیکھتے رہے تو آنکھیں نکال لوں گی تمہاری.

وہ تلملا ہی تو اٹھی تھی.

ٹھیک ہے لیکن اب تمہیں دورہ پڑا تو میرے کمرے میں مت آنا بلکل اپنے ڈاکٹر کے پاس جانا

وہ اسے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا.

ماریہ ایک گہرا سانس بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی.

اس کی کمر میں ابھی بھی درد ہو رہی تھی.

اس نے ضرار کو گھورتے ہوئے اپنے بال کان کے پیچھے اڑسے.

ویسے جیسے تم فائٹ کرتی ہو تم ملٹری آسانی سے جوائن کر سکتی ہو.

وہ جانے کے لئے پلٹی تو اس کی بات پہ ایک دم رک گئی.

ایک عجیب سی مسکراہٹ اس کے چہرے پہ پھیلی تھی.

لیکن وہ ماریہ بس کا وجود ابھی تک چھپا کر رکھا گیا تھا کیا اسے کوئی قبول کرے گا....

وہ یہ سوچ کر سر جھٹکتی وہاں سے چلی گئی.

فی الحال تو بوریت کے ساتھ ضرار بھی اس کے حواس سے اتر گیا تھا.

...

تقریبا ڈیڑھ گھنٹے تک وہ لوگ اس بنگلے میں رہے اور حورین نے اس کا چپا چپا گھوما تھا.

ان کی فلائٹ کا وقت قریب تھا تو وہ سب ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئے.

حورین کو بھیٔ اب واپس گھر جانے کی جلدی تھی.

شعوری طور پہ بھی اسے ہی اپنا گھر ماننے لگی تھی.

اسے اس گھر کے سکون کی اور عامرہ کے ہاتھ سے بنے لذیذ کھانوں کی عادت ہو چکی تھی.

فلائٹ میں احتشام الگ سیٹ پر جبکہ ھاد اور حورین کی سیٹ ساتھ ساتھ تھی.

لیکن وہ اسے مکمل طور پہ نظر انداز کئے تھی.

ویسے بھی احتشام کے سامنے اس کی عزت کا وہ اچھے سے فالودہ بنا چکا تھا.

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ کاغان اور اسلام آباد دیکھ کر آئی ہے.

وہاں کا ایک ایک منظر وہ عامرہ اور عشال کو بتانے کے لئے بے قرار ہو رہی تھی.

وہ گہری سانس بھر کے سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر گئی.

اسے نیند تو نہیں آ رہی تھی لیکن وہ ان گزرے دنوں کو سوچنا چاہتی تھی.

محض دو دن میں ہی ھاد اور وہ کتنا قریب آ گئے تھے.

شاید.... شاید وہ بھی ایک فیملی چاہتی تھی.

اس نے پہلی بار کچھ ایسا سوچنے کی گستاخی کی تھی.

....

جب ھاد اسے اغواء کر کے لایا تو تو اس وقت اسے لگا کہ زندگی نے اسے ایک نئے امتحان میں ڈال دیا ہے

لیکن وہ کب سمجھی تھی کہ وہ تو اسے تمام آزمائشوں سے نکالنے آیا تھا.

قربت سے فرار ہونے والی وہ لڑکی آج نا تو شادی شدہ تھی بلکہ ایک فیملی شروع کرنے کی خواہش مند تھی.

کچھ میری اور کچھ ھاد کے آنکھوں جیسے بچے یہ بات سوچ کر بےاختیار وہ مسکرا اٹھی تھی.

اور پھر اپنی سوچوں کے مدار کو جان کر وہ شرما ہی تو گئی تھی.

اس نے ایک آنکھ کھول کر ساتھ بیٹھے ھاد کو دیکھا جو کہ اپنے موبائل پر کچھ چیک کر رہا تھا.

ھاد اس کی طرف پلٹنے لگا تو اس نے فور اپنی آنکھ بند کر لی تو ھاد نے اسے کے قریب بڑھ کر وہ آنکھ چوم لی اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا.

حورین کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی تھی.

کیا کوئی چیز اس سے پردے میں بھی تھی.

وہ سوچ کر رہ گئی.

***

رات ہو چلی تھی تو اس نے شاور لینے کا فیصلہ کیا.

ویسے بھی کچھ دیر تک ھاد آ جاتا تو اس کی جان اس قید خانے سے آزاد ہو جاتی.

وہ یہ سب سوچتی ہوئی باتھروم میں گھس گئ اور شاور لینے لگی.

اس دوران بس ضرار کی ایک ہی بات دماغ میں گردش کر رہی تھی.

کیا وہ واقعی ملٹری جوائن کر سکتی تھی.

وہ ہمیشہ سے اپنے بارے میں بہت کنفیڈنٹ تھی لیکن اس بات سے وہ متزبزب سی تھی.

ویسے بھی اس کا تو کوئی ریکارڈ بھی نہیں تھا نا ہی کوئی شناختی کارڈ اس کا وجود تو جیسے کبھی تھا ہی نہیں.

وہ ھاد کی وجوہات سمجھتیۓ تھی لیکن اب تو وہ شادی کر چکا تھا. کیا وہ ساری ایسے ہی گزارے گی.

اس طرح کے سوالات اس کے ذہن میں آواز اٹھانے لگے تھے.

ماریہ انہیں جھٹکتی گہرہ سانس بھرنے لگی.

تبھی اسے کمرے سے اپنے موبائل کی بیل بجتی سنائی دی.

اسے کال تو عامرہ احتشام یا ھاد ہی کر سکتے تھے.

اور وہ بھی ہمیشہ کسیُ ضرورت کے تحت ہی ہوتا تھا.

وہ شاور بند کرتی باتھ روب کی طرف بڑھی جب اس کی بے دھیانی اسے مہنگی پڑی.

پاؤں پھسلا تو وہ ٹائیلز پر بہت برے طریقے سی گری.

خود کو گرنے سے بچانے کے لیے اس کی کہنی بری طرح شل ہوئی تھی.

ایک لمحہ کے لئے ماریہ کو لگا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو.

اس نے دو چار بار لمبے لمبے سانس کھینچے اور پھر اپنی صورتحال کا جائزہ لیا.

وہ ہل بھی نہیں پا رہیُ تھی کمر میں بری طرح سے چوٹ لگی تھی.

یہی ہوتا ہے یہی ہوتا جب فضول سوچیں انسان کو گھیر لیں.

وہ خود کو کوسنے لگی تھی.

موبائل لگاتار بج رہا تھا.

اس نے خود کو سہارے سے اٹھانے کے کوشش کی لیکن تکلیف اس کی برداشت سے باہر تھی.

اس نے اٹھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ کیا کرے.

گرتے ہوئے اس کا ہاتھ لگنے سے شیلف پہ پڑے شیمپو اور کنڈیشنر کی بوتل بھی پاس ہی گری پڑی تھی.

وہ انہیں ایسے گھورنے لگی جیسے سارا قصور انہی کا ہو.

شاید عمر انکل واپس آ گئے ہوں یہ سوچ کر وہ انہیں آوازیں لگانے لگی.

ضرار کو پانی کی طلب ہوئی تو وہ کچن چلا آیا اور اب منرل واٹر کی بوتل پکڑے ہال میں آ بیٹھا.

کچھ وقت کے توقف سے اسے کسی کی مدہم سی آواز سنائی دینے لگی.

وہ اس آواز کا ذریعہ معلوم کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا.

آواز اس کے کمرے کے ساتھ والے کمرے سے آ رہی تھی.

اس نے دروازہ ہلکا سا کھول کر جھانکا تو وہ خالی تھا لیکن دوبارہ وہ آواز سنائی دی تو وہ اندر داخل ہو گیا.

بلاشبہ وہ آواز وہیں سے آئی تھی.

ضرار اس آواز کی طرف بڑھنے لگا.

وہ پہچان چکا تھا کہ یہ ماریہ کی آواز ہے.

پہلے تو اسے یہ بھی کوئی اس کی الٹی حرکت لگی لیکن آواز میں موجود درد کے عنصر سے اس نے یہ رسک لینے کا ارادہ کیا.

آواز ایک دروازے کے پیچھے سے آ رہی تھی.

کوئی ہے.....

انکل.....

وہ بار بار پکار رہی تھی.

پہلے تو وہ دروازہ کھولنے لگا پر پھر رک گیا.

اور انگلیوں کو موڑتا دروازے پہ ہلکا سا ناک کیا.

انکل....

اندر سے ماریہ کی آواز فورا ابھری تھی.

نہیں میں ہوں... ضرار.

اس کی آواز سن کر وہ کچھ دیر خاموش رہئ.

جب مقابل کچھ نا بولا تو پلٹنے لگا جب اس کی آواز دوبارہ آئی.

انکل کہاں ہیں.

اس کی آواز سے لگ رہا تھا جیسے وہ بہت مشکل سے بات کر رہی ہو.

وہ ابھی نہیں آئے کیا کوئی کام ہے تمہیں....

وہ پھر تھوڑی دیر خاموش رہیٔ اور پھر آخر کار ماریہ نے اپنی انا ایک طرف رکھ کر اسے بتا ہی دیا.

میں گر گئی ہوں....

کیا..... ضرار کو لگا اس نے غلط سنا.

میں فرش پر گر گئی....

اس نے بمشکل اپنیٔ ہنسیٔ دبائی.

تو ....

تو میں اٹھ نہیں پا رہی.... مجھے مدد چاہئیے...

ضرار کو اس کی بات پہ یقین نا آتا اگر اس کی آواز میں اس نے درد نا سنا ہوتا.

لیکن اسے یقین نہیں آ رہا تھا ماریہ جیسی لڑکی گر کیسے گئی.

ٹھیک ہے میں اندر آ رہا ہوں.

یہ کہتے ہوئے وہ دروازہ کھولنے لگا جب ماریہ چیخی تھی.

خبردار اگر تم اندر آئے....

ضرار کا ناب کی طرح بڑھتا ہاتھ ایک دم رکا.

اگر میں اندر نہیں آ سکتا تو بلا کیوں رہی تھی.

وہ.... وہ..... میں نے کچھ پہنا نہیں ہے.

ساتھ ہی کنڈیشنر کی بوتل اٹھا کر زور سے دروازے پہ ماری گئی.

اوہ..... اس کی بات پہ وہ اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبانے لگا.

زیادہ دانت نکالنے کی ضرورت نہیں....

ماریہ تپ کے بولی تھی.

دیکھو اب یا تو مجھے تمہاری مدد کرنی پڑے گی یا میں ریسکیو ٹیم کو کال کر دیتا ہوں.

ضرار تو اب خوب مزے لینے لگا تھا.

شٹ اپ.... یو ایڈیٹ....

کہ کر وہ ساتھ ہی کراہ پڑی تھی.

ضرار کو بھی اس پہ ترس آنے لگا حالانکہ وہ ترس کھانے والی چیز تو نہیں تھی.

دیکھو میں تمہاریٔ طرف نہیں دیکھوں گا.

مجھے تم پر یقین نہیں....

تو ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں.

اسے بھی کوئی شوق نہیں تھا اس کی مدد کرنے کا.

وہ پلٹا تھا جب اس کی آواز پھر سے آئی.

مجھے کمر پہ چوٹ آئی ہے.

ضرار اب کی بار سانس بھر کر رہ گیا.

ٹھہرو میں کچھ کرتا ہوں.

وہ اسے کہتا پاور پلگز کی طرف چلا گیا.

اور پھر وہاں کی پاور کاٹ دی.

اندھیرا ہونے پر ماریہ ایک دم چونکی تھی.

کچھ دیر بعد اسے پھر سے ضرار کی آواز آئی.

کیا اب میں آ سکتا ہوں....

وہ کافی دیر سوچتی رہئ اور پھر اپنئ حالت کے باعث ماننا پڑا.

ٹھیک ہے.... پر آنکھیں بند کر لینا...

وہ اس کی بات پہ سر جھٹک کر رہ گیا اور پھر آہستہ سے دروازہ کھولنے لگا.

ویسے بھی اندھیرے میں اسے کچھ نا دکھتا لیکن وہ آنکھیں بند کر کے اندر داخل ہو گیا.

تمہارے دائیں طرف روب لٹک رہا ہے وہ مجھے دے دوں.

آنکھیں بند کئے ضرار ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگا اور پھر یسے ہی اس کی انگلیوں نے روب کو چھوا وہ اسے اتارنے لگا.

ٹھیک ہے اب سیدھے ہو جاؤ.... اور سیدھے بڑھتے رہو.

ہاں ٹھیک ہے..... ذرا جلدی کرو مجھے سردی لگ رہی ہے.

رکو .... یہیں رک جاؤ.

وہ اب اس کے عین سامنے کھڑا تھا.

روب چھوڑ دو.

ضرار نے روب چھوڑا تو وہ اس کے اوپر گرا.

لیکن وہ اب اسے پہن نہیں پا رہی تھی.

اس نے ٹاول کی طرح اسے اپنے گرد لپیٹا تو ضرار اسے اپنے بازوؤں میں اٹھانے لگا.

وہ اب آنکھیں کھول چکا تھا لیکن اندھیرے میں کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا.

وہ اسے لے کر ابھی کمرے میں داخل ہی ہوا تھا جب ہر طرف روشنی پھیل گئ.

ماریہ کو تکلیف تو بہت تھی لیکن وہ اسے ظاہر نہیں کر رہئ تھئ.

ایک دم لائٹس آن ہونے پہ اس نے آنکھیں سکیڑ لیں.

ضرار بھی ایک دم روشنی ہونے سے گھبرایا تھا. شاید بابا واپس آ گئے تھے.

وہ ماریہ کو لٹانے بیڈ کی طرف بڑھا جب ایک دم کمرے کا دروازہ کھلا.

آنے والے شخص کو دیکھ کر ان دونوں کی ہوائیاں اڑی تھیں.

ضرار کے قدم تو وہیں جم گئے جبکہ ماریہ کے منہ سے بے اختیار ہئ نکلا تھا.

اوہ....اوہ....

ضرار نے اسے جلدئ سے بیڈ پر پٹکا اور ماریہ کی تو درد سے چیخیں نکل گئ.

اگلے ہئ لمحے ھاد اس کے سر پہ تھا اس نے بیڈ پہ پڑے کمبل کو کھینچ کر ماریہ پہ ڈالا اور اگلے ہئ لمحہ وہ ضرار پہ تابڑتوڑ حملے کر رہا تھا.

ھاد ھاد ..... رک جاؤ..... تم غلط سمجھ رہے ہو.

وہ اپنا سانس بحال کرتی اسے رکنے کا کہہ رہی تھی.

وہیں ضرار جتنا ہو سکے اس کے حملے ڈاج کرنے کی کوشش کر رہا تھا.

تبھی شور کی آواز سے عمر اور احتشام وہاں بھاگے ہوئے آئے اور اسے پکڑ کر ضرار سے دور کرنے لگے.

ھاد رک جاؤ..... کیا کر رہے ہو.

اس سب کے دوران ضرار خاموش ہی رہا تھا.

وہ جانتا تھا کہ اسے کیا وہم ہوا ہوگا.

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن پہ گندی نظر ڈالنے کی.

وہ دھاڑا تھا اور عمر اور احتشام مل کر بھی اسے قابو نہیں کر پا رہے تھے

ضرار اس سے خود کو چھڑوا کر دور ہوا.

سٹاپ اٹ یو میڈ.... میں بس اس کی مدد کر رہا تھا.

وہ بھی اب غصہ سے بول اٹھا تھا.

ماریہ الگ اپنی آنسو روک رکی تھی.

خود کو اتنا لاچار اس نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا.

آپ سوچ بھی نہیں سکتے میں نے اسے کس حالت میں دیکھا ہے.

میں نے آپ پر بھروسہ کر کے ماریہ کی ذمہ داری سونپی تھیٔ اور آپ نے .....

اوہ... سٹاپ اٹ.... پہلے سمجھ تو لو کہ ہوا کیا....

ضرار اس کی بات کاٹ کر بولا

جس پہ ھاد نے اپنیٔ مٹھیاں بھینچ لیں.

ھاد وہ....

ماریہ ابھی اتنا ہی کہہ پائی تھی جب ھاد کے تیور دیکھ کر گنگ ہو گئ اور نظریں جھکا گئیں.

ھاد بیٹا دیکھو.... تحمل سے بات کرو.

عمر نے اسے سمجھانا چاہا.

بابا وہ گر گئ تھی باتھروم میں.میں تو بس اس کی ہیلپ کر رہا تھا.

ضرار کے چہرے پہ سوجن ہونے لگی تھی.

بکواس نہیں کرو....

میں یہ بات ایسے نہیں جانے دوں گا میجر عمر....

ھاد میجر عمر سے مخاطب ہوا.

ہو سکتا ہے جیسے ضرار کہ رہا ہو وہی سچ ہو.

وہ جانتے تھے کہ ان کا بیٹا کوئی گری حرکت نہیں کر سکتا.

جو بھی ہو لیکن بات میری بہن کی عزت کی ہے عمر.

اور یہ بات ایسے نہیں ٹلے گی.

تو تم کیا چاہتے ہو؟

میجر عمر نے اس سے سنجیدگی سے پوچھا

ان دونوں کو شادی کرنی ہو گی.

واٹ.....

ماریہ اور ضرار دونوں چیخے تھے.

میجر عمر کو بھی اس کی بات سے شاک لگا تھا.

جبکہ احتشام بنا کسی تاثر کے سب دیکھ رہا تھا.

وہ جانتا تھا ھاد غلط ہے لیکن ہمیشہ کی طرح وہ اس کے ساتھ تھا.

میں ایسا کچھ نہیں کروں گا.

ضرار کے انکار پہ وہ اس کی طرف پلٹا....

شادئ تو کرنئ ہو گی ورنہ میں تمہیں جہنم سے تھی ڈھونڈ لاؤں گا.

اس کے لہجہ سے ماریہ کانپ اٹھی تھی.

ٹھیک ہے.... اگر تم یہی چاہتے ہو تو ضرار ماریہ سے شادی کرے گا.

عمر کی بات پہ ضرار نے بے یقینی سے باپ کو دیکھا.

بٹ بابا....

خاموش ضرار.... سب کے لئے یہی بہتر ہے.

انہوں نے بھی حالات سمجھتے ہوئے یہی بہتر جانا.

ھاد اس باب کو ایسے ہی جانے نہیں دیتا اور وہ محض اس بات سے اسے خلاف نہیں کر سکتے تھے.

ویسے بھی جو بھی ہوا تھا وہ کوئی معمولی بات بھی نہیں تھی.

کل صبح تمہارا نکاح ہو گا.

وہ پلٹ کر ماریہ کو کہتا وہاں سے نکل گیا اور احتشام بھی اس کے پیچھے چل پڑا.

ھاد جب پارکنگ ایریا میں پہنچا تو اس کے چہرے پہ غصہ کی جگہ مسکراہٹ تھی.

جھوٹ اور سچ کا فرق وہ نا جانے یہ تو ہو نہیں سکتا تھا.

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے وہ اب باقاعدہ قہقہہ لگا اٹھا تھا.

آخر ماریہ کے لئے اس سے بہترین شخص نہیں ہو سکتا تھا.

اور احتشام سب سمجھتے ہوئے تھی خاموشی سے ساتھ بیٹھ گیا.

***

ھاد حورین کو چھوڑ کر کب کا احتشام کے ساتھ تبھی روانہ ہو گیا تھا.

اس وقت وہاں کوئی تھی موجود نہیں تھا تو وہ کچن میں جا کر فروٹ کھانے لگی.

لگاتار سفر سے وہ تھکاوٹ محسوس کر رہئ تھی لیکن گارڈن میں پھرتی وہ ھاد کا انتظار کر رہی تھی.

نجانے کب آئے گا.

اکیلے اتنے بڑے گھر میں اسے کوفت ہونے لگی تھی.

اچانک اندرونی دروازہ کھلتا دیکھ کر وہ وہاں سے ہال میں آ گئی.

تم سوئی نہیں...

ھاد اسے دیکھ کر کہنے لگا.

مم...مجھے اکیلے نیند نہیں آتی.

وہ ایسے کہنے لگی جیسے اپنا کوئی گناہ تسلیم کر رہی ہو.

ھاد اس کے قریب آیا اور پھر حورین کو اپنۓ بازوؤں پہ اٹھا لیا.

ای ی ی ی.... یہ کیا کر رر...رہے ہو.

خود ہی تو کہا کہ اکیلے نیند نہیں آتی تو اب بیڈ روم لے جا رہا ہوں.

لیکن میں چل سکتی ہوں.

اس نے جھنجھلا کر کہا تو ھاد نے اپنۓ پکڑ مزید مضبوط کر لی.

کل ماریہ کا نکاح ہے.

وہ حورین کی بات اور کوششیں نظرانداز کرتے ہوئے بولا.

کیا.... ایسے اچانک.

ہمم...

وہ اتنا کہہ کر حورین کو لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا اور وہ اس کے جال میں پھنس کر ماریہ کے بارے میں سوچنے لگی.

کیا لو میرج ہے...

وہ آنکھیں پھیلا کر پوچھنے لگی. تو حورین کو لگا جیسے وہ اس پہ ہنس رہا ہو.

نہیں... بزنس ایگریمنٹ سمجھ لو.

اس کی بات پہ حورین نے ایک ڈرامائی سانس کھینچا.

بزنس اگریمنٹ.... وہ اس لفظ کو ادا کرنے لگی.

اسے ماریہ ایسئ تو نہیں لگتی تھی کہ کسی اگریمنٹ کے لئے شادی کر لے.

ت...تو تمہیں اسے روکنا چاہئیے...

اپنی طرف سے وہ اسے پتے کی بات بتا رہی تھی جو اب اسے لئے کمرے میں داخل ہو چکا تھا.

نہیں....میری وجہ سے ہی ہو رہی ہے.

اس کی بات پہ حورین پھٹی پھٹی نگاہوں سے ھاد کو دیکھنے لگی.

لیکن کیوں....

وہ کیوں... پر زور دیتے ہوئے پوچھنے لگی جب ھاد نے اسے بیڈ پہ لٹایا.

اپنے اس دماغ پر اپنا زور مت دو حور... اور سو جاؤ.

وہ اس کے ساتھ خود بھی لیٹتے ہوئے کہنے لگا.

تو حورین فورا سے دور کھسکی اور دوبارہ پوچھنے لگی.

لیکن....

ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ ھاد نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر چپ کروا دیا.

سو جاؤ.... اور مجھ سے بار بار ایک سوال مت کیا کرو.

حورین فورا سمجھ گئی کہ اب ایک لفظ بھی اس بارے میں بولی تو اسے ھاد کا طوفانی روپ جھیلنا ہو گا اس لئے خاموشی سے تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گئی.

ھاد نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو پہلے تو وہ سٹپٹائی لیکن جیسے ہی اس نے حورین کی کان کی لو کو دانتوں تلے لے کر دبایا تو اس نے فورا ہلنا بند کر دیا.

کچھ دیر تک اس کی سانسیں تیزی سے آتی رہیں لیکن پھر تھکاوٹ کی وجہ سے جلد ہی سو گئی.

...

رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلی تو وہ اکیلی سو رہی تھی.

نیند میں ہی وہ ھاد کو ڈھونڈنے لگی.

ہلکی ہلکی سی روشنی میں اسے وہ کہیں نا دکھا.

نجانے کیوں وہ اٹھیٔ اور اسے ڈھونڈنے لگی.

نیند میں ہی وہ سیڑھیاں اترتی جا رہی تھی.

اس کے آفس کے بند دروازے کے نیچے سے روشنی ہال میں آ رہی تھی.

وہ آنکھیں رگڑتی جمائیاں روکتی اس طرف بڑھ گئی.

ھاد جو کہ اس وقت پچھلے دنوں کا پینڈنگ کام چیک کر رہا تھا قدموں کی آہٹ سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا.

کچھ سیکنڈ بعد حورین دروازہ کھول کر اس کے آفس میں کھڑی تھی.

اسے اس طرح سے حورین کا آفس آنا پسند نہیں آیا تھا.

وہ ملگجے سے حلیے میں اس کی طرف بڑھنے لگی.

بکھرے بال ... نیند سے بھری آنکھیں... سلوٹوں سے بھرے کپڑے دوبٹہ ندارد ....

ھاد نے کرسی کو اپنے ڈیسک سے دور کیا تو حورین اتنے میں اس کے سامنے کھڑی تھی.

کرسی کے دونوں بازو تھامتی وہ اس پر جھکی اور کندھے پہ سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں.

ساتھ ہی جسم ڈھیلا چھوڑ دیا تو ھاد نے اس کے گرد اپنا حصار بنا لیا اور اسے کھینچ کر اپنی گود میں کر لیا.

اگر اپنے ہوش میں وہ یوں اسکے آفس آئی ہوتی تو وہ یقینا اسے کئی گھنٹے وہاں کھڑا رکھتا.

حورین...

وہ اس کے کندھے پہ سر رکھ کر پھر سے سو گئی تھی.

ھاد نے گہرا سانس لیا اور اپنا لیپ ٹاپ بند کر دیا.

پھر اسے سنبھالتا ہوا کھڑا ہو گیا. گود میں اٹھا کر اب وہ پھر سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا.

***

صبح جب وہ جاگی تو اسے اس بارے میں کچھ بھی یاد نہیں تھا.

ھاد اپنی روٹین کے مطابق اس سے پہلے جاگ چکا تھا.

وہ فریش ہو کر کپڑے چینج کر کے کمرے میں واپس آئی اور پھر سیڑھیاں اترتی ہال میں داخل ہوئی.

عامرہ سے ملنے وہ کچن میں داخل ہوئی تو وہاں صرف سوزی ہی دکھی.

سوزی.... کیسی ہو تم...

وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی.

حورین صاحبہ کیسی ہیں آپ... اور آپ کی ٹرپ کیسی رہی.

سوزی کو وہ کافی خوش لگ رہی تھی.

امم.... اچھی.

اگر وہ وہاں بند رہنا ... طوفان میں پھسنا اور ھاد کا احتشام کے سامنے اس کے قریب آنا بھول جاتی تو اچھی ہی تھی .

وہ یہ سوچ رہی تھی. لیکن پھر خیالات سے باہر نکلی.

عامرہ کہاں ہیں...

جب اسے وہ نا دکھی تو سوزی سے پوچھنے لگی.

وہ تو ماریہ صاحبہ کے ساتھ ہیں. ان کا نکاح ہے تو سب تیاری وہی کریں گی.

وہ تیزی سے ہاتھ چلاتی اسے کہنے لگی.

لاؤ میں مدد کر دوں...

نہیییں.....

حورین کی آفر پہ سوزی کے چہرے کے رنگ ایسے بدلے تھے جیسے اس نے کوئی بھیانک انکشاف کیا ہو.

ایسا کریں آپ ھاد صاحب کے پاس جائیں چلیں شاباش

سوزی اسے کچن سے نکالنے لگی

مبادہ وہ کہیں واقعی مدد کر ہی نا دے.

حورین ھاد کو دیکھتی گارڈن میں چلی آئی لیکن وہ وہاں نہیں تھا پھر واپس آئی تو اسے وہ سائیڈ ونگ سے آتا دکھائی دیا جہاں اس کا آفس جم اور سویمنگ پول تھے.

حورین پہ سرسری نظر ڈالتا وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا.

شاید وہ فریش ہونے جا رہا تھا اسے پسینہ میں شرابور دیکھ کر وہ اندازہ لگانے لگی اور پھر ڈائننگ روم میں چلی گئی.

سوزی ٹیبل سیٹ کرنے لگی تو اتنے میں ھاد بھی آ گیا.

اس کے بالوں گیلے ہونے سے اس کی پیشانی سے چپکے ہوئے تھے بے اختیار اس کا دل چاہا انہیں وہاں سے ہٹانے کا لیکن جیسے تیزی سے یہ خیال ابھرا ویسے ہی تیزی سے اس نے اسے جھٹک بھی دیا.

حورین کو ناشتے کی پلیٹ تیار کر کے پکڑائی اور پھر وہ اپنے لئے پلیٹ میں آملیٹ نکالنے لگا.

ناشتے کے بعد تیار ہو جانا ہم ماریہ کے نکاح کے لئے نکلیں گے.

کیا ایسے سادگی سے ان کی شادی ہو گی؟

اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کمر میں چوٹ لگ گئی تھی اس لئے سادگی ہی ٹھیک ہے.

ویسے بھی نکاح ہے شادی نہیں.

وہ اسے دیکھتا ہوا اپنا جوس پینے لگا.

حورین نے بھی حلق تر کیا کیونکہ اس کی نظروں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اسے چیلنج کر رہا ہے مزید سوالات کا.

حورین سر جھکا کر ناشتہ کرنے لگی.

ناشتہ کے بعد وہ کمرے کی طرف بڑھنے لگی جبکہ ھاد کا رخ گیٹ کی طرف تھا.

حورین....

سیڑھیوں کی طرف بڑھتی حورین ایک دم رکی تھی.

اپنے ناخن کاٹ لو.

وہ اسے تنبیہہ کرتے اپنے راستے ہو لیا.

اور حورین کی آنکھیں اپنے ناخنوں کا قتل کرنے کا سوچ کر ہئ بھیگ گئ تھیں.

نجانے اسے ان بیچاروں سے کیا مسئلہ تھا.

***

کمپنی کا کافی کام پینڈنگ تھا بو اس کی غیر موجودگی سے رکا ہوا تھا.

اور وہ ماریہ کے نکاح سے پہلے وصیت بھی بنوا لینا چاہتا تھا.

اسی سلسلے میں اس نے وکیل کو اپنے آفس بلوایا تھا.

شہباز کا اس کمپنی میں کوئی شیئر نہیں تھا جو تھا وہ ھاد کب کا زبردستی اپنے نام کروا چکا تھا.

ابھی اس نے وکیل کو فارغ کر کے بھیجا ہی تھا جب احتشام وہاں آیا.

ھاد کیا یہ جلدی نہیں.... ہو سکتا ہے ضرار اسے ایکسپٹ نا کرے تو...

وہ کل سے یہ بات ھاد سے کرنا چاہتا تھا.

ضرار ایک ذمہ دار شخص ہے. وہ اپنئ ذمہ داری نبھائے گا.

تمہیں یہ سوچنا چاہئیے کہ ماریہ اسے ایکسپٹ کرے گی یا نہیں.

اس نے احتشام کی پریشانی کو جھٹلایا تھا.

تم نے اس دن جان بوجھ کر ضرار کو ماریہ کے پاس بھیجا...

احتشام دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اپنے دوست کو دیکھ رہا تھا جس کے کئی روپ تھے.

اس کی بات پہ ھاد مسکرایا تھا.

ہاں بلکل....

وہ سیٹ سے ٹیک لگا کر سہولت سے بیٹھا تھا.

میں نے ضرار کو پہلے دن ہی ماریہ کے لئے پسند کر دیا تھا.

مجھے پتا تھا میری غیر موجودگی میں ماریہ ضرور کوئی نا کوئی حرکت کرے گی جس سے ضرار اس کی طرف متوجہ ہو گا.

ھاد وہ میری بھئ بہن ہے. کیا تمہیں اپنے فیصلے پہ پورا بھروسہ ہے.

میں وہ کام نہیں کرتا جس میں مجھے شک ہو احتشام.

ویسے بھی ماریہ فطرتا باغی ہے.

اسے کوئی عام انسان نہیں سنبھال سکتا.

ضرار اس کے ساتھ تین دن گزار کے نا تو صرف صحیح سلامت تھا بلکہ الٹا ماریہ زخمی ہے.

اس سے زیادہ اور کیا ثبوت چاہئیے تمہیں.

اس کی بات پہ احتشام ہنس اٹھا.

ویسے بھی اس سے ماریہ کا فیوچر سیکیور ہو جائے گا.

فوجی کی بیوی ہونے کی وجہ سے کوئی اس کا مجھ سے تعلق نہیں جوڑ پائے گا.

اور اگر تعلق معلوم ہو بھی گیا تو بھی کوئی اسے نقصان نہیں پہنچائے گا.

احتشام اس کی تمام وجوہات سے متفق تھا اس لئے ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گیا.

ضرار سے شادئ کر کے ماریہ ایک بہترین زندگی گزار سکتی تھی.

یہ وکیل کیوں آیا تھا.

میں وصیت بنوا رہا تھا.

کیوں تم مر رہے ہو کیا...

احتشام نے اس کی بات سے چڑ کر کہا.

ایسے کیسے ابھی تو مجھے بچے چاہئیں.

چلو چلیں. ماریہ یقیناً تمہیں بددعائیں دے رہی ہو گی.

احتشام ھاد کے ساتھ چلتے ہوئے اسے کہنے لگا.

***

حورین خوبصورت نیلی میکسی پہن کر تیار کھڑی تھی.

آج وہ بہت اہتمام سے تیار ہوئی تھی.

بالوں کو ہلکا سا کرل دے کر انہیں دائیں کندھے پر پر پھیلایا تھا.

ہلکا سا میک اپ اور ساتھ میں ڈائمنڈ جیولری میں وہ بہت اچھی لگ رہی تھی.

وہ دراز بند کر رہئ تھی جب اس کی نظر اس چھوٹی سے ڈبیا پر گئی جس میں ھاد کا دیا گفٹ موجود تھا.

وہ اس اپنی نازک ہاتھوں میں لے کر دراز سے نکال کر دیکھنے لگی.

مخمل کے کپڑے میں لپٹا وہ بہت خوبصورت گفٹ تھا.

اپنے ہونٹ چباتی وہ خود کو آئینہ میں دیکھنے لگی.

میک اپ سے اس کے نشان کافی حد تک چھپ گئے تھے.

وہ اپنے چہرے کے دائیں طرف ہاتھ رکھ کر محض اپنے چہرے کا بایاں حصہ دیکھنے لگی.

چاہے وہ نشان مدہم تھے لیکن وہ جانتی تھی کہ وہیں ہیں

کتنے خواب تھے اس کے بھی جب وہ چھوٹی تھی.

اور پھر وہ سب خواب کتنی بے دردی سے اس سے چھین لئے گئے.

ایک دم درد کی لہر اس کے سینے میں اٹھی تھی اور اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں.

وہ اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹانے لگی.

اس نے خود بھی تو سب کچھ خود سے دور کر دیا.

اس کی آنکھوں کے سامنے ھاد کا چہرہ لہرایا تھا.

اگر وہ اس کی زندگی میں نا آتا تو وہ بھی دوسروں کی طرح خود کو پاگل ہیٔ سمجھتی.

اس کا عمل تنفس بگڑا تھا.

وہ اس بروچ کو چھوتے ہوئے گہرے سانس بھرنے لگیٔ.

شاید ان کا ملنا ایسے ہی لکھا تھا.

اس کے لئے تو وہ داغدار نہیں تھیٔ.

بلکہ اس کی نظروں میں ہمیشہ حورین کو دیکھ کر ایک چمک پیدا ہوتی تھی.

زندگی.... زندگی بہت چھوٹی ہے اس کا احساس اسے تب ہوا تھا جب وہ اس برف میں پھنس گئی تھی.

اور اسے تو دو موقع دیے گئے تھے.

ایک اس شخص سے رہائی کی صورت میں اور دوسرا ھاد کی صورت میں.

پھر وہ... پھر وہ اس سے پیچھے کیوں ہٹ رہی تھی.

اپنی زندگی کیوں ضائع کر رہی تھی.

کئی لوگوں کو زندگی کبھی موقع نہیں دیتی. اس کی مرحوم ماں اس بات کا ثبوت تھی.

اس نے کانپتے ہاتھوں سے بروچ اٹھایا اور اسے بالوں میں سیٹ کرنے لگی.

اسے ھاد قبول تھا. ہر طرح قبول تھا.

اس کی درندگی اس کی برائی اس کی اچھائی اس کی تاریکی ...

وہ سب مل کر اسے مکمل بناتے تھے.

لبوں سے یہ اقرار کرنا مشکل تھا شاید اسی لئے اس نے وہ بروچ اسے دیا تھا.

وہ بہت دھیان سے اسے بالوں میں لگا رہئ تھی اور پھر اسے نرمی سے چھو کر ہاتھ جھکا لئے اور خود کو دیکھنے لگی.

ایک عجیب سا سکون ہوا تھا اس کے دل کو.

وہ خود کو مکمل طور پہ اسے سونپ رہی تھی.

اب اسے کوئی پریشانی نہیں تھی.

حورین....

تبھی وہ اسے پکارتا کمرے میں داخل ہوا تھا.

لیکن پھر اسے دیکھتے ہی وہ رک گیا.

اس کے چہرے کا طواف کر کے اس کی نظر حورین کے بالوں میں لگے بروچ پہ اٹکی تھیٔ.

سانس لینے کے علاوہ ان دونوں نے کسی چیز کی جسارت نا کی تھی.

جب اس نے ھاد کو اپنے قریب آتے دیکھا تو وہ چہرہ اور نظریں جھکا گئ.

نجانے کیوں وہ شرمندہ سی ہو رہیٔ تھیٔ. شاید وہ فطری جھجھک تھی جو اس پہ حاوی ہو رہی تھی.

ہاتھ بڑھا کر اس نے نرمی سے اس بروچ کو چھوا تھا پھر اسی نرمی سے اس کے بالوں کو چھونے لگا.

اسے کے کندھے کو سہلانے لگا تو حورین کپکپا کر رہ گئ.

ھاد کی نگاہیں اور لمس خود پر محسوس کرتی حورین نے آنکھیں بند کر لیں تو وہ آگے بڑھ کر حورین کی پیشانی کا بوسہ لینے لگا.

بہت خوبصورت لگ رہی ہو.

اس کی تھوڑی کو تھام کر چہرہ اونچا کرتے ہوئے کہنے لگا.

کتنے جذبات تھے اس کی نظروں میں کہ وہ پھر سے نگاہیں جھکا گئی.

ھاد صاحب میں تیار ہوں....

سوزی اس کمرے کے مین ڈور پہ ناک کرتی ہوئی کہنے لگی تو ھاد کی پیشانی پہ بل پڑ گئے.

حورین کے ہاتھ کو تھام کر اپنے ہونٹوں کو قریب لایا اور اس کی انگلیوں کی پوروں کو چومنے لگا پھر اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامے وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھ گئے.

...

ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس کی نظر بار بار حورین پر اٹک جاتی.

وہ سامنے کم اور بیک مرر میں حورین کو زیادہ دیکھ رہا تھا.

سوزی کے ساتھ بیٹھی حورین اس کی نظروں سے پریشان بار بار اپنا پہلو بدل رہی تھی.

آخر کار جب ان کی گاڑی اپنئ منزل پر رکی تو حورین نے شکر ادا کیا.

سوزی لیمن کلر کے فراک میں بے حد بہت پیاری لگ رہی تھئ

حورین نے دل کھول کر اس کی تعریف کی تھی.

ھاد کے پیچھے چلتے وہ دونوں سیف ہاؤس میں داخل ہوئے تھے.

عمر اور احتشام نے انہیں ہال میں ہی ریسیو کیا تھا.

جبکہ ضرار کہیں بھی دکھ نہیں رہا تھا.

ھاد حورین کا تعارف عمر سے کروانے لگا تو وہ اسے دیکھ کر ٹھٹکا.

حورین کے غائب ہونے اور اس کے ماں باپ کی بلاسٹ میں ڈیتھ پر ناموجودگی سے وہ چہرہ کافی دیر خبروں کی زینت بنا رہا تھا.

سر جھٹک کر وہ ان سے ملنے لگا. اپنی شادی اس نے عمر سے بھی خفیہ ہی رکھی تھی.

احتشام سوزی کو دیکھتا ہی رہ گیا تو ھاد ان دونوں کو ماریہ کے کمرے کا راستہ بتانے لگا.

حورین ناک کر کے کمرے میں داخل ہوئی تو ماریہ خوبصورت پنک کلر کی ڈریس پہنے بیٹ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی.

اور عامرہ کبٹ کے پاس کھڑی سامان سنبھال رہی تھی.

حورین.... کیسی ہو تم....

اسے دیکھ کر ماریہ مسکرانے لگی.

تو وہ اس کے قریب آ بیٹھی.

میں تو ٹھیک ہوں آپ کو کیا ہوا ہے.

مت پوچھو مجھے یہ چوٹ بہت بھاری پڑی ہے.

وہ ناک سکیڑ کر کہنے لگی تو وہ تینوں مسکرا پڑیں.

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں. سوزی اس کا دھیان بٹانے کے لئے کہنے لگی تو حورین بھی سر ہلا ہلا کر اس کی تائید کرنے لگی.

حورین آئی ہوپ تم نے ھاد کو اس ٹرپ پہ بہت تنگ کیا ہو.

اس کی بات پہ عامرہ اور سوزی بھی حورین کو دیکھنے لگی.

اس کی آنکھوں کے سامنے ایک منظر لہرا گیا تھا.

تو وہ اپنیٔ انگلیاں مروڑنے لگی.

کچھ...کچھ زیادہ ہی...

اس نے اداسی سے جواب دیا.

آہ.... مجھے پتا تھا تم سیکھ جاؤ گی.

ماریہ خوشی سے کہنے لگی.

ویسے آپ کے ہونے والے ہسبنڈ نہیں دکھے کہیں.

حورین اسے تنگ کرنے کے انداز میں کہنے لگی.

کوئی دیکھنے کے قابل بھی نہیں وہ.

ماریہ ایک دم زچ ہو کر بولی.

اونہوں.... ماریہ صاحبہ بری بات.

عامرہ نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا.

میں نے کتنی بار منع کیا ہے کہ مجھے یہ صاحبہ مت کہا کریں.

عامرہ اسے دیکھتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی.

دیکھیں نا ضرار نے ڈریس بھی آپ کے سٹائل کے مناسبت سے لی ہے.

واہ.... تو یہ انہوں نے پسند کی ہے.

سوزی خوش ہرتے ہوئے کہنے لگی.

پسند تو ماریہ کو بھی بہت آئی تھی لیکن ایسا ہو سکتا تھا کہ وہ تعریف کر دے.

وہ کچھ کہتی اس سے پہلے احتشام دروازہ کھول کر اندر جھانکتا انہیں مولوی صاحب کے آنے کی اطلاع دینے لگا.

ماریہ چلو کوئی چادر اوڑھ لو.

عامرہ سرخ چادر لئے اس کی طرف بڑھنے لگی.

اور ماریہ کی تو روح کو بھی نہیں پتا تھا کہ اسے کیسے اورھتے ہیں.

سوزی نے اسے سہارا دے کر تھوڑا آگے کیا تو عامرہ نے وہ چادر اوڑھا دی.

کچھ دیر بعد ھاد احتشام کے ساتھ ضرار اور عمر بھی کمرے میں داخل ہوئے.

ضرار کے ساتھ مولوی صاحب بیٹھے اور ان کا نکاح پڑھانا شروع کیا.

ماریہ کی آواز سے داف ظاہر تھا کہ وہ خاصا غصہ میں ہے.

حورین ھاد کو دیکھنے لگی اس کے چہرے پہ صاف لکھا تھا کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا.

نکاح کے بعد سب کا منہ میٹھا کروایا گیا. تو عمر اور ھاد مولوی صاحب کے ساتھ باہر چلے گئے.

ان کے جاتے ہی ماریہ نے خود پر سے چادر ہٹائی.

کافی دیر ضرار اور اس کی نگاہوں کا مقابلہ ہوتا رہا.

جب دونوں نے ہار ماننے سے انکار کر دیا تو عامرہ نے گلا صاف کرتے ہوئے انہیں حال میں لانا چاہا.

عجیب لڑکی ہے. وہ یہی سوچتا ہوا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن ایک آخری نظر اس کے حسین سراپے پہ ڈالنا نہیں بھولا تھا.

...

نا چاہتے ہوئے بھی عمر نے ان سب کو ڈنر تک وہاں سے جانے نہیں دیا تھا.

حورین تو آنے والے وقت سے گھبراتی ماریہ کے کمرے میں ہی چھپی رہی.

اور ماریہ نے تھی خوب اپنے دل کا زہر نکالا تھا.

وہ الگ بات تھی کہ حورین نے اس کی ایک بھی نا سنی.

جب وہ واپس جانے لگے تو حورین ماریہ سے ملتی اسے ایک بار پھر مبارک باد دینے لگی.

جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو پاتی عامرہ نے اسی کے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا.

جب وہ تینوں گاڑی کی طرف بڑھنے لگے تو ھاد احتشام کو سوزی کو ڈراپ کرنے کا کہنے لگا.

وہ اب حورین کے ساتھ سیدھا گھر جانا چاہتا تھا.

احتشام نے بھی خوشی سے حامی بھری تو سوزی ان سے الگ احتشام کے ساتھ چل دی.

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے منزل کی طرف رواں تھے.

حورین کی حالت تو ابھی سے بگڑ رہی تھی.

وہ نظریں جھکائے مسلسل انگلیاں مروڑ رہی تھی.

سانس بے ترتیب ہونے لگا تھا. ھاد کو بھی اس بات کا اندازہ تھا اس لئے اس نے حورین کو مخاطب نہیں کیا.

***

احتشام جب سوزی کے لے کر سیف ہاؤس پہنچا تو وہ گاڑی سے اترنے لگی لیکن دروازہ لاک ہونے کی وجہ سے احتشام کو دیکھنے لگی.

سوزی میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں.

اسے اندازہ تھا کہ وہ کیا بات کرنا چاہتا ہے کیونکہ پچھلے کئی مہینوں سے وہ مسلسل اس کی نظر خود پر محسوس کرتی تھی.

جی بولیں.

وہ گہر سانس بھر کے کہنے لگی.

اجازت ملنے پہ احتشام مسکرانے لگا.

اگر عیرے والدین زندہ ہوتے تو ضرور وہ تم سے رجوع کرتے.

لیکن ھاد کے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے اور وہ اس سب کے لئے موضوع نہیں.

وہ بہت دھیان سے اپنی بات اس کے سامنے رکھ رہا تھا.

اس لئے مجھے بذات خود تم سے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے.

مجھے نہیں پتا تم اس بات پہ کیسا ری ایکٹ کرو گی لیکن میں تمہیں پسند کرتا ہوں.

اس کی بات پہ جیسے سوزی کو تکلیف ہوئی تھی اس کے تاثرات ایک دم بدلے تھے.

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں.

اس کے بدلتے تاثرات دیکھتے ہوئے اس نے نہایت نرمی سے اپنی بات کی.

لیکن میں نہیں کرنا چاہتی.

اس کی بات پہ سٹیرنگ وہیل پر احتشام کی پکڑ میں سختی آئی تھی.

لیکن کیوں نہیں...

کیونکہ ہم الگ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں.

تم اہل کتاب ہو سوزی... اور میں جانتا ہوں یہ بات نہیں ہے اس لئے پلیز سچ کہو.

اس کی آواز میں دکھ کا عنصر واضح تھا.

وہ کھڑکی سے باہر اندھیرے میں کچھ تلاش کرنے لگی.

کافی دیر ان دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی پھر اس نے یک لخت اس خاموشی کو توڑا تھا.

میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کے بات میں کسی کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتے

نہیں کر سکتی یا نہیں کرو گی.

احتشام کے سوال پہ اس نے خاموشی اختیار کر لی.

پھر کچھ لمحے بعد دھیمے لہجے میں گویا ہوئی.

مجھے جانے دیں احتشام صاحب....پلیز.

دیکھو سوزی میں چاہتا ہوں تم اس بارے میں سوچو. جذبات میں آکر جلد بازی مت کرو

وہ بولنے لگی تو احتشام نے اپنا ہاتھ اس کے لبوں پہ رکھ دیا اور خفیف سا مسکرانے لگا.

تم جتنا وقت لینا چاہو لے سکتی ہو وہ تمہارے جواب کا انتظار کروں گا.

یہ کہہ کر اس نے دروازے کو انلاک کیا بو سوزی جھٹکے سے باہر نکلتی مین گیٹ کی طرف بھاگ گئی.

کتنی ہی دیر وہ وہاں اندھیرے میں دیکھتا رہا اور پھر گاڑی سٹارٹ کر لی.

***

حورین گاڑی میں بیٹھی مسلسل گہرے سانس بھر کر اپنی بے ترتیب دھڑکن کو درست کرنے کی کوشش کر رہی تھی.

ان کی کار دیکھتے ہی ناصر نے مین گیٹ جھٹ سے کھولا تھا اور ھاد پورچ میں گاڑی لگاتے باہر نکلنے لگا.

حورین نے آنکھیں بند کر کے ایک گہرا سانس لیا اور پھر خود بھی کار سے نکلنے لگی.

ھاد گاڑی کے بونٹ کے پاس کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا تو اسے دیکھ کر وہ ہونٹ چبانے لگی.

اسے دیکھتے ہی حورین کی دھڑکن پھر سے بگڑی تھی اور گاڑی میں کی گئی اس کی سانس کی ایکسر سائز کھائی میں جا گری.

وہ نگاہیں جھکائے اندرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی تو ھاد بھی اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا.

وہاں مکمل طور پہ خاموشی کا راج تھا.

آج اسے اکیلے میں ھاد کے ساتھ بلکل ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے پہلی بار گازیبو میں اس سے ملنے پر محسوس ہوا تھا.

ہال میں داخل ہو کر اسے اس کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی.

یقینا وہ اندرونی دروازہ لاک کر رہا تھا.

اس کے ہاتھ پسینے سے بھیگے تھے.

اور اب اسے اس بند دروازے کے پیچھے لگ رہا تھا کہ شاید اسے کہیں بھاگ جانا چاہیئے.

اس کی ساری ہمت ایک لمحے میں ہوا ہوئ تھی.

وہ کچھ بہانہ بنانے کے لئے پلٹی جب اگلے ہی لمحے اس نے خود کو ھاد کی بانہوں میں پایا.

وہ اسے اٹھائے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا.

ھا...ھاد...

اس کے ہونٹ اور حلق بری طرح خشک تھے.

مم...م... مجھے نیچے اتارو

حورین بمشکل بولی تھی.

ہاں... پہلے کمرے تک تو پہنچنے دو.

اس کی بات پہ حورین نے اپنا سر ہلکا ہوتا محسوس کیا اگر وہ کھڑی ہوتی تو یقیناً گر جاتی.

مم... مجھے بھوک لگی ہے.

اب کی بار اس نے اپنا پسندیدہ بہانہ مارا تھا.

بھوک تو مجھے بھی بہت لگی ہے.

اپنی آنکھوں میں تپش لئے اس نے حورین کو ذو معنی طریقے سے کہا.

حورین کا چہرہ ایک دم گلابی سے سرخ ہوا تھا سانس ایک دم رکی تھی.

اس نے اپنا چہرہ ھاد کے سینے میں چھپا لیا.

ظاہر تھا کہ آج وہ اس کی کوئی بھی سننے والا نہیں تھا

تم نے پچھلے گھنٹوں سے اتنا بے قرار رکھا وہ اس کے بالوں کو چومتا اپنے پرسنل سٹنگ ایریا میں داخل ہوا

اور پھر اسے پار کرتا کمرے میں چلا گیا.

اپنے پاؤں کی مدد سے اس نے دروازہ کو بند کیا تھا.

ھاد مرزا کو کیسے تڑپانا ہے تم بہت اچھے سے جانتی ہو ڈارلنگ.

وہ اسے محبت سے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے کہنے لگا.

حورین کی تو سانس مکمل طور پر بند ہو گئی.

کمرے میں ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی جس سے وہ ھاد کو ٹھیک سے دیکھ بھی نا پا رہی تھی.

مم...مجھے ڈر لگ رہا ہے.

اکھڑتی ہوئی سانس سے وہ بمشکل بولی.

تمہیں لگنا بھی چاہئیے...

وہ اس کے قریب ہوتا حورین کے رخسار کو چومنے لگا.

کک...کیوں....کیوں لگنا چاہئیے...

کیوں کہ میں تمہیں بتانے والا ہوں کہ تمہارے انتظار نے مجھے کتنی تکلیف دی.

ھ...ھاد...

وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی تو ھاد نے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھو لیا.

شش... مجھے تمہارا لمس محسوس کرنے دو...

اسے اتنا قریب پا کر وہ بری طرح سے کانپنے لگی تھی.

اس کی حالت سے وہ خوب محظوظ ہونے لگا.

اندھیرے میں اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے وہ اس کی دھڑکن کو محسوس کر رہی تھی جو آج پہلی بار تیز تھی.

ھاد اپنی جیکٹ اتار کر ٹائی اتارنے لگا تو وہ ایک بار پھر اسے پکار اٹھی.

سب ٹھیک ہے حورین....میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا.

اس کے بالوں کو سہلاتے وہ اس کے بے حد قریب تھا.

اس کی سانس وہ اپنے ہونٹوں پر محسوس کر رہی تھی.

اپنی ٹائی وہ اس کی آنکھوں پہ باندھنے لگا جانتا تھا اس کی قربت حورین کو پریشان کر دیتی ہے.

ھاد....

اس کا ہاتھ بے اختیار اپنی آنکھوں کی طرف بڑھا.

وہ ٹائی اپنی آنکھوں سے ہٹاتی اس سے پہلے اس نے حورین کے ہاتھ تھام لئے اور اس کی ہتھیلی کو چومنے لگا.

جب وہ اسے نہیں دیکھ پائی کہ وہ اس کے کتنا قریب ہے تو اس کی اکھڑتی سانس بھی درست ہونے لگی.

ساری رات اس نے ھاد کی محبت کو محسوس کرتے ہوئے گزاری تھی.

اور وہ اچھے سے سمجھ گئی تھی کہ ھاد نے اس کا انتظار کتنی بے قراری سے کیا تھا.

***

وہ جب جاگا تو حورین مکمل طور پہ اس کے اوپر پھیل کر سو رہی تھی.

اس کے بال ھاد کے سینے اور تکیہ پر پھیلے ہوئے تھے.

وہ پہلے انہیں سائیڈ پر کرتا سوئی ہوئی حورین کو دیکھنے لگا اور پھر بہت احتیاط سے اسے خود پر سے اٹھایا.

معمول کے مطابق جم سے لوٹا اور فریش ہونے چلا گیا.

حورین ابھی بھی ویسے ہی سو رہی تھی. ھاد نے اسے کافی دیر تک جگائے رکھا تھا اور اسے سوئے ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی اس لئے ابھی تک گہری نیند میں تھی.

وہ بیڈ کی طرف بڑھتا اس پہ گھنٹہ رکھ کر حورین کے قریب ہوا اور اس کی پیشانی کو چومنے لگا.

پھر اس کی گردن کا بوسہ لیا اور سیدھا ہو گیا.

والٹ اور موبائل پاکٹ میں رکھ کر وہ کمرے سے نکل گیا.

سوزی جو کہ کچن میں ناشتہ بنا رہی تھی ھاد کی آمد سے چونکی تھی.

ھاد صاحب آپ کو کچھ چاہئیے...

اس کے جواب میں ھاد نے اسے ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہٹنے اور کہا اور خود اس کی جگہ سنبھال کر کف فولڈ کرنے لگا.

مجھے چلی کے انگریڈینٹس اور ریسپی لا دو.

او....کے....

سوزی اسے دیکھتی کچن پینٹری سے سامان نکالنے لگی اور پھر اس کی مدد کرنے کے لئے کٹنگ کرنے لگی.

دونوں کافی دیر خاموشی سے کام کرتے رہے پھر ھاد اس سے بات کرنے لگا. ان میں ہمیشہ کام کے حوالے سے ہی بات ہوتی تھی اس لئے سوزی کچھ پریشان سی ہونے لگی.

احتشام بہت ہی اچھا لڑکا ہے....

وہ بظاہر اپنے کام میں مصروف تھا لیکن اس کی ہر حرکت سے واقف تھا.

تمہیں اسے ایک موقع دینا چاہئیے.

ھاد صاحب.... اگر اگر... آپ برا مت مانئے گا لیکن میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی.

ھاد نے چلی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا.

وہ اس کے سامنے جھکائے کھڑی تھی.

کیا تمہیں پتا ہے اس کے پیرنٹس کی ڈیتھ کیسے ہوئی؟

سوزی نے ایک دم ھر اٹھا کر اسے دیکھا.

اس کے چہرے پہ حیرانگی کے اثرات تھے. آخر وہ اسے ایسا کیوں پوچھ رہا تھا.

نہیں.

اس سے پوچھنا....

سوزی اس سے کچھ کہتی اس سے پہلے ھاد نے اپنی بات کہ کر اسے خاموش کروا دیا.

مجھے کام ہے اس لئے میں جا رہا ہوں.

حورین کو یاد سے چلی سرو کر دینا.

...

حورین جب جاگی تو دوپہر ہو چکی تھی۔

وہ پہلی بار اتنی دیر تک سوئی تھی اس لئے ٹائم دیکھ کر حیران رہ گئی۔

انگڑائیاں بھرتی وہ بستر سے باہر نکلی۔

وہ گردن اکڑا کر ڈریسنگ روم اور باتھروم کی طرف دیکھنے لگی لیکن جب احساس ہوا کہ وہ اکیلی ہے تو ناک سکیڑنے لگی۔

فریش ہو کر نکلی تو سوزی دروازے پر ناک کر رہی تھی۔

حورین صاحبہ میں پریشان ہو گئی تھی کہ آپ ابھی تک جاگی نہیں۔

اس کی بات پہ حورین کا چہرہ سرخ مائل ہوا تھا اور وہ اپنا ہونٹ چبانے لگی۔

وہ... وہ...م...میں....

حورین کو پریشانی لاحق ہونے لگی کہ سوزی کچھ نا سوچ لے لیکن سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔

اسے لگا جیسے اس کا چہرہ دیکھ کر سب اس کے اور ھاد کے بارے میں جان جائیں گے۔

آپ آ جائیں بھوک لگی ہو گی آپ کو۔

اسی وقت حورین کے پیٹ میں آواز گونجی تھی اور وہ مزید شرمندہ ہو گئی۔

ھاد صاحب نے آپ کے لئے چلی بنائی ہے.

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی تو چلی اور ھاد کا نام ایک ہی جملے میں سن کر حورین کی باچھیں کھل گئی.

چلی پچھلی بار سے بھی بہتر تھی. اسے اپنی ماما کی شدت سے یاد آئی تھی لیکن اگلا لقمہ لیتے ہی اس کی سوچ پر ھاد چھا گیا.

موبائل تو اس کے پاس ہی ہوتا تھا لیکن حورین نے ایک بار بھی ان سے رابطہ کرنے کی کوشش نا کی لیکن ہر لڑکی کی طرح اسے بھی اس وقت اپنے گھر والوں کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی تھی.

ان سے رابطہ قائم کرنے کا سوچ کر وہ چلی سے مکمل طور پر انصاف کرنے لگی.

...

احتشام سے مل کر وہ کراچی بندرگاہ چلا گیا.

آج کافی سامان کی ایکسپورٹ کرنی تھی جو کہ خاصا قیمتی تھا اس لئے وہ سب اپنی نگرانی میں کروانہ چاہتا تھا.

بے حد کوشش کے باوجود بھی وہ شام سے پہلے واپس نا لوٹ پایا.

راستے میں وہ جیولری شاپ پہ رک گیا اور مختلف چیزیں دیکھنے لگا.

اسے حورین کے لئے ایک نازک سی چین پسند آئی تھی.

بلکل اسی کی طرح نازک.

روز گولڈ کی اس چین کے ساتھ ایک چھوٹا سا پینڈنٹ بنا ہوا تھا.

ایک سرکل کی شکل میں وہ بلیک ڈائیمنڈ سے مزین تھا.

جہاں وہ نازک سی چین حورین کو ظاہر کرتی تھی وہیں وہ بلیک ڈائیمنڈ ھاد کو ظاہر کرتے تھے.

اس سے بہتر تحفہ وہ حورین کے لئے نہیں سوچ سکتا تھا.

حورین کے لئے وہ پینڈنٹ خرید کر وہ واپس گھر کے لئے نکل پڑا.

جب وہ گھر پہنچا تو اس کا استقبال مکمل خاموشی نے کیا.

اسے لگا شاید حورین باغیچہ میں ہو لیکن وہ وہاں نہیں تھی تو اسے پکارنے لگا.

ھاد صاحب..... حورین صاحبہ پول سائیڈ پر ہیں.

_=__

ھاد لیفٹ ونگ کی طرف بڑھنے لگا.

وہ پول میں پاؤں لٹکا کر بیٹھی کسی گہری سوچ میں لگتی تھی.

وہ اسے اپنی جگہ پر کھڑا کتنی ہی دیر دیکھتا رہا اور حورین کو احساس بھی نہیں ہوا.

وہ کبھی اپنا ہونٹ چباتی اور کبھی بال کان کے پیچھے اڑسنے لگتی.

جب اسے خود پہ کسی کی نظروں کا احساس ہوا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی.

ھاد انٹرس پر دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا.

اسے دیکھتے ہی حورین کو پچھلی رات یاد آئی تھی اور اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا.

وہ فورا سے سیدھی ہو بیٹھی.

تو ھاد قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھنے لگا.

حو.....ر

اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس نے حورین کا نام سرگوشی میں ادا کیا تو حورین کو ہوا بھاری ہوتی محسوس ہونے لگی.

میں تمہارے لئے کچھ لایا ہوں....

یہ کہتے ہی اس نے ایک لمبی ویلوٹ کی ڈبیہ اس کے سامنے کی تھی.

حورین کچھ کہہ بھی نہیں پا رہی تھی اس لئے وہ کانپتے ہاتھوں سے وہ تحفہ پکڑنے لگی.

ھاد نے اس کے ایک ہاتھ میں وہ گفٹ تھما دیا جبکہ دوسرا ہاتھ خود تھام لیا.

اس کی نازک کلائی کو اپنے قریب کرتے اس نے حورین کی نبض کو چوما تھا.

حورین کو تو لگ رہا تھا وہ اسی پانی میں ڈوب کر مر جائے گی یا اس کے ساتھ خود پانی پانی ہو جائے گی.

ھاد اب اس کا انگوٹھا منہ میں لے کر دانتوں تلے دبانے لگا تو وہ بے ہنگم دھڑکن لئے اسے پکار اٹھی.

اس کی آنکھوں کی تپش برداشت کرنا ناممکن تھا.

جب اس نے اس کے انگوٹھے پر دباؤ ڈالنا شروع کیا تھا تو وہ سسک اٹھی.

ت...تم تو مجھے محبت کرتے ہو نا...

اس نے اپنے معصومانہ انداز میں سوال کیا تھا.

تو...

حورین کو اپنی نظروں کی تپش سے جلاتے ہوئے کہنے لگا.

تو... تو مجھے تکلیف کیوں پہنچا رہے ہو.

محبت تو کئی قسم کی ہوتی ہے.

اس کی بات پہ حورین نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں جھانکا لیکن پھر سے نگاہیں جھکا لیں.

کیسے....

کہیں وہ مامتا کئ صورت میں ہوتی ہے .

تو کہیں فرض کی صورت میں.

وہ اسے کے ہاتھ کو چھوڑ کر اب اس کے بال سہلا رہا تھا

کہیں تمہارئ طرح معصوم اور پر سکون.

وہ اس کے لبوں پہ اپنی چھاپ چھوڑتا کہنے لگا.

تو کہیں....

ھاد نے اپنی بات نا مکمل رہنے دیا تو حورین فورا پوچھنے لگی.

تو کہیں ؟

کہیں میری طرح آتش زدہ... سب کو جلا دینے والی.

وہ اس کے چہرے کو ایک ہاتھ میں تھامے انگوٹھے سے اس کے ہونٹ سہلاتے ہوئے کہنے لگا.

اس کی بات پہ حورین نے اپنا جھکا سر اٹھایا تھا.

اور آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی.

اپنا گفٹ دیکھو.

وہ اسے مسکراتے ہوئے کہ رہا تھا تو حورین بھی جیسے حال میں لوٹی ہو.

وہ اس ڈبیہ تو کھولنے لگی تو اس میں موجود پینڈنٹ کو دیکھ کر کچھ لمحات کے لئے حورین کی سانسیں تھم گئی تھیں.

ب...ب...بہت خوبصورت ہے یہ تو.

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ لفظوں میں کیسے بیان کرے.

وہ جانتی تھی کہ بلیک ڈائمنڈ بہت نایاب اور سب سے مہنگے ہوتے ہیں یقنا وہ تحفہ بہت مہنگا تھا.

تم سے زیادہ خوبصورت تو نہیں.

وہ اس ڈبیا میں نے پینڈنٹ نکال کر حورین کے مزید قریب ہو گیا.

تو حورین نے اپنے گھنے بال دونوں ہاتھوں میں تھام کر انہیں اونچا کر لیا.

تاکہ وہ باآسانی اسے وہ پہنا سکے.

ھاد نے وہ چین اس کی صراحی دار گردن پہ ٹھرا دیا اور پھر اس کا لاک لگانے لگا

اس کی گردن کے خم کو چھوتے ہوئے وہ اس کے اوپر جھکنے لگا تو حورین وہیں بیٹھی اس سے دور ہونے لگی.

جب وہ مزید دور نا ہو پائی تو اس نے کھسک کر اس سے دور ہٹنے کی کوشش کی.

ھاد کی پیشانی پہ ابھرتے بل پہ اس کی نظر اٹھی لیکن اگلے ہی لمحے وہ پانی میں تھی.

لیکن کسی نے اسے کھینچ کر پانی سے باہر نکالا وہ کھانسنے لگی تھی.

ھاد بھی اس کے ساتھ پانی میں تھا اور اس نے حورین کو کمر سے تھام رکھا تھا.

ھاد.... یہ... یہ...

اس نے دوسری بار ایسا کیا تھا.

حو...ر.....ین....

وہ اپنی گرجدار آواز میں اس سے مخاطب تھا.

آواز سماعت میں داخل ہوتے ہی حورین کو خطرے کی گھنٹی سنائی دی تھی.

حورین پہ اس کی پکڑ اتنی مضبوط تھی کہ پہلے سے اکھڑتا سانس مزید مشکل ہو رہا تھا.

مجھ سے دور کبھی مت ہونا... سمجھی تم.... کبھی بھی نہیں...

وہ دوسرے ہاتھ میں اس کی گردن دبوچے کہ رہا تھا.

اس کے لہجے میں اتنی شدت تھی کہ وہ کانپنے لگی.

ھاد نے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا اور حورین کی پیشانی کو چوم کر اپنا رخسار اس کے سر پہ ٹکا لیا.

کبھی بھی نہیں... کبھی بھی نہیں...

وہ ان لفظوں کو سرگوشی میں دہرا رہا تھا.

اور حورین اس کے حصار میں بری طرح کانپنے لگی.

ھاد کے دل میں اس نے اپنے جذبات کی گہرائی کو پہلی بار جانا تھا.

کچھ دیر بعد وہ اسے کھینچ کر پول میں بنی سیڑھیوں کی طرف لے گیا.

وہ دونوں مکمل طور پہ بھیگ چکے تھے.

اور ھاد نے اس کے کانپتے وجود کو اٹھالیا

کام کی وجہ سے وہ تقریبا ساری رات ہی جاگتا رہا. جبکہ حورین پاس ہی سو رہی تھی.

ضرار بھی سیف ہاؤس سے جا چکا تھا اور ماریہ بھی اپنے گھر شفٹ ہو چکی تھی.

عامرہ آج کا دن بھی ماریہ کے ساتھ ہی گزارنا چاہتی تھی سو اس نے اجازت دے دی.

گھڑی رات کے دو بجا رہیٔ تھیٔ تو وہ لیپ ٹاپ بند کرتا خود بھی لیٹ گیا.

چار بجے اسے پھر سے جاگنا تھا.

حورین کی رخسار کا بوسہ لے کر اس نے آنکھیں بند کر لیں.

...

اس کے جاگنے سے پہلے ہیٔ ھاد آفس کے لئے نکل چکا تھا

اداسی کے ساتھ اس نے بمشکل ناشتہ نگلا تھا اور پھر اپنا موبائل لے کر باغیچہ کی طرف چلی گئی.

کل بھی وہ تمام نمبر ملاتی رہی تھی پر کسی نے اس کی کال اٹینڈ نہیں کی تو اس نے دلبرداشتہ ہو کر اپنی کوششیں ترک کر دیں.

آج بھی وہ دبارہ کال کرنے کا سوچ رہی تھی لیکن اگر پھر سے کوئی جواب موصول نا ہوا تو.

شاید...شاید وہ کام کے سلسلے میں کہیں گئے ہوں...

وہ یہ سوچ کر دل بہلانے لگی.

لیکن پھر بھی کوئی ملازم تو اس کی کال اٹینڈ کرتا جبکہ تمام نمبر بند جا رہے تھے.

نیوز وہ شروع سے ہی نہیں دیکھتی تھی اس لئے نہیں جانتی تھی کہ اس کے ماں باپ اب زندہ نہیں تھے.

گازیبو میں جھولے پر بیٹھی وہ کتنی ہی دیر ہاتھ میں تھاما موبائل یک ٹک دیکھتی رہی.

اس نے عشال سے بھی کافی ٹائم سے بات نہیں کی تھی.

تو اس نے پہلے عشال کو اور پھر اپنے پاپا کو کال کرنے کا سوچا.

ہاں یہی ٹھیک تھا شاید اس سے اس کے دل کی اداسی کم ہو جائے.

عشال کو کال کی تو اس نے رسپونس نہیں دیا پھر سوچا کی یقینا اس وقت وہ سو رہی ہو گی.

وہ کئی بار موبائل میں محفوظ نمبر کی طرف گئی لیکن کال کرنے کی ہمت نہیں ہوئی.

آخر کار آنکھیں بند کیں اور نمبر ڈائل کر دیا لیکن اسے پھر سے وہی ریسپونس ملا.

بجھے دل کے ساتھ اپنی ماما اور گھر کی لینڈ لائن پہ بھی کال کی پر وہاں بھی وہی حال تھا.

کیا وہ اتنی ہی غیر اہم تھی ان کے لئے. حورین کی آنکھیں دوبارہ بھیگنے لگیں.

بے اختیار اس کا ہاتھ گردن میں موجود پینڈنٹ کی طرف بڑھا اور وہ اسے محسوس کرنے لگی.

نہیں ایک شخص تھا جس کے لئے وہ بہت اہم تھی.

آنکھوں میں نمی کی جگہ خوشی نے لے لی اور باقی کال لسٹ چیک کرنے لگی.

موبائل میں احتشام اور ھاد کے علاوہ ماریہ کا نمبر بھی سیو تھا یقینا وہ نمبر ھاد نے سیو کئے

ماریہ کی شادی پہ ھاد کی نظریں مستقل خود پہ محسوس کرنے کی وجہ سے وہ ضرار کو دیکھ بھی نہیں پائی تھی.

نجانے وہ کیسا شخص تھا اور ماریہ جیسی زندہ دل لڑکی نے اس شادی کو کیسے قبول کیا.

اس کی طبیعت بھی تو ٹھیک نہیں تھی

یہی سب سوچتی وہ اپنئ کنٹیکٹ لسٹ چیک رہی تھی وہ رباط کے نام پہ رک گئ.

کافی دیر سوچنے کے بعد اس نے رباط کا نمبر ڈیلیٹ کر دیا.

اور پھر موبائل سائیڈ پہ رکھ کر اسے گھورنے لگی.

نجانے کیا کیا گیا تھا اس کے موبائل کے ساتھ کہ وہ کوئی سوشل میڈیا سائٹ استعمال نہیں کر سکتی تھی.

پھر اچانک کچھ سوچ کر اس نے موبائل دوبارا پکڑا اور اپنے باپ کا نام لکھ کر گوگل کرنے لگی.

یقینا وہاں تو وہ جان ہی سکتی تھی کہ وہ کیسے ہیں.

لیکن جو خبر اس نے پڑھئ اس بارے میں تو وہ کبھی نہیں سوچ سکتی تھی.

اسے لگا تھا کہ شاید وہ اس کا نمبر بلاک کر چکے ہوں کیونکہ وہ اپنی طرف سے ہمیشہ کے لئے وہ گھر چھوڑ کے نکلی تھی.

لیکن وہ تو... وہ تو اس دنیا میں ہوتے تو اس کا جواب دیتے.

آہ بھری چیخ اس کے لبوں سے نکلی تھی کتنی تکلیف تھی اس کی چیخوں میں.

کچھ ہی دیر میں وہ ہوش سے بیگانہ ہونے لگی تھی.

اسے تو احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ رو رہی ہے اور چلا رہی ہے.

سوزی اس کی آواز سن کر وہاں بھاگی آئی تھی.

موبائل کب کا زمین پر گر چکا تھا لیکن اس کی نظریں ابھئ بھی وہیں جمی تھیں.

اس کی زندگی تو جیسے اس لمحے میں پھنس کر رہ گئی تھی.

حورین صاحبہ... حورین صاحبہ کیا ہوا ہے آپ کو.

سوزی پریشانی سے اسے پکار رہی تھی وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ ایک دم اسے کیا ہوا اسی لئے وہ اسے چھو بھی نہیں رہی تھی کہ نجانے اس کا وہ کیسا اثر لیتی.

رونے کے ساتھ اس نے اب اپنے بال نوچنے شروع کر دیئے تھے. حالت غیر ہونے لگی تھی.

حورین بار بار اپنا چہرہ رگڑتی جس سے وہ سرخ پڑ گیا تھا.

بار بار بلانے پہ بھی جب وہ اپنی حالت سے باہر نا نکلی تو وہ اندر کی طرف بھاگ گئی اور ھاد کا کال کرنے لگی.

اپنے کلائنٹ سے میٹنگ کے بعد وہ ماریہ سے ملنے کے لئے جا رہا تھا جب فون بجنے لگا.

نظر فرنٹ سکرین پہ جمائے ڈرائیورگ کرتے ہوئے اس نے اپنا فون اٹھایا اور چیک کرنے لگا.

کال گھر سے آ رہی تھی اس لئے بنا کوئی وقت ضائع کئے اس نے کال کا جواب دیا.

دوسری طرف سے سوزئ کی گھبرائی ہوئی آواز اس آئی تھی.

ابھی سوزی نے ٹھیک سے بات بھئ شروع نہیں کی تھی جب اس نے کار کا رخ ویلا کی طرف موڑ لیا.

میں پہنچ رہا ہوں.

مختصر جواب دے کر اس نے سوزی کی بات کو بیچ میں ہی کاٹ دیا اور موبائل ساتھ والی سیٹ پر پھینک دیا.

٭٭٭

حورین کو نہیں پتا تھا کہ وہ کب باغیچہ سے کمرے میں آئی.

وہ وہاں خود پہنچی یا اسے کوئی چھوڑ کر گیا اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا.

لیکن وہ بیڈ پر بیٹھی بری طرح کانپ رہی تھی اور سسکیاں بھر رہی تھی.

ایسا ایسے ہو گیا.

اس کے ماما پاپا دونوں ہی مر چکے تھے اور اسے احساس بھی نا ہوا وہ اتنئ خودغرض کب تھی.

کبھی ہچکیاں بندھ جاتیں تو کبھی سسکیاں ابھرنے لگتیں.

کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور دیوار پہ جا ٹکرایا کوئی بھاگتا ہوا اس کی طرف لپکا تھا

لیکن وہ اپنے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے ویسے ہی بیٹھی تھی.

حورین کیا ہوا تمہیں....

اس کا چہرہ مضبوطی سے تھام کر ھاد نے اسے جھنجھوڑا تھا.

اس کی یہ حالت دیکھ کر مانو کسی نے اس کے دل پر چھریاں چلائی تھیں.

ھاد کی آواز نے اسے اپنے خیالات سے کھینچ کر نکالا تھا تو وہ اسے اپنے پاس پا کر پھوٹ

پھوٹ کر رونے رہی.

اسے ایسے روتا دیکھ ھاد نے اسے اپنے سینے میں سما لیا.

حورین کیا ہوا ہے تمہیں... کیوں رو رہی ہو ایسے.

وہ اس کے بال سہلاتا اور چومتا بے قراری سے پوچھ رہا تھا.

ھ...ھاد... اوہ...ھاد...م...میرے ماما...پاپا...م...مر گئے

روتھ ہوئے رندھی آواز میں اس نے بمشکل اسے بتایا تھا.

تو ھاد نے اس پر اپنی پکڑ کو مزید مضبوط کر لیا.

م...میں..ہمیشہ...ہمیشہ...س..سوچتی تھی ک...کہ کبھی تو وہ...م...مجھے چاہیں گے.

وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپائے روئے جا رہی تھی.

لیکن کہاں جانتی تھی کہ وہ جس کی قربت میں سکون تلاش کر رہیٔ ہے وہی اسے یہ دکھ دینے والا تھا.

شش...حورین... چپ کر جاؤ.

نن...نہیں...ھاد...اب وہ ک... کبھی میرے پاس ..ن... نہیں آئیں گے.

ک... کبھی نہیں کہیں گے ک... کہ...ح..حورین تمہارے پاپا ت... تمہیں بہت چاہتے ہیں.

نجانے کتنی خواہشات دبی تھیں اس کے دل میں جن کو آواز دینے کی جسارت اس نے کبھی نہیں کی تھی.

شاید کوئی اور ہوتا تو اس کے ماتم میں شریک ہوتا لیکن ھاد تو ان کے ٹکڑوں کو واپس جوڑ کر پھر سے مارنا چاہتا تھا.

ھاد...و...وہ .. بلاسٹ میں.

وہ اس کی طرف رخ کر کے کہنے لگی

ان...ان...کی ن... نعش ٹکڑوں..م...میں.

وہ کہتے ہوئے پھر سے ہچکیاں بھرنے لگی.

ھاد کی شرٹ دونوں مٹھیوں میں تھامے وہ کیسے رو رہی تھی.

ک...کوئی اتنا ظالم کیسے ھاد...ھاد کیسے.

سانس اکھرنے لگا تھا تو ھاد سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اسے دیکھنے لگا.

اپنے غم میں اس نے ھاد کے تیور بلکل نوٹ نہیں کئے تھے ورنہ سمجھتی کہ اسے کوئی دکھ نہیں تھا

وہ حورین کو جب تک ہو سکے اس کے ماں باپ کے بارے انجان رکھنا چاہتا تھا.

وہ معصوم تھی بہت معصوم جن کے لئے ایسے رو رہی تھی وہ لوگ اسے اپنے لئے فواد جیسے شخص کے حوالے کرنے والے تھے.

اس نے گلاس حورین کی طرف بڑھایا تو وہ رخ بدل گئی.

پانی پیو حورین...

گلاس ایک بار پھر اس کی طرف بڑھاتے وہ دو ٹوک انداز میں کہنے لگا.

لیکن ایک ہاتھ سے مسلسل اسے سہلا رہا تھا

اس نے بمشکل پانی کا گھونٹ بھرا اور پھر سے اس کے سینے پہ سر ٹکا لیا تو ھاد نے بھی اسے قریب کھینچ لیا.

فواد اس کا جو حال کرتا اس سے یہ حالت قدرے بہتر تھی

وہ معصوم تھی اور ھاد اسے ایسے ہی رکھنا چاہتا تھا

نا تو اس کا ارادہ اسے اس کے ماں باپ کی حقیقت سے آگاہ کرنے کا تھا اور نا ہی یہ بتانے کا کہ وہ ہی ان دونوں کا قاتل ہے.

سچائی سننے سے بہتر یہی تھا کہ وہ ساری عمر انہیں بے قصور ہی جانے.

کچھ راز ہمیشہ راز ہی بہتر ہوتے ہیں.

اس نے حورین کو ان سب سے الگ رکھا تھا اور وہ اب بھی یہی ارادہ رکھتا تھا.

اب وہ اس کے سینے سے لگی کبھی کبھی سسکی بھر رہی تھی جبکہ ھاد مسلسل اسے کا بال

سہلاتے ہوئے پیشانی کا بوسہ لے رہا تھا

کچھ دیر بعد ایسے ہی حورین کی آنکھ لگ گئی.

وہ اس کی سوجن بھری آنکھیں دیکھنے لگا اور انہیں باری باری چوم لیا.

پھر اسی طرح اسے لے کر لیٹ گیا تھوڑی دیر میں وہ خود بھی نیند کی چادر اوڑھ چکا تھا.

***

بے حد کام ہونے کے باوجود بھی وہ اگلے دن نا تو آفس گیا اور نا ہئ جاگنگ کرنے.

جب وہ جاگی تو ھاد کو سامنے پایا وہ بیڈ پہ نیم دراز اسے ہی دیکھ رہا تھا.

وہ اٹھی اور اپنے بکھرے ہوئے بالوں پہ ہاتھ پھیرنے لگی.

ھاد نے اس کا چہرہ تھام کر اپنئ طرف کیا.

کیسا محسوس کر رہئ ہو؟

اس کے سوال پہ حورین نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا.

وہ خود کو بہت تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی.

گرے آنکھوں میں لال ڈورے تیر رہے تھے

اس کے رخسار کو سہلا کر ھاد نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا تو وہ بھی آہستہ سے چلتے ہوئے فریش ہونے چلی گئی.

جب واپس لوٹی تو وہ ناشتہ سے بھری ٹرے ٹیبل پہ رکھ رہا تھا.

اسے ایک دم یاد آیا کہ وہ اس کے کمرے میں کھانے سے کتنا چڑتا ہے تو اپنا ہونٹ سجانے لگی.

ھاد ڈش ٹیبل پر رکھ کر اس کی طرف بڑھا اور اپنا انگوٹھا اس کے لب پہ رکھ اس کا ہونٹ دانتوں سے آزاد کروایا.

تم نے پہلے ہی اپنی رو کر بری حالت کی ہوئی سے مزید انہیں کس چیز کی سزا دے رہی ہو.

نرمی سے اس کے ہونٹ سہلا کر حورین کا ہاتھ تھاما اور ٹیبل کے سامنے کاؤچ پہ لے آیا.

وہ اس پہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھی تھی.

اس کا بلکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا کچھ بھی کھانے کا.

مرتضیٰ مینشن کس طرح راکھ ہو گیا تھا اس بلاسٹ میں.

تصویریں پھر سے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائیں.

جس جگہ وہ پیدا ہوئی جوان ہوئی وہ اب کہیں نہیں تھی.

اس کی آنکھیں دبارہ نم ہونے لگیں.

پلیٹ سیٹ کرتے ھاد کی پکڑ میں مزید مضبوطی آئی تھی.

میرا گھر...

ایک نیا دکھ اسے لے ڈوبا تھا.

وہ اپنی ماں کی صرف تصویر ہی لائی تھی باقی سب سامان تو وہیں تھا اسے ان کے تباہ ہونے کا بہت دکھ ہو رہا تھا.

کیا ہوا حورین...اس گھر میں ویسے بھی تمہیں کوئی خوشی نصیب نہیں ہوئی.

وہ اس کے آنسو انگلیوں پر چنتے ہوئے کہنے لگا.

اس کی بات پہ وہ سر ہلانے لگی.

نہیں میری امی کا سامان تھا وہاں.

وہ اپنے ھاد کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی جو کہ ھاد نے تھام رکھا تھا.

اوہ...

اسے ریسیپی کے ساتھ سامان بھی لے آنا چاہئیے تھا.

بس اتنا سا دکھ ہوا تھا ھاد مرزا کو اس بلاسٹ کا.

ک...کاش میں ان کی کوئی نشانی رکھ پاتیٔ.

وہ خود پہ قابو پاتے کہنے لگی تو ھاد نے کندھوں سے تھام کر اسے اپنی طرف موڑا.

حورین تمہاریٔ مدر کی سب سے بڑی نشانی تم خود ہو.

اس کی بات پہ حورین نے جھکی نظریں اٹھائی تھیں.

تم ہو ان کی نشانی... کیا تم سے زیادہ انہیں کسی سے محبت ہوتی.

ھاد کی بات پہ اس کا سر انکار میں ہلا.

تو پھر تم کیوں اداس ہو رہی ہو. باقی سب تو چیزیں ہیں جن کی اہمیت بدلتی رہتی ہے.

وہ اس کے رخسار کو انگوٹھے سے سہلاتا ہوا کہہ رہا تھا.

حورین اس کی بات پہ ہلکا سا مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دیا.

چلو...شاباش ناشتہ کر لو اب.

م...میرا دل نہیں چاہ رہا.

میں نے تم سے پوچھا نہیں.

ل... لیکن...

وہ کچھ کہنے والی تھی لیکن ھاد کے تیور دیکھ کر خاموش ہو گئی اور پھر سے نچلا ہونٹ دانتوں تلے لے کر چبانے لگی.

ھاد کی نظر فورا اس کے ہونٹوں کی طرف گئی تھی تو اس نے جلدی سے اسے آزاد کر دیا.

پلیٹ حورین کی گود میں رکھ کر وہ کاؤچ پر سکون سے بیٹھا اسے دیکھنے لگا تھا

نا چاہتے ہوئے بھی اسے سارا ناشتہ کرنا پڑا کیونکہ ھاد کا کہنا تھا کہ اسے مزید رونے کے لئے انرجی کی ضرورت تھی.

ک... کبھی کبھی م... مجھے تم بلکل اچھے نہیں لگتے.

اس کی بات پر حورین نا چاہتے ہوئے بھی بول گئی تھی.

کوئی بات نہیں ڈارلنگ... مجھے بھی تم دوسروں کے لئے روتے ہوئے اچھی نہیں لگتی.

دوسرے... وہ اس کے ماں باپ تھے.

لیکن یہ تو وہ صرف سوچ کر ہی رہ گئی.

اور پلیٹ پکڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی جب اس نے حورین کی کلائی کو تھام کر اپنی طرف کھینچا.

وہ آدھی صوفے پر اور آدھی ھاد پر گری تھی.

بیٹھ جاؤ سوزی بعد میں سمیٹ لے گی سب.

م...میں ان کی قبر پہ جانا چاہتی ہوں.

وہ اس کے سینے سے پیشانی ٹکائے کہنے لگی.

ضرور لے جاؤں گا پر ابھی نہیں.

لیکن....

وہ مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ھاد نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی.

حورین... جب میں ایک بات سے منع کر دوں تو اسے اپنے دماغ میں بٹھا لیا کرو.

تمہاری ضد سے یا پھر گزارش سے ... کسی بھی طرح میرا فیصلہ نہیں بدلے گا.

اپنی بات مکمل کر کے وہ اسی انگلی سے حورین کے ہونٹ ہلکے سے تھپتھپانے لگا جیسے اسے وارن کر رہا ہو.

ایک لمحہ لگتا تھا اسے اپنا رنگ بدلنے میں.

کب کس بات پہ وہ کیا کرے گا حورین کی سمجھ سے باہر تھا.

لیکن وہ خاموشی سے سر جھکا گئی.

شاید اس کا ابھی جانا واقعی مناسب نہیں تھا اسے کاغان والا واقعہ یاد آیا جب ھاد نے باہر جانے سے منع کیا تھا لیکن وہ پھر بھی چلی گئی.

اور اس غلطی سے ان دونوں کی جان کیسے خطرے میں پڑ گئی تھی.

دوبارہ ایسا نا ہو اس لئے وہ سر ہلا کر رہ گئی.

گڈ گرل...

***

وہ سارا دن اس کے ساتھ تھا.

جب بھی روتی تو وہ ہمیشہ اس کے آنسو صاف کرتا.

دوپہر تک وہ خود کو کافی ہلکا محسوس کرنے لگی تو ھاد کے ساتھ گارڈننگ کرنے لگی.

وہ غور سے ھاد کو دیکھ رہی تھی جب خود پر کسی چیز کو رینگتے ہوئے محسوس کیا.

چیخیں مارتے ہوئے وہ کھڑی ہو گئی اور کمر تک پہنچنے کی ناکام کوشش کرنے لگی.

کسی بلی کی طرح وہ اپنے گرد چکر لگا رہی تھی جب ھاد نے اپنے دستانے اتار کر پھینکے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر روکا.

لیکن وہ چیختے ہوئے ہلکا سا اچھل رہیٔ تھی.

آرام سے کھڑی ہو جاؤ...دیکھنے دو

آرام سے کھڑی نہیں ہو سکتی میں... جلدی نکالوووووو اسے مجھ پر

سےےےےےےے....

اس کی سانس اٹک گئی تھی اس ایک کیڑے کی وجہ سے.

ھاد نے اس کا رخ پلٹا اور سارے بال ایک ہاتھ میں تھام کر انہیں اونچا کر دیا.

اس کی کمر پہ ایک چھوٹا سے کیڑا اب گردن کی طرف بھاگ رہا تھا تو ھاد نے اسے جلدیٔ

سے حورین پر سے اتار پھینکا.

وہ بھاگتی ہوئی وہاں سے دو فٹ دور جا کھڑی ہوئی اور دونوں ہاتھوں کو تھوڑی کے نیچے دیئے

کانپنے لگی.

اس کے لئے وہ چھوٹا سا کیڑا کسی سانپ کے برابر تھا.

ھاد نے اسے اپنے شوز کے نیچے کچل دیا تو وہ ایک بار تو بری طرح کپکپائی لیکن پھر تھوڑا بہتر

محسوس کرنے لگی.

ای ی ی ی ...

مجھے نہیں کرنی گارڈننگ...

م...میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں سوزی سے کہ کر.

وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتی انہیں چیک کرتے ہوئے کہنے لگی.

تو ھاد نے اسے پکڑ کر قریب کیا اور اپنے حصار میں لے لیا.

چ... چھوڑو مجھے.

وہ گھاس کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی.

وہ چھوٹا سا کیڑا تمہیں کچھ نہیں کہتا.

حورین نے ڈرامائی طور پہ سانس لیا تھا.

اور آنکھیں پھیلا لیں.

چھوٹا سا..... وہ اتنا بڑا تھا اور مجھے کاٹ لیتا.

کپکپاتے ہوئے اس کا جواب آیا تھا.

تم سے بڑا تو نہیں تھا

وہ اسے چومتے ہوئے کہنے لگا تو حورین اپنے چہرے میں گرماہٹ محسوس کرنے لگی.

اور اس کی پکڑ میں مچلنے لگی.

اسے یوں مچلتا دیکھ کر ھاد نے اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا.

وہ... س... سوزی آ...

نہیں آئے گی.

حورین نے اس کی حرکتوں سے گھبراتے اپنا خشک حلق تر کیا.

مجھے بھوک...

وہ جملہ مکمل کرتی اس سے پہلے ھاد نے اپنا چہرہ اٹھا لیا.

حورین اس کی نظروں کی تاب نا لا پائی تو نظریں جھکا لیں.

لیکن ھاد نے اسے آزاد کر دیا تو وہ دروازے کی طرف بھاگی.

حورین...

اس کی آواز پہ وہ پلٹی تھی.

اپنیُ بھوک اچھے سے ختم کر کے آنا.

اس کی بات پہ حورین کو حلق میں کچھ اٹکتا محسوس ہوا.

ج..جی.

وہ سہارا لیتی وہاں سے چلی گئی تو ھاد پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا.

❊❊❊

اگلی صبح وہ جاگی تو ھاد صوفے پر بیٹھا اسے ہئ دیکھ رہا تھا.

_=__

اسے جاگتے دیکھ کر وہ حورین کے پاس آ بیٹھا اور اس کے بالوں کو تھام لیا.

پھر اس کے چہرے کو سہلا کر سائیڈ ٹیبل سے اپنئ گھڑی اٹھا کر پہننے لگا.

حورین نے بمشکل اپنی جمائی روکی تو وہ مسکرا پڑا.

عامرہ آ گئی ہے.

اچھا... ماریہ کیسی ہے.

اس کی فکر نہیں کرو وہ خود کو سنبھال لیتی ہے.

ھاد نے سکون سے جواب دیا تو وہ اسے دیکھنے لگی.

عجیب ہی رشتہ تھا ان دونوں کا شاید وہ دونوں عجیب تھے اس لئے.

ک... کیا ہم ماریہ سے ملنے جائیں گے وہ ہونٹ دانتوں تلے لیتے پوچھنے لگی.

ہاں لیکن کچھ دنوں تک میں کافی مصروف ہوں اس کے بعد.

اور میں آفس جا رہا ہوں لیکن تم ٹھیک سے ناشتہ کرنا میں عامرہ سے خبر لیتا رہوں گا.

وہ اس کی پیشانی چوم کر اٹھ گیا.

اور ہاں...

وہ دروازے کے پاس جا کر پلٹا تھا.

میری واپسی سے پلنے اپنئ بھوک ختم کر لینا.

وہ آنکھوں میں تپش لئے کہنے لگا تو حورین کمبل مزید کھینچ کر رہ گئی.

وہ تو اسے ٹھیک سے اپنے ماں باپ کا افسوس بھی نہیں کرنے دیتا.

اس کے جانے کے بعد وہ فریش ہوئی اور پھر کچن میں چلی گئی.

عامرہ سے مل کر کافی خوش تھی.

ماریہ اب کیسی ہیں.

وہ کافی بہتر ہے.فکر کی بات نہیں.بس زرا سا مسل پل ہو گیا تھا.

وہ اپنے مخصوص انداز میں بتانے لگی

ویسے مجھے سوزی نے بتایا ھاد صاحب نے آپ کے لئے دوبارہ چلی بنائی....کیسی لگی آپ کو.

وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی تو حورین بھی مسکرا پڑی.

اچھی تھئ.

اتنئ اچھی کہ انہوں نے ھاد صاحب کے لئے بھی نہیں چھوڑی.

سوزی اسے تنگ کرنے کے انداز میں کہنے لگی. وہ پہلے سے کافی بدل گئ تھئ.

حورین اپنے ندیدے پن پہ کھکھلا کر ہسنے لگی.

**

ایک بعد ایک کام میں وہ اور احتشام صبح سے مصروف تھے.

وہ ابھی بھی ایک اہم فائل ریڈ کر رہا تھا جب اسے گودام کے مینجر کی کال آئی.

ھاد ... صاحب ... گودام میں آگ لگ گئی ہے.

وہ شخص بوکھلایا ہوا تھا.

کیا...

ھہد نے فون پہ اپنئ پکڑ مضبوط بنائی.

پتا نہیں کیسے اچانک آگ لگ گئی. میں نے فائر بریگیڈ کو فون کیا ہے لیکن آگ بہت شدید ہے.

ٹھیک ہے وہاں س سب کو باہر نکالو میں پہنچ رہا ہوں.

وہ کار کیز اٹھاتا وہاں سے چل دیا.

احتشام نے جب اسے آفس سے تیزئ سے نکلتا دیکھا تو وہ بھی سامنے والے آفس سے نکل آیا.

کیا ہوا...

اسے لگا شاید فواد کی کوئی خبر آئی ہو.

گودام میں آگ لگ گئی.

ناممکن.

=____

ھاد یہ بات ناممکنات میں سے ہے. وہاں کا سیکیورٹی سسٹم میں نے خود ڈیزائن کیا ہے.

وہ ھاد سے بکت کرتا اب اس کے ساتھ کار میں بیٹھ رہا تھا.

اسی لئے میں وہاں جانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ آگ جان بوجھ کر لگائی گئی ہے.

اگلے ہی لمحے اس کی گاڑی تیزی سے پارکنگ ایریا سے نکل گئی.

...

ان تینوں نے ناشتہ مل کر کیا تھا اور عامرہ کے واپس آ جانے سے وہ اچھا محسوس کر رہی تھی.

اسے پتا بھی نہیں چلا تھا کہ کب اسے اس گھر کے ساتھ ساتھ ان دونوں سے بھیٔ انسیت ہو گئی.

اور عامرہ تو ان سب کے لئے ایک مدر فگر کی طرح تھیٔ.

اس نے اپنے ماں باپ کا ذکر ان سے نہیں کیا تھا.

سوزی بھی نہیں جانتی تھی کہ اس کی حالت کیوں خراب ہوئی تھی.

اس لئے وہ دونوں حورین سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہی تھیں تا کہ اسے جو بھیٔ پریشانی ہے وہ اس بارے میں کم از کم سوچے.

کافی دیر ان کی باتیں سن کر وہ یونیورسٹی کا کام کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی.

کتنے ہیٔ دنوں سے وہ ٹال مٹول سے کام لے رہی تھیٔ.

دو سے تین گھنٹے وہ ہال میں بیٹھی اسائنمنٹ بناتیٔ رہی اور پھر اسے ای. میل کر کے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے میں چلی گئی.

...

دوپہر کا وقت تھا اور سردیوں کا موسم ہونے کے باوجود کراچی میں سردی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا.

ناصر اندرونی گیٹ کے باہر کھڑا اپنئ ڈیوٹی دے رہا تھا جب کوئی ڈیلیوری وین بیرونی گیٹ کے باہر کھڑی ہوئی.

اس وین پہ کسی پیزا کمپنی کا نام پینٹ تھا.

ڈرائیونگ سیٹ سے ایک شخص ہاتھ میں ڈبا لے کر وئن سے نکلا اور بیرونی گیٹ سے اندر آ گیا.

پھر ناصر کے سامنے آ کھڑا ہوا.

سر یہ آپ کی پیزا کی ڈیلیوری.

پیزا... اسے تو کسئ نے نہیں بتایا تھا کہ کوئی پیزا منگوایا گیا ہے.

ہو سکتا ہے حورین صاحبہ نے منگوایا ہو اور بتانا بھول گئ ہوں.

یہ سوچ کر اس نے پیزا باکس پکڑا اور اسے کھول کر چیک کرنے لگا.

ٹھیک ہے کیا چارجز ہیں اس کے.

وہ شخص قیمت بتانے لگا تو ناصر نے پیزا باکس ایک طرف رکھ دیا اور والٹ سے پیسے نکال کر دینے لگا.

وہ شخص پیسے پکڑ کر پلٹ گیا اور بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا.

ویلا خوبصورت جورجین سٹائل سے بنے ہونے کے ساتھ بے حد محفوظ اور مضبوط تھا.

اس کا اندرونی گیٹ اتنا مضبوط تھا کہ کسی بھاری مزائل سے ہی کھولا جا سکتا تھا.

تبھی ھاد نے وہاں صرف ایک انسان کو ہی پہرے کو طور پہ رکھا تھا.

ویسے بھی اس کی رہائش کی طرف کبھی کوئی آنکھ اٹھا کر نا دیکھ پایا تھا.

اس کے لئے پاگل ہونا لازمی تھا.

اور زیادہ پہرہ ہمیشہ دوسروں کو متوجہ کرتا ہے.

جب وہ اندرونی گیٹ سے دور ہو گیا تو ناصر پاسورڈ دے کر اسے کھولنے لگا.

پیزا باکس پکڑے ابھی اس نے ایک قدم ہی اندر رکھا تھا جب کہیں سے گولی آ کر اس کی کمر میں لگی.

تکلیف سے اس کے ہاتھ سے پیزا باکس چھوٹ کر گر گیا اور وہ دوسری طرف پلٹا.

وین کے اندر سے کئی لوگ اسلحہ تھامے ہوئے نکلے اور بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوئے.

ناصر خود کو رکستے سے ہٹا کر اندرونی گیٹ دوبارہ لاک کرنے لگا جب اسی پیزا ڈیلیور کرنے والے نے اس بار اس کے سینے پہ گولی چلانی چاہی لیکن ناصر نے اپنئ گن نکال کر اس پر دو فائر کئے اور وہ شخص زمین بوس ہو گیا.

لیکن تب تک باقی کے لوگ اس کے بہت قریب آ چکے تھے.

ناصر نے اندھا دھند ان پر فائرنگ سٹارٹ کر دی اور تین مزید لوگوں کو مار گرایا.

لیکن اس کا سینہ بھی گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا.

اگر وہ مضبوط جسم کا نا ہوتا تو کب کا ڈھیر ہو چکا ہوتا.

وہ کیٹ کا ہینڈل تھامے گھٹنوں کے بل گرا.

اندر عامرہ اور سوزی جو کہ کچن میں مصروف تھیں گولیوں کی آواز پہ خوفزدہ ہو گئیں.

سوزی تو رونے لگی اور اس کا رنگ پیلا پڑنے لگا.

اسے وہ دن یاد آ گیا جب کامران کے محل میں اس کی بولی لگی تھی.

عامرہ نے خود کو سنبھالا اور اس کی بازو سے کھینچتی ہوئی کچن پینٹری لے گئ.

اس کا دروازہ بند کیا اور ایک کونے سے سامان ہٹانے لگی.

سوزی بری طرح رو رہی تھئ.

سوزی ہوش میں آؤ...میری مدد کرو.

عامرہ کے جھنجھوڑنے پر وہ ہوش میں آئی تو اس کی مدد کرنے لگی.

وہاں زمین میں ایک خفیہ دروازہ بنا تھا.

عامرہ نے گلے میں پہنی چابی سے اس کا تالا کھولا اور سوزی کو وہاں موجود سیڑھیوں سے اترنے کا کہا.

جلدی کرو سوزی یہ راستہ محفوظ مقام پر لے جائے گا.

عامرہ اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگی لیکن کچھ یاد آنے پہ رک گئی.

...

کئی لوگ ناصر کے وجود کو دھکا دے کر اندر داخل ہونے لگے.

تو ناصر نے ایک کی ٹانگ کو تھام لیا اور آخری قوت کا استعمال کرتے ہوئے چلانے لگا.

حورین صاحبہ بھاگ جائیں یہاں سے...

اگلی گولی اس کی پیشانی پہ لگی تھی اور وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا.

حورین جو کمرے میں بیٹھی اپنی ماں کی تصویریں دیکھ رہی تھی کسی آواز پر چونکی

وہ کاؤچ سے اٹھتی کمرے سے نکل کر ساتھ اٹیچ سٹنگ ایریا میں آ گئی.

وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ کس چیز کی آوازیں ہیں.

...

عامرہ جلدی کریں آپ رک کیوں گئی ہیں.

حورین صاحبہ اپنے کمرے میں ہیں م...میں انہیں لینے جا رہی ہوں تم جلدی جاؤ.

عامرہ مجھے ڈر لگ رہا ہے.

سوزی گھبراتے ہوئے کہنے لگی.

تم جاؤ میں انہیں لے کر تمہارے پیچھے آ رہی ہوں جلدی کرو.

وہ اسے ہدایت دے کر وہ دروازہ بند کرنے لگی اور پھر پینٹری کے دروازے کی طرف بھاگی.

ناصر پوری کوشش کر رہا تھا لیکن وہ اکیلا تھا.

اچانک اس کی آواز گونجی وہ چلاتے ہوئے حورین کو بھاگ جانے کا کہ رہا تھا.

وہ جلدی سے بھاگتی سیڑھیاں چڑھنے لگی.

اس کے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ حورین سامنے ہی کھڑی تھی اس کا رنگ فق ہو گیا تھا.

ع...عامرہ یہ کیا ہو رہا ہے.

خوف کا عنصر اس کی آواز میں واضحہ تھا

جلدی کریں حورین صاحبہ... میرے پیچھے آئیں...

وہ اسے تلقین کرتی دوبارہ دروازے کی طرف بھاگی

حورین بھی اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگی جب ایک آواز پہ اس کے اٹھتے قدم تھم گئے.

ہیلووووووو..... میری پیاری.... کہاں ہو ممممممم.... دیکھو تم سے ملنے کون آیا ہے...

ہال سے آتی اس آواز کو سن کے حورین اس اندھیری جگہ واپس پہنچ گئی تھی

اسے ہر جگہ گہری کالی آنکھیں دکھنے لگی.

چاہتے ہوئے بھی وہ ایک قدم بھی مزید نا اٹھا پائی. وہ وہیں منجمند ہو گئی تھی.

وہ دونوں اس راستہ سے واپس نہیں جا سکتی تھیں.

عامرہ نے دروازے کا لاک لگا دیا. کسی کے سیڑھیاں چڑھتے قدم وہ دونوں سن سکتی تھیں.

عامرہ تو کوئی ہتھیار ڈھونڈنے لگی لیکن حورین بری طرح کانپنے لگی.

اگلے ہی لمحے دروازے کی ناب پہ فائر ہوا اور وہ شخص کمرے میں داخل ہوا.

آہ.... تو تم یہاں ہو...

وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا.

ایک آنسو اس کی آنکھ سے بہہ کر گرا اور کارپٹ میں جذب ہو گیا.

اسے نہیں پتا چلا کہ کب عامرہ اس کی طرف بڑھی.

وہ بس یہ دیکھ پائی کہ اس شخص نے اپنئ بندوق ان کی طرف تانی اور فائر کیا.

اگلے ہئ لمحے حورین کا سر فرش پہ بچھے کارپٹ سے ٹکرایا تھا.

***

گاڑی پوری رفتار سے چلاتے وہ گودام کی طرف بڑھ رہا تھا.

احتشام کو اور اس کو بار بار فون آ رہے تھے لیکن کچھ گڑ بڑ تھی کہیں نا کہیں تو کچھ غلط تھا.

ایک دم جیسے اس کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا.

اس نے گاڑی کو جھٹکے سے موڑا اور ساتھ والی سڑک پہ ڈال لیا.

احتشام کا سر ونڈ سکرین سے ٹکراتے ہوئے بال بال بچا تھا.

ھاد... پاگل ہو گئے ہو کیا... اور گاڑی کیوں موڑ لی.

احتشام تپا لوا بولا تھا.

ماریہ کو کال کرو... پوچھو وہ کیسی ہے.

وہ اسے ہدایت دیتا خود بھی اپنے فون سے کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا.

احتشام کچھ ضرور کہتا لیکن ھاد کی تنی ہوئی رگیں اور سٹیرینگ وہیل کو تھامے سفید پڑتے ہاتھ دیکھ کر خاموش ہو گیا اور ماریہ کو کال کرنے لگا.

دوسری ہیٔ بل پر اس نے کال اٹینڈ کر لی تھی.

اور اپنی گردان الاپنے لگی.

وہیں ھاد بار بار فون ملا رہا تھا لیکن کوئی جواب موصول نہیں ہوا.

اس نے ناصر حورین لینڈ لائن سب کو ٹرائے کیا.

شٹ....شٹ...شٹ...

غصے سے چلاتا وہ سٹیرنگ وہیل پہ مکے مارنے لگا.

اسے گھر پہنچنے میں کم از کم آدھا گھنٹہ لگتا.

وہ ایکسیڈنٹ کی پرواہ کئے بغیر سگنل توڑے گاڑی پوری رفتار سے بھگا رہا تھا.

ھاد.... کیا ہوا ہے.

احتشام اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہونے لگا تھا.

یہ ایک ٹریپ تھا. اصل نشانہ حورین ہے.

اس نے بمشکل خود کو قابو کرتے ہوئے کہا تو احتشام نے بھی ہونٹ بھینچ لئے.

اس نے گاڑی مین گیٹ کے باہر روکی ابھی وہ ٹھیک سے رکی بھی نہیں تھی کہ ھاد دروازہ کھول کر چھلانگ لگاتا باہر نکلا اور اندر کی طرف بھاگا.

گیٹ سے کچھ فاصلے پر ہی چار لاشیں پڑی تھیں.

وہ سیدھا اندرونی گیٹ کی طرف گیا.

دروازے کے بیچ و بیچ ناصر کا بےجان جسم پڑا تھا.

احتشام بھی اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوا.

ھاد ناصر پہ ایک نظر ڈالتا اندر بھاگا اور حورین کا نام چلانے لگا.

حورین....حورین...

اسے بس اس کی حورین چاہئیے تھی.

باقی ساری دنیا چاہے فنا ہو جاتی لیکن اس کی حورین نہیں.

وہ سیڑھیاں چڑھتے کمرے کی طرف بھاگا.

دروازہ کھلا تھا...

اندر قدم رکھتے ہی ھاد کی نظر اس کی لاش پہ پڑی تھی.

عامرہ...عامرہ...

وہ عامرہ پہ جھک کر اس کی نبض چیک کرنے لگا.

حالانکہ جانتا تھا کہ اتنا خون بہنے کے بعد وہ زندہ نہیں ہو سکتی.

احتشام گراؤنڈ فلور چیک کر کے اس کے پاس آیا تھا.

نیچے کوئی نہیں ہے.

عامرہ کی لاش دیکھ کر وہ چونکا تھا.

اور پھر زمین پر بیٹھ کر اس کا خون سے لتا سر اپنۓ گود میں رکھ لیا.

ھاد کی نظر اچانک کارپٹ پہ گری چمکدار چیز کی طرف گئی تھی.

وہ عامرہ کے پاس سے اٹھاتا اس تک آیا تھا اور اسے اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا.

وہ حورین کا پینڈنٹ تھا جو محض کچھ دنوں پہلے اس نے حورین کو دیا تھا.

ھاد نے اسے اپنۓ مٹھی میں بند کر لیا.

اسے ہر طرف سرخ نظر آ رہا تھا.

اس کے گھر پر حملہ ہوا تھا. جانتا تھا کہ اس کی جرأت کون کر سکتا ہے.

اس کی حفاظت میں رہتی عامرہ کو نشانہ بنایا اور اس کی بیوی غائب تھی.

آہ ہ ہ ہ ہ.....

ایک گرجدار دھاڑ ابھری تھی اس کے سینے سے.

اگر اس کی حورین کو کچھ ہوتا تو وہ ساری دنیا کو آگ لگا دیتا اور سب کو راکھ ہونے دیتا.

کتنی ہی بار وہ اس پینڈنٹ کو مضبوطی سے دبوچے دھاڑا تھا.

احتشام نے عامرہ کی لاش کو اٹھا کر صوفے پہ لٹایا اور ان کے آدمیوں کو فون ملانے لگا.

گھٹنوں کے بل گرا ہوا ھاد آنکھوں میں خون لئے اٹھا تھا.

ھاد کہاں جا رہے ہو تم.

فواد کو ڈھونڈنے.

ہو سکتا ہے وہ اور سوزی بچ کر نکل گئے ہوں.

ھاد نے وہ پینڈنٹ اس کے سامنے کیا جس کی چین ٹوٹی ہوئی تھی.

یہ گرا نہیں ہے اسے نوچ کر نکالا گیا ہے اس کی گردن سے.

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے احتشام کا دماغ اپنی گولیوں سے بھر دے.

وہ اس وقت اس درندے کی مانند تھا جو اپنے اور غیر کا فرق بھول جاتا ہے.

عامرہ یہاں اس لئے ہے کیونکہ حورین یہیں تھی جب وہ لوگ یہاں پہنچے وہ میری حورین کو لے گیا ہے....

کیا اتنی سی بات تمہارے دماغ میں نہیں گھس رہی احتشام عالم....

چلاتے ہوئے اس نے اپنی انگلی سے احتشام کے سر کو بار بار چھوا تھا.

اس کی آنکھوں میں موجود جنون سے گھبراتے ہوئے احتشام نے قدم پیچھے کو اٹھائے تھے.

ناصر بھی مر چکا ہے.

ھاد کے پیچھے کمرے سے نکلتے ہوئے وہ کہنے لگا.

اچھا ہوا مر گیا ورنہ اس سب کے بعد میں مار دیتا اسے.

وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا کہنے لگا.

جب احتشام نے کسی طوفان کا اندیشہ کرتے ہوئے اس کا بازو پکڑا ابسے ھاد نے ایک جھٹکے سے ہٹایا.

تم کہاں جا رہے ہو.

جہنم میں.... وہ پھر سے دھاڑا تھا.

ھاد رکو میں جانتا ہوں تم شہباز مرزا کے پاس جا رہے ہو.

لیکن ہمیں عمر سے بات کرنی چاہئیے.

اس کی بات پہ وہ رکا تھا اور خطرناک طریقے سے احتشام کی طرف پلٹا.

جانتے ہو فواد اب تک زندہ کیوں ہے کیونکہ میں نے عمر کو اس کے طریقے سے کام کرنے دیا.

میں نے تمہاری بات مانی احتشام اور تمہیں فواد کو ڈھونڈنے دیا اب میں تمہیں دکھاؤں گا کہ ھاد مرزا کیسے کام کرتا ہے.

احتشام کے سینے پہ ہاتھ رک کے ھاد نے اسے دھکیلا تھا.

احتشام اپنے قدموں پہ لڑکھڑایا اور اس سے دور ہو گیا.

ھاد کے آنکھوں میں اس وقت صرف بدلے کی آگ تھی اور یہ دھکا احتشام کے لئے صاف پیغام تھا کہ وہ اس کے راستے میں نہیں آئے.

ابھی وہ اس کا دوست نہیں تھا نا ہی ھاد تھا ابھی تو صرف

BEAST تھا

صرف

وہ احتشام کو وہاں چھوڑتا گیٹ کی طرف چل دیا اور اپنی گاڑی میں جا بیٹھا.

احتشام بھی اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا لیکن اس وقت وہ اپنئ ٹیم کا انتظار کر رہا تھا جو ان تمام لاشوں کو ٹھکانے لگاتے.

***

شہباز اس وقت کمرے میں لگی بڑی سے سکرین پہ کوئی فحش مواد دیکھنے میں مصروف تھا جب اس کے پرسنل گارڈ نے اس کا دروازہ ناک کیا.

کیا مصیبت ہے...

وہ غصہ سے بولا تھا.

سر آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا.

اس کی بات پہ شہباز کا ماتھا ٹھنکا تھا.

کیا مطلب ساتھ چلنا ہو گا.

اس کا باڈی گارڈ ایک قدم لیتا دروازے کی دہلیز پار کر کے اندر داخل ہوا.

ھاد صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں.

اس شخص کی جرأت پہ شہباز دانت پیسنے لگا.

کہ دو اسے کہ میں ابھی مصروف ہوں.

وہ اسے کہتا پھر سے سکرین کی طرف پلٹا.

اگر آپ خود نہیں چلیں گے تو مجھے آپ کو زبردستی لے جانا ہو گا.

اس کی بات پہ وہ غصہ سے کھڑا ہوا اور سامنے پڑے میز کو زور سے لات ماری.

تم میرے باڈی گارڈ ہو یا اس کے آدمی.

شہباز کی بات پہ اس شخص نے سختی سے لب بھینچے تھے بس سے صاف ہو گیا کہ وہ کس کے لئے کام کرتا ہے.

شہباز کو ایک دم ٹھنڈے پسینے آئے تھے.

اس کا پرسنل باڈی گارڈ اور ہیڈ اگر ھاد کا آدمی تھا تو یقینا باقی سب بھی اسی کے آدمی تھے.

لیکن یہ بات اس پہ اب کیوں ظاہر کی جا رہی تھی.

وہ جانتا تھا اس کا مطلب کیا ہے.

وہ دراز میں رکھی گن کے طرف بھاگا لیکن اس سے پہلے وہ اس شخص کے قبضے میں تھا.

شہباز اپنی پوری قوت سے اس سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگا لیکن وہ کسی پہاڑ کی طرح مضبوط تھا.

ایک اور آدمی اس کی مدد کے لئے آیا اور وہ دونوں چلاتے گالیاں دیتے شہباز کو وہاں سے گھسیٹتے ہوئے لے گئے.

جیسے ہی اسے اس کے آفس میں لیجایا گیا اس کی نظر فورا ھاد پہ گئی.

وہ اس کی کرسی پہ بیٹھا دونوں ٹانگیں میز پہ رکھے تھا

ساعنے میز پر ایک گن رکھی تھی اور خود وہ سگریٹ کے کش لے رہا تھا.

ھاد یہ کیا طریقہ سے اپنے باپ سے ملنے کا.

دوسری جانب رکھی گئی کرسی پہ وہ لوگ جب شہباز کو باندھنے لگے تو وہ بوکھلا کر کہنے لگا.

چھت کو گھورتے ھاد نے اپنۓ نظروں کا زاویہ بدلا.

جیسے ہی اس کی نظریں شہباز سے ملی وہ کانپ کر رہ گیا.

وہ ہمیشہ سے سرد مہر تھا لیکن آج اس سے ھاد کی نظروں میں اپنۓ دردناک موت دیکھی تھی.

وہ اپنئ ٹانگیں میز پر سے ہٹاتا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا.

سگریٹ کا آخری حصہ دور پھینکا اور سامنے پڑی گن کو ہاتھ میں لے لیا.

اولڈ مین.... میں تم سے صرف ایک سوال کروں گا اور مبھے اس کا جواب چاہئیے.

فواد... کہاں...ہے.

ھاد نے ہر لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کیا تھا.

اس کے سوال پہ شہباز استہزائیہ مسکرایا تھا.

مجھے نہیں معلوم

شہباز نے صاف انکار کیا.

جانتا تھا جب تک یہ راز نہیں اگلے گا زندہ رہے گا.

اس کی بات پہ ھاد گن واپس میز پر رکھ کے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا.

اور پھر شہباز پر جھک کر کہنے لگا.

اگر تم مجھے بتا دو گے تو میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں آسان موت دوں گا.

وہ سرگوشی کرنے کے انداز میں کہنے لگا.

اس کے لہجے سے ایک لمحہ کے لئے شہباز نے اسے بتانے کا ارادہ کیا لیکن پھر سے انکار کر دیا.

میں تمہارا باپ ہوں تم ایسا کچھ نہیں کرو گے.

ویری ویل... تو پھر ایسے ہی صحیح.

وہ اپنے کف فولڈ کرتا شیطانی مسکراہٹ لئے کتنے سکون سے کہہ رہا تھا.

اگلے ہی لمحے ھاد نے لات مار کر اسے کرسی سمیت نیچے گرا دیا.

بندھے ہونے کے باعث وہ کافی زور سے گرا تھا.

اب شہباز اپنے قدموں کی طرف سے اونچا تھا جبکہ اس کا سر نیچے تھا.

جانتے ہو میں یہ کب سے کرنا چاہتا تھا.

ھاد کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی اور پھر کوئی کپڑا اس کے چہرے پہ پھینک دیا گیا.

وہ اپنا سر ہلا کر اسے اپنے منہ پر سے گرانے کی کوشش کرنے لگا لیکن ھاد نے اس کا منہ اپنے ہاتھ میں دبوچ لیا.

ایک آدمی نے اس کے سامنے پانی سے بھری گیلن رکھ دیں.

اس نے ایک بوتل کو تھاما اور شہباز کے منہ پر رکھے تولیہ پہ انڈیلنے لگا.

شہباز تولیہ کی وجہ سے آکسیجن کم مقدار میں لے پا رہا تھا.

جیسے ہئ تولیہ پانئ سے گیلا ہو وہ بھاری ہو کر اس کے چہرے سے چپک گیا.

جو سانس وہ پہلے لے پا رہا تھا اب اس کی جگہ وہ اس تولیہ سے پانئ ناک اور منہ میں کھینچنے لگا.

کچھ ہی سیکنڈ میں اس کا سانس بری طرح اکھڑ گیا.

وہ جب بھی سانس لینے کی کوشش کرتا پانی اس کے ناک میں گھس جاتا.

حلق اور پھیپھڑوں میں جلن ہونے وہ بیہوش ہونے لگا لیکن تبھی اس کے چہرے سے تولیہ ہٹا لیا گیا.

شہباز نے آکسیجن میسر ہوتے ہی ہوا کو اپنے اندر کھینچا.

ابھی اس نے محض دو بار ہی سانس لیا ہو گا جب وہ تولیہ دوبارہ سے اس کے منہ پر تھا اور ھاد پھر سے اس پہ پانئ ڈال رہا تھا.

وہ بری طرح تڑپنے لگا.

دماغ پہ بوجھ پڑنے لگا. جب وہ دوبارہ بیہوش ہونے لگا تو چہرے پر سے پھر سے تولیہ ہٹا لیا گیا.

اس کی حالت دو بار میں ہی بہت خراب ہو گئی لیکن بنا کسی ترس کے ھاد نے پھر وہی عمل دہرایا.

وہ اسے مسلسل تکلیف میں رکھ رہا تھا لیکن بیہوش ہونے کی اجازت بھی نہیں دے رہا تھا.

اب کی بار جیسے ہی ھاد نے تولیہ ہٹایا وہ رندھی آواز میں بول اٹھا تھا.

افغانستان...افغانستان...

افغانستان میں کہاں....

ھاد نے اسے بالوں سے دبوچتے ہوئے پوچھا.

نیم بیہوشی میں شہباز نے سارا پتہ اگل دیا تھا.

اور پھر بمشکل گہرے سانس لینے لگا.

اس کے حلق میں اتنی تکلیف تھی کہ سانس لینا بھی جانلیوا لگ رہا تھا.

ھاد شہباز سے کچھ فاصلے پہ کھڑا ہو گیا اور اسے کھولن کا اشارہ کیا.

دو آدمیوں نے فورا آگے بڑھ کے اسے آزاد کرایا.

ھاد نے اسے پھر سے بالوں سے کھینچا اور وہاں سے باہر گھسیٹنے لگا.

وہ کراہتا ہوا اس کے ساتھ گھسٹتا جا رہا تھا.

کچھ دیر بعد وہ سٹیٹ کی پارکنگ میں اسے لئے کھڑا تھا جہاں دو ٹرک

ایک دوسرے سے مخالف سمت میں کھڑے تھے.

جانتے ہو یہ ٹرک تمہاری موت کا سامان ہیں.

وہ اسے اونچا کرتا کہنے لگا.

شہباز اس کی آواز میں موجود جھلکتی شیطانیت سے کپکپا اٹھا.

ت...تم نے کہا تھا کہ ...ا...اگر میں بتا دوں ت..تو

وہ بڑی مشکل سے گویا ہوا.

آہ... کیا میں نے واقعی کہا تھا وہ مسکراتا ہوا ارد گرد موجود آدمیوں کو دیکھنے لگا.

کیا ہے نا شہباز مرزا... میں اپنے آدمیوں کو اتنے اچھے شو سے محروم کیسے رکھتا.

وہ اپنا چہرہ اس کے قریب کر کے بولا.

ھاد کی آنکھوں میں موجود درندگی دیکھ کر وہ رونے لگا اور اس سے اپنی جان کی بھیک مانگنے

لگا.

اس کی بات سے شہباز کو وہ دن یاد آیا تھا جب صدف اس سے اپنے بھائی کی جان کی بھیک مانگ رہی تھی.

شہباز کو یاد آیا کہ کیسے ھاد کے توقیر کو قتل کرنے کے بعد اس نے اس لاش کو کتوں کے آگے پھنکوا دیا تھا.

اور صدف سے یہی الفاظ کہے تھے کہ وہ کیسے اپنے آدمیوں کو محروم رکھے.

ھاد اس سے اس دن کا بدلہ لے رہا تھا.

اس عمل کا بدلا جو کہ اتنے سالوں پہلے کیا گیا تھا.

ھاد اسے کھینچتا ہوا ان ٹرک کے پاس لجانے لگا تو وہ چیخنے لگا.

ایک کے بعد ایک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا.

توقیر کو قتل کروانا ...احتشام کے ماں باپ کو..

ان معصوم لڑکیوں کو...

نجانے کتنے معصوموں کی جان لی تھی اس نے اور کبھی ایک شکن تک نا آئی اور آج وہ اسی تکلیف کا سوچ کر چلا رہا تھا.

اپنے ہی بیٹے سے بھیک مانگ رہا تھا لیکن وہ تو جیسے اس کے لئے بہرہ ہو چکا تھا جیسے کہ کبھی

وہ ان لوگوں کی بھیک پہ کان بند کر لیتا تھا.

ھاد... پ... پلیز مجھے مت مارو.

وہ اس کی طرف دیکھے بنا شہباز کو ٹرک کے پاس لے گیا.

دونوں ٹرک کے ساتھ مضبوط زنجیر باندھی گئی تھی جو کہ ھاد دونوں سائیڈ پہ بازوؤں اور

ٹانگوں کو باندھنے لگا.

کتنی ہی کوشش کی تھی شہباز نے اس سے خود کو آزاد کروانے کی لیکن نہیں کروا پایا.

کبھی اس جگہ پہ حکمران بنا بیٹھا وہ آج کیسی دردناک موت کا مزہ چکھنے والا تھا.

وہ اس سے منتیں کرنے لگا کہ اس پہ رحم کیا جائے اور ایسی موت نہیں دی جائے.

لیکن وہ بنا کسی بات کا جواب دیئے اسے ان زنجیروں سے ایسے جکڑتا رہا کہ اس کی بائیں بازو

اور ٹانگ بائیں طرف کھڑے ٹرک سے بندھی تھی.

اور دائیں ٹانگ اور بازو دائیں طرف کھڑے ٹرک سے.

شہباز کا پرسنل باڈی گارڈ ایک ٹرک میں جا بیٹھا اور اسے سٹارٹ کر دیا.

جبکہ ھاد خوفناک مسکراہٹ چہرے پہ سجائے تھوک اور پسینہ سے بھرے اس شخص کو دیکھنے لگا.

وہ قریب بڑھ کر شہباز کے اوپر جھکا تھا اور وہ خوف سے لرزنے لگا.

گڈ بائے ڈیڈ....

اس کے سر کا بوسہ لے کر ھاد دوسرے ٹرک کی سمت بڑھ گیا.

زندگی میں اس نے پہلی بار اسے باپ کہ کر پکارا تھا اور وہ بھی آخری وقت میں.

اندوہناک...دہشت زدہ...وحشت انگیز.... کراہت سے بھری آوازیں ابھر رہی تھیں اس کے منہ سے.

جب دونوں ٹرک مخالف سمت چلنے لگے تو شہباز کا جسم ہوا میں بلند ہو گیا.

اس کا جسم دو مختلف سمت میں کھینچا جا رہا تھا.

کیا ہی خوفناک منظر تھا وہ سب کے لئے. اور کیا ہی خوفناک چیخیں.

جیسے جیسے ٹرک اسے مختلف سمت میں کھینچتے وہ سر ادھر ادھر مارتے ہوئے چلاتا.

درد سے چلانے سے اس کا ووکل سسٹم خراب ہو گیا لیکن پھر بھی وہ چیختا رہا.

شہباز کا دھڑ بائیں بازو سے بائیں ٹانگ تک علیحدہ ہو گیا اور وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا.

آنکھیں باہر نکل گئیں.

اتنیٔ تکلیف دہ موت دیکھ کر سب کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے.

کبھی خود کو اس جگہ کا بادشاہ سمجھنے والا آج کس اذیت سے مرا تھا.

خون ہر چیز کو سرخ رنگ رہا تھا.

وہ بہت اطمینان سے اترا اور سگریٹ سلگاتا اس کی طرف بڑھنے لگا.

شہباز کے خون میں وہ لت پت تھا. لیکن اس سے بے پرواہ وہ کھلے آسمان کو تکنے لگا.

آج اس نے اس سب معصوم لوگوں کا بدلہ لیا تھا جو بےدردی سے قتل کئے گئے.

افغانستان....

وہ زیر لب بولا تھا.

باس اس کا کیا کریں.

شہباز کا جسم ابھی بھی زنجیروں نے جکڑ رکھا تھا.

اسے آفس اکویریم میں مچھلیوں کو ڈال دو.

یہ اس قابل نہیں کہ اسے دفن کیا جائے.

وہ سرد مہری سے کہتا وہاں سے چل دیا.

***

جب وہ گھر پہنچا تو احتشام کے ساتھ عمر بھی اس کا انتظار کر رہا تھا.

وہاں اب کوئی لاش موجود نہیں تھی.

مار آئے شہباز کو...

عمر سخت لہجے میں بولا تھا.

ھاد اسے نظر انداز کرتا احتشام سے بات کرنے لگا.

فواد کا ہیڈ کوارٹر افغانستان میں ہے وہ اسے وہی لے جا رہا ہے. ہم آج شام ہی وہاں کے لئے روانہ ہوں گے.

رک جاؤ ھاد.... تم شہباز کو قتل کر چکے ہو اب یہ معاملہ پاک آرمی دیکھے گی.

ھاد کا دل کیا وہ عمر کا بھی خون کر دے لیکن پھر ضبط کر گیا.

مجھے تمہاریٔ مدد کی ضرورت نہیں میں اپنی بیوی کو خود بچا سکتا ہوں.

تم اسے بچا لو گے لیکن یہ معاملہ سنگین نوعیت اختیار کر لے گا. تم ایسے کسی ملک میں جا کر قہر نہیں برسا سکتے اس لئے یہ معاملہ آرمی کو دیکھنے دو اور فواد کا پتہ مجھے دو.

میرے راستے میں مت آؤ میجر...

وہ اس کے عین سامنے آ کر بولا تھا تو احتشام نے ھاد کی بازو کو تھام لیا.

ھاد تم سمجھ نہیں رہے تم احتشام کے ساتھ کتنے آدمی وہاں لے جا سکتے ہو.

چار پانچ یا زیادہ سے زیادہ دس.

جبکہ تمہارا مقابلہ سینکڑوں سے ہو گا.

فواد پاکستان کے علاوہ افغانستان کو بھی مطلوب ہے.

جبکہ میں ایک پوری ٹیم گا بندوبست کر سکتا ہوں اس لئے یہ معاملہ مجھے دیکھنے دو.

ھاد عمر صاحب ٹھیک کہ رہے ہیں.

ہم کسی غیر ملک میں جا کر حملہ نہیں کر سکتے.

ہتھیار سمگل کرنے میں بھی وقت لگ جائے گا لیکن پاک آرمی ہمیں وہاں اپریشن کا پرمٹ دلوا سکتی ہے.

ھاد جانتا تھا کہ وہ دونوں صحیح کہ رہے ہیں لیکن ابھی وہ صرف حورین کے بارے میں سوچ رہا تھا.

احتشام صحیح تھا انہیں وہاں حملے کے لئے ہتھیار چاہئیے تھے جو سمگل کرنے میں کم از کم تیس گھنٹے لگ جاتے.

وہ پلٹا اور غصہ سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا.

تمہیں کتنا وقت لگے گا. وہ عمر سے پوچھنے لگا.

کم از کم چوبیس گھنٹے...

نہیں یہ بہت زیادہ اس دوران حورین کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے.

وہ اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتا تھا.

ہمیں تمہیں اور احتشام کو فوج کا جوان کے روپ میں بھیجنا ہو گا اگر تم اس سے جلدی چاہتے ہو تو میں یہ نہیں کر سکوں گا کیونکہ اس کے لئے مجھے اپنے سینئرز کو راضی کرنا ہو گا.

چوبیس گھنٹے عمر.. میں نے تمہیں چوبیس گھنٹے دیئے.

وہ سر ہلاتا وہاں سے چل دیا.

احتشام مجھے اس جگہ کی ساری معلومات چاہئیے.

ٹھیک ہے...

***

حورین کو اپنا سر وزنی محسوس ہو رہا تھا.

وہ اردگرد چھائی خاموشی محسوس کر رہی تھی لیکن کھولنا نہیں چاہتی تھی.

ذہن پہ زور دینے سے یاد آیا کہ وہ کیسے اس شخص کو دیکھ کر خوف سے بیہوش ہو گئی تھی اور اس کے بعد سے اسے کسی چیز کی ہوش نہیں تھی.

نظام تنفس ایک دم بگڑا تھا اور اس نے آنکھیں کھول لیں.

ہیلو... میری جان.

وہ اس کے سامنے کھڑا تھا.

حورین بری طرح کانپنے لگی اور اس سے دور ہونے لگی لیکن بے سود.

اس کے پاؤں اور بازو مضبوطی سے باندھے گئے تھے.

اسے یوں دیکھ کر وہ مسکرانے لگا.

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ تم مجھے ابھی تک یاد کرتی ہو.

یہ کہ کر فواد اس کے سامنے ایسے جھکا جیسے تعظیم پیش کر رہا ہو.

کب اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے شروع ہوئے اور وہ کب رونے لگی حورین کو احساس بھی نہیں ہوا.

اسے صرف اپنا جسم میں گردش کرتے خون کی آواز سنائی

دے رہی تھی.

جسم ٹھنڈا پڑ گیا تھا.

میری پیاری نے مجھے اتنا مس کیا....

وہ خباثت سے مسکراتا ہاتھ اس کے رخسار تک لے گیا.

حورین کسی پاگل کی طرح چیخنے لگی.

آگ.... آگ.... اس کا جسم جل رہا تھا.

وہ جھلس جائے گی.

جیسے جیسے فواد اپنے تخلیق کئے گئے ان نشانات کو چھو رہا تھا حورین ان میں اسی شدت سے

تکلیف محسوس کر رہی تھی

جیسے اتنے سال پہلے اس کے چہرے پہ وہ نشانات بناتے وقت اس نے برداشت کی تھی.

اس کی چیخیں سن کر فواد کی آنکھوں میں ایک عجیب چمک پیدا ہوئی تھی.

کوئی بھی میری تخلیق مجھ سے چھین نہیں سکتا.

تمہیں میں نے بنایا ہے تمہاری ہر سانس پہ میرا حق ہے.

اور گھبراؤ نہیں میری پیاری...نا...نا... جلد ہی میں یہ سانسیں چھین لوں گا.

وہ اس کے ہونٹ پہ بنے نشان پہ انگلی پھیرتا کہنے لگا اور پھر اس کی گردن کو دبوچ لیا.

حورین کو لگا کہ وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گی. شاید یہ اچھا ہی تھا وہ اور نہیں سہہ سکتی تھی اور خوف سے ایک بار پھر بیہوش ہو گئی.

دبارہ جب اسے ہوش آئی تو وہ اکیلی تھی.

حورین جانتی تھی وہ شخص جلد ہی اس کے لئے آئے گا.

اب کئ بار وہ فرش پہ تھی اور اس کے ہاتھ کمر پہ باندھے گئے تھے جبکہ پاؤں آزاد تھے.

وہ پیروں کے سہارے خود کو دھلیکتی دیوار سے ٹیک لگانے میں کامیاب رہی.

کپکپاتے ہوئے ات دانت بھی بجنے لگے تھے.

وہ مر جائے گی ...وہ مر جائے گی...

اس ے ذہن میں صرف یہی بات گردش کر رہی تھی.

کاش اس نے اتنی ہمت کی ہوتی کہ ھاد کو لفظوں میں بتا پاتی کہ وہ اسے کتنی شدت سے چاہتی ہے.

ھاد...ھاد...ھاد...

وہ اس کے نام کی مالا جپنے لگی تھی.

نہیں وہ اسے کچھ نہیں ہونے دے گا.وہ اسے لے جائے گا جیسے وہ اسے اس طوفان سے بچا کر لے گیا تھا.

وہ اسے یہاں سے بھی بچانے آئے گا.

اس کے بارے میں سوچتی وہ اپنے کندھوں سے چہرہ رگڑنے لگی.

اسے بس انتظار کرنا تھا اور اس پہ یقین رکھنا تھا.

یہ سوچ کر وہ اس عالم وحشت سے باہر نکلنے لگی تھی.

اور تب سے پہلی بار اپنے اطراف کا جائزہ لینے لگی.

وہ کسی چھوٹے سے سیل میں تھی.لوہے کے دروازے میں ایک چھوٹی سے شیشے کی کھڑکی تھی جس سے باہر سے اس پہ نظر رکھی جا سکتی تھی.

وہ خود میں مزید سمٹ کر بیٹھ گئی.

اسے بس دعا کرنی تھی کہ ھاد وقت رہتے اس تک پہنچ جائے.

***

محض کچھ گھنٹوں میں احتشام نے اس جگہ کی ساری معلومات ھاد کے حوالے کر دی تھی.

ان دونوں کے علاوہ عمر اور ضرار بھی وہاں موجود تھے

انہیں اپریشن کی اجازت مل گئی تھی اور اب وہ افغان حکومت سے سمجھوتا کر رہے تھے.

اسی دوران وہ حملے کی ترکیب بنا رہے تھے.

یہ جگہ ایک پرانے پہاڑ پر ہے. بظاہر تو آنے جانے کا ایک ہی راستہ ہے لیکن یہاں عین اس جگہ پر ایک پرانا سیوریج سسٹم ہے.

@___

ہم سیوریج اندر داخل ہونے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں

ضرار نے فورا تجویز پیش کی.

کیا ہم اسے وہاں داخل ہونے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں

عمر نے تصدیق کرنی چاہی.

کوشش کی جا سکتی ہے. اگر راستہ ابھی تک بند نا ہوا تو ان پر اچانک حملہ کا یہ بہترین طریقہ ہے

احتشام نے بھی تائید کی تھی.

جبکہ اس سب کے دوران ھاد سب خاموشی سے سنتا رہا تھا.

...

احتشام نے کال کر کے پتا کیا تھا تو اسے معلوم ہوا کہ سوزی سلامت ہے اور سیف ہاوس ہے. چاہنے کے باوجود بھی وہ اسے ملاقات کے لئے نا جا سکا.

لیکن اب اسے جیسے ہی موقع ملا تو وہ سیف ہاوس آ گیا.

کون جانے کہ وہ وہاں سے زندہ لوٹ پائے گا بھی نہیں. اس لئے وہ اس سے ملنا چاہتا تھا.

سیف ہاوس میں داخل ہوا تو وہ ہال میں ہی مل گئی.

وہاں رہائش پذیر باقی لڑکیاں اس کے گرد بیٹھیں اسے حوصلہ دے رہی تھیں اور وہ بری طرح رو رہی تھی

سوزی کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا.

وہ آگے بڑھا تو ان سب نے اسے راستہ دے دیا.

احتشام سوزی کے ساتھ جا بیٹھا.

اسے دیکھ کر وہ مزید رونے لگی تو وہ بھی اسے خاموش کروانے لگا.

بس کر دو سوزی.... کتنا رو گی.

وہ بے حد نرمی سے اس سے مخاطب تھا.

م...میں بہت ڈر گئی تھی بہت زیادہ...

مجھے...مجھے لگا جیسے میرے ساتھ پھر وہی سب ہو گا.

وہ مشکل سے کہتی ہچکیاں بھرنے لگی.

ایسا کچھ نہیں ہو گا.

احتشام کا اسے تھامنے کے لئے بڑھتا ہاتھ رک گیا. اس نے سوزی کے سر پہ ہاتھ رک دیا اور پھر حوصلہ دینے لگا.

اگر....اگر عامرہ نہیں ہوتیں تو میں وہی رہ جاتی احتشام....

وہ پہلی بار اسے احتشام صاحب کی جگہ احتشام کہ کر پکار رہی تھی.

اگر کوئی اور وقت ہوتا تو یقینا اس بات سے بے حد خوش ہوتا.

عامرہ....عامرہ کہاں ہیں.

سوزی کو جیسے ایک دم یاد آیا تھا.تس پوچھنے لگی.

میں ان کا انتظار کرتی رہی لیکن وہ نہیں آئیں. وہ حورین صاحبہ کو لینے گئی تھیں.

حورین صاحبہ وہ ٹھیک ہیں نا.

اس کے سوالات پہ وہ لب بھینچ گیا آخر کیا بتاتا اسے

لیکن وہ بار بار پوچھنے لگی تو احتشام نے نفی میں سر ہلا دیا.

وہ لوگ حورین کو لے گئے....

اس کی بات پہ سوزی نے دونوں ہاتھ منہ پہ رکھ لئے. اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی.

آنسوؤں کا ایک نیا سلسلہ اس کی آنکھوں سے جاری ہوا.

اب...اب کیا ہو گا....

کچھ نہیں ہم آج رات تک اسے لینے جا رہے ہیں.

حورین کا سن کر وہ عامرہ کے بارے میں بھول ہی گئی تھی اور شاید یہ اچھا ہی تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ عامرہ کی موت کی خبر کیسے دے گا.

میں اسی لئے ایک آخری بار تم سے ملنا چاہتا تھا.

وہ اس کے سر سے ہاتھ ہٹاتا کہنے لگا.

سوزی کا دل جیسے اس کی بات پہ تڑپ کر رہ گیا.

ایسے نہیں کہیں آپ کو کچھ نہیں ہو گا.

احتشام اسے دیکھتا بے دل سا مسکرا دیا اور پھر کھڑا ہو گیا.

ابھی وہ کچھ قدم دور ہی گیا ہو گا جب سوزی کے پکارنے پہ پلٹا.

آپ... آپ.... واپس ضرور آئیں گے .... م... میں آپ کا انتظار کروں گی.

اس کے انداز سے احتشام کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری تھی. وہ اثبات میں سر ہلاتا چل دیا.

****

ہر لمحہ ہر پل اس کے لئے تکلیف دہ تھا.

کب محسوس کی تھی اس نے یہ تکلیف.... وہ تو درد کو طاقت میں بدلنے والوں میں سے تھا.

فواد نے حورین پہ نہیں اس پہ حملہ کیا تھا.

حورین....

وہ اپنے آفس میں بیٹھا اس کے خیالات سے مخاطب تھا.

گھبراو نہیں حورین..... میں تمہیں لینے آ رہا ہوں.

کچھ نہیں ہو گا تمہیں....کچھ بھی نہیں....

***

وہ اپنا سارا وقت اپنی اس خوبصورت تخلیق کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا.... لیکن افسوس کے ساتھ وہ ایسا نہیں کر پایا.

لیکن وہ جانتا تھا کہ اب وہ اس کی ہے اور اس کا انتظار کر رہی ہے.

وہ کسی بچے کی طرح خوش تھا جسے اس کا پسندیدہ کھلونا مل گیا ہو.

وہ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اپنی اس تخلیق کے ساتھ اس کے بدن کے کس حصے سے کھیلنا شروع کرے.

فیصلہ بہت مشکل تھا وہ کسی خوبصورت کینوس کی طرح تھی.

ابھی تک وہ فیصلہ نہیں کر پایا تھا جب اس کے آدمی نے ایک بری خبر دی.

پاکستان سے آنے والا اسلحے کا ٹرک پاک افغان باردر پہ پکڑ لیا گیا تھا.

وہ بہت غصہ سے حورین کے بیہوش وجود کے پاس سے اٹھا اور وہاں سے چل دیا.

کبھی ایک وقت کا کھانا مشکل سے حاصل کرنے والا وہ شخص آج کی موسٹ وانٹڈ لسٹ میں سر فہرست تھا.

کتنے ہی نامور بزنس مین اور سیاستدان اس کی وحشت کا نشانہ بنے تھے.

جب اس کا باپ اس کی ماں کو پیٹتا تھا تو اسے اس کی چیخیں سن کر کتنا سکون آتا تھا.

چودہ سال کی عمر میں اس نے پہلی بار اپنی ماں کو پیٹا تو اس پہ انکشاف ہوا کہ اس کا باپ کیوں ایسا کرتا تھا.

کس قدر سکون تھا ایسا کرنے میں.... کسی کو اپنے ہاتھوں سے تکلیف دینے میں.

یہ جاننے میں کہ وہ کتنی آسانی سے سامنے والی جان نکال سکتا ہے.

اگلے ہی دن اس نے اپنے سوئے ہوئے باپ کو مار دیا.

اس سب کے دوران اسے ایک عجیب احساس نے آ گھیرا.

جو کام کوئی بھی کرنے سے ڈرتا ہے اس نے کتنے سکون سے کر ڈالا تھا.

وہ منفرد تھا سب سے الگ....

جب اس کی ماں نے اسے اپنے باپ کی لاش کے پاس پایا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا.

اس کے بعد اس نے کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا.

کچھ اور لوگوں کے ساتھ مل کر اس نے راہ گیروں کو لوٹنا شروع کیا.

پھر گھروں اور دکانوں کو لوٹنا شروع کیا.

اپنی عقل کا استعمال کرتے وہ ایسے لوگوں تک پہنچا جنہیں ان جیسوں کی تلاش رہتی ہے.

کئی سال بعد اس کی ملاقات شہباز سے ہوئی.

وہ دولت مند تھا اور لالچی.... اس کے لیئے بہترین سیڑھی.

اسے پیسہ بنانے کا گر تھا اور فواد کو دوسرون کو استعمال کرنے کا گر.

****

نجانے کیوں وہ اس خوبصورت بنگلے کے باہر کھڑا تھا.

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اس کے قدم اسے اندر لے جانے لگے.

گیٹ پہ موجود گارڈ نے اسے دیکھتے ہی سلام پیش کیا اور پھر گیٹ وا کر دیا.

وہ لمبے ڈگ بھرتا اس نفیس بنگلے کے اندر داخل ہوا.

ابھی وہ کرسی کھینچ کر بیٹھی تھی جب اندرونی دروازے سے کوئی داخل ہوا.

وہ کسی کی پرواہ کیئے بغیر چاولوں کی ڈش اپنی طرف کھینچنے لگی.

تم.... ضرار کی شکل دیکھتے ہی اس کے تیور بدلے تھے.

ہاں میں....

وہ چہرے پے پانچ سو واٹ کا بلب سجائے کھڑا تھا.

ماریہ نے سامنے پڑی پلیٹ اٹھا کر اسے کھینچ کر دے ماری.

جسے ضرار نے بروقت کیچ کر لیا.

مجھے تم سے ایسے ہی وارم ویلکم کی امید تھی.

وہ ابھی مکمل طور پہ ٹھیک نہیں ہوئی تھی ورنہ ابھی تک یقینا اس کے گلے پڑ چکی ہوتی.

یو....یو ایڈیٹ....

دیکھو ماریہ تمہارے بھائی نے تمہیں بتایا نہیں لیکن شوہر سے ایسے بات نہیں کرتے.

اس کی بات پہ ماریہ کا ہاتھ گلاس کی طرف بڑھا لیکن ضرار نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھام لیا.

ماریہ نے دوسرے ہاتھ سے اسے دھکیلنا چاہا تو وہ بازو بھی ضرار نے اپنے میں تھام لیا.

چھوڑو مجھے.....

وہ غصہ سے کہنے لگی تو ضرار نے اسے اپنے قریب کیا

وہ مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ضرار نے اس کا چہرہ پکڑا اور اس کا ماتھا چوم لیا.

جب اس نے اپنا چہرہ ماریہ سے دور ہٹایا تو وہ آنکھیں پھیلائے بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی.

ضرار اس کی حالت سے محظوظ ہوتا ہونٹ دانتوں تلے دبا گیا.

اس کا خوبصورت رنگ سرخ پڑنے لگا تھا.

تم تو بلش بھی کرتی ہو مسز ضرار....

وہ اسے زچ کرنے کے لئے کہنے لگا

حورین مسلسل اس پہ مکوں کی بارش کر رہی تھی.

ان کے دونوں ساتھی اسے سامنے سے کور کر رہے تھے.

احتشام نے جیسے ہی اسے کندھے سے اتارا وہ اسی طرف لپکی جہاں سے وہ آئے تھے.

حورین کو بازو سے پکڑ کر روکا اور سمجھانے لگا.

رک جاؤ حورین ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا اگر تم ایسے کرتی رہو گی تو ہم دونوں جان سے جائیں گے.

دیوار کی اوٹ میں وہ اسے لئے کھڑا سمجھا رہا تھا.

ن...نہیں...پ..پلیز مجھے واپس لے جاؤ..

مجھے...ھاد ..ک..کے پاس جانا ہے.

وہ روتے ہوئے کہنے لگی.

تمہاریٔ موجودگی سے وہ فوکس نہیں کر پائے اور جان سے جائے گا کیا تم یہ چاہتی ہو.

احتشام غصہ سے اسے جھنجھورتے ہوئے کہنے لگا.

اس کی بات پہ حورین کی آنکھیں ایک دم پھیلی تھیں اور وہ انکار میں سر ہلانے لگی.

ن...نا.. نہیں.

تو پھر تمہیں...

وہ ابھی اتنا ہی کہ پایا تھا جب احتشام کی نظر دوسرے طرف کھڑے شخص پہ پڑی جو حورین پہ گولی چلانے والا تھا.

حورین...

احتشام نے اسے دھکے سے ہٹایا اور وہ زور سے منہ کے بل گری.

حورین تو بچ گئی لیکن گولی احتشام کو لگی تھیٔ.

اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے گولی چلانے والے پر فائرنگ شروع کر دی اور وہ دوبارہ انہیں نشانہ بنانے سے پہلے ڈھیر ہو گیا.

احتشام نے اپنا ہاتھ مضبوطی سے کندھے پہ رکھا جہاں سے اب خون نکل رہا تھا.

چہرہ سے صاف عیاں تھا کہ وہ کس قدر تکلیف میں ہے.

اپنے درد کو نظر انداز کرتا وہ حورین کی طرف بڑھا.

ان کے دونوں ساتھئ دوسرئ طرف دشمنوں کے ساتھ مصروف تھے.

گرتے ہوئے حورین کے پاؤں میں موچ آ گئی تھی.

احتشام بھی اب اتنئ وزنی گن نہیں چلا سکتا تھا اس لئے اسے وہیں پھینک کر پسٹل نکالی اور اپنے زخمی ہاتھ میں تھام لی جبکہ اپنے ٹھیک بازو سے حورین کو اٹھانے لگا.

اس کی نظر لگاتار احتشام کے خون نکلتے کندھے پہ ٹکی تھی.

م...مجھے. ... معاف کر دو.

کوئی بات نہیں گڑیا... مجھے جو بھی ہو جائے لیکن تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا.

اس لمحہ ان دونوں میں سے کسی نے بھی اس بات پہ دھیان نہیں دیا کہ وہ اسے گڑیا کہ کر پکار رہا ہے نا کہ حورین.

چلو شاباش اٹھو.

حورین بے تحاشہ تکلیف سے اس کا اور دیوار کا سہرا لے کر کھڑی ہوئی تو احتشام جھک گیا اور اس کا پاؤں دیکھنے لگا.

وہ سوچ رہا تھا لیکن ہڈی اپنی جگہ موجود تھی.

وہ واپس کھڑا ہو گیا اور اسے سمجھانے لگا.

جتنی تیزی سے ہو سکے تم اتنئ تیزی سے آگے بڑھو گی اور کہیں نہیں رکو گی سمجھی...

حورین سر ہلا کر اکتفا کرنے لگی اس کی آنکھیں نم تھیں.

شاید احتشام کی حالت کی وجہ سے وہ مزید احتجاج نہیں کر پائی اور زبان دانتوں تلے لے کر دبا گئی.

حالانکہ وہ ھاد کے پاس لوٹ جانا چاہتی تھی.

راستہ صاف ہے چلیں جلدی...

ان کے ساتھ دو فوجی واپس لوٹے اور انہیں جلدی چلنے کا کہنے لگے.

احتشام نے زخمی بازو سے حورین کو سہارا دیا جبکہ دوسرے ہاتھ میں پسٹل تھامے آگے بڑھنے لگا.

***

حورین کو بھیجے انہیں آدھا گھنٹا ہو چکا تھا.

اس کی ٹیم میں ایک افغان فوجی شہید ہوا تھا.

ہر جگہ بمب فکس کر دیئے گئے تھے جن کے مطابق وہ جگہ پندرہ منٹوں میں مکمل طور پہ تباہ ہو جاتی.

لیکن ھاد کو فواد ابھی تک نہیں ملا تھا وہ اچھے سے جانتا تھا کہ فواد وہیں کہیں چھپا ہوا ہے.

لیکن اسے مزید ڈھونڈنے کا وقت نہیں تھا.

ان کی ٹیمز اب ریسکیو کیے ہوئے لوگوں کو وہاں سے نکال رہی تھیں.

فیسیلٹی آدھے سے زیادہ اب ان کے قبضے میں تھی جبکہ ھاد اپنی تین لوگوں کے ساتھ ابھی بھی وہ جنگ لڑ رہا تھا.

باقی ٹیم ریسکیو کے لئے بھیج دی گئی تھی.

وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جب کسی نے دیوار کے پیچھے چھپ کر اس پہ خاموشی سے وار کرنا چاہا.

اس پہ وار کیا جاتا اس سے پہلے اس شخص کا ہاتھ ھاد کے قبضے میں تھا.

جب وہ اس کی طرف پلٹا تو ھاد اسے فورا پہچان گیا.

اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی.

فواد....

وہ اپنا حلیہ کافی بدل چکا تھا لیکن یہ وہی شخص تھا جسے اس دن مال میں ھاد نے دیکھا تھا جو کہ حورین پہ نظریں گڑائے ہوئے تھا.

اس دن دور ہونے کی وجہ سے اور لوگوں کی افاتفری میں وہ اسے ٹھیک سے نہیں دیکھ پایا.

ورنہ فواد کی وہ شیطانیت سے بھری کالی آنکھیں وہ کہیں بھی پہچان سکتا تھا.

افسوس...اتنی کوششوں کے باوجود تم مجھ سے بچ نہیں پائے.

اس سے گن چھین کر ھاد نے اسے کمرے میں دھکیلا اور پھر اپنی گن بھی پھینک دی.

اسے وہ گولی سے مار کر آسان موت کبھی نہیں دیتا.

میرے اتنے قریب پہنچ کر بھی تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے....

فواد اسے کن اکھیوں سے دیکھتا کہنے لگا.

جس پہ ھاد نے آبرو آچکا دیا.

مجھے نہیں معلوم تھا تم ملیٹری کے کتے بن گئے ہو.

ھاد کو وردی میں دیکھ کر وہ چوٹ کرنے لگا.

مقصد اسے بھڑکانا تھا

تا کہ ھاد سے کوئی غلطی سرزد ہو سکے.

میں شہباز مرزا نہیں ہوں جسے تم اپنی باتوں میں لے سکو.

کسی شیر کی طرح اس پہ اپنا گھیرا تنگ کرتے ہوئے وہ کہنے لگا.

فواد نے اس کی طرف بڑھ کر تیزی سے حملہ کرنا چاہا.

ھاد نے ایک بازو سے اس کا حملہ روکا جبکہ دوسرے ہاتھ سے مکا اتنی زور سے فواد کی تھوڑی پہ رسید کیا وہ تڑپ کر دور ہٹا.

ساتھ ہی منہ سے خون نکلنے لگا.

اس نے خون تھوکا جس کے ساتھ اس کا ایک دانت بھی نکل آیا.

فواد کی عمر ضرور بڑھ چکی تھی لیکن وہ شہباز کی طرح کمزور جسامت کا مالک نہیں تھا بلکہ ابھی بھیٔ کئی جوانوں سے زیادہ طاقت رکھتا تھا.

لیکن اس بار اس کے مقابل بھی ھاد مرزا تھا.

جانتے ہو ھاد .... ہم دونوں ایک جیسے ہیں تمہیں شہباز کا نہیں میرا بیٹا ہونا چاہئیے تھا.

خون سے لدے ہونٹوں پہ مسکراہٹ ابھری تھی.

نہیں فواد میں تمہارے جیسا نہیں ہوں...

بلکہ میں تم سے بھی ظالم ہوں.

یہ کہ کر ھاد اس کی طرف بڑھا اور اس کے پیٹ میں کک کرنے لگا.

جسے فواد نے ڈاج کر لیا.

اور پھر چھپایا ہوا چاقو نکال کر ھاد پہ حملہ کرنے لگا وہ پیچھے ہٹا لیکن چاقو اس کے گال کو کاٹتی ہوئی نکل گئی.

ھاد نے اس جگہ کو چھوا تو انگلیاں خون سے تھر گئی.

اپنا خون دیکھتے ہی ایک چمک اس کی آنکھوں میں ابھری تھی.

دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی.

چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ ابھری تھی.

اپنی زبان دانتوں پہ پھیرتے ہوئے وہ اس چاقو کو دیکھنے لگا جس کی نوک پہ ھاد کا خون لگا تھا.

ناٹ بیڈ...

اس نے خوشی سے سرگوشی کی تھی.

فواد چاقو تھامے پھر سے اس کی طرف آیا لیکن وہ غلطی دہرانے والوں میں سے نہیں تھا.

جھک کر اس کا ہاتھ نیچے سے تھاما اور پھر تیزئ سے گھوم کر اسے فواد کئ کمر تک لے گیا.

اگلے ہی جھٹکے سے فواد کا بازو کندھے ٹوٹ گیا.

فواد کی چیخ ہوا میں بلند ہوئی تھی.

تم نے میری بیوی پہ اسی چاقو سے حملہ کیا نا... ناٹ... گڈ.. فواد.... ناٹ.... گڈ...

فواد کو دھکا دے کر آزاد کیا وہ قدم اٹھاتا اس سے دور ہوا.

اگلے ہئ لمحے اس نے ھاد سے لڑنے کا ارادہ ترک کیا اور وہاں سے بھاگنا چاہا جب ھاد نے اپنا بازو اس کے گلے میں ڈال کر دبوچ لیا.

ٹسک... ٹسک... ٹسک..

اتنی بھی جلدی کیا ہے.

اب کی بار اس کا دوسرا بازو بھی کندھے سے توڑ ڈالا.

وہ اب دونوں بازوؤں سے معزور تھا.

انہی ہاتھوں سے تم نے اسے چھوا تھا.

فواد کے پاس بچنے کا اب کوئی موقع نا تھا تو وہ اپنی موت سامنے دیکھ ہسنے لگا.

ہاں... اور جانتے ہو تمہاری ماں کے بعد اسے اپنی تخلیق بنانے میں مجھے بہت مزا آیا.

کتنی حیرت کی بات ہے میری پہلی تخلیق تمہاری ماں تھی اور موت کی وجہ تمہاری بیوی.

اس کی بات پہ ھاد کچھ سیکنڈ کے لئے وہیں تھم گیا.

جانتے ہو صدف امید سے تھی اور میں نے پہلے اس بچے کو مارا پھر اس کی خوبصورتی کو اپنا بنا لیا.

اس کی رگیں تن گئی تھیں.

کبھی اس نے نفرت اتنی شدت سے محسوس نہیں کی تھی.

زمین پہ گرا اس کا چاقو اٹھایا اور اس کی آنکھ میں دے ڈالا.

فواد کے قہقہے اس کی چیخوں میں بدل گئے.

بنا کوئی دیر کئے اس نے چاقو نکالا اور اس کی دوسری آنکھ میں دے مارا.

میں تجھے یہ آخری پل ایسے کر دوں گا کہ تو موت کے لئے تڑپے گا.

وہ اس کی گردن اپنے بازو میں دبوچے گھسیٹنے لگا اور اسی جگہ لے آیا جہاں حورین قید کی گئی تھی.

تیری موت عبرت ناک ہو گی فواد... عبرتناک...

ایک لمحہ کے لئے اس کے کانوں میں صدف کی آواز وہی الفاظ لئے گونجنے لگی.

زمین پر پھینک دیواروں پہ لٹکی زنجیروں سے اسے باندھا.

اور پھر اس کا پیٹ چاقو سے ایسے چاک کر دیا بس سے اس کا کوئی اہم عضو نا کٹے اور اس کی فوری موت نا ہو

بمب بلاسٹ میں صرف پانچ منٹ رہتے تھے.
اور اس کے علاوہ ساری فیسیلٹی خالی تھی.

تو اس قابل نہیں کہ میں اپنے ہاتھ تیرے خون سے رنگوں.

وہ اس کے جیختے وجود پہ تھوکتا کھڑا ہو گیا.

قید خانے کے اندر بنے دروازے پہ فائر کیا اور جلدی سے اسے کھول کر خود باہر نکل گیا اور پھر باہر کا دروازہ بند کر کے وہاں لگے شیشے سے جھانکنے لگا.

دروازہ کھلتے ہی سینکڑوں کی تعداد میں چوہے وہاں سے باہر نکلے اور خون کی خوشبو پاتے ہی فواد پہ جا چڑھے

اس کا وجود مکمل طور پہ انہوں نے ڈھانپ لیا حتی کہ اس کی چیخیں بھی دب گئیں.

چھوٹے چوہے اس کے جسم کے نرم حصوں پہ لپکے.

اس کی آنکھیں ہونٹ اور ایسے حصے کھانے لگے.

جب کہ بڑے چوہے اس کے پیٹ کو کھانے لگے جسے ھاد لے چاک کر دیا تھا.

کچھ ہی دیر میں وہ اس کے جسم کے اعضاء کھاتے اس کے پیٹ سے اندر گھس کر منہ سے نکلنے لگے.

دل اور دماغ سلامت ہونے کی وجہ سے اس نے ہر تکلیف کو برداشت کیا تھا.

ھاد وہ سب دروازے کے دوسری طرف کھڑا دیکھ رہا تھا.

فواد بری طرح سے تڑپ رہا تھا.

لیکن وہ سب چوہے اسے نوچ رہے

احتشام کئی مشکلات سے ہوتا حورین کو لے کر مین گیٹ کی طرف گیا وہ سارا حصہ اب فوج کے قبضے میں تھا.

انہیں وہاں دیکھتے ہی جیپ میں بٹھا دیا گیا.

حورین بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنے لگتی جیسے ابھی کہیں سے وہ نمودار ہو جائے گا.

آہستہ آہستہ وہ جیپ انہیں لئے دور جانے لگی.

لیکن حورین کی نظریں صرف اس پہاڑ پہ بنی عمارت پر مرکوز تھیں.

جیسے جیسے وہ دور جا رہی تھی اس کا دل بیٹھتا جا رہا تھا.

جیسے جسم کا سارا خون کسی نے نکال لیا ہو.

وہ کانپنے لگی تو احتشام اس کی طرف متوجہ ہوا جو کہ اس وقت اپنے کندھے پہ پٹی کروا رہا تھا.

کیا تمہیں سردی لگ رہی ہے؟

وہ پریشانی سے پوچھنے لگا لیکن وہ اس پہاڑی کے اوجھل ہو جانے کے باوجود ادھر ہی دیکھ رہی تھی.

سیٹ کے نیچے رکھا کمبل نکال کر احتشام نے اسے اوڑھا دیا.

جیسے ہی وہ کابل ایئرپورٹ پہنچے ھاد کے دو لوگ پرائیوٹ جیٹ کے ساتھ ان کا انتظار کر رہے تھے.

وہاں سے نکلنے کی کلیئرنس وہ پہلے ہی حاصل کر چکے تھے.

حورین کو لے کر وہ جیٹ میں داخل ہوا اور ایئر ہوسٹس کو کہ کر حورین کے پاوں کی پٹی کروانے لگا.

لیکن وہ ہر چیز سے بیزار سی بیٹھی تھی.

کچھ دیر وہ لوگ ہوا میں پرواز بھر چکے تھے لیکن حورین نے تو جیسے زبان کو تالا لگا لیا تھا.

****

کئی جگہوں سے چوہے اسے مکمل طور پہ کھا چکے تھے اور ھاد اس کی ہڈیاں دیکھ پا رہا تھا.

وہ شروع سے جانتا تھا کہ اس کی ماں کو مار دیا گیا ہے لیکن ایک امید تھی کہ شاید موت کا یہ سفر تکلیف دہ نہیں ہو گیا.

وہ شہباز اور فواد کو بار بار اندوہناک موت دینا چاہتا تھا.

ھاد....ھاد..... ویئر آر یو...

اس کے کان میں لگی ڈیوائس سے ضرار کی آواز ابھری تو وہ اس سحر انگیز منظر سے باہر نکلا.

میں فیسیلٹی میں ہوں.

تم ابھی تک وہاں کیا کر رہے ہو... نکلو وہاں سے...

ضرار کی آواز ٹوٹ ٹوٹ کر آ رہی تھی اور پھر مکمل طور پہ بند ہو گئی.

اس نے بازو پہ بندھی گھڑی دیکھی جو اس وقت بمب بلاسٹ ہونے میں آخری پچاس سیکنڈ دکھا رہی تھی.

وہ جانتا تھا کہ پہلا دھماکا گیٹ کی طرف ہو گا اس لئے اس نے زمینی راستے کا انتخاب کیا.

ایک آخری مسکراہٹ فواد کے حال پہ اچھالتا وہ وہاں سے بھاگ گیا.

تیزی سے اس نے فاصلہ اس خفیہ راستے تک تہہ کیا.

لوہے کی بنی وزنی ٹائل کو ہٹایا اور وہاں اتر گیا.

گھڑی اب آخری دس سیکنڈ رکھاتے ہوئے بپ کرنے لگی تھی.

اس کے پاس ٹارچ نہیں تھی لیکن راستہ اس کے ذہن میں حفظ تھا.

وہ تیزی سے وہاں سے نکلنے لگا.

گھڑی کے صفر دکھاتے ہی پہلا زور دار دھماکا ہوا جس سے وہ ساری پہاڑی لرز اٹھی.

...

ضرار بار بار ھاد سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سب بے سور رہا.

جیسے ہی پہلا بلاسٹ ہوا زمین کانپنے لگی.

اگلا بلاسٹ پانچ سیکنڈ کے وقفے سے تھا.

ضرار نے ایک نظر اس زمینی راستے کو دیکھا جہاں سے وہ اندر داخل ہوئے تھے

اگلے ہی پل وہ اس طرف بھاگ رہا تھا.

سر.... سر... کہاں جا رہے ہیں آپ رک جائیں.....

اس کے ساتھی اسے پکار رہے تھے لیکن وہ سب کو ان سنا کرتا اس راستے میں داخل ہو گیا.

٭٭٭

اگلا بلاسٹ کافی قریب ہوا تھا.

اس کے اوپر مٹی کے ٹکڑے گرنے لگے.

اس جگہ رہنے والے چوہے اور مختلف حشرات بھی فرار حاصل کرنے لگے تھے.

متی کا ایک بڑا ٹکڑا اس پہ آ گرا اور وہ کھانسنے لگا.

اس اندھیری جگہ پہ ہر جگہ دھول مٹی تھی.

اگر پرانے سیوریج پائپ وہاں نا ہوتے تو وہ جگہ مکمل طور پہ بیٹھ چکی ہوتی اور ھاد وہاں دب چکا ہوتا.

اس کی رفتار راستے میں گرنے والی مٹی سے دھیمی ہو گئی تھی.

تبھی تیسرا اور آخری دھماکا عین اس کے اوپر ہوا کوئی وزنی چیز دھماکے سے پیدا ہونے والی فورس سے آ کر اس کے سر پہ لگی تھی.

اگلے ہی لمحے اس نے خود کو ہوش سے بیگانہ ہوتے جانا.

اس کے جسم کے کئی اور حصوں سے بھی ایسی چیزین ٹکرا کر اسے زخمی کر گئی تھیں.

وہ گھٹنوں کے بل گرا تھا....

حورین.... اپنی محبت کو پکارتے ہی وہ منہ بل گرا اور اندھیری وادیوں میں چلا گیا.

....

اس وقت جیٹ میں بیٹھی حورین تڑپ اٹھی تھی.

اسے لگا جیسے کوئی اس کا دل نوچ رہا ہو.

چہرہ ایک دم سفید پڑ گیا اور وہ گردن پہ ہاتھ رکھے سانس کھینچنے لگی.

احتشام اسے دیکھ کر پریشان ہونے لگا اگلے ہی لمحے وہ بری طرح رونے لگی.

شاید وہ اس کی تکلیف محسوس کر پا رہی تھی.

***

جب وہ واپس پہنچے تو آٹھ لوگ پہرے داری پہ معمور تھے.

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی ماریہ صوفے پہ بیٹھی تھی.

احتشام اندرونی گیٹ لاک کر کے دوسرے صوفے پر جم گیا.

حورین ماریہ کے پاس گئی تو اس نے بھی حوصلہ دینے کی خاطر اسے گلے لگا لیا.

واپس آتے ہی اسے عامرہ کی موت بھی یاد آ گئی تھی.

وہ کس کس کے لئے روتی اپنے لئے

اپنے ماں باپ کے لئے

عامرہ کے لئے

یا اس کے لئے جسے وہ وہاں چھوڑ آ ئی تھی

ہچکیاں بھرتے وہ بری طرح رو رہی تھی تو ماریہ اس کی کمر سہلا کر اسے خاموش کروانے لگی.

رات آئی اور گزر بھی گئی لیکن ھاد کا کے بارے میں کوئی معلومات نہیں پہنچی.

حورین کے ساتھ ماریہ اور احتشام بھی جاگتے رہے.

تینوں ہال میں موجود اس کا انتظار کرتے رہے.

حورین اپنے گھٹنے تھامے بیٹھی ایک دم کپکپانے لگتی تو ماریہ اسے حوصلہ دینے لگتی.

اسے بخار ہونے لگا تھا اس کے باوجود بھی وہ آرام کرنے سے انکار کرتی رہی.

احتشام کبھی صوفے پہ بیٹھ جاتا تو کبھی ہال میں چکر لگانے لگتا.

ماریہ اس کی دو بار پٹی بدل چکی تھی.

دونوں کچھ بھی کھانے پینے سے بھی انکار کر رہے تھے.

اگلی صبح میجر عمر کو دیکھ کر انہیں حوصلہ ہوا لیکن ان کا لٹکا چہرہ دیکھ کر ایک نئے خوف نے ان تینوں کو گھیر لیا.

ھاد کہاں ہے؟ کیا ٹیم ابھی تک واپس نہیں آئی؟

ٹیم واپس آ چکی ہے... ہمارے پانچ فوجی شہید ہو گئے.

وہ مدہم لہجے میں بتانے لگے.

ھاد کہاں ہے. وہ ابھی تک کیوں نہیں آیا.

حورین مزید صبر نہیں کر سکتی تھی اٹھ کر ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی.

مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے لیکن ھاد کے ساتھ ہمارا کوئی رابطہ نہیں رہا.

بس ہمیں اتنا پتا ہے کہ بلاسٹ کے وقت وہ وہیں بلڈنگ میں تھا.

سب کے تاثرات دیکھ کر وہ گلہ صاف کرنے لگے.

ہمارا اندازہ یہی ہے کہ وہ بلاسٹ کے دوران بچ نہیں سکا.

یہ خبر ان تینوں پہ کیسے قیامت بن کے ٹوٹی تھی وہی جانتے تھے.

ناممکن....

ایسا نہیں ہو سکتا.

حورین صوفے کی پشت کا سہارا لے کر کھڑی تھی.

اس کی ٹانگوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو وہ وہیں زمین بوس ہو گئی.

پھر اپنے ہاتھوں سے چہرہ زور زور سے رگڑنے لگی.

ایسا نہیں ہو سکتا.... جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ.

اب کی بار وہ چیخنے لگی تھی.

اس نے ہمیشہ میرے پاس واپس آنے کا وعدہ کیا تھا تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے

آپ... آپ... غلط سوچ رہے ہیں.

اس کے جذبات نے ایسے شدت اختیار کے تھی کا پہلے وہ تینوں اپنئ جگہ پہ جمے رہے.

ماریہ نے ہوش سنبھال کر اس کے قریب جانے کے کوشش کی تو وہ فورا خود میں سمٹ گئی

اور خود کو اس سے دور کرنے لگی.

اپنے بھائی کی خبر پر اس کی آنکھیں بھی بھیگ چکی تھی.

حورین صحیح کہہ رہی ہے ھاد سوسائیڈل نہیں جو بلاسٹ کے ٹائم تھی بلڈنگ میں موجود رہے.

ماریہ عمر صاحب کی طرف پلٹ کر کہنے لگی.

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا بھائی ایسی غلطی کیسے کر سکتا ہے.

ماریہ ٹھیک کہہ رہی ہے.

—

آپ نے کوئی سرچ پارٹی بھیجی؟ اگر نہیں تو میں خود یہ کام کروں گا.

احتشام...مجھے بھی وہ بہت عزیز ہے میں نے وہاں سرچ ٹیم بھیجی ہے پر ابھی تک ایسا کوئی شواہد نہیں ملا کہ وہ زندہ ہو.

ضرار نے اسے بچانے کی کوشش کی لیکن وہ بھی زخمی ہے.

اسئ لئے میں بتانے آیا.

اس کی بات سے ماریہ کو اتنے کم وقت میں دوسرا جھٹکا لگا تھا.

کیا وہ... کیا وہ ٹھیک ہے؟

ان دونوں خبروں نے تو جیسے ماریہ کی قوت گویائی چھین لی تھی.

زخمی ہے دو دن تک ڈسچارج ہو جائے گا.

ماریہ نے کچھ کا سانس لیا اور پھر حورین کی جانب دیکھا جو ویسے ہی بیٹھی خود سے سرگوشی کر رہی تھی.

اس کا رنگ سفید پڑ گیا تھا جیسے کسی نے سارا خون نچوڑ لیا ہو.

حورین کے لئے اس کی زندگی آج صحیح معائنوں میں ختم ہوئی تھی.

نہیں.. نہیں... نہیں..

وہ مسلسل صرف یہی لفظ گردان کئے تھی.

کسی کو بھی اس وقت نارمل نا لگتی.

وہ شروع سے نارمل تھی ہی کب.

اسے تو بس ھاد زندگی کی طرف لایا تھا.

اور اب اس کے بارے میں یہ خبر آئی تھی.

وہ اپنے پینڈنٹ کو تھامے شدت سے رو رہی تھی.

اس کا دل چاہتا تھا کہ خود کو ختم کر لے.

سانس لینا مشکل ہوئے رہا تھا.... اور اچھا ہی تھا سانس لینے کی خواہش اب کسے رہی تھی.

ھاد کی صورت میں اسے دوسرا موقع دیا گیا اور اب اسے اتنی بےدردی سے چھین لیا گیا.

وہ اس میں کیسے بستا تھا یہ اسے اب معلوم ہوا تھا.

کب وہ ہوش سے بیگانی ہوئی حورین کو پتا بھی نا چلا.

لیکن اس بار اسے وہاں بھی سکون نہیں تھا اندھیرے کی جگہ ہر طرف ھد کا چہرہ دکھ رہا تھا.

اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اور پھر کشن قدموں میں پھینکتے ہوئے.

گازیبو کے پاس کھڑے اسے راستہ نا دیتے ہوئے.

پہلی بار اس کے قریب آتے ہوئے.

نکاح کے وقت اس کے چہرے پہ عیاں خوشی.

اور پھر اس کا تحفہ بالوں میں سجائے حورین کو دیکھتے ہوئے اس کے تاثرات.

اور پھر اسے احتشام کی طرف دھکیلتے ہوئے.

نجانے وہ کتنی دیر بیہوش رہی لیکن ان لمحات میں وہ کتنی بار جئی اور کتنی بار مری تھی.

***

احتشام....

حورین کو ایک طرف جھکتے ہوئے دیکھ ماریہ کی تو جیسے سانسیں اٹک گئی.

وہ احتشام کا نام چلانے لگی تو حورین کو دیکھ وہ اس طرف بھاگا.

اسے اٹھا کر صوفے پہ لٹایا.تو ماریہ اس کی نبض چیک کرنے لگی جو سست روی کا شکار تھی.

حورین ہوش میں آؤ پلیز...

ماریہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگی.

اس کا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا تو وہ اس کے ہاتھ اور پاؤں رگڑنے لگی.

کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آئی تو ماریہ اسے زبردستی کھلانے لگی جس پہ وہ چہرہ کا رخ موڑ کر بیٹھی رہی.

مجھے میرے کمرے میں جانا ہے.

احتشام اور ماریہ کو اپنے ارد گرد منڈراتے دیکھ کر کہنے لگی.

اسے اس وقت اکیلے رہنا تھا صرف اپنے خیالات کے ساتھ.

حورین کو یقین تھا کہ ھاد کو کچھ نہیں ہوا.

ماریہ اور احتشام اسے دیکھتے رہے وہ کانپتی ٹانگوں پہ کھڑی ہوئی اور سیڑھیاں چڑھنے لگی.

اتنے سے وقت میں ہی اس کا جسم کتنا کمزور ہو رہا تھا.

جس پاؤں میں موچ تھی اس میں بے تہاشہ تکلیف تھی لیکن وہ بنا کوئی پرواہ کئے چلتی گئی.

***

ایک کے بعد ایک دن گزرنے لگا لیکن ھاد کی کوئی خبر نہیں آئی.

اس نے خود کو کمرے میں قید کر لیا تھا.

احتشام سوزی کو وہاں لے آیا تھا اور خود بھی اتنے دنوں سے وہیں رہائش پزیر تھا.

سوزی اور ماریہ کے زبردستی کرنے پہ وہ کچھ نا کچھ نگل لیتی تھی.

ھاد کو جاننے والے اس کی ناموجودگی کے بارے میں سوال کرنے لگے تھے.

اگر یہ خبر عام ہو جاتی تو اس کی تاک میں بیٹھے لوگ سر اٹھانے لگتے.

اس بات کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا.

حورین بیڈ پہ لیٹی اپنے پاؤں دیکھ رہی تھی.

ھاد کی مہک اب اس کمرے میں کم ہونے لگی تھی.

اسے ڈر لگتا تھا کہ کسی دن وہ مہک بھی ختم نا ہو جائے.

اس کا پاؤں اب ٹھیک ہو چکا تھا لیکن جسم بہت کمزور تھا.

جیسے ہی کھڑی اوتی چکر آنے لگتے.

میری حالت کے ذمہ دار صرف تم ہو سمجھے...

جھوٹے تم نے کہا تھا واپس آؤ گے....

نہیں...میں تم سے بہت ناراض ہو...

وہ اس کے خیالات سے ایسے ہی باتیں کرنے لگی تھی.

اچانک دروازہ کھلا تو وہ خاموش ہو گئی.

حورین صاحبہ چلیں ناشتہ کریں.

سوزی تم دروازہ ناک کر کے آیا کرو ھاد کو تمہارا ایسے آنا پسند نہیں.

چہرے پہ سنجیدگی اختیار کیئے وہ اسے کہنے لگی تو سوزی کے قدم وہیں رک گئے.

لیکن پھر خاموشی سے ڈش اس کے پاس بیڈ پہ رکھ دی.

کچھ دنوں سے وہ ایسی ہی بوکھلائی باتیں کرنے لگی تھی.

حورین صاحبہ... فریش ہو جائیں پلیز.

وہ نرمی سے اسے کہنے لگی تو حورین اپنے وجود کو کھینچتی اٹھ بیٹھی اور بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی.

ابھی دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ اسے بری طرح چکر آئے اور وہ گر گئی.

حورین صاحبہ.... حورین صاحبہ....

جب وہ اس کئ کوشش کے باوجود ہوش میں نہیں آئی تو کمرے سے باہر بھاگی.

احتشام صاحب... حورین صاحبہ کو کچھ ہو گیا ہے... جلدی آئیں.

احتشام جو کہ ہال میں بیٹھا فون پہ بات کر رہا تھا سوزی کی آواز پہ اوپر کی طرف بھاگا.

ہٹو...

سوزی کو سائیڈ پہ کرتے اس نے حورین کے بیہوش وجود کو اٹھایا اور باہر کی طرف بھاگا.

وہ سوچ رہا تھا کہ آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہو جائے گی لیکن اس کی حالت دن بدن خراب ہو رہی تھی.

سوزی کو ساتھ لئے اس نے حورین کو گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا.

ماریہ بھی اس وقت موجود نہیں تھی.

پہرے داروں نے جلدی سے مین گیٹ کھیلا اور گاڑی زناٹے بھرتے ہوئے وہاں سے نکل گئی.

ہاسپٹل میں آئے انہیں آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا جب اس کی ملاقات ڈاکٹر سے ہوئی...

آپ مریضہ کے کیا لگتے ہیں.

ب...بھائی.

احتشام گلا صاف کرتے ہوئے کہنے لگا.

دیکھیں ایسی حالت میں اتنی کمزوری اچھی نہیں ہے. ان کے شوہر کہاں ہیں.

کیسی حالت...

احتشام اس کے سوال کو نظر انداز کرتا کہنے لگا.

وہ ایکسپکٹ کر رہی ہیں. ان کی عمر بھی کم ہے اور جسم بہت کمزور.

ایکسپکٹ....

ڈاکٹر کی بات سن کر ان دونوں کو دھچکا لگا تھا.

سوزی اور وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگی.

دیکھیں وہ کافی بری ذہنی کیفیت کا شکار ہیں.

آپ جتنا ہو سکے ان کا خیال رکھے.

ڈاکٹر کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ سمجھ رہا ہو کہ حورین کا شوہر اس پہ ظلم کرتا

ہے.

زہ اپنا سر جھٹکنے لگا.

بیس بچے... ایڈیٹ کہیں کا.

وہ ہوسپٹل کی چھت کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا.

اب میں اس سچویشن کو کیسے سنبھالوں.

معاملات اس کے ہاتھ سے نکل رہے تھے وہ اس سے کیا ایک وعدہ بھی ٹھیک سے نبھا نہیں پا رہا تھا.

وہ دو دن تک اوبزرویشن میں رہی.

ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ اگر اس کی حالت نا سدھری تو مس کیرج ہونے کا خطرہ تھا.

کھانے پینے کا خیال اور بیڈ ریسٹ کی ہدایت دے کر اسے چھٹی دے دی گئی.

جب سوزی کمرے میں اسے لینے گئی تو وہ سر پہ ہاتھ رکھے چھت کو گھور رہی تھی.

ھاد کو اس وقت میرے ساتھ ہونا چاہئیے تھا.

یقینا اسے بھی بچے کی خبر دے دی گئی تھی.

وہ لمبی سانس بھرتی اٹھ بیٹھی تو سوزی اس کے قریب آ کھڑی ہوئی.

حورین صاحبہ.... ھاد صاحب کبھی آپ کو اس حالت میں دیکھنا پسند نہیں کرتے.

نرمی سے سمجھاتے وہ اس کی مدد کر کے بیڈ سے اٹھانے لگی.

حورین کسی بات کا جواب دیئے بغیر کھڑی ہو گئی اور چلنے لگی.

گھر پہنچ جب ماریہ کو یہ خبر ملی تو اس کی خوشی دیدنی تھی.

آئی کانٹ بلیو میں آنٹی بننے والی ہوں.

وہ سب اتنا خوش تھے کہ حورین بے دلی سے مسکرا پڑی.

اگر ھاد ہوتا تو کتنا خوش ہوتا نا.

حورین کی بات پہ سب پہ پھر سے اداسی چھا گئی.

تم پریشان کیوں ہوتی وہ ابھی بھی خوش ہی ہو گا.

ضرار اور عمر اس کی خبر گیری کرنے آئے تھے اور اب یہ خبر سن کر وہیں بیٹھ گئے.

احتشام کی بات پہ وہ غصہ میں آ گئی.

اگر اسے معلوم ہو گا تو خوش ہو گا نا...

وہ غصے سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تو احتشام کے پاس کھڑی ماریہ نے اس کے پیٹ میں کہنی دے ماری اور پھر گھورنے لگی.

کیا...

وہ بھی ماریہ کو گھورتے ہوئے بنا آواز کے چیخا.

سوزی اور ماریہ اس کی مدد کرتے حورین کو بیڈ روم میں لے جانے لگے.

کیا ھاد کی کوئی خبر ملی.

احتشام ان دونوں سے پوچھنے لگا تو ضرار نے عمر کو دیکھا اور پھر انکار میں سر ہلا دیا.

ہمیں ایک باڈی ملی ہے جو کہ ھاد کی ہو سکتی ہے.

اس کی بات پہ احتشام اپنے دانت چبانے لگا.

اگر آپ جانتے ہی نہیں کہ وہ ھاد ہے تو کیسے کہ سکتے ہو یہ بات....

ہمیں صرف شک ہے احتشام... عمر اسے سمجھانے لگا.

تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا.

میں خود وہاں جاؤں گا.

پلیز احتشام تم تو ہمیشہ صبر کرنے والوں میں سے ہو تو پھر ایسی حرکتیں مت کرو.

آپ میرے دوست کی بات کر رہے ہیں.

لوگ بے قابو ہو رہے ہیں. ھاد کی غیر موجودگی سے ان کا شک یقین میں بدل رہا ہے اگر تم بھی چلے گئے تو ایسے میں وہ سب تمہاری غیر موجودگی میں ماریہ اور حورین کو نشانہ بنائیں گے.

ماریہ میری بیوی ہے ڈیڈ اسے اس سب سے الگ رکھیں.

لیکن سچ یہی ہے کہ ھاد اسے یہاں کسی وجہ سے نہیں رکھتا تھا اور اب وہ حورین کی وجہ سے یہیں رہائش پزیر ہے.

حورین کی بگڑتی صورتحال کے مد نظر وہ یہاں رہ رہی ہے.

تو پھر اسے سچ بتا دو کہ ھاد نہیں رہا جتنی جلدی وہ اس سچائی کو مانے گی اتنا ہی بہتر ہے.

احتشام سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بیٹھ گیا.

وہ واقعی اس وقت نہیں جا سکتا تھا لیکن اسے عمر کی بات پہ یقین بھی نہیں ہو رہا تھا.

اور حورین اس سب میں اس بیچاری کا کیا قصور تھا.

میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہئیے....

ضرار کی بات پہ وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے اور احتشام ان سے مل کر انہیں گیٹ تک چھوڑ آیا.

واپس آ کر اس نے خود کو آفس میں بند کر لیا.

***

رات کا وقت تھا اور وہ باغیچہ میں تھی.

گازیبو میں بنے جھولے پر بیٹھی اسے جھول رہی تھی.

ھاد کے بغیر اس کا باغیچہ بھی کتنا سنسان ہو گیا تھا.

کب آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے وہ محسوس نا کر پائی.

تھوڑی اور گردن تر ہو چکی تھی.

وہ ہر بار وعدہ کرتی تھی کہ اب نہیں روئے گی لیکن پھر رونے لگتی تھی.

ابھی بھی وہ خود کو ھاد کے ساتھ باغیچہ میں کام کرتی دیکھ رہی تھی.

آخری بار وہ جب وہ اس کی مدد کر رہی تھی تو اس پہ کوئی کیڑا چڑھ گیا تھا.

وہ اسے یاد کر کے ہسنے لگی.

اور پھر دوبارہ رونے لگی.

زندگی کی چاہت نہیں تھی لیکن اب وہ کسی اور کی جان کی ذمہ دار تھی.

زندگی نے اس کے ساتھ دھوکا کیا تھا.

پیدا ہوتے ہی ماں چھین لی

باپ کے ہوتے ہوئے بھی اس کا پیار نا ملا.

ماں جیسی خالہ اسے منحوس سمجھتی تھی.

پھر چودہ سال کی عمر میں اس سے اس کا وجود بھی چھین لیا گیا.

جس شخص نے اسے اس کی پہچان کرائی اب وہ بھی دور ہو گیا تھا.

شاید اگر وہ پریگننٹ را ہوتی تو کوئی انتہائی قدم اٹھا لیتی.

کمزور ٹوٹے ہوئے لوگ ایسا ہی تو کرتے ہیں.

شاید وہ واقعی منحوس تھی جس کی زندگی میں داخل ہوتی تھی تباہ کر دیتی تھی.

وہ اپنے ہاتھوں سے چہرہ رگڑنے لگی جیسے اس سے وہ خود کو مٹا دے گی.

جب چہرہ سرخ ہو گیا اور جلن کرنے لگا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اندھیرے میں اندر کی طرف چل دی.

***

اس کے انتظار میں دوسرا ہفتہ بھی گزر گیا تھا وہ بمشکل کھاتی پیتی تو تھی لیکن طبیعت مسلسل گر رہی تھی.

اس کی وجہ سے سب ہی پریشان تھے اب تو احتشام کو بھی شک ہونے لگا تھا کہ کہیں واقعی ھاد بلاسٹ میں مر تو نہیں گیا.

کئی رات وہ مسلسل جاگتا رہا تھا.

اور آج ہال میں بیٹھے بیٹھے ہی آنکھ لگ گئی.

سوزی کام سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں جانے لگی تو احتشام کے نیند میں ڈوبے وجود پہ نظر پڑی.

اس کے لئے چادر لائی اور اوپر پھیلا دی جب احتشام کی آنکھ کھل گئی اور وہ آنکھیں مسلنے لگا.

کیا وقت ہو گیا ہے...

صوفے سے ٹیک لگاتا پوچھنے لگا.

ابھی تو بس ساڑھے گیارہ ہوئے ہیں.

سوزی اسے کہتے صوفے پہ کچھ فاصلے پہ بیٹھ گئی.

حورین کیسی ہے؟

ان کی حالت ٹھیک نہیں.

مشکل سے جو کھاتی ہیں وہ الٹی کر دیتی ہیں.

مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں سوزی...

وہ مجھے بہت مشکل حالت میں چھوڑ گیا ہے.

حورین کو کیسے سنبھالا جائے تم ہی کچھ بتاؤ...

اس کی بات پہ وہ ہونٹ چبانے لگی.

انہیں کسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہے.

ہاں تو ہم سب ہیں تو اس کے پاس.

وہ سر نفی میں ہلانے لگی.

نہیں آپ نہیں سمجھ رہے.

کچھ دیر وہ خاموش رہی اور پھر اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئی.

آپ کا بھائی...رباط...وہ انہیں پسند کرتا ہے ہے نا.

اس کی بات پہ احتشام کی پیشانی پہ بل پڑ گئے.

ہاں تو...

اگر وہ ابھی بھی انہیں پسند کرتے ہیں تو....

اس کا اشارہ سمجھ کر وہ کھڑا ہو گیا.

یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو وہ شادی شدہ ہے.

ہو سکتا ہے ھاد صاحب واقعی مر گئے ہوں.

اگر ایسا بھی ہوا تو بھی چھ ماہ تک کچھ نہیں کیا جا سکتا.

سوزی اس کی بات سمجھ تو نہیں پائی لیکن پھر خاموش ہو گئی.

احتشام...

ہاں

ک... کیا میں آپ سے ایک بات پوچھوں.

کہو...

آپ کے... آپ کے ماں باپ کے ساتھ کیا ہوا.

وہ کب سے یہ بات جاننا چاہتی تھی آج موقع ملا تو پوچھ بیٹھی.

اس کے سوال پہ احتشام کی رگیں تن گئی تھیں.

اور وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا.

سوزی اس کے تاثرات سے خوفزدہ ہو کر اٹھنے لگی تو احتشام نے اس کی کلائی مضبوطی سے تھام لی.

تم نے مجھ سے یہ سوال کیوں کیا.

وہ پہلی بار احتشام کو اس طرح دیکھ رہی تھی.

احتشام صاحب چھوڑ دیں مجھے درد ہو رہا ہے.

اس کی بات پہ احتشام نے اس کی بازو مزید زور سے دبائی.

بتاؤ کیوں کیا یہ سوال.

و..وہ ھاد صاحب نے پوچھنے کا کہا تھا.

اس کی بات سے احتشام نے سوزی کی کلائی جھٹکے سے چھوڑی اور گہرہ سانس بھرنے لگا.

جبکہ وہ اپنۓ سرخ پڑتی بازو دیکھنے لگی.

میرے والدین کو ھاد کے باپ نے مارا تھا.

سوزی کو امید نہیں تھی ایسے جواب کی اس لئے اسے دیکھنے لگی.

سب میرے سامنے ہوا.

سات سال کا تھا میں.

جانتی ہو تم نے مجھے کہا تھا کہ میں سمجھ نہیں سکتا جو تم پر گزرا لیکن میں سمجھتا ہوں.

کیونکہ میری ماں اس سے بھی زیادہ وحشت کا شکار ہوئی ...

وہ بھی میرے سامنے جب میں کچھ سمجھتا بھی نہیں تھا.

اسے بتاتے ہوئے وہ قہقہہ لگانے لگا اور سوزی کو اس کے لئے تکلیف ہونے لگی.

ایم...ایم... سوری.

نہیں تم جاننا چاہتی تھی نا تو میں نے بتا دیا.

وہ کندھے آچکا کر کھڑا ہو گیا اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا.

سوزی کتنی ہی دیر بند دروازے کو دیکھتی رہی اور پھر وہاں سے چل دی.

***

ھاد کو غائب ہوئے اب تیسرا ہفتہ بھی گزر چکا تھا.

احتشام نا چاہتے ہوئے بھی یہ ماننے پہ مجبور تھا کہ وہ واقعی زندہ نہیں رہا.

وہیں ماریہ اپنی سرخ آنکھیں سب سے چھپائے پھرتی تھی اور زیادہ تر وقت حورین کی دیکھ بھال میں صرف کرتی تھی.

اس کی شوخی اور ضد سب زہ اپنے ساتھ لے گیا تھا.

احتشام نے حورین کے دروازے پہ دستک دی تو ماریہ دروازہ کھول کر اسے اندر لے آئی.

گلاب اور صندل سے مہکنے والے کمرے میں اب بیماری اور الٹیوں کی بدبو پھیلی ہوئی تھی.

بیڈ پہ سہارا لئے بیٹھی اس لڑکی او پہچاننا مشکل ہو رہا تھا.

اس کی حالت پہ وہ اپنا خون جلا کر رہ گیا.

شاید رباط والا آئیڈیا واقعی کام کر جائے.

حورین...

ہمم.....

وہ مدہم سے مسکرانے لگی.

پلیز سیٹنگ روم میں آ جاؤ ھاد کا وکیل تم سے ملنا چاہتا ہے.

اس کی بات پہ حورین کی پیشانی پہ بل پڑ گئے وہیں ماریہ احتشام کو گھورنے لگی.

یہ صحیح وقت نہیں...

ہم اس معاملے کو مزید نہیں ٹال سکتے ماریہ. سچ کا مقابلہ کرنا ہی پڑے گا.

وہ اسے حورین کو لانے کا اشارہ کرتا باہر چلا گیا اور پھر وکیل کو لے کر پرسنل سیٹنگ روم میں آ گیا.

تب تک حورین بھی سہارے سے چلتی کاؤچ پہ آ بیٹھی اور گھٹنے فولڈ کر کے بیٹھ گئی.

مسز ھاد آئی ہوپ آپ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں.

اس کی حالت اتنئ خستہ تھی کہ سب صاف ظاہر تھا.

حورین نے سر ہلا کر اس بات جاری رکھنے کا کہا تو وہ مزید بولنے لگا.

میں شروع آپ کے والدین سے کروں گا.

ان کی ڈیتھ کے بعد چونکے آپ ان کی اکلوتی وارث ہیں تو آپ کی ماں اور باپ دونوں کی جائیداد ھاد صاحب نے آپ کے نام منتقل کروا دی تھی.

اس کی بات پہ حورین بنا جسی تاثر کے سنتی رہی.

اسے نہیں پتا تھا ھاد نے سب کب کیا لیکن وہ یہ آرام سے کر سکتا تھا.

اب آپ کے شوہر کی طرف آتے ہیں.

اس کی بات پہ وہ اپنا ہونٹ چبانے لگی.

احتشام اور ماریہ بھی وہیں موجود تھے.

احتشام نے اشارہ کیا تو وہ مزید بولنے لگا.

ان کی وصیعت کے مطابق ان کی کمپنی اور تمام جائیداوں کے پچاس پرسنٹ حصہ کی مالک آپ ہیں.

جب کے بیس فیصد کے مالک احتشام صاحب ہیں.

دس فیصد فلاحی کاموں کے لئے مختص کئے گئے ہیں.

اور باقی کا بیس فیصد حصہ ماریہ صاحبہ کے لئے ہے جو کہ ایک دم انہیں منتقل نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر پانچ سال بعد دیا جائے گا.

اور ضرار صاحب سے طلاق یا علیحدگی کی صورت میں انہیں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دی جائے گی.

حورین جو کب سے یہ بکواس سن رہی تھی اب بیزار ہونے لگی.

وہ تو ایسے کہ رہا تھا جیسے ھاد واپس آنے والا نہیں تھا.

ماریہ ایک دم روتے ہوئے ہسنے لگی.

واہ... تم تو جانے کے بعد بھی میری رسی کھینچ کر رکھ رہے ہو ھاد

حورین مزید نہیں رک سکتی تھی اس لئے کھڑی ہو گئی.

مسز ھاد آپ پراپرٹی کو بیچنا چاہتی ہیں یا رکھنا.

اس نے تلخی سے اس وکیل کو دیکھا اور پھر احتشام کو دیکھ کر کہنے لگی.

جو تم چاہو کرو...

ابھی اس نے ایک قدم اٹھایا تھا جب وکیل دبارہ بولا.

اور آپ کے والدین کی...

اسے ڈونیٹ کر دیں.

حورین نے بنا رکے کہا.

لیکن وہ تو کروڑوں بلکہ عربوں روپے ملکیت کی جائیداد ہے.

وہ ہکلاتے ہوئے پوچھنے لگا جس پہ حورین بنا کوئ

جواب دیئے کمرے میں قید ہو گئی.

***

اس وصیعت والی بات کے بعد اس کی حالت مزید بگڑی تھی اور ات وہ ہوسپٹل میں تھی.

احتشام ماریہ اور سوزی کے ساتھ ضرار بھی وہاں موجود تھا.

سب پریشان تھے.

ضرار اور عمر کے بیچ لگاتار تلخ کلامی ہو رہی تھی.

ماریہ کسی شبہ کے تحت ان کے قریب گئ

تو وہ دونوں خاموش ہو گئے.

ضرار اسے تھامتا واپس لے آیا.

تم کیا بات کر رہے تھے

اس کے بگڑے تاثرات دیکھ کر وہ پوچھنے لگی جس پہ اس نے سر ہلا دیا لیکن بولا کچھ نہیں.

وہ مزید سوال کرتی اس سے پہلے ڈاکٹر آ گئی تو وہ اس طرف چلی گئی.

کیا ہوا ہے حورین کو.

وہ بے قراری سے پوچھنے لگی.

احتشام اور سوزی بھی وہیں آ گئے تھے.

مجھے بے حد افسوس ہے لیکن ان کا مس کیرج ہو گیا ہے.

ڈاکٹر کی بات پہ وہ سب اپنی جگہ ساکت ہو گئے تھے

کوئی بھی بول نہیں پا رہا تھا.

ضرار غصے سے پلٹتا اپنے باپ کو گھورتا وہاں شے چلا گیا.

اور... اور... حورین.

احتشام ہمت کر کے پوچھنے لگا.

وہ خطرے سے باہر ہیں لیکن حالت نازک ہے.

ہم مزید انہیں چوبیس گھنٹے آئی سی یو میں رکھیں گے.

وہ ماریہ کا کندھا تھپتھپاتی چلی گئی.

اور وہ وہیں ڈھے سی گئی.

***

کئی دن ہوسپٹل میں گزارنے کے بعد وہ واپس آ گئی تھی.

زندہ رہنے کا تو اب کوئی جواز نا رہا تھا.

ماریہ اور سوزی میں سے کوئی نا کوئی ہر وقت اس کے ساتھ رہتا.

شاید رباط کو احتشام خبر دے چکا تھا اس نے کئی بار حورین سے بات کرنا چاہی لیکن حورین نے ہر بار انکار کر دیا.

ہال میں بیٹھی وہ اپنۓ ہتھیلیوں میں ناخن چبھا رہی تھی.

خون ہتھیلیوں سے رسنے لگا تھا.

اسے اپنا آپ ان سب پہ بوجھ سا لگنے لگا تھا.

ہر کوئی یہاں تک ماریہ بھی بہت احتیاط سے بات کرتی کہ کہیں کوئی بات اس کا دل نا دکھا دے.

احتشام نے اس کا دل سٹڈی کی طرف موڑنا چاہا لیکن اس نے مزید پڑھنے سھ انکار کر دیا.

ہر چیز ہر سوچ تکلیف دہ تھی.

اس گھر میں ہر جگہ اسے بس ھاد دکھتا تھا اور اب اس کا وہاں سانس بند ہونے لگا تھا.

وہ جگہ جہاں وہ کبھی خود کو دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ محسوس کرتی تھی وہ جگہ اب اسے کھانے دوڑتی تھی.

ماریہ نے اس کے کمرے میں سونا شروع کر دیا تھا اس کی ذہنی حالت پہ سب کو شک ہونے لگا تھا.

اس کی ذہنی حالت پہ شک تو تب بھی سب کرتے تھے اور اب بھیٔ گر رہے تھے.

وہ بال پھر سے چہرے پہ پھیلانا شروع ہو گئی تھی.

احتشام اس وقت ہال میں بیٹھا بظاہر تو اپنا کام کر رہا تھا لیکن اس کیٔ مکمل توجہ حورین پہ ہیٔ تھی.

وہ جب سے ہوسپٹل سے واپس لوٹی تھی اس سے یہ بات کرنا چاہتی تھیٔ لیکن ٹالتیٔ رہی.

مگر اب وہ مزید برداشت نہیں کر پا رہی تھیٔ.

احتشام... احتشام...

وہ اتنی دھیمی آواز میں بولی کہ احتشام تک اس کی آواز بمشکل پہنچ پائی تھی.

ہاں... بولو.

وہ فوراً لیپ ٹاپ بند کر کے اس کی طرف پلٹا.

سر ویسے ہی جھکائے وہ اس سے بات کرنے لگی.

م...میں یہاں نہیں رانا چاہتی...میں مزید اس گھر نہیں رہ سکتی.

ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر گود میں گرتا جذب ہو گیا.

احتشام کو اس بات کی تمنہ نہیں تھی.

میں کچھ سمجھا نہیں...

م...میں اسلام آباد بانا چاہتی ہوں.

ہونٹوں کو تر کرتے ہوئے کہنے لگی.

اب کئ بار احتشام سیدھا ہو کر بیٹھ گیا.

لیکن کیوں.... تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہے تو...

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ رونے لگی.

ت...تم سمجھ نہیں رہے میں اس کھر اس شہر میں مزید نہیں رہ سکتی.

میں یہاں گھٹ گھٹ کے مر جاؤں گی پلیز....

لہجہ نہایت شکستہ تھا.

احتشام کو اسے اس حالت میں دیکھ کر بے انتہا تکلیف ہوتی تھی.

پلیز...احتشام.... سمجھو ..م...میرے دل میں درد ہے تکلیف ہے.

کبھی نا ختم ہونے والی تکلیف.....

وہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے التجا کرنے لگی.

ماریہ سیڑھیوں میں کھڑی سب دیکھ رہی تھی.

یہاں میں ہر وقت اس کو دیکھتی ہوں پر کبھی قریب نہیں جا سکتی.

ہر وقت سنتی ہوں ہوں پر چھو نہیں سکتی.

مجھے یہاں سے دور جانا ہے ورنہ یہ تکلیف میرے سانس روک دے گی پلیز.

وہ روتے ہوئے اس کے پیروں میں آ بیٹھی.

حورین...اٹھو یہ کیا کر رہی ہو.

پلیز مجھے دور جانے دو یہاں سے پلیز...

احتشام مدد طلب آنکھوں سے ماریہ کو دیکھنے لگا جس پہ وہ اثبات میں سر ہلانے لگی.

وہ جگہ اور حماد کی یادیں واقعی اس کی جان لے لیتیں.

ٹھیک ہے پلیز تم رو نہیں....

وہ اسے خاموش کرواتا ہوا کہنے لگا.

اس کی صحت اور اعصاب میں آتی کمزوری سے ہر کوئی واقف تھا.

اتنے چھوٹے عرصے میں اس نے اپنا شوہر اور اس کی آخری نشانی بھی کھو دی تھی.

شوہر بھی وہ جو اس کی کل کائنات تھا تو حورین کا بکھرنا جائز تھا

***

ماریہ حورین کے ساتھ ہی اسلام آباد آئی تھی.

انہوں نے فیصلہ کیا تھا شاید جگہ بدلنے سے واقعی اس کی صحت میں کوئی بہتری آ جائے.

تین کمروں ایک کچن اور دو واشروم پہ مشتمل وہ چھوٹا سا گھر ھاد کی ملکیت تھا.

دو گارڈز اس گھر کے باہر اس کی حفاظت کے لئے چنے گئے.

ھاد کی ایک پرانی ورکر کو وہاں اس کی رہائش کا بندوبست کرنے بھیجا گیا.

حورین ماریہ کے ساتھ جیسے ہی اس گھر داخل ہوئی ایک عورت ان کے پاس آ کر اپنا تعارف کروانے لگی.

سلام... میں صدرہ ہوں احتشام صاحب کے کہے مطابق میں نے سب کچھ تیار کر دیا ہے.

شاید وہ اس کے لئے ملازمہ بھیجی گئ تھی.

لیکن جس بات پہ وہ چونکی وہ اس عورت کا چہرہ تھا.

اس کا چہرہ ایک طرف سے بری طرح جلا ہوا تھا جیسے کسی نے تیزاب پھینک کر جلا دیا ہو.

بے اختیار اس کا ہاتھ اپنے چہرے کی طرف اٹھا تھا.

وہ اسے سلام کا جواب دیتی ماریہ کے ساتھ کمرے میں چلی گئ.

کمرہ اس کے اور ھاد کے کمرے جتنا نہیں تھا لیکن کافی اچھے سے سجایا گیا تھا.

ڈبل بیڈ کے ساتھ ہی کھڑکی تھی جو باہر کی طرف کھلتی تھی.

ایک صوفہ ڈریسنگ ٹیبل اور اٹیچڈ باتھروم...

وہ عورت کون ہے ماریہ

اس کا سامان کبٹ میں لگاتی ماریہ سے پوچھنے لگی

مجھے نہیں پتا میں اس سے پہلی بار ملی ہوں.

وہ لاپرواہی سے کہنے لگی اور پھر سے کپڑے سیٹ کرنے لگی تو حورین ٹھنڈی آہ بھر کے رہ گئ.

اگلے ایک ہفتہ ماریہ اس کے ساتھ ہر وقت چپکی رہتی.

صدرہ کافی اچھی تھی وہ دونوں اسے زبردستی کھلاتی پلاتی رہتی.

اسے کبھی اس طرح کی توجہ کی عادت نہیں تھی.

ماریہ تم واپس جاؤ گی...

فلم دیکھتی ہوئی ماریہ سے پوچھنے لگی.

کیوں کیا تمہیں میں اچھی نہیں لگتی.

وہ شکل بنا کر کہنے لگی تو حورین مسکرا پڑی.

تم ڈرو نہیں میں بہت بزدل ہوں خود کو کچھ نہیں کر سکتی ورنہ تبھی کر لیتی جب میرے

چہرے کا یہ حال ہوا یا جب میرا بے بی..

وہ جملہ مکمل نہیں کر پائی تو لمبے لمبے سانس لینے لگی.

پھر کچھ وقت کے توقف سے کہنے لگی.

تم پلیز واپس چلی جاؤ مجھے اکیلا رہنا ہے.

اس کی بات سمجھتے ہوئے وہ سر ہلانے لگی تو حورین اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی.

دو دن بعد ماریہ واپس تو چلی گئی لیکن اس کا ایڈمیشن ایک آرٹس کلب میں کروا گئی.

اس نے حورین کی بنائی ہوئی پینٹنگ دیکھی تھی جو آج بھی ھاد اور اس کے کمرے میں سجی ہوئی تھی.

وہ سمجھ نہیں تھی پائی کہ اتنا ٹیلنٹ ہوتے ہوئے بھی وہ اکنامکس میں گریجویٹ کیوں کر رہی ہے.

لیکن اس وقت اس نے یہ قدم صرف حورین کی بہتری کے لئے اٹھایا تھا.

ماریہ کے جانے کے بعد اس نے پھر سے کھانا پینا بند کر دیا اور بس کمرے میں پڑی رہتی.

پہلے تو صدرہ خاموش رہی پھر اس کے کمرے میں ڈش سجا کر لے آئی.

اٹھیں آپ کے لئے کھانا لائی ہوں.

وہ پردے ہٹاتی کمرے میں روشنی کرنے لگی تو حورین نے لحاف چہرے پہ کھینچ لیا.

جاؤ...مجھے نہیں کھانا.

وہ خاموشی سے کرسی بیڈ کے قریب کھینچ کر بیٹھ گئی.

آپ کی عمر کی تھی میں جب میری شادی ہوئی.

وہ بولنے لگی تو حورین چہرے سے لحاف ہٹا کر اسے دیکھنے لگی.

بڑا مارتا تھا میرا میاں مجھے جی...

وہ اداسی سے کہتی بریڈ پہ اس کے لئے جام لگاتی حورین کی طرف بڑھانے لگی تو اس کی باتیں سنتی اس نے سلائس پکڑ لیا.

جب کوئی بچہ نا ہوا تو مجھے مار پیٹ کے نکال دیا.

صدرہ کی آواز رندھ گئی تھی.

علاج کروایا میرے پیکے نے تو پتا لگا کہ مجھ میں کوئی خامی نا تھی.

لیکن اس نے مجھے طلاق دے دی.

ماں باپ نے اور جگہ بیاہ دیا.

حورین اس کی باتیں سنتی بریڈ کو کترنے لگی تھی.

صدرہ اپنی بات جاری رکھے تھی

پھر اللہ نے خوشی کی خبر سنا دی.

دو دوسرہ توش تیار کرتی اس کی طرف بڑھانے لگی تو حورین وہ بھی چبانے لگی.

پھر کیا ہوا...

پہلے شوہر کو برداشت نا ہوا...

راہ جاتی پہ تیزاب پھینک دیا.

حالت اتنی بری تھی کہ بچہ بھی نا بچا...

دوسرے شوہر نے بھی چھوڑ دیا.

بات مکمل کر کے اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری.

حورین خود میں سمٹ سی گئی.

کوئی راہ نہیں دکھتی تھی.

بڑے عرصے ماری ماری پھرتی رہی.

اک دن ھاد صاحب کی گاڑی سے ٹکراتی ہوئی بچی.

ھاد کے نام پہ وہ سیدھی ہو کر تنئتھ گئی.

وہ مجھے کسی گھر لے گئے وہاں اور بھی عورتیں تھیں ہر عمر کی.

میری کہانی سن کر کرنے خاموشی سے چلے گئے.

پتا نہیں کیا کیا پر کچھ دن بعد پہلے شوہر کی جل کر مرنے کی خبر آئی.

حورین ہونٹ دانتوں تلے چبانے لگی.

زندگی گزرنے لگی. باقی عورتوں کے ساتھ رشتہ بنا لیا.

یہ سب آپ او اس لئے بتایا کہ آپ خود کو ایسے ختم نا کرو جی...

تنگیاں تو آتی ہی ہیں تو اس کا مقابلہ کرو.

وہ اسے سمجھاتئ اٹھ کر چلی گئی اور حورین سوچ میں پڑ گئی.

***

اگلے دن ناشتہ کر کے وہ انسٹیٹیوٹ جانے کے لئے تیار تھی.

وہ مسلسل خود پہ کسی کی نظر محسوس کر رہی تھی. ادھر ادھر دیکھتی لیکن کوئی نظر نا آتا.

پھر یہ سوچ کر ٹال دیا کہ شاید گارڈز ہوں گے.

وہ مہینہ بھی ایسے ہئ گزر گیا اس دوران اس نے کئ بار ماریہ اور سوزی سے بات کی.

کمی تو ھاد کی ابھی بھی کھلتی تھی لیکن وہ ھاد کی محبت کا ثبوت تھی خود کو جیسے تباہ ہونے

دیتی.

روز رات کو خواب میں وہ ملنے آتا تھا. اکثر جب وہ جاگتئ تو اسے یاد کر کے رونے لگتی تھی.

اس دن رباط کا دوسرئ بار فون آیا تھا.

نا چاہتے ہوئے بھی اس نے ریسیو کر لیا.

کیسی ہو حورین...

م..میں ٹھیک ہوں اور تم.

میں بھی ٹھیک ہوں...مجھے افسوس ہوا سب جان کر...

ہمم...

وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ پائی تھی.

حورین میں تمہیں بہت یاد کرتا ہوں...

رباط میں مصروف ہوں پھر بات کروں گی...

یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا.

سوزی نے اپنے سوالات کے لئے احتشام سے معافی مانگ لی تھی ور شاید اس کا پروپوزل بھی قبول کر لیا تھا.

یہ سب اسے ماریہ سے پتا لگا تھا.

اس کے جانے کے بعد احتشام اپنے گھر شفٹ ہو گیا اور ماریہ بھی.

وہ گھر پھر سے اپنے مکینوں سے خالی ہو گیا تھا.

ایک بار پھر سے اس پہ سناٹے کا راج تھا.

وقت کی ایک خاصیت ہے اچھا ہو یا برا گزر ہی جاتا ہے.

اسے کے لئے بھی گزر رہا تھا. پنکھ لگا کر یو نہیں کچھوے کی رفتار سے ہی سہی.

آج حماد کے بغیر چار ماہ ہو چکے تھے اور اب اس کے دل نے بھی مان لیا تھا کہ وہ زندہ نہیں ہے.

انسٹیٹیوٹ سے تھکی ہوئی لوٹی تو فون بجنے لگا.

اٹھایا تو دوسری طرف سے عشال بول رہی تھی.

اس کی آواز سن کر وہ خوشی کا اظہار بھی نا کر سکی.

کیسی ہیں آپ...

اس کا جواب دینے کی جگہ وہ رونے لگی.

کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں.

میری بیٹئ ہوئی ہے...

تو یہ تو خوشی کئ بات ہے نا پھر آپ رو کیوں رہئ ہیں.

کیونکہ مجھے وہ نہیں چاہئیے... کاش وہ پیدا ہوتے مر جاتئ...

اس کی بات سے حورین کو کتنی قدر تکلیف ہوئی تھی وہی جانتی تھی.

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ ایک دم بولی...

آپ کتنی ناشکری ہیں.

حورین کے لہجے میں آئی سختی سے وہ ایک دم چپ ہوئی تھی.

حورین....

آپ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے باوجود آپ کو ایک محبت کرنے والا شوہر ملا اولاد ملی اور آپ ایسے ناشکری کر رہئ ہیں.

آپ ایسی تو کبھی نہیں تھیں عشال اپی...افسوس ہو رہا ہے مجھے آج.

اپنی بات مکمل کر کے اس نے فون کاٹ دیا اور کتنی ہی دیر روتی رہی تھی.

عشال کو تب واقعی میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا.

***

اپنے پراجیکٹ پہ کام کر کے وہ جب فارغ ہوئی تو سو گئی.

آج خواب میں پھر سے ھاد ملنے آیا تھا.

رات کے دو بجے پسینے سے شرابور اس کی آنکھ کھلی تو وہ اٹھ کر واشروم چلی گئی.

منہ دھویا پھر باہر آکر پانی پیا اون کھڑکی سے پردہ ہٹا کر باہر اندھیرے میں کچھ ڈھونڈنے لگی۔

کافی دیر باہر دیکھتے ہوئے وہ پلٹی اور بیڈ کی طرف جانے لگی جب کسی نے اس کی گردن جکڑی اور سے دیوار کے ساتھ پٹخا...

خوف کی شدت سے اس کی آواز بھی نا نکل پائی۔

اندھیرے میں موجود وہ شخص کون تھا جو سیکیورٹی ہونے کے باوجود اس کے کمرے تک گھس آیا تھا۔

ک... کون...

اس کے منہ سے کوئی اور لفظ ادا ہوتا اس سے پہلے ایک چاقو اس کی پیشانی سے ہوتا ہوا ناک اور پھر ہونٹوں پہ آکر رک گیا۔

حورین تو جیسے چار سال پیچھے چلی گئی۔

گہری کالی آنکھیں اس کے ذہن میں گھوم گئیں۔

اور بے اختیار ایک سسکی اس کے لبوں سے ابھری تھی۔

پ... پلیز...

وہ جو کوئی بھی تھا اس کی دہکتی سانس وہ اپنے کان کی لو پہ محسوس کر رہی تھی.

اس کی گردن دبوچے وہ ہاتھ اس کے سینے پہ آ کر رک گیا تو حورین کا سانس وہیں رک گیا.

چاقو کی نوک اس کے ہونٹوں سے ہوتی ہوئی گردن پہ آ کر رک گئی.

سسکیاں ہچکیوں میں بدل گئیں.

وہ بری طرح سے کانپنے لگی تھی.

ن... نہیں... پلیز.. م.. مجھے...

شش... میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم وہاں تب تک رہو گی جب تک میں چاہوں.

وہ آواز تو حورین لاکھوں میں پہچان سکتی تھی.

خوف کی جگہ ایک دم حیرت نے لی تو اس کی ہچکیاں بھی تھم گئیں.

ھ.. ھاد...

اس نے سرگوشی کی تھی.

لیکن اس ظالم نے جواب دینے کی جگہ اس کی گردن پہ رکھے چاقو پہ دباؤ دینا شروع کیا.

چاقو کی نوک حورین کی نازک جلد کو چیر گئی تو خون رسنے لگا.

حورین کراہ کر رہ گئی اور پھر سے کانپنے لگی.

اس وقت وہ صرف جواب سننا چاہتا تھا.

م..میں وہاں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تھی ھاد...

اس کا جواب ایک چیخ کی صورت میں نکلا تھا.

ھاد نے چاقو پہ دباؤ پھر سے ہٹا دیا اور اب اس سے اس کا کندھا ٹریس کرنے لگا.

سڑک پہ گزرتی کسی گاڑی سے ایک لمحہ کے لئے کمرے میں مدھم سی روشنی چھائی تھی.

ھاد کی گہری آنکھیں اسی پہ مرکوز تھیں.

اپنا چہرہ اس کے کان کے مزید قریب لیجاتا وہ سرگوشی کرنے لگا.

تم نے میری غیر موجودگی میں اپنا خیال نہیں رکھا مجھ سے غداری کی....

چاقو اس کے کندھے پہ جلد کو ہلکا سا کاٹتا ہوا چلا گیا.

وہ کٹ اس کے جسم پہ نشان تو نہیں چھوڑتے لیکن ان کی جلن بے تحاشہ تھی.

آہ... وہ کراہنے لگی اور اس کا نام پکارنے لگی.

ھاد مت کرو پ...پلیز...

لیکن اس نے خون لگا وہ چاقو اس کے ہونٹوں پہ رکھ دیا اور دوسری طرف سے اس چاقو کو چوم لیا.

تم نے اس وجہ سے میرا بچہ مار دیا.

اس کی آواز اور لہجہ سے وہ کانپ اٹھی.

ان دونوں کے ہونٹوں پہ حورین کا خون لگا تھا.

ن..نا... نہیں ھاد...

بچہ کے ذکر پہ وہ بری طرح رونے لگی.

تو اس نے گردن سے دبوچ کر اسے اپنے قریب کھینچا اور اس کی آواز کو بند کر دیا.

جب حورین کا سانس رکنے لگا تو وہ اس سے جدا ہوا اور اٹھا کر بیڈ پہ پٹخا.

سائیڈ ٹیبل پہ رکھا لیمپ جلایا تو اس کی روشنی پورے کمرے میں پھیل گئ.

وہ بیٹھ کر اسے اپنی طرف کھینچنے لگی.

م...مجھے معاف کر دو پلیز....

اس سے چپکے وہ بری طرح رو رہی تھی.

اگر تم اپنا خیال رکھتی تو ایسا نہیں ہوتا.

پہلے کا غصہ اب کہیں بھی نہیں تھا.

اس کی گردن دبوچے وہ ہاتھ اس کے سینے پہ آکر رک گیا تو حورین کا سانس وہیں رک گیا.

چاقو کی نوک اس کے ہونٹوں سے ہوتی ہوئی گردن پہ آکر رک گئی.

سسکیاں ہچکیوں میں بدل گئیں.

وہ بری طرح سے کانپنے لگی تھی.

ن... نہیں... پلیز.. م.. مجھے...

شش... میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم وہاں تب تک رہو گی جب تک میں چاہوں.

وہ آواز تو حورین لاکھوں میں پہچان سکتی تھی.

خوف کی جگہ ایک دم حیرت نے لی تو اس کی ہچکیاں بھی تھم گئیں.

ھ.. ھاد...

اس نے سرگوشی کی تھی.

لیکن اس ظالم نے جواب دینے کی جگہ اس کی گردن پہ رکھے چاقو پہ دباؤ دینا شروع کیا.

چاقو کی نوک حورین کی نازک جلد کو چیر گئی تو خون رسنے لگا.

حورین کراہ کر رہ گئی اور پھر سے کانپنے لگی.

اس وقت وہ صرف جواب سننا چاہتا تھا.

م..میں وہاں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی تھی ھاد...

اس کا جواب ایک چیخ کی صورت میں نکلا تھا.

ھاد نے چاقو پہ دباؤ پھر سے ہٹا دیا اور اب اس سے اس کا کندھا ٹریس کرنے لگا.

سڑک پہ گزرتی کسی گاڑی سے ایک لمحہ کے لئے کمرے میں مدھم سی روشنی چھائی تھی.

ھاد کی گہری آنکھیں اسی پہ مرکوز تھیں.

اپنا چہرہ اس کے کان کے مزید قریب لیجاتا وہ سگوشی کرنے لگا.

تم نے میری غیر موجودگی میں اپنا خیال نہیں رکھا مجھ سے غداری کی....

چاقو اس کے کندھے پہ جلد کو ہلکا سا کاٹتا ہوا چلا گیا.

وہ کٹ اس کے جسم پہ نشان تو نہیں چھوڑتے لیکن ان کی جلن بے تحاشہ تھی.

آہ... وہ کراہنے لگی اور اس کا نام پکارنے لگی.

ھاد مت کرو پ...پلیز...

لیکن اس نے خون لگا وہ چاقو اس کے ہونٹوں پہ رکھ دیا اور دوسری طرف سے اس چاقو کو چوم لیا.

تم نے اس وجہ سے میرا بچہ مار دیا.

اس کی آواز اور لہجہ سے وہ کانپ اٹھی.

ان دونوں کے ہونٹوں پہ حورین کا خون لگا تھا.

ن..نا... نہیں ھاد...

بچہ کے ذکر پہ وہ بری طرح رونے لگی.

تو اس نے گردن سے دبوچ کر اسے اپنے قریب کھینچا اور اس کی آواز کو بند کر دیا.

جب حورین کا سانس رکنے لگا تو وہ اس سے جدا ہوا اور اٹھا کر بیڈ پہ پٹخا.

سائیڈ ٹیبل پہ رکھا لیمپ جلایا تو اس کی روشنی پورے کمرے میں پھیل گئی.

وہ بیٹھ کر اسے اپنی طرف کھینچنے لگی.

م...مجھے معاف کر دو پلیز....

اس سے چپکے وہ بری طرح رو رہئ تھی.

اگر تم اپنا خیال رکھتی تو ایسا نہیں ہوتا.

پہلے کا غصہ اب کہیں بھی نہیں تھا.

اوہ...ھاد... م..میں بہت ٹوٹ گئی تھی.

م... مجھے لگا تم مجھے اکیلا چھوڑ گئے.

اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر سے چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا.

چار مہینے کی دکھ ساری تکلیفیں سب کچھ جیسے پھر سے لوٹا تھا.

لیکن ایک آخری بار.

اس نے جھک کر حورین کے سر کا بوسہ لیا.

ضرار میجر عمر سب کہ رہے تھے تم کھو گئے.

روتے ہوئے وہ اس کی مہک خود میں اتارنے لگی.

حورین کو لگا جیسے ساری خوشیاں اسے لوٹا دی گئ ہوں.

اس وقت میں زخمی تھا کوئی نہیں جانتا تھا کہ میں زندہ بچوں گا یا نہیں. اسی لئے انہوں نے جھوٹ کہا.

لیکن کیوں ھاد کیوں.... اتنا عرصہ کیوں.

حورین میرے بہت دشمن ہیں. حتی کہ آرمی کے بھی کئ افسران مجھے مردہ دیکھنا چاہتے ہیں.

اسی لئے عمر نے اس بات کو خفیہ رکھا.

لیکن تم اپنی یہ حالت کر لو گی اس پہ مجھے بہت دکھ ہوا.

ت... تم واپس کب لوٹے.

وہ اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوتے ہوئے کہنے لگی.

جہاں اس کی کان کی لو سے رخسار کے بیچ تک کاٹے جانے کا نشان تھا.

مجھے تم پہ نظر رکھتے ایک ہفتہ ہو گیا.

اس سے پہلے میں کراچی میں بگڑے ہوئے لوگ سنبھال رہا تھا.

حورین تو ایک ہفتہ پہ اٹک گئی تھی.

تم ایک ہفتہ سے یہاں ہو اور مجھے بتانا بہتر نہیں سمجھا.

وہ اس سے کھسک کے دور ہوئی تو ھاد نے اسے کمر سے واپس کھینچا.

ہاں تو.....

ھاد.....

وہ غصے سے چلائی تو اس نے حورین کو دوبارہ چپ کروا دیا.

***

باقی کی رات وہ سکون سے سوئی تھی.

جب آنکھ کھلی تو وہ سگریٹ کے کش لگا رہا تھا.

حورین کی نظر اس کے سینے پہ نشان پہ گئی.

ایسا لگتا تھا جیسے کوئی جانور اس کا گوشت نوچ کر لے گیا ہو.

وہ کتنی تکلیف میں رہا ہو گا یہ سوچ کر وہ کانپ اٹھی.

ھاد اٹھ بیٹھا اور شرٹ پہننے لگا.

تیار ہو جاؤ ہم کراچی کے لئے نکل رہے ہیں.

آج ؟

نہیں ابھی....

اس نے حورین کو کھینچ کر اٹھایا اور پھر اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر مسکرا پڑا.

اس کی ناک کو کھینچ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا تو وہ بھی فریش ہونے بھاگ گئ.

آج کتنے دنوں بعد اس کی بھوک چمکی تھی.

اسے سے ناشتہ کے بعد جب وہ دونوں باہر نکلے تو اس وقت کافی زور سے بارش ہو رہی تھی.

حورین نے واپس پلٹنا چاہا پر اس نے اسے واپس کھینچ لیا.

ھاد میں بھیگ جاؤں گی.

وہ مزید کوئی بات کہتی اس سے پہلے ھاد نے اسے اٹھالیا.

حورین بری طرح چیخنے لگی تو وہ قہقہہ لگا اٹھا اور پھر اسے ہوا میں بلند کیئے گھومنے لگا.

کچھ دیر بعد وہ بھی اس کے ساتھ ہنس رہی تھی.

جب وہ رکا تو دونوں ہاتھوں سے ھاد کا چہرہ تھام لیا.

مم...میں نے تمہیں بہت مس کیا.

میں نے بھی ....ڈارلنگ...

حورین اپنا ہونٹ چبانے لگی اور پھر اپنے گیلے ہونٹ اس کی پیشانی پہ رکھ دیئے.

اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی.

ھاد بھی اس کی آنکھوں میں جھانکتا اس کے اقرار کا طلب گار تھا.

م...میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں ھاد.

ھاد نے اس کا اقرار سن کر آنکھیں بند کر لیں.

جب دوبارہ کھولیں تو وہ جذبات کو لو دیتی تھیں.

پھر سے کہو...

ھاد مرزا میں تم سے بےپناہ محبت کرتی ہوں جس کی کوئ

حد نہیں جس کے کوئی قانون نہیں....

جس کی فنا میں بھی بقا ہے.

وہ اس کے ہونٹوں کو چھوتی کہ رہی تھی.

جس کی آگ میں جھلسنے کو تیار ہوں.

اب اپنی پوروں سے اس کی آنکھیں چھونے لگی.

جو تم پہ ختم اور تم سے شروع....

ھاد نے اسے زمین پہ اتارا اور خود میں بھر لیا.

دونوں بارش میں بھیگتے ایک دوسرے سے اپنی محبت کا اقرار کر رہے تھے.

***

جیسے ہی وہ دونوں واپس پہنچے تو ان کے ساتھ ساتھ جیسے وہ گھر بھی خوشیاں منا رہا تھا.

ماریہ ضرار...

احتشام سوزی...

سب ہی وہاں موجود تھے.

حورین کو لے کر جب وہ اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ماریہ اس کی طرف بھاگتی آئی اور گلے لگا لیا.

ھاد نے اس کے سر پہ بوسہ دیا تو وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی.

پھر خود پہ قابو پا کر اسے دیکھنے لگی.

پہلے کیا تم کم خوفناک تھے بو چہرے پہ یہ کٹ لگوا لیا.

سوٹ کر رہا ہے ویسے...

احتشام اسے ہٹاتا اب خود ملنے لگا.

تو وہ دونوں ایک دوسرے کا کندھا تھپتھپانے لگے.

حورین کے تو دانت ہی اندر نہیں جا رہے تھے.

تم...یہاں کیا کر رہے ہو.

وہ ضرار کو گھورتا کہنے لگا.

تم نے میرے ڈیڈ کی ساری پراپرٹیز جلا دیں...اور مجھ سے پوچھ رہے ہو.

شکر کرو تم دونوں زندہ ہو.

جواب ماریہ کی طرف سے آیا.

تم سے تو میں بعد میں نپٹوں گا ماریہ...

یہ لڑکی میرے گھر کا سارا فرنیچر توڑ کر آئی ہے.

شکر کرو تمہیں نہیں توڑا...

جواب پھر سے ماریہ کی طرف سے آیا تھا.

وہ اپنئ بحث شروع کرتے اس سے پہلے ھاد دھاڑ اٹھا.

نکلو میرے گھر سے.

***

آدھی رات کا وقت تھا جب وہ جاگی

وہ کمرے میں اکیلی تھی.

کھڑکی سے مدہم سی روشنی کمرے میں آ رہی تھی.

وہ اٹھ کر اس طرف چلی گئ جب اس نے باغیچہ میں ھاد کو چھوٹی چھوٹی لائٹس کے بیچ پایا.

وہ ٹم ٹماتی روشنی ادھر سے ادھر ہل رہی تھی.

ایک ایسی ہی ٹم ٹماتی روشنی اڑتی ہوئ کھڑکی کے سامنے آ گئ.

جگنو.....

وہ ایک دم چیخی اور پھر ننگے پاؤں باہر بھاگی.

اگلا سانس اس نے باغیچہ میں آ کر ہی لیا تھا.

گلاب رات کی رانی اور دوسرے پھولیوں کی خوشبو نے اسے گھیر لیا تھا.

ھاد باغیچہ کے بیچ وہ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا.

اندھیرے میں جگمگاتے وہ جگنو اس جگہ کو مزید حسین کر رہے تھے.

حورین سر گھماتی ادھر ادھر دیکھنے لگی تو ھاد نے اسے متوجہ کیا.

مسز ھاد میرے ساتھ ڈانس کریں گیں.

اس کی بات پہ وہ مسکرا اٹھی اور ھاد کی طرف بڑھ گئی.

اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتی اس سے سوال کرنے لگی.

تم نے یہ سب کب کیا...

ششش...

اسے خاموش کروا کر اس نے پاکٹ سے چھوٹا سا رموٹ نکالا اور بٹن دباتے ہی ایک سائیڈ پہ سیٹ کیا میوزک سسٹم چل پڑا.

ناٹ بیڈ...

حورین اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی تو ھاد نے اسے جھٹکے سے قریب کیا.

ایڈ شرین اور بیونسی کی خوبصورت آواز فضا میں پھیلنے لگی.

I found a love for me

darling,just dive right in and follow my lead.

Well, i found a girl beautiful and sweet

oh i never knew you were someone waiting for me.

گلوکار کے ساتھ ھاد بھی گنگنا رہا تھا تو اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی.

میوزک پہ رقص کرتے وہ دونوں اس لمحے میں کھو گئے تھے.

When we fell in love not knowing what it was.

I will not give you up this time..

Darling, just kiss me slow.

Your heart is all i own.

And in your eyes you're holdin mine.

حورین کو گول گول گھماتے ہوئے نے دوبارہ اپنے قریب کیا تو حورین کو لگا جیسے وہ گانا خاص انھی کے لئے بنا ہو.

Babi i am dancing in the dark with you between my arms.

Barefoot on the grass, listening to our favourite song

when you said you looked a mess

iwhispered underneath my breath

but you heard it.

Darling,you looked perfect tonight.

ھادنے اسے اپنے قریب کر کے باہوں میں بھر لیا تو بیونسی کی آواز جیسے حورین کے دل کی ترجمانی کرنے لگی.

حورین نے سر اس کے کندھے سے ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اور اس کی لیڈ پہ جھومتی رہی.

Well i found a man

stronger than anyone i know.

He shares my dream,i hope that someday i'll share a home.

I found love to carry more than just my secrets, to carry love to carry children of our own.

But we're so in love, fighting agaimst all odds.

Iknow we'll be alright this time.

Darling, just hold my hand.

I am your girl you're my man

i see my future in your eyes...

آخری فقرات وہ دونوں دھرانے لگے تو ان دونوں اے قہقہے فضا میں بلند تھے.

کتنے مکمل تھے وہ دونوں ایک ساتھ.

اتنے الگ پھر بھی ایک دوسرے کو مکمل کرنے والے.

ھاد نے اس کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر سے اس کا سر اپنے کندھے پہ رکھ لیا.

اس کے ساتھ حورین کی دنیا مکمل تھی

اور حورین کے ساتھ ھاد کی.

دشت ظلمات ایور آفٹر

رانیہ صدیقی

حوریں اٹھو...

وہ دونوں باغیچہ میں بچھی چادر پہ ہی سوئے ہوئے تھے.

طلوع آفتاب دیکھتے ہوئے حوریں کی کب آنکھ لگی اسے احساس ہی نہیں ہوا.

ویسے بھی اج اتنے مہینوں بعد وہ ٹھیک سے سو پائی تھی.

اسے ہلا کر ھاد وہاں سے میوزک سسٹم اٹھانے لگا. جب وہ واپس آیا تو حوریں ابھی بھی سو رہی تھی.

بازو سے پکڑ کر کھینچا تو وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی.

چلو فریش ہو کر آؤ...

وہ بند آنکھوں ہاتھوں سے رگڑتی نیند میں ہی سیڑھیاں چڑھنے لگی.

کچن سے برتنوں کی آواز آ رہی تھی شاید سوزی بھی آ چکی تھی.

انگڑائیاں لیتی وہ کپڑے لے کر واشروم فریش ہونے گھس گئی جب واپس آئی تو ہال میں صوفے پہ براجمان ماریہ کو دیکھ کر خوش ہو گئی.

ماریہ تم کب ائی....

کل تو وہ کسی سے ٹھیک سے مل بھی نا پائی تھی.

ماریہ اسے دیکھ کر ہسنے لگی.

ھاد نے بلایا تھا کہ رہا تھا کوئی کام ہے.

اسی اثنا میں ھاد بھی اپنے افس سے نکلتا دکھائی دیا.

تبھی بپ بجتے ہی اندرونی دروازہ کھلا اور احتشام ہاتھ میں کوئی کٹ باکس پکڑے داخل ہوا.

یہ سب صبح صبح کیوں آ رہے ہیں.

وہ سرگوشی کر کے رہ گئی.

ھاد.... گیٹ پر صرف ایک گارڈ ہے باقی سب کہاں گئے.

وہ ھاد کو دیکھتے ہی پوچھنے لگا.

فارغ کر دیا انہیں...

وہ احتشام سے کٹ پکڑتا ہوا بتانے لگا.

سوزی سب کو وہاں دیکھ کر ہال میں ہی ناشتہ سیٹ کرنے لگی.

لیکن کیوں.

یہ میرا گھر ہے کوئی چڑیا گھر نہیں...

یہاں مجھے پرائیویسی چاہئیے....

وہ کٹ ٹیبل پہ رکھ کر صوفے پہ بیٹھ گیا تو احتشام نے بھی ماریہ کے ساتھ نشست سنبھال لی.

ماریہ تم نے کل ضرار کے گھر کا فرنیچر توڑا....

ھاد کے سوال پہ وہ شکل بنانے لگی.

اس نے سب سے چھپایا کہ تم زندہ ہو..

وہ سینہ پہ ہاتھ باندھ کر کہنے لگی.

بلیو می.... تم اس سے بہتر کر سکتی تھی.

ھاد نے افسوس کرتے ہوئے کہا.

یہ بتاؤ مجھے صبح صبح کیوں بلایا....

ھاد نے احتشام کو دیکھا تو وہ سر ہلا کر بتانے لگا.

اس میں پانچ ڈیوائسز ہیں.

ٹھیک ہے... ماریہ تمہیں اس لئے بتایا ہے کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم ٹریکنگ ڈیوائس حور میں انجیکٹ کر دو.

ایٹ لاسٹ... ماریہ نے مسکراتے ہوئے کہا.

حورین اپنا نام سن کر نوالہ چباتے ہوئے رکی تھی.

نگل کر پوچھنے لگی.

ک... کیا انجیکٹ کرنا ہے.

اسے کسی اچھی چیز کی امید نہیں تھی.

ٹریکنگ ڈیوائس... اس سے تمہارے پوزیشن ہمیشہ ھاد چیک کر سکتا ہے اور ہارٹ بیٹ بھی.

جواب ماریہ کی طرف سے آیا تھا.

ھاد اور احتشام کو ناشتہ شروع کر چکے تھے.

ھاد...

وہ بے یقینی سے ھاد کو دیکھنے لگی.

گھبراؤ نہیں ڈارلنگ..میں صرف کوئی رسک نہیں لینا چاہتا.

ل... لیکن مجھے یہ نہیں کروانا...

وہ نم آنکھوں سے کہنے لگی.

ارے کچھ نہیں ہوتا. یہ سپیشلی جرمن سے امپورٹڈ ہیں.

چکول کے دانے کے برابر.

ل... لیکن مجھے نہیں کروانا م... میں کوئی جانور تو نہیں.

اس کی بات پہ ھاد نے اس کی طرف دیکھا تو وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی.

ھاد.. پ... پلیز...

یہ دیکھو میرے ہاتھ میں بھی ہے کچھ بھی نہیں ہو گا.

ماریہ اسے بائیں ہاتھ اور انگوٹھے کے بیچ کی جگہ کو چٹکی میں بھر کر دکھانے لگی.

اور پھر کٹ اٹھا کر اس میں موجود گن میں ڈیوائس ڈالنے لگی.

ن... نہیں مجھے نہیں انجیکٹ کروانا کچھ.

وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تو ناشتہ کرتا ھاد رک گیا.

سکون سے ماریہ سے لگوا لو ورنہ یہ کام میں خود کروں گا.

اس نے احتشام کو مدد طلب نظروں سے دیکھا جو سوزی سے مسکرا مسکرا باتیں کرنے میں مصروف تھا.

ماریہ اٹھ کر اس کے قریب آنے لگی تو حورین بنا کچھ سوچے دروازے کی طرف بھاگی.

اس کا ہاتھ ہینڈل تک پہنچے اس سے پہلے کسی نے اسے پیچھے سے پکڑا اور گھما کر کندھے پہ ڈال لیا.

حورین غصہ سے چلانے لگی

نیچے اتارو مجھے آخر مجھے کیا سمجھ رکھا ہے جو دیکھو میرے ساتھ ایسا کرتا ہے.

وہ غصہ سے ھاد کی کمر پیٹنے لگی.

لیکن وہ احتشام تھوڑی تھا جو اس کے حملے برداشت کرتا.

ایک زور دار تھپڑ اس کی کمر پہ رسید کیا گیا تو وہ سانس بھر کر رہ گئی.

ماریہ احتشام کا بازو زور زور سے ہلانے لگی.

مجھے پاپ کارن لا کر دو پاپ کارن.

وہ حورین کو اٹھائے ماریہ کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ سے ڈیوائس پکڑ کر آفس میں لے گیا.

وہاں موجود صوفے پہ پٹک کر کندھوں سے حورین کو قابو کیا.

مجھے خود ہی یہ کام کر لینا چاہئیے تھا.

حورین کی بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچی

وہ مسلسل خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی.

ھاد... نہیں...

وہ مزید بولتی اس سے پہلی کہنی کے نچلی سائیڈ پہ ڈیوائس انجیکٹ کر دی گئ.

آہ... تکلیف سے وہ کراہ کر رہ گئ.

حورین کو کمر سے پکڑ کر پلٹا اور دوسری ڈیوائس اس کی گردن کے نیچے انجیکٹ کی.

کرنی تو صرف ایک ہی تھی لیکن اب اس کے بھاگنے کی وجہ سے زیادہ کر رہا تھا.

دوبارہ اسے پلٹا تو اب وہ رو رہی تھی.

بھلا کوئی کہ سکتا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے کل رات اس کے لئے اتنا کچھ کیا تھا.

پھر اس کا پاؤں پکڑا تو اس نے خود کو چھڑوانے کی کوشش ترک کر دی.

اگلی ڈیوائس اس کی پنڈلی میں انجیکٹ کر دی.

اگر وہ مسلسل ضد پہ اڑی رہتی تو شاید اس میں خون کم اور ڈیوائسز زیادہ ہوتیں.

وہ اسے گھورتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی.

بال بکھر کر چہرے پہ پھیل گئے تھے.

وہ انہیں اس کے کان کے پیچھے اڑسنے لگا تو وہ نظریں جھکا کر کھڑی رہی.

میری برداشت کو مت آزمایا کرو حورین.

چلو اب ماریہ بینڈچ لگا دے گی.

وہ اسے بازو سے پکڑتا باہر لے گیا جہاں اب ماریہ اکیلی دانت نکالے ہوئے بیٹھی تھی.

وہ گرنے سے انداز میں ساتھ بیٹھی تو ماریہ کٹ سے بینڈچ نکال کر کرنے لگی.

احتشام باہر نکلو میرے کچن سے...

ھاد کی آواز پہ کچھ سیکنڈ بعد کچن سے احتشام نمودار ہوا تھا.

حورین ان تینوں سے منہ موڑ کر بیٹھ گئی.

ان تینوں میں اس کی کہاں کوئی سنتا تھا.

تم... میری ملازمہ کو ہراساں کرنا چھوڑ دو.

وہ کہنے لگا تو احتشام ہنس پڑا.

وہ بیچاری تمہیں بتاتے ہوئے گھبرا رہی ہے کہ اب وہ مزید یہاں کام نہیں کرے گی.

لیکن کیوں...

سوال حورین کی طرف سے داغا گیا.

کیوں کہ وہ جلد ہی میری بیوی بننے والی ہے.

احتشام خود کی طرف اشارہ کرتا کہنے لگا تو حورین مسکرا پڑی.

مطلب سوزیٔ اپنیٔ قسمت پھوڑنے والی ہے..

ماریہ اسے تنگ کرنے لگی تو احتشام نے بازو سے اس کی گردن کو دبوچا

اور ماریہ مرنے کی ایکٹنگ کرنے لگی.

***

سوزی کی طرف سے تمام اخراجات اور تیاری کی ذمہداری ھاد نے اٹھائی تھی.

احتشام کے ساتھ شادی سے وہ کافی خوش تھی.

اس نے احتشام کو صاف کہ دیا تھا کہ یہ قدم اس کے لئے مشکل ہے.

اور احتشام نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا.

اس قدم کو اٹھانے میں سب سے بڑا ہاتھ اس کے والدین کے ساتھ جو ہوا اس کا تھا.

جس شخص کیٔ ماں ایسے حادثے سے گزری ہو وہ کسی اور کو تکلیف نہیں دے سکتا تھا.

اس کی شادی میں اس کے ساتھ رہنے والی باقی تمام عورتیں بھی شامل ہوئی تھی.

نکاح کے وقت وہ پہلے اسلام قبول کرنا چاہتی تھی.

اور جب اس نے اس خواہش کا اظہار کیا تو احتشام تو پھولے نہیں سما رہا تھا.

احتشام کے کہنے پہ ان کی شادی کی تقریب شہباز اسٹیٹ میں رکھی گئی تھی.

اس کا کہنا تھا کہ اس جگہ پہ اس کی بہت بری یادیں ہیں لیکن اب وہ انہیں اچھی یادوں میں بدلنا چاہتا ہے.

نکاح اور رخصتی کی تقریب کے بعد وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا.

سوزی کا نیا نام اب ثمن رکھا گیا تھا.

وہ سجی ہوئی اس کے کمرے میں بیٹھی احتشام کے آنے کا انتظار کر رہی تھی.

آپ نے مجھے اتنا ہی غیر سمجھا کہ میرے بغیر ہی شادی کر لی.

احتشام جو اس وقت رباط سے فون پہ بات کر رہا تھا اس کی شکایتیں خاموشی سے سنتا رہا.

مجھے پتا ہے تم ناراض ہو پر تمہیں آنے میں وقت ہے ابھی.

تو کیا ہوا اپنے بھائی کا انتظار بھی نہیں کر سکتے تھے آپ.

یار رباط وہ پہلے ہی بڑی مشکل سے مانی تھی شادی کے لئے.

مجھے کچھ نہیں سننا..

احتشام مزید کچھ کہتا اس سے پہلے مقابل فون بند کر چکا تھا.

وہ ٹھنڈی سانس بھرتے اپنے کمرے کی طرف چل دیا.

جہاں زندگی کا نیا سفر اس کا منتظر تھا.

٭٭٭

ھاد...

ہمم..

ہم کبھی گھومنے نہیں گئے ہے نا.

ھاد جو کہ بیڈ سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا حورین کی طرف متوجہ ہوا.

کیوں... تمہیں کہاں جانا ہے.

جب سے ثمن اور احتشام ہنی مون سے لوٹے تھے وہ نئ ہی سوچ لئے تھی.

مالدیپ... عشال نے بتایا ہے وہ جگہ بہت خوبصورت ہے.

وہاں کے بیچز مشہور ہیں حور... اور تمہیں تو سومنگ بھی نہیں آتی.

وہ سرسری انداز میں کہتا پھر مصروف ہو گیا.

ل...لیکن وہاں صرف بیچ تو نہیں اور بھی بہت کچھ ہے اور میں عشال اور ان کی بیٹی سے بھی ملنا چاہتی ہوں.

پلیز ....

وہ آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے کہنے لگی.

تو وہ ہنس پڑا...

ماریہ سے کچھ سیکھ لیتی تو بہتر تھا.

ھاد کی بات پہ وہ منہ پھلا کر رخ پلٹ کہ لیٹ گئی.

***

آج ان کی رخصتی ہوئی تھی لیکن اس میں صرف ھاد اور اس کے عزیز شامل تھے.

کل ان کا ولیمہ تھا جس میں ضرار کے جاننے والوں کو مدعو کیا گیا تھا.

وہ اپنی خوبصورت بیوی کو سوچتا کمرے میں داخل ہوا.

جو آج بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی.

لیکن کمرہ خالی تھا.

اس نے فورا سے پلٹ کر دروازے کے پیچھے دیکھا مبادہ کہیں اس پہ حملہ تو نہیں ہونے والا

لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی.

تبھی واشروم کا دروازہ کھلا اور وہ گھٹنوں تک آئی نائٹی پہنے باہر نکلی.

ضرار کو دیکھا اور پھر جمائیاں روکتے بیڈ کی طرف بڑھ گئی

ضرار نے پہلے اسے سر تا پاؤں دیکھا اور پھر گلا صاف کرنے لگا.

تمہیں اس سے زیادہ کپڑے نہیں ملے تھے.

لہجے میں ناپسندیدگی واضح تھی جسے ماریہ سرے سے نظر انداز کرتی جمائی لیتی بیڈ کی طرف بڑھ گئی.

تم سوتے ہوئے ہوئے بھی ہیل پہنتی ہو؟

مجھے بہت نیند صبح جلدی جگا دینا.

اس کی بات کا جواب دیئے وہ اپنی سائیڈ پر لیٹ گئی.

جس پہ ضرار ڈریسنگ روم سے کپڑے بدلنے چلا گیا.

واپس آیا تو وہ کمبل تان کر لیٹی ہوئی تھی.

وہ بیڈ پہ بیٹھنے لگا تو اس نے کمبل چہرے سے ہٹایا.

اور ہاں سنو...

وہ غصے سے اس کی طرف پلٹا تھا.

اب کیا مسئلہ ہے.

اگر میری سائیڈ پہ آئے تو وہ ہیل پہننے کے علاوہ اور بھی بہت کام آتی ہے.

اپنی کیوٹکس دیکھتے ہوئے وہ جیسے اسے خبردار کر رہی تھی.

اس کی بات پہ پہلے سے تپا ہوا ضرار اس کی طرف پلٹا اور ماریہ پہ جھک گیا.

لو آ گیا تمہاری سائیڈ پہ اپنی یہ دھمکیاں اپنے پاس ہی رکھو.

وہ اپنی پیشانی پہ بل ڈالے اسے دیکھنے لگی.

مجھے نیند آ رہی ہے سونے دو مجھے.

اگر نا سونے دوں تو...

وہ اس پہ مزید جھکتا کہنے لگا تو ماریہ کی دھڑکن تیز ہونے لگی.

مجھ سے زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کرو تم...

اسے ایسے تذبذب دیکھ کر وہ مسکرا پڑا.

تو پھر کیا کرنے کی کوشش کروں...

ما......ررررر...یہ.

اس کا نام اس طرح سے لینے پہ وہ ایک دم ہنس پڑی تو وہ بھی مسکراتا اس سے دور ہٹ کر بیٹھ گیا.

ماریہ بھی اسے دیکھتی اٹھ بیٹھی اور اپنا تکیہ اٹھا کر زور سے اس کے منہ پہ دے مارا.

اور پھر اس کی شکل دیکھ کر مزید ہسنے لگی.

آنکھوں میں آتے آنسو صاف کرتیٔ ماریہ کے منہ پہ ضرار نے بھی تکیہ دے مارا .

تو وہ تکیے کے جھٹکے سے کنارے پہ بیٹھیٔ ماریہ چیخ مارتی زمین پہ گر گئی.

اس کی ٹانگیں بیڈ پہ جبکہ دھڑ زمین پہ تھا.

وہ آدھی بیڈ شیٹ بھی اپنے ساتھ کھینچتی لے گئی تھی.

اس کے دھڑام سے گرنے پہ ضرار ایک دم اس کی طرف بڑھا.

اوہ...ایم سوری.

حالانکہ لہجہ کسی بھی شرمندگی سے پاک تھا.

جیسے ہیٔ وہ اس کے قریب آیا ماریہ نے بھی اپنے پیروں سے اس کی گردن میں لاک لگایا اور اپنے ساتھ زمین پہ پٹک کر اٹھ بیٹھی.

تم نے مجھے مارا....اگر میرا چہرہ خراب ہو جاتا توووو

اس کے بعد ضرار اسے کلائیوں سے تھامے روک رہا تھا کیونکہ وہ لگاتار اس کا چہرہ نوچنے کی کوشش کر رہی تھی

وہ دونوں مالدیپ ایئر پورٹ پہ چیکنگ کروا رہے تھے.

حورین اپنی گرے آنکھیں پھیلائے پرجوش طریقے سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی.

مختلف لوگ انہی کی طرح اپنے سامان کا انتظار کر رہے تھے.

حورین ہر چیز ایسے دیکھ رہی تو جیسے کوئی نوزائدہ بچہ ہر جیز دیکھتا ہے.

کسی چھوٹے خرگوش کی طرح وہ اپنے پنجوں پہ لگاتار ہلکا ہلکا اچھل رہئ تھی.

ساتھ کھڑا ھاد نے اسے روکنے کے لئے اس کے کندھوں پہ اپنا بازو رکھ دیا تو وہ اچھلنا رک گئ اور اسے دیکھ کر کھل کے مسکرا پڑی.

جب سے اسے خبر ملی تھی کہ ھاد اسے اس کی دوست عشال سے ملوانف لے جا رہا ہے وہ تب سے ایسے ہئ پرجوش سی تھی.

اور ھاد کے ساتھ ہر خوف سے عاری.

سامان آنے پہ وہ اس کے کندھے سے ہاتھ ہٹاتا بیگ اٹھانے گیا تو حورین پھر سے ویسے ہی اچھلنے لگی.

ھاد نے بیگز سامنے رکھ کر اس کے کندھے پہ پھر سے ہاتھ رکھا تو وہ دوبارہ آرام سے کھڑی ہو گئ.

لگتا ہے سپرنگ لوز ہو گئے ہیں.

وہ بڑ بڑایا تو حورین اس کی طرف متوجہ ہوئی.

ہوں.... کیا کچھ کہا؟

ہاں... چلو... تمہاری دوست انتظار کر رہی ہو گی.

وہ بیگز اٹھاتا آگے بڑھ گیا تو حورین دانت نکالے اس کی بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر ساتھ چلنے لگی.

ابھی انہوں نے کچھ قدم ہی اٹھائے تھے جب ایک لڑکی ان کے سامنے آ رکی.

ہائے...ہینڈسم....

حورین کی بتیسیٔ ایک دم بند ہوئی تھی.

لیکن وہ بنا رکے آگے بڑھ گیا جس پہ وہ نا چاہتے ہوئے ہی رخ لڑکی کی طرف موڑ کہ اسے زبان چڑھانے لگی.

اس کی حرکات پہ وہ مسکرا پڑا.

نازرشاہ اپنی بیٹی کو اٹھائے عشال کے ساتھ کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا.

جیسے ہی حورین نے اس سے ملنے مالدیپ آنے کا بتایا تھا وہ تھی بے حد خوش تھی.

اور نازرشاہ کے بارہا منع کرنے کے باوجود ان دونوں کے ساتھ ایئرپورٹ موجود تھی.

اسے مسئلہ اس کی دوست سے نہیں تھا لیکن اس کے شوہر ھاد مرزا سے ضرور تھا.

وہ...رہے...

حورین کی نظر جیسے ہئ عشال پہ پڑی وہ اس سمت میں اشارہ کر کے ھاد کو بتانے لگی جبکہ وہ انہیں پہلے ہی دیکھ چکا تھا.

حورین..

اسے دیکھتے ہئ عشال بھی زور زور سے ہاتھ ہلانے لگی تو حورین ھاد کا بازو چھوڑ کر اس کی طرف بھاگی.

عشال چہرے پہ مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی جب حورین بھاگتی اس کے گلے آ لگی.

پہلے تو عشال کو کچھ سمجھ نہیں آیا اور وہ حیران و پریشان ویسے ہئ کھڑی رہی

کچھ لمحات بعد جب اس کے حواسوں نے اسے بتایا کہ وہ خواب نہیں بلکہ حقیقت میں حورین اس کے گلے لگی ہے تو اس نے بھی حورین کے گرد اپنا حصار قائم کر لیا.

آپ نہیں جانتی می نے آپ کو کتنا مس کیا.

وہ عشال سے الگ ہوئی تو اسے دیکھ کر کہنے لگی.

جبکہ وہ تو ابھی تک صدمے میں تھی.

نا کوئی ڈر خوف نا کوئی ہچکچاہٹ...

حورین میں اتنی بڑی تبدیلی دیکھ کر اس کی انکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے.

حورین م...میں بہت خوش ہوں تمہیں ایسے دیکھ کر.

وہ اس کے دونوں بازو تھام کر کہنے لگی.

اس نے حورین کے پیچھے کھڑے ھاد کو دیکھا.

اس کی نظریں ھاد کو شکریہ کہ رہی تھیں.

حورین اس کی بات پہ بس مسکرا پڑی.

جی... میں ٹھیک ہوں اور بہت خوش بھی.

وہ شرماتے ہوئے کہنے لگی.

اور پھر پلٹ کر ھاد کو دیکھا جو کہ نازرشاہ سے بات کرنے میں مصروف تھا.

رسمی گفتگو کر کے وہ حورین کی طرف مڑا اور پھر محبت سے اس کا رخسار چھوتا سامان اٹھا کر چلنے کا کہنے لگا.

جہاں وہ پرسکون تھا وہیں نازرشاہ کی رگیں ابھی بھی تنی ہوئی تھیں کہ نجانے وہ شخص کب ان پہ حملہ بول دے.

وہ عشال کو اپنے ساتھ لگاتا چل پڑا اس نے حیرانگی سے نازرشاہ کو دیکھا جس کی نظریں مسلسل ھاد پہ ٹکی تھیں.

مجھے نہیں لگتا وہ ہمیں کوئی نقصان پہنچائے گا.

وہ اسے سمجھانے لگی اور ننھی پری کو اپنی بازوؤں میں اٹھا لیا.

میں جانتا ہوں... لیکن کچھ لوگوں کی فطرت کبھی نہیں بدلتی عشال...

وہ بھی انہی میں سے ہے.

ھاد کی طرف اشارہ کرتا وہ اسے کہنے لگا تو وہ خاموش ہو گئی.

...

کسی ٹوور ایجنٹ کے ذریعے وہ ایک ہفتے کے لئے بیچ کے قریب ایک ہٹ بک کروا چکا تھا.

جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو ان کے لئے ہر چیز پہلے سے تیار تھی.

عشال نے کتنا زور لگایا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رکے لیکن ھاد نے صاف انکار کر دیا تھا.

تم نے یہاں بیچ کے قریب ہٹ کیوں لیا...

یہ جگہ پرائیویٹ ہے گھبراؤ نہیں اس طرف کوئی نہیں آئے گا.

لیکن مجھے شاپنگ کرنی تھی.

وہ ہونٹ چباتے ہوئے کہنے لگی تو فریج میں سر دیئے ھاد نے پیچھے ہٹ کر اسے دیکھا.

تمہیں کب سے شاپنگ کا شوق آ گیا.

وہ کچھ کہتی اس سے پہلے ھاد نے اسے ہاتھ کے اشارے سے خاموش کروا دیا.

یہ تو بلکل مت کہنا کہ ماریہ نے کہا ہے.

اصل میں...وہ....ماریہ نے کہا ہے.

وہ اسے بتاتی نظریں جھکا گئی.

حورین تم اس کے لئے مالدیپ...پیرس اور نیو یارک کے بھی مال خالی کر کے لے جاؤ تو بھی وہ ناشکری رہے گی.

وہ جوس کی بوتل کا ڈھکن اتارتے ہوئے کہنے لگا.

نجانے اس میں یہ عادت کہاں سے آئی....

بیچاری کتنا کہہ رہی تھی کہ مجھے بھی ساتھ لے جاؤ...

حورین کاؤچ پہ بیٹھتے ہوئے کہنے لگی.

آج اس کا ولیمہ ہے اور ویسے بھی مجھے اس سر درد کو لے کر گھومنے کا کوئی شوق نہیں.

ھاد....

وہ ماریہ کو اس طرح کہے جانے پہ ڈرامائی انداز میں بولی.

لیکن پھر اس کے تیور دیکھ کر رخ بدل گئی.

وہ م...مجھے بھوک لگی ہے.

ابھی فروٹ کھا کر آرام کرو پھر شام کو تمہاری فرینڈ سے بھی ملنے جانا ہے.

وہ اس طرح سے کہہ رہا تھا جیسے نجانے کتنئ بڑی قربانی دے رہا ہو.

وہ حورین کو وہیں چھوڑ کے باقی انتظامات دیکھنے چلا گیا تو حورین سیب کھاتی ہوئی ماریہ کے بارے میں سوچنے لگی کہ ھاد نے اس کے ولیمے پہ جانے سے سب کو روک رکھا تھا.

صرف ضرار کے رشتہ دار اور دوست مدعو تھے.

نجانے وہ لوگ کیوں نہیں رکے اس کے ولیمے کے لئے.

وہ خود کو کتنا تنہا محسوس کر رہئ ہو گی.

***

ضرار اسے لے کر کوئی پانچ گھنٹے سے مالز میں گھوم رہا تھا.

دو گھنٹے میں فنکشن سٹارٹ تھا اور اسے ابھی تک کوئی ڈریس پسند نہیں آ رہا تھا.

اسے آرمی میں موبود دوست بار بار فون کر کے تنگ کر رہے تھے اور اب اس کا دماغ گھومنے لگا تھا.

ماریہ... تمہیں کچھ لینا بھی ہے یا نہیں.

سارا کراچی گھوم چکی ہو لیکن کوئی ڈریس نہیں لے رہی.

جو پسند آیا تھا وہ تم نے لینے نہیں دیا اور کچھ پسند نہیں آ رہا.

یار کچھ روایتی ڈریس لو.

مجھ سے اتنی بڑی چادر نہیں سنبھالی جائے گی تم تو چاہتے ہی ہو میں سب کے سامنے منہ کے بل گروں اور تم میرے سر پہ کھڑے ہو کر ہنسو.

کیا مصیبت ہے...

عمر کا تب سے چوتھی بار فون آ رہا تھا.

وہ موبائل کان سے لگائے ان سے بات کرنے لگا.

جی...

ہم ابھی بھی مال میں ہیں اس لڑکی کو کچھ پسند نہیں آ رہا.

نہیں...جو ڈریس لے کر رکھی تھی اس نے وہ پہننے سے انکار کر دیا ہے آپ ہی بتائیں ایسی سچویشن میں اسے لے کر مال نا آتا تو کیا کرتا.

وہ عمر سے اپنا دکھڑا رونے میں مصروف تھا جب ماریہ اسے نظر انداز کرتی وہیں چھوڑ کر دوسری شاپ میں چلی گئی.

پرفیکٹ.

جب وہ کال کٹ کر کے ماریہ کو ڈھونڈ کر اس تک پہنچا تو وہ کاؤنٹر پہ کھڑی تھی

تم نے ڈریس لے لی...

ہاں لے لی...

شکر ہے.... پہلی جیسی تو نہیں...

ایک دم یاد آنے پہ وہ پوچھنے لگا.

نہیں...ڈیئر ہسبینڈ...

وہ آنکھ دباتی شاپنگ بیگ اٹھا کر ٹک ٹک کرتی چل پڑی تو ضرار بل پے کرنے لگا.

لیکن بل سن کر ایک پل کے لئے اس کے کانوں سے دھواں ضرور نکلا تھا.

پھر یہ سوچ کر صبر شکر کر گیا کہ چلو کچھ تو لیا.

...

ولیمے کا فنکشن سٹارٹ ہو چکا تھا اور گاڑی کب کی انہوں میرج ہال لیجانے کے لئے کھڑی تھی.

لیکن ماریہ نے بیوٹیشن کو کمرے سے کک کرتی خود کو اندر لاک کر رکھا تھا.

بقول اس کے وہ خود کو بہتر جانتی تھی اور بہتر تیار کر سکتی تھی.

ایک عجیب سا وہم اس کے دل میں بیٹھ رہا تھا.

اس کی ڈریس کسی نے بھی نہیں دیکھی تھی.

نجانے کیا خرید لائی تھی.

وہ پریشان ہوتا دروازہ ناک کرنے لگا.

دو منٹ میں نکلو ماریہ ورنہ اب میں دروازہ توڑ دوں گا.

ان کا انتظار کر کر کے عمر صاحب نے کھانا بھی سرو کروا دیا تھا.

ہر کوئی ان کی بہو اور ضرار کی بیوی کو دیکھنا چاہتا تھا.

اس کی دھمکی دیتے ہی دروازہ اندر سے ان لاک ہونے کی آواز آئی اور پھر ماریہ دروازہ کھولتی اس کے سامنے کھڑی تھی.

اس کی زبان پہ جو بھی جملہ تھا وہ وہیں رک گیا.

خوبصورت تو وہ پہلے ہی بہت تھی لیکن اب تو قیامت ڈھا رہی تھی.

وہ کتنی دیر کھڑا اس کا سراپہ دیکھتا رہا.

سفید رنگ کی جس پہ گولڈن کام کیا گیا تھا.

روایتی اور غیر روایتی امتزاج کا نمونہ تھی.

اس باریک دوپٹہ کندھے پہ پھیلا رکھا تھا.

نجانے کتنی مشکل سے سیٹ کیا تھا اس نے.

بالوں کی چٹیا بنا کر انہیں کندھے پہ ڈالا تھا اور کچھ لٹیں باہر نکالی ہوئی تھیں.

میک پک نیچرل ہی رکھا تھا اور گردن میں نازک سی چین.

باقی دلہنوں سے منفرد لیکن ان سے قدرے خوبصورت.

میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں نا.

اس نے کبھی اتنا ہیوی کام والا لباس زیب تن نہیں کیا تھا اس لئے پوچھنا لازمی سمجھا.

واؤ.....

اس وقت وہ صرف اتنا ہی کہہ پایا تھا.

اس کا ہلکا سا دوپٹہ بھی بار بار کندھے سے ڈھلک رہا تھا.

جس سے ماریہ مشکل کا شکار تھی.

امم..رکو...

وہ کمرے میں جا کر پنز لے آیا اور پھر دوپٹہ اچھے سے اس کے کندھے پہ سیٹ کرنے لگا.

اگر تم اسے سر پہ اوڑھ لو گی تو اور پیاری لگو گی.

بلکل بھی نہیں...شکر کرو میں اوڑھ تو رہی ہوں.

اس کی بات پہ وہ سر ہلانے لگا

ویسے بہت خوبصورت لگ رہئ ہو تم...

اب جب اس کے حوکس قائم ہو چکے تھے تو وہ اس کی تعریف کرنے لگا.

میں تو روز ہی خوبصورت لگتی ہوں. تم بھی بس دیکھنے کے قابل لگ ہی رہے ہو.

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی کہتے ہوئے اس سے دور ہونے لگی.

دیکھنے کے قابل؟

آہاں....

فار یور کائنڈ انفارمیشن...لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پہ.

اس نے ماریہ کو بتانا ضروری سمجھا.

ہاں مر ہی نا جائیں کہیں... اب چلو پہلے ہئ تمہاری وجہ سے اتنا لیٹ ہو گئے ہیں. انکل بیچارے پریشان ہو گئے ہوں گے.

وہ سارا ملبہ اس پہ ڈالتی گیٹ کی طرف بڑھ گئ.

***

وہ چاروں وہاں کے مشہور ریسٹورنٹ سے ڈنر کر کے اب اپنئ اپنی کاروں میں بیٹھنے سے پہلے مل رہے تھے.

یہ یوں کہا جاتا کہ حورین اور عشال مل رہی تھیں.

جبکہ نازرشاہ پری کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا.

اور ھاد فاصلے پہ سموکنگ.

امم... حورین...

ہاں...

میرے خیال سے کوئی لڑکی تمہارے شوہر سے فلرٹنگ کر رہی ہے.

حورین اس کی بات پہ ایک دم مڑی تو ایک لڑکی ھاد کے کافی قریب کھڑی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی.

اور پھر پرس سے کارڈ نکال کر اسے دینے لگی جسے ھاد اپنئ شیطانی مسکراہٹ دیکھاتے ہوئے پکڑ لیا.

حورین کا تو خون کھولنے لگا تھا.

امم...شاید وہ بھی فلرٹنگ کر رہا ہے.

عشال نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کہا لیکن پھر حورین کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر گڑبڑا گئی.

شاید وہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں.

بو اسے جانتے ہیں وہ اس سے ایسے ہنس کے نہیں ڈر کے بات کرتے ہیں.

اس کے جواب میں غصہ جھلک رہا تھا.

عشال اسے کچھ کہنے لگی لیکن نازرشاہ کار کا ہارن بار بار بجانے لگا تو وہ اسے الوداع کہتی پارکنگ کی طرف چل دی.

وہ لڑکی اب اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتی دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو ہلکا سا چھونے لگی.

حورین میں تو بس اتنا ہی صبر تھا وہ تن فن کرتی اس کی طرف بڑھ گئی.

ھاد کا بازو دونوں ہاتھوں میں تھام کر اس سے چپک کے کھڑی ہو گئی.

اور پھر اس لڑکی کو گھورنے لگی.

آئی سپوز شی از یور سسٹر...رائٹ.

حورین تو اس کی بات پہ آنکھیں پھیلائے ڈرامائی سانس بھر کے رہ گئی.

دو... تین...چار...بار پلکیں جھپکائی...کانوں میں ابھی تک سسٹر سسٹر گونج رہا تھا.

ھاد نے اپنے حصار اس کے گرد قائم کیا.

آئی...ٹولڈ یو اباؤٹ مائی وائف...

اوہ...یا... آئی فارگٹ.

وہ ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں کہنے لگی.

بائی دا وے... آئی ول ویٹ...

وہ لڑکی جو اسے اس وقت مائیکل جیکسن کی صورت والی لگ رہی تھی.

حورین نے اس کی بات سن کر ایک نظر ھاد کو دیکھا جو ابرو اچکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا.

حورین نے اپنا پاؤں اٹھایا اور ہیل زور سے اس لڑکی کے پاؤں پہ دے ماری.

وہ چیختے ہوئے ایک دم پیچھے ہوئی.

واٹ دا ہل...یو فول...

حورین اپنے کٹے ہوئے ناخنوں کو ہی ہتھیار بنائے اس کی طرف لپکی جب ھاد نے راستے میں سے ہی اسے پکڑ کر کندھے پہ ڈال لیا.

وہ مسکراتا ہوا سہولت سے اسے گاڑی کی طرف لیجانے لگا جبکہ حورین اپنی انگلش گالیوں کا علم اس لڑکی تک پہنچانے لگی.

وہاں موجود سرونٹس پریشان ہو کر ان دونوں کہ دیکھنے لگے کہ آخر یہاں کیا ہو رہا ہے.

ھاد نے سیٹ پر پٹکا اور پھر بیلٹ لگانے لگا پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آ بیٹھا.

حورین اب خاموشی سے منہ پھولائے سامنے گھورتی رہی.

ھاد اس کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر کار ڈرائیو کرنے لگا.

وہ بار بار بالوں کی اوٹ سے اسے دیکھتی کہ وہ پوچھے گا کہ وہ ناراض کیوں ہے یا پھر ناراضگی دور کرنے کی کوشش کرے گا.

لیکن وہ بنا پرواہ کے کار ڈرائیو کرتا رہا.

کچھ کچھ وقت کے فاصلے سے بس جی.پی. آر.ایس کی آواز انہیں صحیح راستہ بتانے کے لئے گاڑی میں گونجتی.

حتی کہ وہ اس بیچ ہاؤس بھی پہنچ گئے.

حورین اب اسے اپنی ناراضگی کا بتانے کے لئے مچل رہی تھی.

م...میں ناراض ہوں تم سے.

وہ دروازہ کھول کر اترنے لگا تو وہ ایک دم بولی.

اوکے...

اوکے...بس اوکے....

وہ اس کے پیچھے ہئ کار سے اتر آئی.

تم اس سے فلرٹ کر رہے تھے.

اس کی بات پہ وہ پلٹا تھا اور حورین گاڑی کی ہڈ کے سامنے رک گئی.

وہاں چلتی تیز ہوا سے اس کا سکارف اڑ کر دور جا گرا اور بال بکھرنے لگے.

ھاد اس کی طرف بڑھا تو وہ پیچھے ہٹی لیکن کار نے راستہ نا دیا.

اس کے دونوں طرف ہاتھ ٹکاتے وہ اسے قید کر چکا تھا.

تمہارا شوہر کسی اور عورت سے بات کر رہا ہے اس کی خبر تمہیں تمہاری دوست نے دی....

اتنی بے خبری ڈارلنگ...

اس کی آنکھوں میں وہ شیطانی چمک واپس تھی جو اسے کپکپانے پہ مجبور کر دیتی تھی.

حورین اپنے خشک پڑتے ہونٹ تر کرنے لگی تو وہ اس پہ مزید جھک گیا.

تمہاری توجہ کا مرکز صرف میں ہوں سمجھی

اس کے انداز سے وہ اپنا غصہ بھول کر ڈر گئی

ل...لیکن اس نے تمہیں کیا دیا.

ھاد نے اس کے بات پہ پاکٹ سے ایک کارڈ ڈالا اور پھر پھینک دیا.

ہوا اس کارڈ کو اپنے ساتھ کہیں دور اڑا لے گئی.

اس کے ہوٹل کا اڈریس...

حورین نے نم آنکھوں کو اسے دیکھا.

وہ جو اندھیرے کا ساتھی تھا.

اس کی آنکھوں میں پانی آتے دیکھ ھاد نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور اپنے قریب کیا.

یہاں کی لڑکیاں بے وقوف ہیں حورین...

وہ تمہاری طرح خطرے سے دور نہیں اس کے قریب بھاگتی ہیں.

مجھ میں موجود تاریکی سے وہ میری طرف متوجہ ہوئی.

لیکن تم نے وہ کارڈ کیوں لیا.

اس کی آواز رندھی ہوئی تھی.

تاکہ میرے انتظار میں وہ کسی اور کا نشانہ بننے سے بچ جائے.

وہ اس کی پیشانی چومتا اپنے قریب کرنے لگا.

غصہ اترا تو اب وہ سردی سے جھرجھری بھرنے لگی.

چہرہ اس کے کشادہ سینے میں چھپا لیا.

چلو... تمہیں سردی لگ رہی ہے.

وہ اس کے حصار میں چلتی بیچ ہاؤس کی طرف بڑھنے لگی.

اوہ...مجھے یاد آیا.

میں نے عشال اور نازرشاہ کو کل یہاں انوائٹ کیا ہے.

وہ اپنا ہونٹ چباتے ہوئے بتانے لگی.

تم نے کیا کیا....

ھاد کی آواز میں خطرہ بھانپ کر وہ اس سے دور ہوئی.

و...وہ...م...مجھے ان ک...کی بیٹی اچھی لگی...اس...اس...لئے.

تم جانتی ہو ایک ہفتہ کراچی سے دور رہنے سے کتنا نقصان ہو گا پھر بھی میں تمہیں یہاں لایا

اور تم نے ہمارے پرائیویٹ ٹائم میں انہیں بلا لیا.

ھاد کے بدلتے تیور دیکھ کر اس نے مڑ پر کچھ فاصلے پہ موجود بیچ ہاؤس کو دیکھا.

تمہیں لگتا ہے کہ چند دیواریں تمہیں مجھ سے بچا لیں گیں.

اس کی آواز میں سختی در آئی تھی.

و...وہ...م...میں...

حورین تمہارا تو میں ایسا حال کروں گا کہ تم آئندہ کبھی میرے ٹائم پہ کسی اور کو یاد نہیں کرو

گی.

ھاد نے جیسے ہئ اس کی طرف قدم اٹھایا وہ بیچ ہاؤس کی طرف بھاگی لیکن اس کے پاس پہنچتے

ہی ھاد نے اسے کمر سے پکڑا اور اندر لے جا کر دروازہ لاک کر دیا.

***

اٹھو تمہاری دوست آ گئی.

ھاص نے اسے کندھے سے ہلایا تو حورین نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں.

دوپہر کے دو بج رہے تھے.

ابھی وہ چند گھنٹے پہلے ہی تو سوئی تھی اور اب وہ ظالم پھر سے جگا رہا تھا

اس نے نیند سے بھری آنکھوں سے ھاد کو دیکھا جو کہ چند گھنٹوں کی نیند کے بعد بھی فریش دکھائی دے رہا تھا.

وہ اسے تمسخر سے دیکھتا کمرے سے باہر نکلا تو حورین نے تکیہ اٹھا کر اس کی طرف اچھالا جو کہ بند دروازے سے ٹکرا کر گر گیا.

اپنی آنکھیں رگرتی ہوئی وہ اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی.

جب خود کو قدرے بہتر حلیہ میں کر کے باہر نکلی تو بیچ پہ نازرشاہ اپنی بیٹی تھامے بیٹھا تھا جبکہ عشال اس وقت پرسکون پانی میں کھڑی تھی.

ادھر ادھر دیکھنے پر جب ھاد کہیں نا دکھا تو حورین نازرشاہ سے سلام کرتی عشال کی طرف بڑھ گئی.

عشال نے اسے دیکھتے ہی گلے لگا لیا.

ہمیں یہاں بلانے کے لئے بہت شکریہ یہ جگہ بہت پیاری اور پرسکون ہے.

حورین اس کی بات پہ سر ہلانے لگی.

آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے.

اس کی بات پہ عشال کے چہرے پہ پہلے تاریکی چھائی پر پھر وہ مسکرانے لگی.

ہاں وہ بہت پیاری ہے. نازرشاہ کی تو جان بستی ہے اس میں.

اس نے حورین کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لئے.

جانتی ہو حورین میں دوبارہ ماں نہیں بن سکتی.

اس کی بات سے حورین کے چہرے پہ افسردگی چھائی.

نازرشاہ یہ بات جانتا ہے اسے لگتا ہے میں اس بات سے لاعلم ہوں.

وہ اپنے آنسو صاف کرنے لگی تو حورین اسے حوصلہ دینے لگی.

اس دن تم نے ٹھیک کہا تھا میں ناشکری تھی.

جب مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ تو میں نے اللہ پاک کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اولاد سے نوازا.

میں اب ہر پل اس کا شکر ادا کرتی ہوں حورین.

یہ تو بہت اچھی بات ہے عشال. ہم جسے اپنے لئے برا سمجھتے ہیں اکثر وہی ہمارے لئے بہتر ہوتا ہے.

وہ ھاد کو سوچتے ہوئے کہنے لگی تو عشال مسکرا پڑی.

اسے وہ مکمل حورین بہت پیاری لگی تھی.

تبھی ان دونوں کو ھاد مختلف کھانے کے بیگز پکڑ کر آتا ہوا دکھا.

حورین کے چہرے پہ کھلنے والی مسکراہٹ اسے مزید پرکشش بنانے لگی.

جانتی ہو ابھی تو ہمیں یہاں کم وقت ہوا ہے نازرشاہ بہت محنت کر رہا ہے لیکن ہم بھی ایک بیچ ہاوس لینے کا ارادہ رکھتے ہیں.

یہ تو بہت بہتر ہو گا. پری بھی خوب انجوائے کیا کرے گی.

وہ دونوں باتیں کرتی کچن میں آ گئیں اور کھانا ڈشز میں لگانے لگیں.

تبھی پری کے رونے کی آواز پہ عشال باہر چلی گئی تو وہ فون پہ بات کرتے ھاد کے ساتھ اک.لی رہ گئی.

کال کٹ کر کے ھاد نے اسے اس کی پشت سے اپنے حصار میں لیا اور سر پہ بوسہ دیا.

ایک گڈ نیوز ہے....

اچھا وہ کیا.....

احتشام پاپا اور میں تایا بننے والا ہوں.

اس کی بات پہ حورین خوش تو بہت ہوئی تھی لیکن پھر اپنے بارے میں سوچنے لگی.<

تم نے وعدہ کیا تھا تم اس بارے میں نہیں سوچو گی.

وہ اس کی سوچ کا رخ جان کر کہنے لگا.

حورین اس کی طرف رخ کر کے مسکرانے لگی اور پھر ڈشز سنبھال کر باہر لے گئی.

....

ھاد اور وہ رات کو بیچ پہ واک کر رہے تھے اس وقت وہ جگہ منچلوں سے بھری پڑی تھی.

گزرا دن انہوں نے اپنے بیچ ہاوس گزارا تھا اور آج وہاں کے مشہور بیچ کا رخ کیا تھا.

کئی لوگ مختلف ٹولیوں کی شکل میں تھے.

ایک جگہ کافی تعداد میں لوگ کرتب دیکھ رہے تھے تو کاٹن کینڈی کھاتی حورین کی ضد پہ وہ اسے بھی وہاں لے گیا.

ایک نوجوان آگ لگے رنگز کو گھماتا کرتب دکھا رہا تھا.

میوزک کی تال پہ وہ سب کرتب دکھاتے تماشبینوں سے داد وصول کر رہے تھے.

وہیں ایک اور نوجوان بوتل سے کچھ منہ میں لیتا اور پھر آگ اپنے منہ کے قریب لا کر کئی فٹ اونچی آگ بند کرتا.

کچھ لوگ وہاں کا روایتی رقص پیش کر رہے تھے.

کئی منچلے بھی ان کرتبوں میں شامل ہونے لگے.

بار بار ونس مور کے نعرے اور تالیوں کی آوازیں اس اونچے میوزک سے بھی زیادہ بلند ہوتیں.

حورین بھی اب زور زور سے تالیاں بجا رہی تھی.

ھادیہ....

اس نے اسے کچھ کہنا چاہا جب دیکھا کہ وہ تو وہاں موجود ہی نہیں.

ادھر ادھر دیکھنے لگی جب وہاں موجود لوگوں کے شور پہ دوسری سمت متوجہ ہوئی.

وہ ان لوگوں کے درمیان میں ایک ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعال لئے کھڑا تھا.

دوسرے ہاتھ سے بوتل سے گھونٹ بھرا.

حورین کی تو آنکھیں پھیلنے لگیں یہ وہاں کب پہنچا.

سینے میں سانس جمع کر کے پھر پوری طاقت سے وہ لیکوڈ منہ سے نکالا تو وہ آگ کئی فٹ ہوا میں بلند ہوئی.

قریب کھڑے لوگ مزید پیچھے ہٹے.

اور پھر سب تالیاں بجانے لگے.

ھاد نے دونوں چیزیں اس کے مالک کو پکڑائیں اور حورین کی طرف بڑھنے لگا.

وہ ناک سکیڑ کر اسے دیکھنے لگی.

تم سے کیروسین جیسی بدبو آ رہی ہے وہ ہسنے لگا اور پھر خود کو اس کے قریب کر کے تنگ کرنے لگا.

تم نے سب کب سیکھا.

کالج لائف میں ایسی بہت حرکتیں کی ہیں.

***

اگلے دو دن وہ مالدیپ اور اس کے قریبی علاقے گھومتے رہے اس دوران ان کا کئی بار احتشام اور ماریہ سے رابطہ ہوا.

یہ ہم کہاں آ گئے.

یہ ہٹ ہیں.

لیکن یہ تو پانی کے اوپر تیر رہے ہیں.

ہاں یہ ایسے ہیٔ بنائے گئے ہیں.

مکمل پرائیویسی اور سمونگ کے لئے.

لیکن مجھے تو سومنگ نہیں آتی... ھاد.... مجھے ڈر لگ رہا ہے.

حوریں دونوں بازو اس کی کمر کے گرد حمائل کئے اس کے ساتھ چپکی ہوئی تھی.

اور ایسے چل رہی تھی جیسے فرش ہٹے گا اور وہ پانیٔ میں گر جائے گی.

اگلے دو دن ہم یہیں ہیں تو عادت ڈال لو.

ھاد اسے کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کہنے لگا.

مجھے یہ جگہ اچھی نہیں لگ رہی.

وہ اسے لے کر ہٹ کے اندر داخل ہوا.

باہر سے جھونپڑی نما دکھنے والے اس ہٹ کے اندر ہر قسم کی آسائش تھی.

حورین... سیدھی کھڑی ہو

وہ اسے شانوں سے پکڑ کر خود سے الگ کرنے لگا تو حورین کا بس نہیں چلا کہ وہ دونوں ٹانگیں بھی اس کے گرد لپیٹ لے.

وہ آنکھیں پھاڑے بار بار وسیع و عریض سمندر کو دیکھ رہی تھی.

حورین... کبھی تو انسان بن جاؤ.

جب حورین کو خود سے الگ کرنے کے بعد وہ دوبارہ اس کی بازو سے چپک گئی تو وہ اسے ہٹ کے پچھلی طرف لے آیا.

پانی سے اتنا خوفزدہ تو بلیلاں بھی نہیں ہوتی ہوں گی.

وہ اسے لے کر کرسی پہ بیٹھ گیا.

میں پانی سے خوفزدہ نہیں ہوں ڈوبنے سے ہوں.

تمہیں لگتا ہے میں تمہیں ڈوبنے دوں گا...

اس کی بات پہ حورین پیشانی پہ بل ڈالے اسے دیکھنے لگی.

یاد مت کرواؤ ھاد تم مجھے دو بار پانی میں گرا چکے ہو.

اس کی بات پہ وہ قہقہہ لگا اٹھا.

اگر مجھے تمہیں گرانا ہو گا تو میری بازو پکڑنے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں.

حورین منہ بناتی اس کے سامنے والی کرسی پہ جا بیٹھی.

اگر یہاں طوفان آ گیا تو.... ہم دونوں ڈوب جائیں گے.

اسے ایک نئی فکر نے آ گھیرا تھا.

ھاد اس کی باتیں نظر انداز کرتا پیر پھیلا کر دھوپ سے لطف اندوز ہونے لگا.

کیا یہاں شارک بھی ہو گی؟

ایک اور سوال داغا گیا.

ھاد نے گلاسس اٹھا کر اسے دیکھا....

چلو چل کر چیک کرتے ہیں....

کیا.... نہیں.....

وہ چیخ مارتی وہاں سے اٹھی اور اندر بھاگ گئی.

اور وہ دوبارہ اپنی پوزیشن لیتا بیٹھ گیا.

***

جب وہ ڈیوٹی سے واپس لوٹا تو اس وقت اسے کافی کی بے حد طلب ہو رہی تھی.

اسے کچن میں کوئی نا دکھا.

وہ اپنی ملازمہ کو آوازیں دیتا کچن سے باہر نکلا.

اماں...اماں.... کہاں ہیں آپ.

تبھی اسے اماں اپنے کمرے سے کانپتی ہوئی باہر نکلتی دکھیں.

انہیں ایسے دیکھ کر ضرار ایک دم الرٹ ہوا.

بیٹا آ گئے تم م...مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے.

یہ آپ کو کیا ہوا...

ضرار انہیں پکڑ کر صوفے پہ بٹھا کے خود سامنے بیٹھ گی

ک...کیا بتاؤں بیٹا...

زہ ضرار کے طرف جھکتی رازداری سے کہنے لگیں.

میں اب یہاں مزید کام نہیں کر سکتی.

ضرار انہیں حیرانگی سے دیکھنے لگا.

لیکن کیوں...

بیٹا ...وہ تمہاری بیوی ہے نا...وہ پاگل ہے پاگل...

ان ک بات پہ ضرار اپنی مسکراہٹ دبانے لگا.

لیکن ایسا کیا ہوا کہ آپ کام چھوڑنے کا کہ رہی ہیں.

بیٹا.... مجھے کہتی کہ میں بور ہو رہی ہوں... شاپنگ کرنے جا رہی ہوں.

میں نے منع کیا... کہا کہ ابھی کچھ دنوں کی تو دلہن ہو ایسے اچھے نہیں لگتا...

اور اوپر سے کپڑے ایسے میموں جیسے... توبہ ...توبہ...

دوبٹہ ندارد...

خیر میری بات سن کر کچن میں چلی گئی میں نے سوچا کہ اچھا ہے بات سمجھ گئی.

اماں نے چادر سے آنسو صاف کیئے

لیکن اس میں آپ رو کیوں رہی ہیں.

ارے بیٹا... وہ کچن سے اتنا وڈا چھرا لے کے آگئی.

کہتی کہ پہلے تجھے کاٹوں گی پھر شاپنگ پہ جاؤں گی.

ضرار ان کی بات سنتا گلا صاف کرنے لگا اور ادھر ادھر دیواریں دیکھنے لگا.

میں نے کمرے میں بھاگ کر کنڈی لگا کہ اپنی جان بچائی.

ہیں... تمہیں پوری دنیا میں ایک وہی پاگل ملی تھی شادی کے لئے...

اب بتاؤ میں کیسے کروں اس گھر میں کام...

ماریہ ہے کہاں...

پتا نہیں تب کی گھر سے غائب ہے.

اماں... آپ پریشان نا ہوں وہ کچھ نہیں کہے گی آپکو.

ارے میں تو کہتی ہوں تم بھی بچ کے رہو کہیں دورے شورے میں تمہیں نا کچھ کہ دے....

ضرار کچھ بولتا اس سے پہلے دونوں کو دروازہ کھلنے کی آواز آئی.

ماریہ شاپنگ بیگ تھامے دانت نکالتی ہال میں داخل ہوئی.

ہیلو.. گائز...

اماں تو اسے دیکھتے ہی اپنے کمرے کی طرف بھاگیں.

ضرار نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھاما اور اپنے بیڈروم کی طرف چل دیا.

چلو تم سے بات کرنی ہے.

جیسے ہی اس نے کمرے دروازہ لاک کیا ماریہ خود کو اس سے آزاد کروا گر دور ہٹی.

کیا بدتمیزی ہے...

تم مجھے یہ بتاؤ تم نے اماں کو چاقو سے ڈرایا ہے؟

ماریہ اس کی بات پہ مسکرانے لگی.

ضرار تم ان کی سپیڈ چیک کرتے تب...

اوہ...شٹ اپ ماریہ...

ان کی عمر دیکھی ہے تم نے ..اگر کچھ ہو جاتا تو...

ماریہ کو اس کا یوں غصہ میں بات کرنا تپا گیا تھا.

کچھ نہیں ہوتا انہیں... اور مجھ سے سلیقے سے بات کرو.

ماریہ...

اس نے اسے بازو سے پکڑ کر پھر اپنئ طرف کھینچا.

وہ کام چھوڑنے کا کہ رہی ہیں...

اگر ایسا ہوا تو سب کام تم کرو گی سمجھی.

بازو چھوڑو میرا ضرار.

جب اس کی بات کا ضرار پہ کوئی اثر نا ہوا تو اس نے ضرار کی ناک پہ مکہ مارا چاہا.

ضرار نے اس کی کلائی تھامی اور اسے موڑ کر دونوں بازو کمر کے پیچھے باندھے اور اس منہ کے بل دروازے سے لگا دیا.

تمہارے موڈز کو ان دنوں میں میں اچھے سے سمجھ گیا ہوں...

وہ اپنا سینہ ماریہ کی پشت سے لگائے اس کان میں سرگوشی کرنے لگا.

اس کے وزن کی وجہ سے وہ ہلنے سے بھی قاصر تھی.

ضرار... میں تمہارے ہاتھ کاٹ دوں گی.

وہ خود کو بےبس محسوس کر کے چیخی.

ضرار اس کے مزید قریب ہوا اور اس کے کان میں بولنے لگا.

تمہیں لگتہ ہے میں تمہارے اس رویہ کے پیچھے چھپی ہوئی اصل ماریہ دیکھ نہیں سکتا تو تم غلط ہو...

اس کی بات پہ ماریہ کی دھڑکن تیز ہوئی تھی.

میں تمہارا شوہر اور محرم ہوں مجھ سے چھپنے کے لئے یہ دیواریں کسی کام کی نہیں.

ماریہ جیسے سکتے سے باہر نکلی اور اس کی ٹانگ کے ذریعے اسے گرانے کی کوشش کی.

ضرار نے اسے گھمایا اور بیڈ پہ پٹخا.

ماریہ اس کی طرف پلٹ تھی لیکن حملے سے پہلے اس نے ماریہ کی دونوں کلائیاں تھام لیں.

اس کے پیٹ میں کک کرنا چاہی تو ضرار نے اس کے دونوں پاؤں اپنے پاؤں تلے دبا دیے.

میں تمہارا بھائی نہیں... تم سے ایسا رویہ نہیں رکھنا چاہتا لیکن تم مجبور کر رہی ہو.

تکلیف کے باوجود بھی اس نے ایک بھی سسکی نا بھری.

شوہر.... وہ زہریلی مسکراہٹ اس کے چہرے پہ پھیلی.

مجبوری میں شادی کی تھی تم نے مجھ سے.

تو تم مجھ سے دور اس لئے بھاگتی ہو...

وہ اپنا لہجہ نرم کر کے پوچھنے لگا تو ماریہ رخ پھیر گئی.

یہ شادی میں نے اپنی مرضی سے کی.

ماریہ اس کی طرر پلٹی اور غصہ سے دیکھنے لگی.

تمہیں لگتا ہے تم جو بھی بکواس کرو گے میں مان لوں گی.

جو شخص دوسروں کو بری نیت سے دیکھنے والوں کی آنکھیں نکال دیتا ہے وہ شخص اپنی بہن کی طرف بڑھے ہاتھوں کو کاٹنے کی جگہ اس سے نکاح کروائے

میں سب تبھی سمجھ گیا تھا لیکن تم اچھی لگی تھی اس لئے تم سے شادی کی.

اس کی ساری بات سن کر ماریہ ہونٹ بھینچ گئی.

تمہیں خود پہ یہ خول چڑھانے کی ضرورت نہیں...

وہ اسے آزاد کرتا اس کے رخسار کو چھوتے ہوئے کہنے لگا.

نجانے تم نے کیا سمجھ لیا ہے مجھے... میں تو ایسی ہی ہوں..

پہلی بار تمہاری اصلیت میں تب جھانکا تھا جب میں نے تمہیں کہا کہ تم آرمی جوائن کر سکتی ہو.

ماریہ اب اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہی تھی.

دھڑکن تیز ہونے لگی تھی.

دوسری بار تب جب تمہیں ھاد کے بچے کے گزرنے کی خبر ملئتم ایک حساس...

وہ مزید بولتا اس سے پہلے ماریہ نے اسے دھکیلا اور وہاں سے چلی گئ.

وہ اسے ضرورت سے زعادہ جاننے لگا تھا بہت زیادہ.

***

جب اس کی انکھ کھلی تو سورج سر پہ تھا.

دوپہر قریب تھی

وہ اٹھا اور ہٹ کے اندر چل دیا جہاں سے برتنوں کی آواز آ رہی تھی.

وہ دروازے میں کھڑا ہو کر حورین کو دیکھنے لگا جو بال باندھ کر اپرین پہنے کچن کو برباد کر رہی تھی.

کیا بنا رہی ہو...

حورین اس کی آواز پہ ایک دم اچھلی اور پھر دل پہ ہاتھ رکھ کر اسے دیکھنے لگی.

مجھے بھوک لگی تھی... پر ابھی تک کچھ نہیں بنا پائی.

ھاد سر جھٹکتا اس کی طرف بڑھا.

چلو تمہیں چلی بنا کر دیتا ہوں.

کیا واقعی...

حورین بے یقینیُ سے اسے دیکھتی کچن سے ہٹ گئی.

کہاں جا رہی ہو...

وہ اسے کمرے میں جاتا پوچھنے لگا.

امم... کمرے میں...

میں کب سے کوشش کر رہی تھی اب تھک گئی ہوں.

ہاں وہ تو مجھے دِکھ رہا ہے.

کھلی فریج سے بہتا ہوا دودھ... فرش پہ ٹوٹا ہوا انڈہ اور برتن...

شیلف پہ پھیلیُ سبزیاں اور نجانے کیا کیا دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا.

وہ مظلوم سی شکل بناتی دوبارہ اندر جانے لگی.

بروم لے کر آؤ اور کچن صاف کرو.

اب کی بار وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی.

جلدی کرو...

اگلی آواز پہ وہ بھاگتی ہوئی بروم لے کر آئی تھی.

...

رات کا وقت تھا.

اسمان پہ ستارے اور چاند آج واضح تھا.

اتنے ستارے تو اس نے پہلی بار دیکھے تھے.

ہٹ کے کھڑکیوں اور کھلے دروازے سے نکلتی روشنی اندھیرے پانی پہ روشنی ڈال رہی تھی.

ااس خاموشی میں وہ پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھی تھی.

پانی ہٹ سے کافی نیچے ہونے کی وجہ سے اس کے پاؤں سے انگلیاں ہی صرف سمندر کی سطح کو چھو رہی تھیں.

چاند کی پہلی تاریخوں کی وجہ سے سمندر پرسکون تھا.

ھاد ایسے میں ٹھنڈے پانی میں سومنگ کر رہا تھا اور حورین اسے دیکھ رہئ تھی.

پتا نہیں اس ٹھنڈے پانی میں وہ کیوں تیر رہا تھا وہ بھی اتنے اندھیرے میں.

زہ صرف سوچ کر رہ گئ تھی.

ایک ہاتھ میں چائے کا مگ جو اب خالی ہو چکا تھا سائیڈ پہ رکھ کر وہ اسے گھورنے لگی.

وہ تیرتا ہوا اس کے قریب آیا اور پانی سے آدھا باہر نکل کر ٹیک لگا کے گہرے سانس لینے لگا.

خود کو ٹارچر کرنے کا اچھا طریقہ ہے.

وہ کہے بنا نا رہ پائی تھی.

چلو تمہیں تیرنا سکھاتا ہوں.

وہ اس کی کمر کے تھام کر کہنے لگا.

کیا اس وقت... نا... نہیں...

وہ بات مکمل کرتی اس سے پہلے وہ ٹھنڈے پانی میں تھی.

اس کے حواس نے ایک دم کام کرنا چھوڑا تھا.

ھاد نے اسے پکڑ کر اونچا کیا تو اس نے ہٹ کے فرش کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور زور زور سے سانس لینے لگی.

وہ اسے دونوں ہاتھوں سے تھامے تھا.

ہاں بلکل... ایسے ہی پاؤں چلاتی رہو کچھ سالوں میں سیکھ ہی جاؤ گی.

وہ اس کا مذاق بنا رہا تھا...

ھاد میری مدد کرو.. مجھے ہٹ میں واپس جانا ہے...ھاد...

لیکن وہ اسے وہاں چھوڑ کر دوبارہ تیرنا شروع کر چکا تھا.

حورین نے کچھ سوچ کے خود کو ہٹ سے دور دھکیلا اور ہاتھ پاؤں چلانے لگی.

لیکن اگلے ہی لمحے اسے احساس ہوا وہ تیر نہیں رہی بلکہ ڈوب رہی ہے.

کسی نے اسے کپڑوں سے پکڑ کر باہر کھینچا اور پھر اپنے حصار میں لے لیا.

دونوں کمر سے نیچے گہرے پانئ میں تھے.

ی... یہ بہت ٹھنڈا ہے.

وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ صاف کرنے لگی.

ہاں لیکن اتنا خوبصورت منظر تمہیں اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملے گا.

وہ اسے ساتھ لئے تیرتا ہوا ہٹ سے دور آ گیا.

کچھ دیر وہ اس خاموشی کا مزہ لیتے رہے پھر حورین کے دانت کٹکٹانے لگے.

وہ اسے لے کر ہٹ کے طرف بڑھ گیا اسے اٹھا کر لکڑی کے فرش پہ بٹھایا پھر خود بھی پانی سے باہر نکل آیا.

حورین اب کھڑی ہو کر اندر جانے لگی تو ھاد قریب رکھے تولیے سے اس کے بال خشک کرنے لگا اور پھر اس کے سر کو تولیہ سے ڈھک دیا.

سردی سے بچنے کے لئے وہ دوبارہ اندر جانے کو مڑی تو ھاد نے اسے پکڑ لیا.

تم سارا ہٹ گیلا کر دو گی.

وہ اس کے پانی سے بھرے کپڑوں کو دیکھتا کہنے لگا.

تو پھر میں کیا کروں...

وہ دونوں ہاتھوں سے تولیہ کے کونے تھام کر پوچھنے لگی.

میرے پاس ایک ائیڈیا ہے.

وہ مسکراتے ہوئے ایک آنکھ دبا کر اسے کہنے لگا.

ھاد کا ائیڈیا سن کے حورین شرمندگی سے سرخ ہو کر چیخ پڑی.

ھاد....

.You are soooo wicked

اپنا چہرہ تولیہ میں چھپا کر وہ اندر کو بھاگی.

پہلے دروازے سے ٹکر ہوئی.

پھر اپنی ناک پکڑ کر ای ی ی

کرتی ہوئی اندر چلی گئی.

جبکہ ھاد کے قہقہے اسے وہاں بھی سنائی دے رہے تھے.

اگلے دن وہ صبح سے لے کر دوپہر تک یاٹ میں گھومتے رہے.

ھاد نے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا اور تیراکی جبکہ حورین تو یاٹ میں بیٹھی اسے دیکھتی رہی.

ہر منظر وہ اپنے ذہن میں محفوظ کر رہئ تھی.

تاکہ واپس جا کر اسے کورے صفحے پہ نقش کر سکے.

اگلے دن ان دونوں واپس بیچ ہاؤس آئے تو حورین نے کچھ سکھ کا سانس لیا.

آج وہ دونوں شہر کی سیر کرتے رہے.

جب سورج ڈھلنے لگا تو ھاد اسے ایک پہاڑی نما جگہ پہ لایا.

وہاں وہ کسی شخص سے ملا اور حورین کا بھی اس سے تعارف کروایا.

تو آپ میں سے پہلے کسی نے زپ گلائیڈنگ کی ہے؟

زپ لائینگ کا نام سن کر ہی حورین کی آنکھیں پھیل گئیں.

ھاد اس سے کچھ باتیں کر رہا تھا لیکن حورین کی سوئی تو وہیں اس لفظ پہ اٹک گئی.

وہ ھاد کی جیکٹ پکڑ کر اسے کھینچنے لگی.

ھاد ہم یہاں کیا کر رہے ہیں.

لیکن وہ اس کا جواب دیئے بغیر کمر میں ہاتھ ڈالے زبردستی کھینچتا ہوا ساتھ لے گیا.

اب چوٹی پہ پہنچ کر وہ کئی کلو میٹر لمبی زپ لائینگ دیکھ سکتی تھی.

وہاں موبود ٹیم نے انہیں سیکیورٹی جیکٹ اور ہیلمٹ دیئے جسے وہ حورین کو پہنانے لگا.

اتنی اونچائی کو دیکھ کر اس کے پسینے چھوٹنے لگے.

ھاد ہم یہ نہیں کر رہے.

بلکل کر رہے ہیں ڈارلنگ.... تاکہ تم بھی ماریہ کو کچھ دلچسپ بتا سکو.

مجھے کچھ نہیں بتانا.

وہ اس کی سنے بغیر ہیلمیٹ کی سٹریپ لگانے لگا.

آپ میں سے پہلے کون جائے گا....

وہی شخص دوبارہ آ کر پوچھنے لگا.

میری وائف...

کیا....

تم ایسا کیسے کر سکتے ہو....

وہ آنکھوں میں ڈھیروں پانی لئے اس کی طرف بڑھی۔

وہ اس پہ کوئی حملہ کر پاتی اس سے پہلے اس نے حورین کو اپنے سینے سے لگا لیا.

اصل میں وہ بہت اکسائیڈٹ ہو رہی ہے.

مسکراتے ہوئے جواب دیا گیا.

اس شخص نے ایک پیپر اس کے سامنے کیا جسے ایک نظر دیکھ کر ھاد نے سائن کیا اور جیکٹ کھینچتے ہوئے حورین کو سٹیشن تک لے آیا

ان کی ٹیم مختلف جگہوں پہ ہک اور بیلٹ اٹیچ کرنے لگی.

ایک لڑکی اسے احتیاطی تدابیر بتا رہی تھی.

جبکہ اس کا رنگ سیفید پڑ رہا تھا.

ھاد... مجھے نہیں جانا پلیز...

اتنیٔ اونچائی پہ ہوا کی شدت بھی زیادہ تھی.

کچھ نہیں ہو گا. میں ساتھ ہی ہوں گا.

وہ اس کی ہک وغیرہ چیک کرتے ہوئے کہنے لگا.

اگر اسے حورین کا بھاگ جانے کا خدشہ نا ہوتا تو کبھی اسے پہلے نا بھیجتا.

ھاد... پلیز...

وہ دبی ہوئی آواز میں چیخی اور آنکھیں ٹمٹمانے لگی.

جسے دیکھ کر وہ مزید مسکرانے لگا اور آگے بڑھ کر اسے چوم لیا.

اسکی انہی حرکتوں سے وہ ہر وقت شرمندہ رہتیٔ تھیٔ.

تب بھی سب کے سامنے اس حرکت پہ وہ سرخ ہو گئی.

ابھی وہ اس لمحے سے باہر نہیں نکلی تھی جب ھاد نے اسے پلیٹ فارم سے زور سے پش کیا اور وہ کئی کلو میٹر لمبی لائینگ پہ گھسٹنے لگی.

جیسے ہی زمین اس کے قدموں کے نیچے سے ہٹی اس نے نیچے دیکھا.

اونچے اونچے درخت اور چھوٹے پہاڑ اس کے قدموں کے نیچے تھے.

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بادل بھی اس کے قدموں کے نیچے ہوں.

وہ تیزی سے فاصلہ طہہ کر رہی تھی.

حورین نے خوف سے چیخیں مارنا شروع کر دیا اور دل میں ھاد کو ڈھیروں صلواتیں سنائیں.

جب تک اس نے آدھا سفر تہہ کیا وہ شہر کی روشنیاں اور بیچ دیکھ سکتی تھی.

آنکھوں سے پانی بہنے سے پہلے ہی ہوا اسے اڑا لے جاتی.

جب تک اس نے دوسرے پلیٹ فارم پہ لینڈنگ کی اس کے بال ہوا میں اڑ کر گھونسلے کی شکل پیش کر رہے تھے.

جیسے ہی اسے آزاد کیا گیا وہ اونچی اونچی رونے لگی.

ٹانگیں بری طرح کانپ رہی تھیں جس وجہ سے چلنا محال تھا

زمین پہ قدم رکھتے ہی اس کا دل سجدے میں گرنے کا کیا تھا.

جب ھاد زپ لائیننگ کے ذریعے وہاں پہنچا تو حورین کو اپنا بوٹ اتار کے انوگریشن بورڈ پہ پھینکتے ہوئے دیکھا.

لوگ وہاں کھڑے اس تماشہ کو دیکھ رہے تھے. ایک دو تو اس کی باقاعدہ ویڈیو بنا رہے تھے.

وہ اس کی طرف بڑھا تو حورین دوسرا شوز اتار رہی تھی.

حورین... کیا کر رہی ہو چلو یہاں سے.

اس نے حورین کو کمر سے پکڑ کر کھینچا پر تب تک وہ نشانہ لے کر دوسرا حملہ بھی کر چکی تھی.

سیکیورٹی گارڈز بھی اب وہاں آ گئے تھے.

وہ ہنستے ہوئے اسے وہاں سے اٹھا کر لے گیا.

جبکہ وہاں کھڑے کچھ لوگ اس کے کارناموں پہ تالیاں اور سٹیاں بجانے لگے.

جب وہ ٹیکسی سے بیچ ہاؤس واپس آئے تب تک اس کا منہ پھولا ہوا تھا.

کاجل چہرہ پہ پھیلے ہونے کی وجہ سے وہ کسی ریکون کی آنکھیں لگ رہی تھیں.

ھاد نے اسے بازو سے کھینچ کر نکالا اور پھر پیدل ریتا پہ چلتا بیچ ہاؤس کی طرف بڑھنے لگا.

وہ بار بار اس کی انگلیوں کا بوسہ لیتا اور اسے مسکراتے ہوئے دیکھتا

تم اپنے اس کارنامے پہ کافی خوش دکھائی دیتے ہو...

حورین ناراضگی سے کہنے لگی.

نہیں مجھے اچھا لگا تمہیں اپنئ فیلنگز کا ایسے اظہار کرتا دیکھ کر.

مجھے لگتا ہے میں تمہیں اب پسند نہیں کرتی.

کوئی بات نہیں محبت تو کرتی ہو نا.

ویسے بھی مجھے کوئی پسند نہیں کر پاتا.

حورین اس کی بات پہ رخ موڑ گئی کیونکہ وہ ابھی بھی ناراض تھی.

اس کی ایسی حرکتیں ضرور اسے مار دیتیں

لیکن وہ اس بیسٹ سے کتنی دیر ناراض رہ پاتی ہس کا منانے کا انداز بھی ویسا ہی خطرناک تھا.

***

ان کا یہاں آخری دن تھا.

کل ان کی پاکستان کی فلائٹ تھیٔ.

وہ مال میں شاپ کے باہر کھرا تھا جبکہ حورین ماریہ کی لمبی لسٹ کی شاپنگ کر رہیٔ تھی.

اس کے علاوہ باقی سب کے لئے گفٹ لینے تھے.

وہ دونوں ہی شاپنگ سے بھاگتے تھے اس لئے حورین کے لئے مشکل ہو رہی تھی.

اس نے شاپ کے باہر دیکھا تو ھاد فون پہ کسی سے بات کر رہا تھا.

لڑکیاں اسے مڑ مڑ کے دیکھتیں.

جس پہ اس کی پیشانی پہ بل پڑ گئے.

جو کچھ اس کے ہاتھ میں آیا وہ پیک کروانے لگی.

شوز ریک کی طرف گئی جب ھاد وہاں ایا.

اور کتنا وقت لگے گا.

بس شوز دیکھ رہی ہوں.

ھاد نے خوبصورت براون رنگ کے شوز اٹھائے اور حورین کو چیک کرنے کے لئے کہنے لگا.

لمبی ہیل والے وہ شوز پیارے تھے لیکن اتنی ہیل وہ کم پہنتی تھی.

اس نے بل پے کیا اور حورین اس کا سہارا لیتی چلنے لگی کہ کہیں ان شوز میں گر ہی نا جائے.

جب وہ بیچ ہاؤس پہنچے تو رات ہو چکی تھی.

اندھیرے میں بیچ ہاؤس سے دور ایک کینوپی سیٹ کی گئی تھی.

چار پول ریت میں گاڑھ کر ان پہ باریک سفید رنگ کا جالی دار کپڑے سے چھت بنائی گئی تھی.

اسی طرح پردے چاروں طرف لٹک رہے تھے.

سمندر کی جانب سے انہیں پول کے ساتھ باندھ کر راہ داری بنائی گئی تھی.

ان شوز میں ریت پہ چلنا ناممکن تھا تو ھبد نے اسے گود میں اٹھایا اور اس طرف چل دیا.

مصنوئی لالٹین چاروں طرف لٹکائے گئے تھے جو وہاں روشنی کر رہے تھے.

پانی اس کے قریب تک آتا لیکن بنا چھوئے واپس چلا جاتا.

حورین نے اس کی گردن میں محبت سے بازو ڈالے اور کھکھلانے لگی.

یہ سب کب کیا...

کیا نہیں ہے...کروایا ہے...

ھاد نے اسے وہاں بچھائے بستر پہ بٹھایا تو سامنے وسیع سمندر اور اوپر کھلا آسمان اور پھر ھاد کا ساتھ سب کچھ مزید سحر انگیز بنانے لگا.

ایک سائیڈ پہ ٹیبل رکھا تھا جس پہ لوازمات ڈھک کر رکھے تھے.

اسی طرح سردی سے بچنے کے لئے ایک طرف تہہ کئے ہوا کمبل رکھا تھا.

ھاد نے کمبل حورین کے کندھوں پہ ڈالا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گیا.

یقین نہیں آتا کہ یہ سب سچ ہے.

وہ اس کی انگلیوں میں اپنئ انگلیاں پھسائے ہوئے محبت سے کہنے لگی.

ھاد نے رخ اس کی طرف کیا اور اس کی نظروں کی تاب نا لاتے ہوئے وہ نگاہیں جھکا گئی.

زندگی ایک خواب ہے حورین کبھی بے حد حسین تو کبھی بہت دکھ دینے والی.

وہ اس کے بالوں کی لٹ کو پکڑ کو ان کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتا کہنے لگا.

بلکل اس خوبصورت گلاب کی طرح جو بنا کانٹوں کے پروان نہیں چڑھتا

وہ اس کی طرف جھکتا ہوا کہنے لگا تو وہ بھی آنکھیں بند کر گئی.

***

انہیں واپس آئے دو مہینے ہو چکے تھے.

رات کے بارہ بج رہے تھے اور وہ کوئی کام کر رہا تھا.

تبھیٔ اس کا موبائل بجنے لگا.

احتشام کسی اہم کام کے سلسلے میں آیا تھا.

وہ سوئی ہوئی حورین کو اک نظر دیکھ کر تمام چیزیں وہیٔ چھوڑ کر چلا گیا.

پیاس کی شدت سے اس کی آنکھ کھلی تو وہ پانی ڈھونڈنے لگی.

ھاد کی سائیڈ پہ جگ دیکھ کر وہ لیٹے ہوئے جگ کھینچنے لگی.

پکڑ کمزور ہونے کی وجہ سے وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹا اور ھاد کا لیپ ٹاپ بھگاتا ہوا بیڈ پہ گرا.

نیند دم دبا کے بھاگی تو وہ لیپ ٹاپ گود میں لے کر اسے صاف کرنے لگی لیکن پانی اپنا اثر دکھا چکا تھا.

اس کی تو جان پہ بن گئی تھی.

ھاد سے چھپا بھی نہیں سکتی تھی.

کافی دیر جب سمجھ نہ آیا کہ کیا جائے تو لیپ ٹاپ تھاما اور کچھ سوچ کر ھاد کو ڈھونڈنے لگی.

...

وہ اپنے آفس میں ڈیسک سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جبکہ احتشام سامنے صوفے پہ بیٹھا تھا.

دروازہ ناک ہونے سے پہلے ہی وہ اس کی آہٹ محسوس کر چکا تھا.

اندر آ جاؤ...

حورین نے ابھی ہاتھ ہی اٹھایا تھا جب اس کی آواز سماعت سے ٹکرائی.

حلق تر کرتی وہ نظریں جھکا کر اندر داخل ہوئی.

احتشام اسے دیکھ کر سامنے پھیلائے کاغذات سنبھالنے لگا.

کیا بات ہے...

حورین کی شکل سب صاف بتا رہی تھی.

اس لئے وہ اپنا لہجہ نرم کئے بغیر بولا.

ھاد کی بھاری آواز سن کر اس کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے.

اس نے پیچھے چھپایا لیپ ٹاپ سامنے کیا.

و..وہ...م... مجھ سے پ...پانئ گر گیا.

کچھ لمحے وہاں سکوت چھایا رہا.

حورین نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ ان نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جن سے وہ اپنے شکار دیکھتا تھا.

وہ بری طرح کپکپائی تھی.

احتشام نے آگے بڑھ کر اس سے لیپٹ ٹاپ پکڑا لیکن وہ نہیں چلا.

میں ڈیٹا سیکیور کر دوں گا.

وہ گلا صاف کرتا ہوا کہنے لگا.

لیکن پھر اس کے تیور دیکھ کر خاموشی سے وہاں سے نکلنے لگا.

دروازہ بند کرتے ہی اسے حورین کی دبی ہوئی چیخ کی آواز آئی جیسے کوئی اس کا سانس روک رہا ہو.

پھر ڈیسک سے چیزیں گرانے کی آواز آئی تو وہ وہاں سے چل دیا.

یقینا اس کی فطرت کبھی نہیں بدل سکتی.

❋❋❋

ضرار وہ لڑکی کون تھی جو کل تمہیں کال کر رہی تھی.

کیپٹن ہے...

وہ مصروف ہونے کی وجہ سے جواب دے کر خاموش ہو گیا.

جب سے وہ کیپٹن ضرار سے میجر ضرار بنا تھا مصروف رہنے لگا تھا اور اب تو کچھ زیادہ ہی مصروف رہتا تھا.

یہ مشن سب کے لئے اہم تھا اور اس میں وہ لڑکی جاسوسی کا اہم کردار ادا کرنے والی تھی.

کیا تم اس کے ساتھ مل کر کوشی آپریشن کرنے والے ہو.

ہاں...

تو میں کوئی مدد کروں؟

ماریہ کی بات پہ وہ چونکا اور اسے دیکھنے لگا.

ماریہ اس کی توجہ پا کر اپنی بات کی وضاحت کرنے لگی.

تم نے خود ہی کہا تھا میں کسی سے کم نہیں.

میں نے تمہیں بلا اور پاگل بھی کہا تھا

اب وہ مکمل طور پہ اس کی طرف متوجہ تھا جو سرخ نائیٹی پہنے سامنے بیٹھی تھی

ضرار...بی سیریس...

اوکے...ماریہ میڈیم تو آپ کیا مدد کرنا چاہتی ہیں.

وہ لڑکی کا کیا رول ہے.

سپائے....

تو مجھے سپائے بنا کر بھیج دو...

اس کی بات پہ وہ قہقہہ لگا اٹھا.

یار کہاں وہ ٹرینڈ آفیسر....اور محب وطن...

اور تم...

اگر تم نے کوئی فضول بات کہی تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گی.

بس یہی بات ہے... اسی لئے تم ایسا کچھ نہیں کر سکتی.

دیکھ لیتے ہیں.میں جب چاہوں تو بہت سویٹ بن سکتی ہوں.

وہ تمسخرانہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی.

ہاں...سویٹ ....

وہ طنز سے کہنے لگا.

وہ آگے بولنے لگی تو ضرار نے اسے سر تا پاؤں گھورا.

سو جاؤ مجھے بھی نیند آ رہی ہے.

***

جب سے ھاد کو خوشخبری سنائی گئی تھی اس نے حورین کا اکیلے سیڑھیاں چڑھنا اور اترنا بند کر دیا تھا.

حالانکہ اسے اس کی منطق سمجھ نہیں آئی لیکن اس کی خوشی دیدنی تھی.

ھاد نے اس دن اپنی کمپنی میں اور تمام سیف ہاؤس میں تحائف بٹوائے تھے.

اور اس دن سب کو آدھا ڈسکاؤنٹ دیا گیا.

صدرہ اور ان کی نئی ملازیہ ثنا اس کا خاص خیال رکھتی تھیں۔

وہ بڑے دھیان سے قدم جماتی اتر رہی تھی جب ایک دم ھاد باہر سے اندر داخل ہوا.

تمہیں اکیلے سیڑھیوں کی طرف آنے سے منع کیا تھا....

ھاد...میں کوئی لاغر تو نہیں پھر....

یہ کہتے ہی اس کے تیور دیکھ کر وہ اپنی انگلیاں مروڑنے لگی.

اور جب بھیٔ ایسا کرنے میں کامیاب ہوتی اپنۓ طرف سے ھاد کو منہ توڑ جواب دیتی.

کراچی میں پچھلے کئ دنوں سے سیاسی جلسے ہو رہے تھے.

اس دن بھی شہر کی مین شاہراہیں بند تھیں.

ضرار کو کہ کر ماریہ پچھلے ایک مہینہ سے وہاں رہ رہئ تھی

مجھے گارڈن میں جانا ہے.

اب تم آئندہ یہ حرکت نہیں کرو.

وہ تنبیہ کرتا اس کی بازو تھام کر سیڑھیوں سے اترنے لگا.

اس کے بعد بیچاری صدرہ کو اس پہ مزید نظر رکھنے کا حکم دیا گیا.

ایسے حالات میں اس کا پسندیدہ مشغلہ سب سے نظر بچا کر سیڑھیاں چڑھنے اور اترنے کا ہی تھا.

وہ ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتیی.

اس کے علاوہ ایک مڈ وائف جو اب ریٹائر ہو چکی تھیں پچھلے ایک ہفتہ سے ان کے گھر رہ رہی تھی.

ھاد نے ماریہ کو صاف لفظوں میں اس عورت کو تنگ کرنے سے منع کیا تھا.

حورین موقع پاتی سلیپر پہن کر ہال میں آنے لگی.

ابھی آدھی سیڑھیاں اتری تھی جب طبیعت خراب ہونے لگی.

درد سے وہ وہیں دوہری ہونے لگی جب اپنے کمرے سے نکلتی ماریہ کی نظر اس پہ گئی.

ھاد.... جلدی آؤ...

وہ احتشام کے ساتھ آفس میں تھا ماریہ کی آواز پہ فورا باہر نکلا.

حورین کی بدلتی رنگت دیکھ کر اس کی طرف بھاگا ماریہ کو کھینچ کر ہٹایا اور پھر اسے کمرے میں لے گیا.

جبکہ ماریہ دایا کو لینے اس کے کمرے میں چلی گئی.

ھاد... دایا اسے ہوسپٹل لیجانے کا کہ رہی ہیں.

لیکن راستے تو بند ہیں.

احتشام ماریہ کی بات سن کر کہنے لگا.

وہیں دائی حورین کی بیٹھنے میں مدد کرنے لگی تو وہ درد کی شدت سے اس کے لمس سے چڑنے لگی.

دور رہیں... چھونا نہیں مجھے.

ماریہ کمرے میں واپس آئی تو دائی منہ بنا کر اسے دیکھ رہئ تھی.

لڑکی اب تم اتنئ بھی معصوم نہیں...

ہم دونوں کو پتا ہے ورنہ آج تمہیں میری خدمات کی ضرورت نا پڑتی....

ماریہ ان کی بات پہ مسکرانے لگی اور حورین کو حوصلہ رکھنے کا کہنے لگی.

***

کئ گھنٹے گزر جانے کے بعد اسے بیٹی ہونے کی خبر دی گئ.

وہ بھاگتا ہوا اپنے کمرے کی طرف گیا تو ماریہ کمبل میں لپٹی اس چھوٹی سی بچی کو لے کر کھڑی تھی اور اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی.

ھاد...یہ بہت خوبصورت ہے...

وہ اسے ھاد کی گود میں ڈالنے لگی تو وہ اس ننھے وجود کو بےیقینی سے دیکھنے لگا.

اس نے حورین سے بنا کسی حد کے محبت کی تھی.

لیکن عشق کیا ہوتا ہے یہ اس بچی کو گود میں لے کر سمجھ آیا.

اس کی آنکھیں بلکل تمہارے جیسی ہیں.

ماریہ اس کی رخسار نرمی سے چھوتے ہوئے کہنے لگی

وہ اسے کو دیکھتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا.

کتنی ہی دیر وہ اس میں کھویا رہا.

حورین کیسی ہے...

ایک دم ماریہ سے سوال کیا.

وہ بھی ٹھیک ہے آرام کر رہی ہے.

اس نے اپنے ہونٹ نرمی سے اس کی پیشانی پہ رکھ دیئے جب اس نے کچھ دیر کے لئے آنکھیں کھولیں اور پھر بند کر لیں.

حورین کو دیکھ کر اس نے اس کی پیشانی چومی اور پھر احتشام کے بار بار پکارنے پہ اپنی بیٹی کو ہال میں لے گیا.

کتنی پیاری بیٹی ہے... لیکن میرے اسد سے کم ہی.

وہ اسے دیکھتے ہئ کہنے لگا تو ھاد نے اس کے گھٹنے پہ کک کی.

ماریہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہنے لگی.

ھانیہ...ھاد کی ھانیہ..

وہ بنا کسی توقف کے بولا.

ہمم...نائس نیم...

ویسے ھاد یہ ہمیں شادی کر کے چھوڑ جائے گی.

احتشام نے ابھی سے اداس ہوتے ہوئے کہا.

حورین کے بعد اس نے پہلی بار کسی سے محبت کی تھی.

احتشام کی بات سنتے ہی اس کے اندر کے درندے نے آنکھیں کھولی تھیں.

میں مزاق کر رہا تھا...

اس کے تیور دیکھتے ہی احتشام نے بات بدلی.

***

ایک کے بعد ایک دن گزرنے لگا.

اس گھر میں ھانیہ کی کلکاریاں گونجنے لگیں.

ھاد جب بھی اس کے قریب جاتا تو اس میں اس درندے کا کوئی عنصر نا ہوتا.

یا شاید اس درندے کو بھی ھانیہ سے عشق تھا.

حورین نے دو دن لگا کر بڑی مشکل سے ھانیہ کے لئے فیڈر بنانا سیکھا.

وہ بھئ صدرہ کے بار بار کہنے پہ کہ اسے کچھ تو آنا چاہئیے.

جبکہ ھاد کو اس کے بنائے گئے دودھ پہ زرا اعتماد نہیں تھا اس لئے وہ ڈیوٹی واپس صدرہ کو سونپی گئی.

وہ رات کو جب بھی جاگتی تو وہ حورین کو سونے کا کہ کر اسے خود سیٹنگ ایریا میں لے جاتا.

سارا دن اس کے پیچھے بھاگنے میں وہ تھک جاتی تھی.

ایک دن وہ رات کو لیٹ واپس آیا تو حورین بری طرح رو رہی تھی.

کیا ہوا حورین...

وہ سوئی ہوئی ھانیہ کو دیکھ کر اسے سینے سے لگا کر بیٹھ گیا.

میری طرف دیکھو تو ھاد...

اس نے ابرو اچکائی تو وہ مزید رونے لگی.

میں وہیل لگ رہی ہوں.

وہ اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی.

حورین...اب ایسی بھی بات نہیں.

اسے تو وہ ابھی بھی سب سے خوبصورت لگتی تھی.

ویسے یہ سب تمہاری بےوقت بھوک کی وجہ سے ہے.

ھانیہ کی پیدائش کے بعد وہ ہر وقت کھاتے ہوئے پائی جاتی تھی.

ھاد تم بہت برے ہو...

وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے کہنی لگی.

ھاد اسے سمجھانے لگا کہ یہ اس کی اور ھانیہ دونوں کے لئے ٹھیک نہیں.

کچھ دیر بعد ھانیہ جاگ گئی اور احتشام بھی آفس میں اس کا انتظار کر رہا تھا تو وہ اس کا فیڈر لے کر ھانیہ کو اٹھائے آفس میں لے گیا

احتشام اسے دیکھ گلا صاف کرنے لگا.

ھاد اس کی بات توجہ سے سننے کے ساتھ ساتھ ھانیہ کو فیڈ کروانے لگا.

دونوں باپ بیٹی بے حد سنجیدگی سے اسے سن رہے تھے.

ھانیہ تو اس کے کندھے سے لگ کر سو گئی تو وہ اسے تھپتھپاتا رہا.

جب وہ ایک سال اور کچھ ماہ کی ہوئی تو انہیں ایک بیٹے کی خوشخبری ملی.

حدید اپنی ماں کی طرح سلور گرے رنگ کی نمایاں انکھوں کا مالک تھا.

اس دوران ھانیہ ہر اس جگہ پائی جاتی تھی جہاں اس کا پایا جانا ممنوع تھا.

ھانیہ اور حدید دونوں میں ان کی جان بستی تھی.

لیکن ھانیہ خاص طور پہ ھاد اور ماریہ کی جان تھی

ھاد کی تو ساری رسیاں اس چھوٹی شیطان کے ہاتھ میں تھیں.

جب وہ پانچ سال کی اور حدید چار سال کا ہوا تو ماریہ اور ضرار کے دو جڑواں بچے ہوئے.

بیٹے کا نام معیز جبکہ بیٹی کا نام اینا رکھا گیا.

ضرار کو اسلام آباد شفٹ کر دیا گیا تھا.

جانے سے پہلے وہ ان سے ملنے آئے تھے اسی لئے سب ھاد کے گھر موجود تھے.

حورین صدرہ اور ثنا کی ٹیبل سیٹ کرنے میں مدد کر رہی تھی.

وہ اب ایک آرٹ گیلری کی مالک تھی. ان کی شادی کی سالگرہ پہ وہ حورین کو ھاد کی طرف سے تحفہ میں دی گئی.

خوبصورت نیلی انکھوں والی اینا اپنے باپ کی گود میں بیٹھی تھی.

ھانیہ کلکاریاں مارتے ننھے معیز کو بچوں والی کار میں بٹھائے دھکا لگا کر تیز رفتاری سے لے جا رہی تھی.

جب کچن سے نکلتی حورین کی نظر اس پہ پڑی.

رکو.... کیا تم اسے مارنا چاہتی ہو....

وہ اسے غصے میں رکنے کا کہنے لگی.

ہاں...میں اس کا ایکسیڈنٹ کروا کر اسے مارنا چاہتی ہوں....

وہ چلا کر اس کا جواب دیتی آوازیں نکالتے معیز کو لے کر لان میں نکل گئی.

بلکل اپنی پھپھو پہ گئی ہے....

ماریہ تو ھانیہ کی بلائیں لیتے ہوئے کہنے لگی تو ضرار ایک دم چیخ پڑا

ارے...وہ ہمارے بیٹے کو لئے گھوم رہی .

کیا....

ماریہ جیسے ہوش میں آئی تھی اور پھر اٹھ کر ھانیہ کو روکنے بھاگی.

حورین کو جب حدید کہیں بھی نا دکھا تو وہ اسے ڈھونڈنے چل پڑی.

وہ سٹڈی روم میں کل ہی لائی گئی گولڈ فش کو دیکھ رہا تھا

گولڈ فش بھی اپنی آنکھیں اسی پہ مرکوز کئے تھی.

حورین کھڑکی سے اسے دیکھنے لگی.

حدید نے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالے اور کچھ تگودو کے بعد اسے باہر نکال لیا.

وہ اس کے ہاتھ سے پھسلی تو حدید نے اسے شرٹ کے ذریعے پکڑا اور باہر بھاگ گیا.

حورین اس کے پیچھے لان میں آئی تو وہ اس مچھلی کو زمین پہ رکھ کر پتھر مار مار کر کچل رہا تھا.

حدید...یہ کیا کیا تم نے.

حورین نے صدمے سے اس کی بازو تھامی اور کھینچ کر کھڑا کیا.

ماما وہ اپنی بڑی بڑی انکھوں سے مجھے گھور رہی تھی تو میں نے ڈیڈ سے پوچھا انہوں نے کہا آنکھیں نکال لو.

میں نے پھر نکال دیں.

وہ اتنے آرام سے اسے سب بتا رہا تھا.

اور اسے یقین نا آیا کہ ھاد اسے ایسی چیزیں سکھا رہا ہے.ان سب جنونی اور پاگل لوگوں میں نجانے وہ کہاں پھنس گئی تھی.

***

وہ بچوں کو سلا کر آئی تو ھاد صوفے پہ نیم دراز آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا.

اس سے رہا نا گیا تو اس کے رخسار پہ موجود نشان پہ اپنے لب رکھ دیے.

ھاد نے اسے بازو سے پکڑا اور سامنے لا کر ساتھ بٹھا لیا.

کافی دنوں سے وہ رات کو دیر سے واپس آتا تھا.

اس نے کبھی حورین کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کیا کرتا ہے لیکن وہ محسوس کر سکتی تھی.

بچوں کے بعد وہ نرم ہونے کی جگہ مزید جنگلی ہو گیا تھا.

تم تھکے ہوئے لگ رہے ہو.....

وہ اس کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے کہنے لگی.

ہمم...

وہ بس اتنا کہ کر اس کے سر کا بوسہ لینے لگا.

وہ کافی عرصے سے حدید کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی آج موقع تھا تو وہ اسے گنوانا نہیں چاہتی تھی.

وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی.

کہو جو کہنا چاہتی ہو.....

وہ ہونٹ چبانے لگی تو اس نے انگوٹھے سے اسے ایسا کرنے سے روکا.

وہ اپنی عمر کے بچوں جیسا نہیں ہے ھاد....

کبھی کبھی اس کے آنکھوں میں دیکھ کر میرے رونگٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں.

ب... بلکل... بلکل تمہاری طرح.

اور پھر تم نجانے....

وہ مزید بولتی اس سے پہلے اس نے حورین کو خاموش کروا دیا.

اگر تم اسے اپنی فطرت دبانے کا کہو گی تو وہ نقصان دہ ہو گا حورین....

ویسے بھی میں ہمیشہ اس کے ساتھ نہیں رہوں گا. اسے ایسا ہونا ہی پڑے گا کہ اپنی اور تم سب کی حفاظت کر سکے.

لیکن وہ بچہ....

وہ ھانیہ کی طرح لاپرواہ نہیں ہے حورین....اور میں اس بارے میں مزید نہیں سننا چاہتا.

آخری بات کہہ کر مانو اس نے مسئلہ ہی ختم کر دیا ہو.>

****

تم...ت..تم...تو ان کے سکول گئے تھے نا....

حورین نے اس کے بازو پہ بیٹھی ھانیہ کو بڑے انہماک سے ائسکریم کھاتے دیکھا تو پوچھنے لگی.

حدید بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان کے پیچھے تھا.

ماما.....

وہ اسے دیکھتے ہی چیخنے لگی.

ھاد نے اسے اتارا تو وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی.

دیکھیں ڈیڈ نے مجھے ائسکریم اور ٹی دلوائی....

وہ اسے اپنی نئ تی..شرٹ دکھاتے ہوئے کہنے لگی.

جن پہ بڑے بڑے حروف میں

.Carefull boys... my daddy have a gun

لکھا تھا.

اچھی ہے نا....

وہ اچھلتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی جبکہ منہ ائسکریم سے بھرا تھا.

وہ انہیں منہ ہاتھ دھونے کا کہ کر ھاد کے پاس گئی.

ام کی پرنسپل نے اسے کال کر کے بلایا تھا.وجہ یہ تھی کہ ھانیہ نے کسی بچے کو مارا تھا.

کیا ہوا....کیوں بلایا تھا انھون نے...

کچھ خاص نہیں....ھانیہ نے ایک بچے کر سر پھاڑ دیا....

کہا....وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی.

میں نے پتا کیا تو معلوم ہوا وہ اس کے بال کھینچ کر تنگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو اس نے ایسا کیا.

پھر تم نے کیا کیا...

میں نے اسے شاباش دی اور ائسکریم دلوا دی....

ھاددد.....

اس کا دک کیا اپنا سر پھوڑ لے....

کہیں اسے سکول سے نکال تو نہیں دیا....

وہ صوفے پر ڈھ سی گئی.

ہمم...میں وہ سکول خرید رہا ہوں تاکہ ائندہ ایسا مسئلہ نا ہو....

وہ لاپرواہی سے اٹھتا چلا گیا.

اس نے کن اکھیوں سے باغیچہ میں کھیلتی ھانیہ کو دیکھا.

جس نے نجانے کیا جادو کر رکھا تھا اس کے شوہر پہ اور پھر گہرے سانس لینے لگی.

12 سال بعد.....

عشال میں بہت بہت خوش ہوں آپ کے لئے....

وہ اس سے باتیں کر رہی تھی جب عشال نے بتایا کہ وہ لوگ واپس پاکستان آ رہے ہیں.

اور کراچی شفٹ ہونے والے ہیں.

حورین کی تو خوشی کی کوئی حد نہیں تھی.

ماریہ بھی کراچی واپس آ رہی تھی اور اب عشال بھی.

پری تو اب بڑی ہو گئی ہو گی.

وہ اس سے عشال کی بیٹی کے بارے میں پوچھنے لگی تو عشال بھی اسے اس کے بارے میں بتانے لگی.

وہ بھی اپنے ملک واپس آنے کے لئے بیتاب تھی.

اس سے بات کرنے کے بعد وہ فون وہاں رکھ کر کچن میں لنچ کا انتظام دیکھنے چلی گئی.

واپس آئی تو ڈھائی سال کا حنان اس کے موبائل پہ گانے چلا کر ڈائیپر میں اپنی ٹوائے گن گھسائے صوفے کا سہارا لئے ڈانس کر رہا تھا.

ھدید کے پندرہ سال بعد اس کی پیدائش جہاں ھاد کے لئے سب سے بڑا سرپرائز تھی وہیں حورین نے شرمندگی سے کمرے سے نکلنا چھوڑ دیا.

اور وہیں ھاد نے ایک ایک کو خود کال کر کے پھر سے اپنے باپ بننے کی نوید سنائی.

سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ سب کا لاڈلا تھا لیکن کسی سے کم نہیں.

****

جب سے وہ کراچی واپس آیا تھا اب تک خود کو سیٹل کر رہا تھا.

اپنی بیوی اور اکلوتی بیٹی کے ساتھ روم سے یہاں شفٹ ہونا کافی مشکل تھا.

ابھی تک وہ احتشام سے بھی نہیں ملا تھا کتنے سال ہو گئے تھے اسے اپنے بھائی سے ملے.

اب تو چہرہ بھی دھندھلانے لگا تھا.

وہ ان دونوں کے ساتھ اس وقت کراچی کے بیچ پہ تھا.

اس کی پندرہ سالہ بیٹی اپنی ماں کے ساتھ خوش تھی اور وہ بھی.

اسے وہ روم میں ملی تھی اور پھر سٹڈی ختم ہوتے ہی انہوں نے شادی کر لی.

حورین کا قصہ بھی ماضی ہو گیا.

اس نے اپنی بیوی کو بے حد محبت دی.

لیکن اس کی پہلی محبت کا بھوت ہمیشہ اس کے سر پہ منڈلاتا رہتا.

ھانیہ....رکو چھوڑ دو اسے..

اسے کسی لڑکے کی آواز آئی جس پہ وہ پلٹا.

ایک لڑکی کچھ فاصلے پہ کسی لڑکے کو بری طرح پیٹ رہی تھی اور وہ بیچارہ اسے منع کر رہا تھا.

لوگ ادھر ادھر کھڑے ان کا تماشہ دیکھ رہے تھے.

تبھی ایک اور لڑکا وہاں آیا اور اس لڑکی کو کالر سے پکڑ کر کھینچا اور دور ہٹایا.

اس نے اس لڑکے کو دیکھا اور پھر ایک آخری کک مارتی پیچھے ہٹ گئی.

جس لڑکے کو وہ مار رہی تھی وہ بیچارہ اپنا سر پکڑے تڑپ رہا تھا.

جب اس لڑکی کا رخ ان کی طرف ہوا تو رباط ٹھٹھک کر رہ گیا.

وہی چہرہ ویسے ہی بال...وہی بلا کی خوبصورتی.....

حورین.....نہیں....ایسا کیسے ہو سکتا ہے.

وہ اب اپنے بال درست کرتی ان دونوں لڑکوں کے ساتھ چلتی اسی طرف آ رہی تھی.

لیکن....وہ اتنے سالوں بعد ابھی بھی ویسی کیسے تھی.

کچھ تو غلط تھا.

اس کا دماغ اسے ماضی سے واپس کھینچ لایا تو وہ اس میں اور حورین میں فرق بھی دیکھنے لگا.

اس کے چہرے پہ حورین کے زخم کے نشان نہیں تھے.

جب وہ قریب سے گزری تو اسے احساس ہوا کہ اس کی آنکھیں گرے نہیں بلکہ براون تھیں.

اور سب سے بڑی بات وہ حورین کی طرح شرمیلی نہیں تھی.

وہ تو ہر بات پہ گھبرا جاتی تھی اور یہ لڑکی.....

پاپا....کیا ہوا....

جب وہ کافی دیر تک نہیں بولا تو اس کی بیٹی اس سے پوچھنے لگی.

اور زوبیا بھی اسے کھوجتی نظروں سے دیکھ رہی تھی.

کچھ نہیں....مجھے لگا شاید میں نے اپنے کسی پرانے دوست کو دیکھا لیکن وہ کوئی اور تھا.

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا.

❊❊❊

کچھ سال بعد....

وہ سونے سے پہلے حنان کو اپنی سرپرستی میں دانت صاف کروا رہی تھی.

سات سالہ حنان اکثر برش کی جگہ جھوٹ سے کام لیتا تھا.

دانت صاف کروا کر اس نے اسے اپنے کمرے میں بھیج دیا اور خود وارڈ روم چلی گئی.

تبھی کسی نے اس کو پشت سے اپنے حصار میں لیا تھا.

ای ی ی ی ی

پہلے وہ ایک دم ڈر گئی اور لیکن پھر جیسے ہی صندل کی مہک اس کے گرد پھیلی وہ پرسکون ہو گئی.

ھاد نے ٹھوڑی اس کے سر پہ ٹکا لی.

اتنے سال بعد بھی اس کی خوبصورتی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی.

کیا تم مصروف ہو....

نہیں تو....

تمہاری مالکن تم پہ زیادہ ظلم تو نہیں کرتی.....

وہ اس کی بات پہ کھکھلا کر ہسنے لگی.

نہیں صاحب وہ تو بہت اچھی ہیں....

اتنی بھی اچھی نہیں ہر وقت مجھ پہ نظر رکھتی ہے.

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا.

تو حورین اس کی طرف پلٹی.

اوہ.... تم ہو مجھے لگا نئی ملازمہ ہے......

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا تو حورین کی پھر سے ہنسی چھوٹ گئی.

تم ابھی بھی وہی اٹھارہ سالہ حورین لگتی ہو تو مجھے دھوکا ہو گیا.

بس کرو ھاد.... دھوکا اور تمہیں....

وہ اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہنے لگی.

تو ھاد نے اس کی پیشانی پہ اپنی محبت کی مہر ثبت کی.

تبھی حنان واپس بھاگتا ہوا ان کے کمرے میں آیا.

اپنے باپ کو ریکھ کر اوہ.... کرتا واپس پلٹ گیا.

اور پھر دروازہ بند کر کے ناک کرنے لگا.

کیا میں اندر آ جاوں.......

ھاد اس سے الگ ہوا اور دروازہ کھول کر اسے دیکھنے لگا.

میں پانچ چکر لان کے لگا لوں گا.

وہ خود ہی اپنی سزا بتانے لگا.

ھاد سے اگر کوئی سزا سے بچ سکتا تھا تو وہ بس ھانیہ تھی.

باقی سب ایک ہی لائن میں تھے.

پانچ نہیں بیس....

پہلے اس نے ناک چڑھایا پھر اوکے ڈیڈی کہنے لگا.

ھاد نے اسے اٹھایا اور اندر لے آیا....

اب بتاؤ کیوں بھاگتے ہوئے آئے تھے.

میں اپنا رزلٹ کارڈ دکھانے آیا ہوں ڈیڈ.

وہ ھاد کے سینے پہ بیٹھ کر کہنے لگا جو کہ اب لیٹ چکا تھا.

ھانیہ حدید کے ساتھ باکسنگ پریکٹس میں مصروف تھی جب اسد وہاں آیا.

ھانیہ تمہیں شادی کی ڈریس سلیکٹ کرنے نہیں جانا کیا....

ایک مہینے بعد ان کی شادی تھی.

وہ اسے بچپن سے پسند کرتی تھی اور وہ بھی.

ھاد جان کر بھی انجان بنا رہا جب اس سے ھانیہ کا ہاتھ مانگا گیا تو اس نے پہلے اسد کی اچھے سے دھلائی کی کہ وہ کبھی اس کی بیٹی کو دکھ دے گا تو اس کا یہی حال ہو گا.

اس کے بعد احتشام کی وجہ سے ہاں کر دیا گیا.

چلنا ہے پر پہلے اس کا منہ توڑ لوں....

تبھی ھاد وہاں داخل ہوا تو وہ اس سے جا کر لپٹ گئی.

ڈیڈ.....

پیسے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا چکا ہوں.

وہ خود سے لپٹی ھانیہ کو پکڑ کر کہنے لگا.

تم دونوں کی ٹریننگ ہو گئی کیا....

نہیں ڈیڈ یہ مجھے پھر سے ہرا رہا ہے....

وہ اس لئے کہ تم کمزور ہو....

حدید اس کی بات کے جواب میں کہنے لگا.

ھانیہ جلدی کرو.....

اسد کی آواز پہ وہ گلوز اتار کر ھاد کو پکڑا کر اس کے رخسار کو چومتی بھاگ گئی.

چلو آج میرے ساتھ پریکٹس کرو....

وہ ٹائی اتار کر کف فولڈ کرتا کہنے لگا.

دھیان سے ڈیڈ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں.

وہ اپنی پوزیشن سنبھالتے ہوئے کہنے لگا.

چلو پھر اپنی پوری کوشش کر کے دیکھ لو

وہ بھی مسکراتے ہوئے کہنے لگا.

حدید اس کی طرف تیزی سے بڑھا اور حملہ کیا جسے وہ ڈاج کر گیا.

تمہارے حملے میں طاقت ہے لیکن تیزی کم ہے.

ھاد نے اسے کہتے ہوئے نیچے سے لا کر ٹھوڑی پہ پنچ کیا تو وہ کچھ قدم دور ہوا.

اس بار حدید نے زیادہ تیزی سے حملہ کیا لیکن آخر میں حدید اوندھے منہ پڑا تھا اور ھاد نے اس کی ایک ٹانگ اور گردن کو لاک لگایا ہوا تھا.

کتنی دیر وہ خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتا رہا لیکن پھر ہار مان گیا.

ھاد نے اسے چھوڑا اور پھر دونوں اپنا سانس درست کرنے لگے.

کچھ دیر بعد دونوں کے قہقہے وہاں گونج رہے تھے.

****

ھانیہ اور اسد ابھی شاپنگ سے واپس آئے تھے اور اب وہ گری پڑی تھئ جب ملازمہ ان کے لئے پانی لائی.

حورین پاس ہئ حنان کو سکول کا کام کروا رہی تھئ.

وہ اور اسد کسی بات پہ بحث کر رہے تھے جب حورین نے ان نے مسئلہ دریافت کیا.

ماما ایک لڑکی اسے گھوری جا رہی تھئ.

جب میں نے اس کا مسئلہ پوچھنا چاہا تو اس نے مجھے نہیں جانے دیا.

توبہ کریں آنٹی یہ اس لڑکی کو مارنے کی کوشش کر رہی تھی.

ھانیہ...یہ اسد کیا کہ رہا ہے....

جھوٹ کہ رہا ہے میں نے تو بس اسے گاڑی کے نیچے کچلنے کئ کوشش کی تھئ.

حورین اس کی بات سے آنکھیں پھاڑے ھانیہ کو دیکھنے لگی.

دیکھا آنٹی اور اب مجھ بیچارے پہ الزام لگا رہی ہے.

ماما... یہ چڑیل سب کو مارتی ہے...

پاس بیٹھا حنان بولا جو ان کی باتیں سن رہا تھا.

تم تو ابھی تک زندہ ہو بونے.

برئ بات...

حنان وہ بڑی ہے ایسا نہیں کہتے...

اور ھانیہ تم کسی کے بارے میں اتنی بےدردی سے کیسے بات کر سکتی ہو.

وہ اب اس کا کان کھینچ رہئ تھی.

ای ی ئ ... ماما چھوڑیں درد ہو رہا ہے.

تبھی حدید کو آتا دیکھ وہ سے مدد کے لئے بلانے لگی.

جانتی تھی کہ ھادی یا حدید ہی اسے بچا سکتے ہیں

ہاہاہا....

حنان اس کا سرخ پڑتا کان دیکھ کر ہسنے لگا.

حدید اس کے بال بکھیرتا حورین کے ساتھ بیٹھ گیا.

کیا کیا اب اس نے....

وہ اسد اور حورین کو دیکھتا پوچھنے لگا.

کچھ نہیں یار....میری مدد کرو....

جس پہ حدید دونوں ہاتھ سر کے پیچھے ٹکا کر بیٹھ گیا.

اچھا ہے ماما اور کھینچیں...

بھرکس نکال دیں....اسکا.

حنان جمپ مارتا حدید کے کندھوں پہ چڑھ گیا

حنان...ایسے نہیں کہتے.

حورین نے اس کا کان چھوڑا تو وہ اپنا کان سہلانے لگی.

اور پھر سامنے دانت نکالتے اسد کو کک کرنا چاہی لیکن وہ اٹھ کر بھاگ گیا.

غدار....اس کا نشانہ اب حدید تھا.

جس کے سر پا حنان طبلہ بجا رہا تھا.

******

ھاد مجھے کچھ بات کرنی ہے...

ہمم... کہو

ھدید کی جگہ وہ سب ہال میں موجود تھے جب وہ بولی.

یہاں نہیں اکیلے میں....

ماما....

ھانیہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھی....

ڈونٹ ٹیل می....آپ پھر سے ایکسپکٹ کر رہی ہیں.

اس کی بات پہ حورین شرمندگی سے سرخ ہونے لگی.

ھانیہ....وہ غصے میں بولی تو ھاد انہیں نظر انداز کر کے خوشی س بولا

کیا ہم واقعی ایکسپکٹ کر رہے ہیں.....

ھاد....اب کی بار وہ اسے گھورنے لگی.

نہیں....مجھے کچھ اور بات کرنی تھی.

نا سنتے ہی اس ھاد کی خوشی ہوا ہوئی تھی.

شکر ہے....میں اک اور بار وہ سب نہیں جھیل سکتی....

ھانیہ سکھ کا سانس لیتی کہنے لگی.

لیکن مجھے اک اور بہن چاہئیے....جو ھانیہ اپی جیسی چڑیل نا ہو.....

حنان اپنا کام چھوڑ کر کہنے لگا.

ای ی ی ی....حنان....

یہاں سب ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں.

ھاد اٹھا اور حنان کا ماتھا چوما.

میری سوچ بھی یہی کہتی ہے.

ڈیڈ....آپ اس بونے کی باتوں میں نا آئیں.

ھانیہ پریشانی سے کہنے لگی.

چلو ڈارلنگ بات کرتے ہیں....

وہ سرخ ہوتی حورین کو کھینچ کر لے گیا.

ھاد مجھے حدید کے.....

اس نے حورین کو خاموش کروایا اور اپنی بات کہنے لگا.

میرے خیال سے حنان اکیلا محسوس کرتا ہے ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے.

ھاد... چھوڑو مجھے....

ہماری عمر اب گرینڈ پیرنٹس بننے کی ہے.

تم نے مجھ سے بیس بچوں کا وعدہ کیا تھا.

میں نے کبھی ایسا وعدہ نہیں کیا....

وہ اس کی پکڑ میں مچلتی ہوئی کہنے لگی.

***

وہ اپنے بھائی سے بات کر کے ابھی فری ہوئی تھی.

کیسا رہا آج کا دن ضرار نے اپنی بیٹی سے پوچھا جو تھکی تھکی لگ رہی تھی..

اچھا تھا بابا....

ویسے تو وہ اپنے دونوں بچوں سے محبت کرتا تھا.

لیکن اینا اسے بہت عزیز تھی.

وہ تھی بھی بہت معصوم....

ماریہ کے سارے رنگ اس کے بیٹے معیز نے پکڑے تھے اس لئے اس نے اسے آرمی ٹریننگ کے لئے بھیج دیا.

اینا اس سے الگ تھی اور اپنے باپ کے قریب.

ماریہ کو کبھی کبھی لگتا تھا وہ اس کی بیٹی کیسے ہو سکتی ہے.

اگر اس کی آنکھیں اس کی طرح چمکتی ہوئی نیلی نا ہوتیں تو شاید وہ اسے بیٹی ماننے سے انکار بھی کر دیتی.

مام کدھر ہیں....

ادھر ہوں میں....

وہ کمرے سے نکل کر اس کے پاس بیٹھ گئی.

جب وہ اس کامیاب آپریشن سے لوٹی تھی اس کے کچھ سال بعد ان دونوں کی پیدائش ہوئی تھی.

اس کے بعد اسے باقاعدہ آرمی جوائن کرنے کا موقع ملا پر اس نے انکار کر دیا.

وہ صرف خود کو منوانا چاہتی تھی.

ان کی پیدائش کے بعد ماریہ کے لئے کافی مشکلات پیدا ہوئیں.

وجہ اس کا رویہ تھا. خود کو بدلنے میں اس نے کافی محنت کی لیکن پرانی ماریہ اکثر ہی سر اٹھاتی رہتی تھی.

تم اپنے کزن سے ملی....

وہ اسی یونی جا رہی تھی جہاں حدید پڑھتا تھا.

ایک دو بار اس سے ملی تھی اور تمام تر وجاہت کے باوجود اسے وہ برا لگا تھا.

وجہ اس کا کسی کو گھاس نا ڈالنا تھا.

ایک بار اس سے کسی لڑکے نے بدتمیزی کی وہاں موجود ہونے کے باوجود اس نے اینا کی کوئی مدد نہیں کی.

وہ تو یونی چھوڑنے کا سوچ رہی تھی جب اسے پتا لگا کہ اس رات ایکسیڈنٹ میں اس لڑکے کا ایک بازو ضائع ہو گیا ہے.

اس خبر کے بعد اس نے یونی چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا.

آج وہ جلدی میں حدید سے ٹکرا گئی جس پہ اس نے سب کے سامنے اس کی انسلٹ کی لیکن ایک دو تو اس نے بھی سنا دی تھی جس پہ وہ اس وقت خاموشی سے چلا گیا لیکن اسے خطرے کا احساس شدت سے ہو رہا تھا.

نہیں موم نہیں ہوئی....

اس نے جھوٹ سے کام لینا چاہا جس پہ ماریہ نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا.

وہ بھول گئی تھی کہ اسے دھوکا دینا ناممکن تھا.

میں روم میں جا رہی ہوں بہت کام ہے آج تو...

وہ اس سے نظریں بچاتی چلی گئی.

کیا ہو رہا ہے مسز ضرار...

وہ کچن میں شیلف پہ چڑھ کر بیٹھی تھی جب وہ وہاں چلا آیا.

تمہارے خلاف کچھ سوچ رہی ہوں....میجر ضرار....

میرے خلاف....

وہ اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا.

ہاں بلکل....

کیا سوچ رہی ہو...وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا.

تو وہ اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلنے لگی.

تم معیز کو واپس بلا لو میں اسے بہت مس کر رہی ہوں....

ماریہ ہم اس بارے میں بات کر چکے ہیں...وہ وہاں ٹھیک رہے گا.

ضرار....اس نے کھینچ کر اسکا بٹن توڑ دی

اور منہ پھلا کر اسے دیکھنے لگی.

تم نے اسے بہت بگاڑ دیا ہے....

میں نے....

وہ ڈرامائی طریقہ سے کہنے لگی.

دیکھو ضرار پلیز ....

فنکشن تک ہی بلا لو یار....

وہ اسے دور ہٹاتی چلی گئی....

بلاو تو سہی میں اسے جانے ہی نہیں دوں گی....

****

اینا جب جاگی تو کسی کو اپنے انتہائی قریب پا کر ایک دم پیچھے ہٹی اور بیڈ سے نیچے گر گئی.

آہ ہ ہ .... وہ اپنا سر سہلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ سکون سے اس کے بیڈ پہ لیٹا تھا.

ت...تم یہاں پہ کیا کر رہے ہو....

دیکھ رہا ہوں اب تمہاری زبان نہیں چل رہی.....

چلے جاو یہاں سے ورنہ میں ابھی موم کو بلا رہی ہوں....

وہ اس کے بیڈ سے کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا.

بلاو انہیں....

ایک ایک قدم اس کی طرف بڑھاتے وہ اسے ایسا کرنے کو کہ رہا تھا.

اینا نے ماریہ کو بلانے کے لیے اپنا منہ کھولا پر وہ اس سے کسی ٹرین کی طرح ٹکرایا.

اینا کی پشت دیوار سے اتنی زور سے ٹکرائی کہ وہ اگلا سانس بھی نا بھر پائی.

چمکدار نیلی آنکھیں سلور گرے انکھوں سے ٹکرائیں.

وہ اب اس سے صحیح معنی میں خوف محسوس کرنے لگی تھی.

دوبارہ اگر مجھ سے الجھی تو تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوں گا.

اس کی شخصیت کا یہ پہلو ہمیشہ نمایاں رہا تھا لیکن اس کی سمت کبھی اس کی طرف نہیں رہی تھی.

حدید اپنا ہاتھ اس کے منہ سے ہٹانے لگا اور اینا نے گہرا سانس لیا جو ابھی تک رکا ہوا تھا.

وہ اسے دیکھتا ہوا قدم اٹھانے لگا.

اور پھر پلٹ کر بالکونی کی طرف چل دیا.

جبکہ اینا اپنے حواس سنبھالتے بکھرتی دھڑکن کے ساتھ باہر چل دی.

****

کیا میں نے جو کہا تھا وہ کیا....

یس ڈیڈ وہ آدمی اب ہمارے قبضے میں ہے.

وہ ھاد کے آفس میں جیسے ہی داخل ہوا ھاد اس سے پوچھنے لگا.

وہ اس کے سامنے والی کرسی کھینچتا بیٹھ گیا.

حدید....

ہمممم....وہ اپنے باپ کی گہری آنکھیں خود پہ محسوس کر رہا تھا.

تم ماریہ کے گھر کیوں گئے تھے.....

ھاد کی بات سنتے ہی وہ ٹھٹکا اور پھر گہرا سانس لینے لگا.

اینا کو کچھ نوٹس دینے تھے.

وہ اپنی سیٹ سے کھڑا ہوا اور باہر نکلنے لگا پھر حدید کے پاس رک کر اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا

اینا سے دور رہنا....

وہ اپنا ہاتھ اٹھا کر چل دیا.

***

ماما....

کیا بات ہے میری جان....

وہ اس کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی اور اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی.

جبکہ حورین اس کے بالوں میں محبت سے انگلیاں چلا رہی تھی.

آپ کو یاد ہے ہم بیچ پہ جا کر کتنی مستی کرتے تھے اور آپ پریشان رہتی تھی کہ کہیں ہم پانی کے زیادہ قریب نا چلے جائیں.

اس کی بات سن کر وہ مسکرا پڑی.

ہاں کیونکہ تم ہمیشہ پانی کی طرف ہی بھاگتی تھی.

وہ کھکھلا کر ہنسنے لگی.

اور پھر اس کے چہرے پہ موجود زخم کے نشان اپنی انگلیوں سے چھونے لگی.

تم اتنی بڑی بھی ہو گئی ہو مجھے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا.

جب تم پیدا ہوئی تھی تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی.

آئی جسٹ وش.... کہ اسد بھی مجھے ایسے ہی چاہے جیسے ڈیڈ آپ کو چاہتے ہیں.

کیوں نہیں میری جان....

وہ محبت سے اس کے ماتھے کا بوسہ لیتے ہوئے کہنے لگی.

***

معیز.....

ماریہ اسے دیکھتے ہی میگزین چھوڑ کر اس کی طرف لپکی اور گلے سے چپک گئی.

موم....آئی مسڈ یو....سووو...مچ....

ماریہ اس کا چہرہ تھام کر رخسار چومنے لگی.

زرا دیکھنے تو دو....

مائی ہینڈسم مین....

کتنی لڑکیاں فدا ہوئیں....

وہ آنکھ دباتی کہنے لگی.

بہت ساری....

وہ بھی دانت نکالتا کہنے لگا.

یہ بابا اور اینا کہاں ہیں...

اینا یونی ہے اور ضرار ڈیوٹی پہ....

وہ اس کا ہاتھ تھام کر صوفے تک لے آئی.

تم مجھے بتاتے تو سہی آنے کا...

سرپرائز ماما سرپرائز....

ویسے بابا نے ہی میری چھٹی اپروو کروائی ہے.

وہ اس کا ہاتھ چومتا کہنے لگا

حدید بھائی کیسے ہیں اور ھانیہ اور اسد بھائی...

وہ سب کے بارے میں پوچھنے لگا.

سب زبردست ہیں...

حدید کچھ دن پہلے ہی تمہاری واپسی کا پوچھ رہا تھا.

وہ ملازمہ سے اس کے لئے کھانا لگواتی کہنے لگی تو وہ فریش ہونے کا کہہ کر کھڑا ہو گیا.

ماریہ کو وہ پہلے سے بدلا ہوا لگا تھا شاید یہ سب آرمی کی سخت ٹریننگ کی وجہ سے تھا.

لیکن جو بھی تھا اس کی فیملی تو ساتھ تھی.

*****

وہ اس کے بال تھامے تھا اور وہ شخص چیخ رہا تھا.

ایک ہاتھ میں چاقو پکڑے ھاد نے اس کا ہونٹ سے اس کے کان تک چہرے کو کاٹنا شروع کیا.

اور پھر اسی طرح سے دوسری طرف بھی کاٹنے لگا.

لیکن وہ شخص اب تکلیف سے بیہوش ہو چکا تھا.

وہ چاقو اس کے کپڑوں سے صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا.

اب جب وہ ہوش میں آئے گا تو سب کچھ اگلے گا.

وہ احتشام کو کہنے لگا.

تم نے حدید کے لئے کیا سوچا ہے....

وہ کافی وقت سے اس کی مدد کرنا چاہتا تھا اور کر بھی رہا تھا.

لیکن حورین کی وجہ سے وہ اسے اندرونی معاملات سے دور رکھے ہوئے تھا.

حورین ایسا نہیں چاہتی...

اور تم....

میں اس کا باپ ہو احتشام اس کے لئے بہتر ہی چاہوں گا

لیکن یہ سب اس کے فیصلے پر منحصر کرتا ہے.

****

کتنے عرصے بعد وہ وہاں قدم رکھ رہا تھا.

آخری بار تب جب ھاد نے اس کا ہاتھ توڑ کر اسے وہاں سے نکالا تھا.

وہ مسکرا کر سر جھٹک گیا.

اس کی بیوی اور انیس سالہ عدن بھی ساتھ تھی.

تبھی ایک بچہ بھاگتا ہوا وہاں سے گزرا اور انہیں دیکھ کر رک گیا.

آپ کون....

وہ اپنی پلاسٹک کی تلوار اس کی طرف لہراتا کہنے لگا.

ایک آنکھ سمندری لٹیروں کی طرح ڈھانپ رکھی تھی.

اسے لگا شاید وہ کسی مہمان کا بیٹا ہو گا.

کچھ سال پہلے جب وہ پاکستان لوٹا تو تب سے احتشام کے ساتھ رابطے میں تھا.

ھاد سے بھی ملا تھا لیکن حورین سے سامنا پہلی بار ہونے جا رہا تھا.

ہیلو ینگ مین....

عدن مسکراتی ہوئی اس کے سامنے بیٹھ گئی.

حنان کو وہ لڑکی کافی پیاری لگی تھی.

کیا آپ میری قیدی بنو گی...

اس کی بات پہ وہ تینوں چونکے.

کیا مطلب...

میں لٹیرا ہوں نا تو کیا آپ میری قیدی بنو گی...

وہ اس کی عقل پہ افسوس کرتا کہنے لگا.

ضرور....

بیٹا آپ کا نام کیا ہے...

رباط اس سے پوچھنے لگا.

تو وہ ایک دم سیدھا کھڑا ہو کر اپنا نام بتانے لگا.

حنان مرزا....

رباط کی آنکھیں ایک دم پھیلیں.

اسے پتا تھا ھاد کا چھوٹا بیٹا حنان ہے لیکن اتنا چھوٹا....

بہت پیارا نام ہے آپکا تو...

حورین تبھی اسے ڈھونڈتے لان میں آئی تھی.

لیکن سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر چونکی.

کیسی ہو حورین....

اسے سالوں بعد بھی وہ اسے دیکھ کر پہچان گیا تھا.

وہ اپنئ عمر سے کم لگتی تھی. شاید ھاد کی محبت کی وجہ سے.

رباط ک...کیسے ہو تم

ماما.... یہ لڑکی میری گرل فرینڈ بن گئ ہے.

حنان آنکھیں گھماتا حورین کو کہنے لگا.

جس پہ اس نے حنان کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا.

عدن اس بچے کو حیرانگی سے دیکھنے لگی.

وہ رباط کو دیکھ کر کافی خوش تھی.

م...مجھے معاف کرنا یہ بس ایسے ہی بولتا رہتا ہے.

کیا یہ تمہارئ بیٹی ہے...

وہ آنکھیں پھیلائے عدن کو دیکھنے لگی.

ہاں...یہ میری بیوی زوبیہ ہے.

وہ اپنا بازو اس کے گرد حمائل کرتا کہنے لگا.

اور یہ میری بیٹی عدن

ہیلو آنٹی...

اسلام علیکم...

وہ دونوں حورین سے ملنے لگیں.

تو حورین نے بھی انہیں باقاعدہ گلے لگا لیا.

رباط اس لڑکی میں اتنی تبدیلی دیکھ کر دل سے مسکرایا.

واقعی میں ھاد کی محبت میں کچھ تو تھا جس نے اسے اتنا بدل دیا.

ماما....پریٹی گرل کو اندر لے کر چلیں.

اس کی بات پہ حورین شرمندہ ہو گئی جبکہ وہ تینوں ہسنے لگے.

ہال میں سب موجود تھے اور ھانیہ ھاد کا سر کھا رہی تھی.

جیسے ہی وہ رباط کو لے کر داخل ہوئی تو وہ کھڑا ہو گیا.

سب سے رسمی تعارف کروا کر حورین ان کے لئے لوازمات کا انتظام کروانے لگی.

وہ ھانیہ کو دیکھ کر کافی حیران ہوا تھا.

وہ اور حورین ایک دوسرے کی کاپی تھیں.

فرق صرف یہ تھا کہ اس کی آنکھیں اپنے باپ کی طرح براون تھیں.

اور حورین اب جوان نہیں رہی تھی.

وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ وہی لڑکی تھی جسے اس نے چار سال پہلے دیکھا تھا.

حورین واپس آئی تو ھاد اس کے گرد بازو حمائل کر کے ساتھ کھڑا ہو گیا.

اسی نے رباط کو احتشام کی خوشی کے لئے ھانیہ کی شادی پہ انوائٹ کیا تھا.

اور ان کی آپس میں پہچان ہو جائے اسی سلسلے میں آج اسے گھر بلوایا تھا.

ویسے انکل یہ حنان ھانیہ سے اتنا چھوٹا کیوں ہے.

عدن ھاد کی شخصیت سے کافی متاثر ہوئی تھی.

وہ اس لئے کیونکہ یہ ہونا سرپرائز تھا.ھانیہ کے جواب پہ جہاں حورین شرمندگی سے سرخ ہو رہی تھی وہیں ھاد کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی.

اور اب ہم ایک اور سرپرائز پلان کر رہے ہیں...وہ رباط کو دیکھتا ذومعنی طریقے سے کہنے لگا.

حورین کے کانوں سے شرمندگی سے دھواں نکلنے لگا.

اور وہ مدھم سا ھاد کہہ کر خود کو اس سے دور کرنے لگی.

وہیں باقی سب مسکراہٹ دباتے دیواروں کو دیکھنے لگے جیسے انہوں نے کچھ سنا ہی نا ہو.

ان سب میں صرف حنان کا نعرہ گونجا تھا.

مجھے بہن چاہیئے ڈیڈ...

*****

وہ کب سے گازیبو میں بیٹھی جھول رہی تھی.انکھ سے ایک آنسو نکل کر اس کے کپڑوں میں جزب ہو گیا.

تبھی ھاد وہاں آیا اور دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا.

کیا سوچ رہی ہو...

ک...کچھ بھی نہیں...

تم مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتی.

حورین اسے غور سے دیکھنے لگی.

اس کی شخصیت آج بھی ویسی تھی جیسی کئی سال پہلے.پہلی نظر میں ہی مقابل کو خوفزدہ کر دینے والی.اس کی پہلی ملاقات کی طرح آج بھی وہ ٹی شرٹ اور پینٹ میں ملبوس تھا.صرف

اتنا فرق آیا تھا کہ اس کے بالوں میں اب گرے رنگ کے بال دکھنے لگے تھے.وہ پاکٹ سے سگریٹ نکال کر اسے سلگانے لگا. وہی انداز وہی نظریں...کانوں کے اوپر سے بال سفید ہو چکے تھے.

ھانیہ کے بارے میں سوچ رہی تھی.وہ چادر لپیٹتی اس کے سامنے آ گئی.

وہ ابھی بھی اس کا راستہ روکے تھا.

کیا مجھے راستہ نہیں دو گے....

وہ خفیف سا مسکرایا اور اس کا رخسا چھونے لگا.

ڈارلنگ....تمہارے تمام راستے مجھ پہ ختم ہوتے ہیں....

رات کے اس پہر چاند ستارے اور جگنو ان کی محبت کے گواہ تھے.

ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے ہوئے وہ زندگی سے خوش تھے اور آگے کے سفر کے لئے تیار....

****

اختتام پزیر